

جناں بنے گی نمب ان چاریار کی قبر
جو اپنے سینے میں یہ چارباغ لے کے چلے

وَالَّذِينَ مَعَهُمْ إِسْرَافٌ عَلَىٰ أَعْيُنِنَا جَزَاءُ لِكُلِّ مَعْرُوفٍ مُّجْتَبِيًّا

الرَّحْمَانُ الرَّحِيمُ بِإِذْنِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ

تعمیر و تحقیق چارباغ

تحقیق و تخریج کے ساتھ اضافہ شدہ ایڈیشن

مؤلف

مولانا حافظ راشد حسین ضوی

امیر مرکزی جماعت اہلسنت پاکستان ضلع راولپنڈی

مکتبہ ضیائیہ راولپنڈی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

جناں بنے گی مہبان چار یار کی قبر
جو اپنے سینے میں یہ چار باغ لے کے چلے

رب دے یار دایا ر صدیق
سنیاں دا ولد ار صدیق

حق چار یار

مؤلف

علامہ حافظ فدا حسین رضوی
امیر مرکزی جماعت اہل سنت ضلع راولپنڈی

ناشر

مکتبہ ضیائیہ راولپنڈی



جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب	نعرہ تحقیق حق چاریار
مؤلف	علامہ حافظ فدا حسین رضوی امیر مرکزی جماعت اہل سنت ضلع راولپنڈی
نظر ثانی	علامہ مفتی طارق محمود نقشبندی
کمپوزنگ	علامہ تنویر احمد ہزاروی، مولانا تیمور حسین ستی
پروف ریڈنگ	مولانا فرحان علی رضوی، مولانا نقاش احمد رضوی
بار طبع	دوم
تعداد	1100
قیمت	
ناشر	مکتبہ ضیائیہ اقبال روڈ کمیٹی چوک راولپنڈی
اسٹاکسٹ	احمد بک کارپوریشن کمیٹی چوک راولپنڈی۔ فون 051-5558320

ملنے کے پتے

- **مکتبہ ضیائیہ** اقبال روڈ کمیٹی چوک راولپنڈی۔ فون 051-5534669
- **شبیر برادرز** اردو بازار لاہور۔ فون 041-37246006
- **مکتبہ غوثیہ** کراچی۔ فون 021-34926110
- **مکتبہ غوثیہ عطاریہ** اقبال مارکیٹ راولپنڈی
- **فضل حق پبلشرز** اقبال مارکیٹ، لاہور

فہرست مضامین

۱۲	انتساب
۱۵	پیش لفظ از علامہ مفتی داود رضوی
۲۳	تقدیم ترجمان فکر رضا علامہ سید صابر حسین شاہ
۲۳	کچھ صاحب صاحب مقالہ کے بارے میں
۲۵	تقریظ --- حجۃ الاسلام پیر سید عرفان شاہ صاحب مشہدی موسوی
۲۶	تقریظ --- مفتی اعظم پاکستان خواجہ پیر مفتی اشرف قادری
۵۰	تقریظ --- جامع المعقول والمنقول شیخ الحدیث مفتی محمد طیب ارشد
۵۲	تقریظ --- رئیس المناطقہ علامہ مولانا مفتی محمد سلیمان رضوی
۵۵	تقریظ --- مفسر قرآن مفتی عبدالرزاق بھترالوی
۶۱	تقریظ --- مفکر اسلام علامہ سید شاہ تراب الحق قادری جیلانی
۶۶	تقریظ --- شیخ الحدیث مفتی محمد ایوب ہزاروی
۶۸	تقریظ --- شیخ الحدیث پیر سائیں غلام رسول قاسمی
۷۲	تقریظ --- استاذ العلماء شیخ الحدیث والتفسیر حافظ عبدالستار سعیدی
۷۳	تقریظ --- استاذ العلماء شیخ الحدیث مفتی محمد صدیق ہزاروی سعیدی
۷۵	تقریظ --- استاذ المناظرین مفتی عبدالشکور الباروی
۷۶	تقریظ --- فقہیہ ملت علامہ خادم حسین رضوی
۷۸	تقریظ --- شیخ الحدیث مفتی محمد رضا المصطفیٰ ظریف قادری
۸۰	تقریظ --- ادیب ملت علامہ محمد منشاء تابش قصوری
۸۳	تقریظ --- زینۃ الفقہاء شیخ الحدیث مفتی محمد گل شہزاد
۸۵	تقریظ --- مصنف کتب کثیرہ علامہ حکیم سید بادشاہ تبسم بخاری
۹۵	تقریظ --- سید السادات علامہ سید عنایت الحق شاہ
۹۷	تقریظ --- پاسبان مسلک رضا ابو حذیفہ محمد کاشف اقبال مدنی
۹۸	تقریظ --- فخر السادات علامہ پیر سید کرامت علی حسین شاہ

- ۱۶۶----- خلاصہ کلام
- ۱۶۷----- اصل مسئلہ
- ۱۶۷----- دعویٰ مذکورہ پر دلیل
- ۱۶۸----- محدث ہزاروی کی چند عبارات
- ۱۷۳----- محدث ہزاروی کے خلفاء فہرست
- ۱۷۶----- عبد القادر شاہ اور جماعت اہل سنت کا مرکزی ناظم اعلیٰ محدث ہزاروی کے خلفاء ہیں کتاب کا عکس۔
- ۱۷۷----- دلیل دوم
- ۱۷۷----- منکرین حق چار یار کی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان میں گستاخیاں
- ۱۹۹----- سختی کی وجہ
- ۱۹۹----- فکر اعلیٰ حضرت
- ۲۰۰----- علامہ پیر سید مہر علی شاہ صاحب کی طرف سے حق چار یار کا نعرہ اور پنج یار کا رد۔
- ۲۰۲----- سب صحابہ کہہ کر عوام کو دھوکہ دینا روا فیض کا پرانا طریقہ۔
- ۲۰۵----- حق چار یار کا مطلب
- ۲۰۵----- حق چار یار کہنے کا عجیب فائدہ۔
- ۲۰۶----- اعتراض نعرہ تحقیق دیوبندیوں کی ایجاد ہے۔
- ۲۰۶----- جواب
- ۲۰۷----- نعرہ تحقیق کے جواب حق چار یار پر مزید اعتراضات کے جوابات۔
- ۲۰۹----- حصر اور قصر کے قواعد کا مدلل اور مفصل جواب۔
- ۲۶۰----- قضیہ حق چار یار پر ایک اور اعتراض کا جواب۔

باب دوم

- ۲۹۱----- قرآن کریم سے حق چار یار پر دلائل۔
- ۲۹۲----- سوال نعرہ تحقیق کا ۱۹۵۳ سے پہلے کا کوئی ثبوت لائو۔
- ۲۹۲----- جواب۔
- ۲۹۳----- ۱۹۵۳ سے پہلے حق چار یار پر لکھی جانے والی چند کتب کے سرورق۔

- ۳۰۰..... قرآن کریم سے دلیل اول
 ۳۰۳..... قرآن کریم سے دوسری دلیل
 ۳۰۶..... قرآن کریم سے تیسری دلیل
 ۳۱۳..... قرآن کریم سے چوتھی دلیل
 ۳۱۵..... قرآن کریم سے پانچویں دلیل
 ۳۱۶..... قرآن کریم سے چھٹی دلیل
 ۳۱۸..... قرآن کریم سے ساتویں دلیل
 ۳۱۹..... قرآن کریم سے آٹھویں دلیل

باب سوم

- ۳۲۲..... احادیث نبویہ علیہ السلام سے حق چاریار کا ثبوت
 ۳۲۳..... حدیث انا مدینۃ العلم و ابو بکر اساسھا
 ۳۲۳..... عارف کھڑی میاں محمد بخش
 ۳۲۴..... حدیث مذکورہ کو مقدم کرنے کی وجہ
 ۳۲۶..... لاعلمی کا بہانہ
 ۳۲۶..... جاہل مفتی یعنی مفت سے مفتی
 ۳۲۷..... سیدنا علی المرتضیٰ کا فرمان
 ۳۲۸..... حق چاریار کا نعرہ تحقیق نور محمدی کے وقت
 ۳۳۰..... حق چاریار کا نعرہ نوح علیہ السلام کے دور میں
 ۳۳۲..... حق چاریار کا نعرہ عرش پر
 ۳۳۳..... حق چاریار کا نعرہ لواء الحمد پر
 ۳۳۵..... حق چاریار اور سبق آموز واقعہ
 ۳۳۶..... چاریار کی محبت صرف مومن کے دل میں جمع ہوتی ہے
 ۳۳۷..... حق چاریار سے بغض رکھنے والا قاجر
 ۳۳۸..... حق چاریار کی محبت نماز کی طرف فرض ہے
 ۳۳۹..... ترتیب افضلیت اور حق چاریار بزبان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
 ۳۴۱..... حدیث مبارکہ کی سند

- ۴۵۴ ----- چھٹی صدی ہجری میں کانعرہ۔
- ۴۵۸ ----- ساتویں صدی ہجری میں حق چار یار کانعرہ۔
- ۴۶۱ ----- آٹھویں صدی ہجری میں حق چار یار کانعرہ۔
- ۴۶۲ ----- نویں صدی ہجری میں حق چار یار کانعرہ۔
- ۴۶۳ ----- دسویں صدی ہجری میں حق چار یار کانعرہ۔
- ۴۶۶ ----- گیارہویں صدی ہجری میں حق چار یار کانعرہ۔
- ۴۶۹ ----- بارہویں صدی میں حق چار یار کانعرہ۔
- ۴۷۰ ----- تیرہویں صدی میں حق چار یار کانعرہ۔
- ۴۷۱ ----- چودہویں صدی ہجری میں حق چار یار کانعرہ۔
- ۴۷۲ ----- توجہ طلب بات۔
- ۴۷۴ ----- خلفاء راشدین کی خلافت کی ترتیب کا لطیف استخراج۔
- ۴۸۳ ----- حق چار یار اور عطا محمد بندیالوی۔
- ۴۸۴ ----- عبارت مذکورہ سے حاصل ہونے والے فوائد۔
- ۴۸۴ ----- اقول۔

باب پنجم

- ۴۸۹ ----- شعراء اہل سنت کے اشعار سے حق چار یار پر استدلال۔
- ۴۹۰ ----- امیر خسرو دہلوی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۷۲۵ھ صاحب مطلع الانوار۔
- ۴۹۰ ----- الشاہ امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ۔
- ۴۹۲ ----- مرزا اسد اللہ خان غالب۔
- ۴۹۳ ----- اقبال احمد صاحب۔
- ۴۹۷ ----- حاجی امداد اللہ مہاجر مکی۔
- ۴۹۸ ----- سید میر محمد اسد اللہ شاہ۔
- ۵۰۰ ----- میاں محمد بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔
- ۵۰۱ ----- مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ۔
- ۵۰۶ ----- محترم خاقانی صاحب۔
- ۵۰۶ ----- دائم اقبال دائم قادری۔
- ۵۰۸ ----- علامہ شرف الدین بخاری رحمۃ اللہ علیہ۔

انتساب

فقیر حقیر بندہ لاشیء اپنی اس ادنیٰ سی کوشش کو مرکز دائرہ علم و ایمان، محیط کرہ فعلیت و امکان، مسند آرائے ربیع مسکون، رونق مثلثات گردوں، اسد میدان شجاعت، اعتدال میزان عدالت سطح خطوط استقامت، استوی سطوح کرامت، مخزن اجناس عالیہ، معدن خصائص کاملہ، تزکیہ نفوس فاصلہ، تصفیہ قلوب کاملہ، بہجت حدائق بلاغت، سراج و ہاج ہدایت نسخہ کیمیائے سادت صحیفہ دلائل نبوت تشریح حجت بالغہ، تصریح واقعات ماضیہ، موضع احکام الہیہ، افق مبین انوار شمسیہ، بے سہاروں کے سہارا، بے چاروں کے چارہ، ہادی السبل خیر الرسل احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کی طرف منسوب کرتا ہوں جن کا فرمان عالی شان ہے:

”یامعاویۃ انت منی وانا منک“

اے معاویہ تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے

(السہرۃ العلویۃ)



پیش لفظ

از حضرت علامہ مولانا مفتی محمد داؤد رضوی سلمہ اللہ تعالیٰ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بے حد حمد و ثناء اس وحدہ لا شریک ذات کو زیبا جو اپنی ذات و صفات میں شرکت سے مزید و مبرہ ہے ایسی کبریائی کی مالک کہ دنیا کے بڑے بڑے لوگ بھی اس کی بارگاہ ایزدگاہ میں سجدہ ریز ہیں ایسا قادر مطلق کے بڑے بڑے فلاسفوں اور داناؤں کی عقلیں اس کے کمالات قدرت کے احاطہ سے قاصر نظر آتی ہیں۔ اور اہل عرفاں کی بھی یہ صدا ہے ماعرفناک حق معرفتک۔

وبصد عجز و نیاز سے ہزاروں صلوات طیبات اس نبی کائنات، مجمع الحسنات، معدن الخیرات، فخر موجودات سرور کائنات ختم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ و الثناء پر ہو کہ جن کی ذات والا صفات مرکز دائرۃ کائنات ہے جن کا ظہور پر نور عنوان موجودات ہے۔ اور بے حد درود و سلام آپ ﷺ کی آل و اصحاب رضی اللہ عنہم پر ہوں قرون اولیٰ سے لے کر آج تک گلشن اسلام کی آبیاری کرنے والے جملہ اکابرین اہلسنت کا یہ قطعی اجماعی عقیدہ رہا کہ انبیاء کرام ﷺ کے بعد تمام لوگوں سے دلایت باطنی و خلافت ظاہری میں علی الاطلاق افضل و اعلیٰ ہستی امام الاولیاء حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ و ارضاء عناکہ ہیں۔ آج بھی اہلسنت اپنے اس علامتی نشان سے جانے پہچانے جاتے ہیں۔ اس گروہ مقدس کا شروع ہوا سے یہ طرہ امتیاز ہے کہ یہ اپنے نظریاتی گلستانوں میں ہر قسم کے افراط و تفریط کی آمیزشوں سے پاک رہا اور ہمیشہ سے جادۂ حق پہ قائم رہا (ما انا علیہ و صحابی) کے کلمات

مبارک کہ سے جنت نعیم کی نوید مسعود سننے والے اس گروہ پاک کا یہی نظریہ ہے صحابہ کبار
والہبیت اطہار رضی اللہ عنہم کی محبت والفت اور تعظیم و تکریم ایمان کا حصہ ہے۔

حضرت خضر علیہ السلام کے گلستانِ علم و حکمت کے خوشہ چین دو سو ستر علوم عقلیہ و نقلیہ پہ
دسترس رکھنے والی شخصیت امام المتکلمین شاہ عبدالعزیز پرہاروی قدس سرہ النورانی
متوفی ۱۲۳۹ھ صفحہ قرطاس کو مزین کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

حب اہل بیت واصحاب نبی
عین ایمان ست بشنوائے اخی
مذہب شیعہ ست و قبیح
خارجی خارج شد از دین ملیح
مذہب سنی کتاب و سنت ست
جائی سنی درمیاں جنت ست (1)

لہذا جو لوگ صحابہ والہبیت اطہار رضی اللہ عنہم میں سے کسی کی بھی تنقیص و عیب جوئی کے درپے
ہیں وہ درحقیقت صرف اسلام ہی نہیں بلکہ بانی اسلام کے دشمن ہیں ان کے مقاصد رزیلہ
اسلام کی آہنی دیوار کو منہدم کرنا اور ناشرین اسلام کو سب و شتم کر کے قرآن و حدیث کو
باطل کرنا ہے۔

صائب الفکر شخص کیلئے امام المحدثین شیخ ابو زرعہ رازی قدس النورانی متوفی ۲۶۳ کا فرمودہ ہی
کافی ہے۔

(1) ایمان کامل ص ۱۳ مطبوعہ اجمیری کتب خانہ ملتان

عن ابی زرعہ الرازی انه قال: اذا رايت الرجل ينتقص احدا من اصحاب رسول الله ﷺ فاعلم انه زنديق وذاك ان الرسول حق والقرآن حق وما جاء به حق وانما ادى الينا ذالك كله الصحابة وهؤلاء يريدون ان يجرحوا شهودنا ليبتلوا الكتاب والسنة والجرح بهم اولی وهم زنادقه انتهى - (1)

حضرت ابو زرعہ رازی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب تو دیکھے کسی شخص کو جو رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے کسی ایک کی تنقیص کرتا ہے تو جان لے وہ زندقہ ہے۔ یہ اس لئے رسول اللہ ﷺ حق ہیں قرآن حق ہے اور جو کچھ سرکار علیہ السلام لے کر آئے وہ بھی حق ہے اور یہ سب کچھ ہم تک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پہنچایا۔ یہ (زندیق) لوگ چاہتے ہیں وہ ہمارے گواہوں (صحابہ) پر جرح کریں تاکہ کتاب و سنت کو باطل کریں۔ جرح (عیب) کے وہ زیادہ مستحق ہیں وہ زندقہ ہیں۔

یہ بات ذہن نشین ہونی چاہیے کہ اہلسنت وجماعت میں رائج شدہ نعرے ان کا مذہبی شعار ہیں اور ان نعروں سے اہلسنت کے عقائد و نظریات کی بھی عکاسی و ترجمانی ہوتی ہے۔ اور ان کے ذریعے اہل حق اور باطل فرقوں سے امتیاز بھی واضح طور پر نظر آتا ہے۔ مثال کے طور پر مشرکین کی تردید کیلئے نعرہ تکبیر، اللہ اکبر لگایا جاتا ہے۔ شان رسالت کے منکرین عام ازین وھابیہ دیابنہ ہوں یا دیگر کفار کا رد کرنے کیلئے نعرہ رسالت، یا رسول اللہ ﷺ لگایا جاتا ہے۔ جبکہ اہل تشیع، روافض کا یہ و طیرہ ہیکہ وہ خلفاء ثلاثہ حضرت ابو بکر عمر فاروق حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم کی توہین کرنے میں مصروف رہتے ہیں اور ان کی خلافت

(1) فتح المغیث للسخاوی ص ۹۲ ج ۳ مطبوعہ مرکز اہلسنت برکات انڈیا۔ تاریخ دمشق ص ۳۲ ج ۳۸ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت مناہل العرفان فی علوم القرآن ص ۲۸۱ ج ادار الحدیث قاہرہ الکفایۃ للخطیب ص ۳۹ مکتبہ شاملہ۔ فتاویٰ ارشادیہ ص ۱۲ مطبوعہ مکتبہ غوثیہ کراچی۔ شرح مقدمہ ابن ابی زید القیروانی فی العقیدہ ص ۳۳۲ مطبوعہ التحقیقہ استنبول۔ القدمة السنیة ص ۳۶۳ مکتبہ احقیقہ استنبول۔

افضیلت کا انکار کر کے اپنی عاقبت برباد کرنے میں لگے رہتے ہیں تو اہلسنت نے یہ ضرور محسوس کی کے اپنا موقف واضح کریں کہ حضرت مولائے کائنات علی المر ترضی کرم اللہ و ہی خلیفہ رسول نہیں ہے بلکہ سرکار دو عالم رسول اللہ ﷺ کے چاروں یار حق پر ہیں۔ کی خلافت و افضلیت برحق ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اہلسنت شیعوں اور خارجیوں کا رد کر کے لئے نعرہ تحقیق حق چار لگاتے ہیں۔ اور خارجی لوگ حضرت سیدنا علی المر ترضی رضی اللہ عنہ توہین کرتے ہیں اور ان پر سب و شتم کر کے اپنی قلبی غلاظت کا اظہار کرتے ہیں۔ اہلسنت ان کی سرکوبی کیلئے نعرہ حیدری یا علی لگاتے ہیں۔ درجنوں احادیث نبویہ علیہ السلام میں یاروں کی امتیازی شان کو بیان فرمایا گیا اور درجنوں احادیث مبارکہ چار یار کی اصطلاح شاید ہیں۔

نعرہ تحقیق، حق چار کی اصلاح جو زد خاص و عام ہے اس کے ثبوت کیلئے ایک صحیح حدیث مبارکہ پیش خدمت ہے جسے ایک درجن سے زائد جلیل القدر محدثین نے اپنی اسناد کے ساتھ نقل کیا ہے:

عن جابر بن عبد الله قال قال رسول الله ﷺ ان الله اختار اصحابي علي جميع العالمين سوى النبيين والمرسلين واختار لي من اصحابي اربعة ابا بكر وعمر وعثمان وعلي فجلهم خيرا اصحابي وفي اصحابي كلهم خير الحديث - سنده صحيح - (1)

(1) شرح اصول اعتقاد اهل السنة للامام لالكاني ص ۲۳۰-۲۳۱ ج ۲ رقم الحديث ۲۳۳۲ مطبوعه دار الحديث قاهره كتاب الشريعة للامام ابى بكر اجرى ص ۳۳۱ مطبوعه دار الحديث الشفا ص ۳۲ ج ۲ مطبوعه بيروت تاريخ دمشق لابن عساكر ص ۱۳۶ ج ۳ رقم الحديث ۶۰۶ مطبوعه احياء التراث العربى بيروت كشف الاستار ص ۱۳۳ ج ۳ مكتبه شامله تاريخ بغداد ص ۱۲۲ ج ۱ الحديث ۱۲۰۴ مكتبه شامله مجمع الزوائد للهيثمى ص ۲۲۴ ج ۹ رقم الحديث ۱۳۸۳ شامله تهذيب الكمال ص ۱۰۳ ج ۱۵ مكتبه شامله بيان الوهم والايهام ص ۶۴۸ ج ۴ دار الحديث من اجله حسن مطبوعه شامله تهذيب التهذيب ص ۲۲۴ ج ۵ مكتبه شامله فضائل الخلفاء الراشدين لابي نعيم ص ۵۶ الحديث ۲۲۸ مكتبه شامله تفسير قرطبي عن جابر موضوعا ص ۲۹۶ ج ۱۶ مكتبه شامله مجمع بحار الحديث ص ۳۵ ج ۵ مطبوعه مكتبه دار الايمان مدينه منوره - (بقية اگلے صفحہ پر)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے سارے صحابہ کو انبیاء و مرسلین کے سوا سارے جہاں پر پسند فرمایا (ترجیح دی) اور میرے صحابہ میں سے چار کو میرے لئے پسند فرمایا ہے۔ یعنی ابو بکر، عمر، عثمان، علی رضی اللہ عنہم کو ان کو میرے صحابہ سے افضل بنایا ہے۔ اور میرے صحابہ میں خیر ہی خیر ہے۔

اربعة کی دلالت چار پر خاص ہے اصولی اس دلالت کو قطعی قرار دیتے ہیں تو ثابت ہوا کہ واختار لی منہم اربعة میں اربعة کی دلالت چار (یاروں) پر خاص ہے، تو پھر یہ بات نکھر کر سامنے آگئی کہ اللہ کے پیارے محبوب ﷺ نے ”چار یار“ کا تذکرہ علیحدہ خصوصیت کے ساتھ کیا تو پھر چار یاروں کا خصوصیت کے ساتھ ذکر کرنا اللہ کے پیارے محبوب ﷺ کی سنت مبارکہ ہوئی۔

صد ہا اکابرین اہلسنت نے اپنے اپنے انداز میں چار یاروں کا خصوصیت کے ساتھ تذکرہ کیا ہے۔ برصغیر پاک و ہند میں اسلام کے لہلاتے کھیت کو سیراب کرنے والی عظیم شخصیت کہ جنہوں نے سینکڑوں تشنگان و علم و حکمت کو سیراب کیا کہ جن کی خانقاہ سے سیدی اعلیٰ حضرت جیسے عظیم مجدد، مفسر، محدث، مجتہد سیراب ہوئے عمدۃ السالکین سند الواصلین حضرت السید شاہ برکت اللہ مارہروی قدس سرہ القوی متوفی ۱۱۴۲ھ فرماتے:

خدایا تازہ کن ہر دم بہارش
بحق مصطفیٰ و چار یارش۔^(۱)

(بقیہ) الرياض النضرة للطبری ص ۴۷ ج ۱ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت صریح السنة للطبری ص ۲۳ المجروحین للحبان ص ۲۱ ج ۲ الموضح للخطیب ص ۳۱۲ ج ۲ الروض الانیق للسيوطی ص ۱۲۰ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔ شرح شفاء ملا علی قاری ص ۹۴ ج ۲ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت حجة الله على العالمين للنبهاني مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی۔ الاسالیب البدایة للنبهانی ص ۳۶۴ مطبوعہ مکتبہ الحقیقہ استنبول حضرات القدس ص ۲۸ ج ۱ مطبوعہ قادری رضوی کتب خانہ لاہور۔ فضائل الخلفاء الاربعة وغيرهم لابی نعیم ص ۱۰۱ رقم الحدیث ۱۰۳ مطبوعہ دارالبخاری مدینہ منورہ۔
(۱) السید شاہ برکت حیات اور علمی کارنامے ص ۳۱ بزم قاسمی برکاتی کراچی

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے عظیم پیشوا میاں شیر محمد شر قیوری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ معمول مبارک تھا جب مغرب کے بعد وظائف کیا کرتے تھے تو پہلے بالترتیب خلفاء اربعہ کا ذکر کرتے پھر کہتے از چہار یار مر حبا یا خواجہ نقشبند^(۱)

شاہی سنگوں پر چار یار

رئیس العلماء حضرت علامہ قاضی غلام محمود ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں:

سنی سلاطین اسلام کو عقیدہ خلافت راشدہ اور کلمہء اسلام لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے تحت تحفظ کا اتنا دینی احساس تھا کہ انہوں نے اپنے شاہی سنگوں کے درمیان کلمہ طیبہ اور ارگرد ابو بکر، عمر، عثمان، علی چار خلفائے راشدین کے نام کندہ کیے تھے۔ چنانچہ جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کاسکے بھی اسی طرح تھا۔^(۲)

علاوہ ازین شاہجہان بادشاہ کے سکے پر کلمہ طیبہ اور چار یار کے نام کندہ تھے۔ اور شیر شاہ سوری کے سکے پر بھی کلمہ طیبہ اور چار یاروں کے نام کندہ تھے۔^(۳)

اور اہلسنت کی مساجد میں یہ شعر لکھنے کا رواج قدیم سے چلا آ رہا ہے۔

چراغ و مسجد و محراب و منبر ابو بکر و عمر و عثمان حیدر۔^(۴)

حضرت علامہ قاضی غلام محمود ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک اقتباس پیش خدمت ہے۔ آپ کہ اس

(۱) خطبایب شیر ربانی ص ۸۷ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

(۲) انین اکبری جلد اول ص ۱۰۱

(۳) اردو دائرہ المعارف زیر اہتمام دانش گاہ یونیورسٹی پنجاب لاہور جلد ۱ ص ۸۸۴

(۴) الفضلیت خلیفہ اول ص ۲۶-۲۷ مطبوعہ بزم عاشقان مصطفیٰ

آیہ مبارکہ وعد اللہ الذین آمنوا منکم الایة سورۃ النور پ ۱۸ کی تفسیر نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

دیکھئے اس آیت کے تحت سب نے چار یاروں کا خصوصی ذکر فرمایا ہے جب ہی تو ہم کہا کرتے ہیں، حق چار یار، حق چار یار، حق چار یار، ان چاروں کی بڑی ہے بہار۔ ان کے دشمن پر خدا کی مار، ان کے دوستوں کا بیڑا پار۔

جن کا ڈنکا بج رہا ہے چار سو لیل و نہار
وہ ابو بکر و عمر و عثمان و حیدر چار یار

اعتراض: اب بعض فسادی ”حق چار“ پر یہ اعتراض کیا کرتے ہیں، کہ حضور ﷺ کے یار یعنی صحابہ صرف چار ہی تو نہیں تھے پھر ”حق سب یار“ کہا کرو ”حق چار یار کیوں کہا کرتے ہو؟

جواب: اس کا جواب یہ ہے کہ وہ یہ بتائیں کہ وہ پنچتن کیوں کہا کرتے ہیں کیا صرف یہ پنچ تن پاک تھے؟ اور معاذ اللہ باقی پلید، نہیں ایسا نہیں لیکن بات دراصل یہ ہے کہ بعض اوقات کسی کی تخصیص کسی خاص اہمیت کے پیش نظر ہوا کرتی ہے تو ”حق چار یار“ اور ”پنچ تن پاک“ کی تخصیص اسی خاص اہمیت کے پیش نظر کی جاتی ہے۔

ورنہ حضور ﷺ کے یاروں کی تعداد بھی چار سے زیادہ تھی اور وہ سبھی اور حضور ﷺ کی ازواج مطہرات پاک بیویاں سبھی تھیں۔ کہ آیت تطہیر اصل میں اتری ہی پاک بیویوں کے حق میں تھی۔ جیسا کہ قرآن پاک کے سیاق و سباق (آگے پیچھے کے الفاظ) سے مفہوم

(۱) ہوتا ہے۔

قبلہ قاضی صاحب کے ذکر کردہ اقتباسات سے یہ حقیقت نصف النہار کی طرح چمک اٹھی کہ نعرہ تحقیق ”حق چار یار“ اہلسنت کا شعار ہے اور اس کا منکر اور اس پر اعتراض کرنے والا ”فسادی“ ہے۔ حضرت قاضی صاحب نے معاندین کے اس اعتراض کی بھی کھلی کھول کر رکھ دی جو کہ یہ کہتے ہیں۔ حق چار یار سے باقیوں کی حقانیت کی نفی ہو جاتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔ جس طرح پنجتن پاک سے باقی ازواج مطہرات و صحابہ کی نفی نہیں ہوتی اسی طرح حق چار یار سے باقی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی حقانیت کی نفی نہیں ہوتی۔

حضرت العلام برادر مکرم علامہ فدا حسین رضوی حفظہ اللہ نے باوجود یہ کہ تدریسی، تصنیفی، تقریری مصروفیات کے بڑی جانفشانی سے اس دوسرے ایڈیشن میں کچھ چیزوں کا اور بھی اضافہ کیا معترضین کا علمی انداز میں محاسبہ کیا اور ان کے دندان شکن جواب دیئے اور اس ایڈیشن میں مزید علماء کی تقاریظ کا بھی اضافہ کیا اور احادیث مبارکہ اقوال اکابرین کی تخریج بھی کر دی گئی۔ اللہ تعالیٰ کتاب کو اہلسنت کیلئے نافع بنائے امین بجاہ طہ و سین۔

محمد داؤد رضوی

(۱) افضلیت خلیفہ اول ص ۲۵ ناشر بزم عاشقان مصطفیٰ

تقدیم

ترجمان فکر رضا، شہزادہ غوث الوری، سید السادات، ادیب اہل سنت
مولانا سید صابر حسین شاہ بخاری قادری

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم
وعلی الہ واصحابہ اجمعین

بندہ	پرورد	گارم	امت	احمد	نبی
دوست	دار	چہار	یارم	تابع	اولاد
مذہب	حنفیہ	دارم	ملت	حضرت	خلیل
خاکپائے	غوث	اعظم	زیر	سایہ	ہر وہی

سرور کائنات فخر موجودات حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کے یوں تو تمام صحابہ کرام
رضی اللہ عنہم اپنی مثال آپ ہیں لیکن ان تمام میں افضل ترین حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں،
پھر حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں۔ پھر حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ ہیں اور پھر حضرت
سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم ہیں۔ یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ حضرت نبی آخر
الزمان محمد مصطفیٰ ﷺ کے عہد مبارک اور خود خلفائے راشدین کے وقت میں جمعہ
المبارک اور عیدین کے خطبات میں کسی صحابی کا نام نہیں پڑھا جاتا تھا مگر جو محاربات صحابہ

کرام رضی اللہ عنہم میں واقع ہوئے، اس کے سبب باہمی نزاع اور خلفائے راشدین کی نسبت سب و شتم کا رواج ہوا تو اس کے تدارک کے لئے خطبات میں خلفائے راشدین کا نام باقاعدگی سے لئے جانے کا رواج ہوا تاکہ معلوم ہو کہ یہ سب واجب التعمیم ہیں۔ فقہائے نے اس عمل کو اچھا قرار دیا اور یوں یہ مبارک سلسلہ چل نکلا۔

چاروں خلفائے راشدین کی ترتیب حق ہے، ان کی افضلیت حق ہے ان کی خلافت حق ہے اسی پر اہل سنت و جماعت کا اجماع اور اتفاق ہے۔ اس پر اکابرین اہل سنت کی تصانیف شاہد عدل ہیں۔ اسی ترتیب کو مد نظر رکھتے ہوئے برصغیر کے نامور صوفی باصفا حضرت سید داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ (م ۳۶۵ھ تا ۴۶۹ھ تقریباً) نے اپنی شہرہ آفاق کتاب، کشف المحجوب کے ساتویں باب ”صحابہ کرام رضی اللہ عنہم“ میں خلفائے راشدین کا ذکر خیر فرمایا ہے۔

سلطان الفقر سلطان العارفین حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۱۰۲ھ / ۱۶۹۱ء) جو دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے حضوری ہیں۔ آپ نے چہاریار ”کا ذکر کچھ اس پیرائے میں فرمایا ہے:

”کسی کہ مدخل مجلس محمدی شود، اول در وجود طالب اللہ چہار نظر تاثیر کند از نظر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ در وجود طالب اللہ تاثیر صدق پیدا شود، کذب و نفاق از وجود طالب بر خیزد و از نظر حضرت عمر رضی اللہ عنہ در وجود طالب اللہ خطرات و ہواہی نفسانی کلی بر خیزد۔ و از نظر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ در وجود طالب اللہ تاثیر کند و ادب و حیا پیدا شود۔ و از وجود طالب اللہ بی ادبی و بی حیائی بر خیزد و از نظر حضرت علی رضی اللہ عنہ در وجود طالب اللہ علم ہدایت و فقر پیدا شود و از وجود طالب جہل و حب دنیا بر خیزد۔ بعد ازان طالب اللہ لائق تلقین میشود۔“

وحضرت محمد رسول اللہ ﷺ اور ادست بیعت کند
مراتب مرشد لازوال ولا تخف ولا تحزن حاصل شود" (۱)

جب کوئی شخص مجلس نبوی ﷺ میں داخل ہو جاتا ہے، تو سب سے پہلے
اس کے وجود پر چار نگاہوں کی مندرجہ ذیل تاثیریں ہوتی ہیں۔ چنانچہ
حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے طالب اللہ کے وجود میں صدق کی تاثیر پیدا
ہوتی ہے۔ جھوٹ اور نفاق طالب کے وجود سے دور ہو جاتے ہیں۔ اور
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نظر سے طالب اللہ کے وجود میں نفسانی خطرات اور
خواہشات بالکل دور ہو جاتی ہیں۔ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی نظر کی
تاثیر سے طالب اللہ کے وجود میں ادب اور حیا پیدا ہوتے ہیں اور طالب
اللہ کے وجود سے بے حیائی دور ہو جاتی ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نظر
سے طالب اللہ کے وجود میں علم ہدایت اور فقر پیدا ہوتے ہیں اور اس
کے وجود سے جہالت اور دنیاوی محبت دور ہو جاتی ہیں بعد ازاں طالب اللہ
تلقین کے لائق ہو جاتا ہے اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے بیعت
فرماتے ہیں تب اسے "خوف نہ کھاؤ اور حزن نہ کرو" کے لازوال
مرشدی مراتب نصیب ہوتے ہیں۔

حضرت سید شاہ برکت اللہ مارہروی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۱۳۲ھ / ۱۷۲۹ء) نے اپنے روہندی اشعار
میں عقیدہ اہل سنت کی وضاحت اور فرقہ نفسیلیہ کا رد کچھ اس انداز میں فرمایا ہے:

ابی بکر اور عمر بن عثمان، علی بکھان
مست نمتی اور لاج اتی بدیا بوجہ سبحان
مور کہ لوگ نہ بوجھی ہیں دھرم کرم اور چھین
ایک تو چاہیں ادھک کے ایک تو دیکھیں ہیں

(۱) کلید جنت، مترجم، ڈاکٹر کتبہ یونس، تنظیم، حضرت مولانا ابوالکلام آزاد، لاہور، ۱۹۶۲ء

حضرت ابو بکر و عمر کے بعد حضرت عثمان و علی کی تعریف بیان کرو، سچائی، عدل، شرم و حیا اور علم بالترتیب ان کی امتیازی خصوصیات ہیں۔ (رضی اللہ عنہم) بے وقوف لوگ دین و مذہب کی روح تک نہیں پاسکتے۔ اس لئے کہ وہ ایک کو بڑھاتے ہیں اور باقی سب کو گھٹا دیتے ہیں۔⁽¹⁾

حضرت پیر سید محمد یسین شاہ راشدی قادری المعروف پیر سائیں جھنڈے دھنی اول رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۷۵ھ / ۱۸۵۹ء) فرماتے ہیں:

”فکر مجلس چار یار نبوی: واضح ہو کہ انسان کامل ”ام الکتاب“ (کتابوں کی ماں) ہے اور دونوں جہاں ”کتاب مبین“ ہیں جو کچھ کتاب مبین میں عمر قوم ہے ان کا ”سیر ام الکتاب“ میں کیا جاسکتا ہے۔ مجلس چار یار نبوی کا فکر اس طرح کرے کہ انہی میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کا تصور کرے، انہی میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نور کا، سری میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے نور کا، روحی میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے نور کا، قلبی میں حضرت علی المرتضیٰ شاہ رضی اللہ عنہ کے نور کا تصور کرے، اس فکر کی کمالیت یہ ہے کہ چاروں بزرگوں کو ایک مجلس میں حاضر سمجھے اور قلب کے فکر سے ان کے حضور ذوق حاصل کرے۔“⁽²⁾

حضرت علامہ شاہ فضل رسول قادری عثمانی بدایونی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۸۷۲ / ۱۲۸۹ء) اپنی شہرہ آفاق کتاب ”المعتقد المنتقد“ میں فرماتے ہیں۔ اور امام برحق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ابو بکر، پھر عمر، پھر عثمان، پھر علی رضی اللہ عنہم ہیں اور ان (چاروں کی) فضیلت ترتیب خلافت کے موافق ہے۔⁽³⁾

(1) تاریخ مشائخ قادریہ رضویہ برکاتیہ، محمد صادق قصوری، مطبوعہ لاہور ۲۰۰۲ء ص ۲۳۵

(2) صراط الطالبین مطبوعہ لاہور ۲۰۰۷ء ص ۱۰۰، مترجم: صاحبزادہ سید محمد زین العابدین

راشدی

المعتقد المنتقد ص ۲۷۶

(3)

ب اس عبارت پر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۳ ھ / ۱۹۲۱ء) کے حواشی ملاحظہ فرمائیں:

”اس حسین عبارت میں مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے آئمہ سابقین کی پیروی کی اور اس میں اس زمانے کے تفضیلیوں کا رد ہے جو جھوٹ اور بہتان کے بل پر سنی ہونے کے مدعی ہیں اس لئے کہ انہوں نے فضیلت میں تریب کے مسئلے کو (ظاہر سے) اس طرف پھیرا کہ خلافت میں اولیت (خلافت میں زیادہ حقدار ہونے) کا معنی دنیوی خلافت کا زیادہ حق دار ہونا اور یہ اس کے لئے ہے جو شہروں کے انتظام اور لشکر سازی اور اس کے علاوہ دوسرے امور جن کے انتظام و انصرام کی سلطنت میں حاجت ہوتی ہے ان کا زیادہ جاننے والا ہو اور یہ باطل خبیث قول ہے، صحابہ اور تابعین رضی اللہ عنہم کے اجماع کے خلاف ہے بلکہ افضلیت ثواب کی کثرت میں اور رب الارباب (اللہ تعالیٰ) کی نزدیکی میں اور اللہ تبارک و تعالیٰ کے نزدیک بزرگی میں ہے۔ اسی لئے ”طریقہ محمدیہ“ وغیرہ کتابوں میں اہل سنت و جماعت کے عقیدوں کے بیان میں اس مسئلے کی تعبیر یوں فرمائی کہ اولیاء محمدیین (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے اولیاء) میں سب سے افضل ابو بکر ہیں پھر عمر ہیں پھر عثمان ہیں پھر علی ہیں رضی اللہ عنہم اور اس ناتواں بندے کی ان گمراہوں کی رد میں ایک جامع کتاب ہے جو کافی اور مفصل اور تمام گوشوں کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ جس کا نام میں نے ”مطلع القمرین فی ابانتہ سبقة العمرین“ رکھا۔“ (۱)

نوٹ: یہ بات خوش آئند ہے کہ مطلع القمرین کے حال ہی میں دو ایڈیشن شائع ہو کر سامنے آگئے ہیں۔ ان کا مطالعہ از بس ضروری ہے۔ صابر

حضرت سید ابوالحسن احمد نوری مارہروی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۲۲ھ / ۱۹۰۶ء) فرماتے ہیں:

”ہاں یہ بات یقینی ہے کہ بعد انبیاء و مرسلین تمام مخلوقات الہی، انس و جن و ملک سے افضل صدیق اکبر ہیں پھر عمر فاروق پھر عثمان غنی پھر مولیٰ علی رضی اللہ عنہم اور اسی ترتیب افضلیت پر ان کی خلافت واقع ہے۔“ (1)

شیخ الاسلام حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۸۱ / ۱۳۰۱ء) اسی ترتیب کے پیش نظر اپنے وصایا شریف میں دو ٹوک فیصلہ یوں فرماتے ہیں:

”واشہدان سیدنا ابا بکر الصدیق رضی اللہ عنہ وان سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ وان سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ وان سیدنا علی ابن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم خلفاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصحبہ وسلم بالترتیب المعلوم المتوارث بالاخبار المتواترہ وکل من انکر خلافة احد منهم فهو کافر واصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم وصحبہ وسلم کلہم عدول صدوق نجوم الہتداء رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ایاک ثم ایاک عن قول سو فی حق احد منهم“ (2)

اور یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اور سیدنا علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم، اخبار متواترہ سے معلوم و مشہور ترتیب کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آلہ و صحبہ و سلم کے برحق خلیفے ہیں اور ہر وہ شخص جو ان حضرات میں سے کسی

(1) سراج العوارف فی الوصایا والہ۔ عارف ترجمہ نور علی نور، مترجم: مفتی محمد خلیل خان

برکاتی مطبوعہ لاہور ص ۶۰

(2) وصایا قمریہ " مترجم: علامہ غلام احمد سیالوی مطبوعہ کنز الایمان سوسائٹی لاہور ص

ایک کی خلافت کا انکار کرے کافر ہے۔ اور آنحضور ﷺ کے تمام صحابہ کرام سب سے بڑے عادل اور بہت زیادہ سچے اور ہدایت کے ستارے ہیں ﷺ ان حضرات میں سے کسی ایک کے حق میں نازیبا کلمہ استعمال کرنے سے ہر طرح پرہیز کر۔

برصغیر میں مختلف سلاطین کے ادوار میں شاہی سکوں پر بھی خلفائے راشدین کے نام کندہ کئے جاتے تھے۔ جلال الدین اکبر کے دور میں سکے کی دوسری طرف وسط میں کلمہ طیبہ اور "ان اللہ یرزق من یشاء بغیر حساب" لکھا ہوا تھا اور چاروں طرف چہار یار کبار کے اسمائے گرامی کندہ تھے۔

شاہ جہان کے عہد میں بھی سکے پر کلمہ طیبہ اور "چہار یار" کے نام کندہ تھے۔

شبیر شاہ سوری کے زمانے میں سکے کی ایک طرف بخط فارسی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور ابو بکر، عمر، عثمان، علی رضی اللہ عنہم کندہ تھے۔⁽¹⁾

نوٹ: راجانور محمد نظامی بھوئی گاڑ (حسن ابدال) کے ذخیرہ کتب میں چند شاہی سکے ابھی بھی موجود ہیں۔ راقم نے ان کے ہاں ایسے سکے دیکھے ہیں جن پر خلفائے راشدین کے نام کندہ ہیں۔ ضابطہ

شیر اسلام ٹیپو سلطان شہید تو اپنی لائبریری کی ہر کتاب کے شروع میں اللہ تعالیٰ کا نام پاک، رسول پاک ﷺ کا اسم مبارک پنجتن پاک اور چاروں خلفائے راشدین کے اسمائے گرامی لکھتے تھے۔ کتابوں پر آپ کی ایک چھوٹی مہر "نبی مالک" بھی لگی ہوئی تھی، اسی طرح۔ آپ

(1) آئین اکبری ج ۱ اور اردو دائرہ معارف اسلامیہ ج ۱۱

کی ایک شیر نما تلوار پر شیر کی گردن کی تصویر پر پانچ جگہ نمایاں تھی اور اس کی دھار پر قرآنی آیات اور خلفائے راشدین کے نام تھے۔ کئے ہوئے تھے۔

لفظ ”یار“ ولی، رفیق، دوست، محبوب کے لئے بولا اور لکھا جاتا ہے لیکن جب چاریار“ کہے جائے تو پھر ہر سنی مسلمان کا ذہن فوراً نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ کے چہار صحابہ کبار حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ، اور حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم ہی کی طرف جاتا ہے۔

چہاریار“ کی اصطلاح بہت پرانی ہے۔ حضرت شرف الدین بخاری رضی اللہ عنہ نے نام حق (تصنیف سال ۱۱۴۳ھ) میں اور حضرت نظامی گنجوی رضی اللہ عنہ نے بدائع منظوم (تصنیف سال ۱۱۴۳ھ) میں ”چاریار“ کی اصطلاح استعمال فرمائی ہے، برصغیر میں تقریباً ہر منظوم کتاب کے آغاز میں حمد، نعت کے بعد ”منقبت چہاریار“ بھی موجود ہے۔

علمائے اہل سنت نے مستقل کتابیں لکھ کر خلفاء راشدین کی عظمت کا دفاع کیا اور روافضی و خوارج کے مطاعن کی تردید فرمائی مثلاً مولانا غلام دستگیر قصوری رضی اللہ عنہ (م ۱۳۱۵ھ / ۱۸۹۷ء) نے ایک کتاب ”ہدیۃ التائبین منقبت چاریار مع حسنین“ لکھی جو ۱۲۹۵ھ میں شائع ہوئی۔

مولانا محمد کرم الدین دبیر رضی اللہ عنہ (م ۱۹۴۶ / ۱۳۶۵ء) نے ”السیف السلول لاعداء خلفاء الرسول“ تحریر فرمائی جو ۱۳۱۷ھ / ۱۸۹۹ء میں لاہور سے شائع ہوئی۔

ملاجان محمد قند ہاری رضی اللہ عنہ نے ۱۳۲۸ھ / ۱۹۱۰ء میں فارسی میں ”تحفة الخلفاء الراشدین رجوما للشیاطین الرافضین والخوارجین“ رقم فرمائی جو ۱۳۳۰ھ / ۱۹۱۲ء میں لاہور سے شائع ہو کر سامنے آئی۔

اسی طرح مولانا ابوالبشیر محمد صالح علوی نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۵۹/۱۳۷۸ء) نے "فضائل صحابہ" لکھی جس میں خلفائے راشدین کے فضائل یکجا کئے۔ مولانا سید میر محمد اسد اللہ جلال پوری رحمۃ اللہ علیہ نے "فضائل چار یار" لکھی جو ۱۹۳۷ء میں شائع ہوئی اسی طرح مولانا غلام دستگیر نامی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۸۱ھ/۱۹۶۱ء) نے "مناقب خلفائے راشدین" مرتب فرما کر شائع کروائی۔

اکابر اہل سنت کی اکثریت نے "چار یار" کی اصطلاح اپنی تصانیف میں استعمال فرمائی ہے۔ چند مشاہیر کے اسمائے گرامی ملاحظہ فرمائیے:

- حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ (م ۶۷۲ھ/۵۲)
- حضرت شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ (م ۶۷۷ھ/۵۵۷)
- حضرت مولانا میر سید عبدالواحد بلگرامی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰۱۷ھ/۱۶۰۸ء)
- حضرت سید شاہ برکت اللہ مارہروی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۱۴۲ھ/۱۷۲۹ء)
- حضرت پیر سید محمد یسین شاہ راشدی قادری پیر سائیں جھنڈے دھنی اول رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۷۵ھ/۱۸۵۹ء)
- حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر کی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۱۷ھ/۱۸۹۹ء)
- حضرت میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ (۲۳-۱۳۲۲ھ/۱۹۰۴ء)
- حضرت مولانا غلام قادر بھیروی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۲۷ھ/۱۹۰۹ء)
- حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء)
- حضرت مولانا محمد جمیل الرحمن قادری رضوی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۴۳ھ/۱۹۲۵ء)
- حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۵۶ھ/۱۹۳۷ء)
- حضرت مولانا محمد غازی گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۵۸ھ/۱۹۳۹ء)
- حضرت مولانا محمد کرم الدین دبیر رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۶۵ھ/۱۹۴۶ء)
- حضرت ابوالرجا مولانا غلام رسول قادری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۹۱ھ/۱۹۷۱ء)

- حضرت مفتی احمد یار خاں عظیمی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۷۱/۱۳۹۱ء)
- حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۰۱ھ/۱۹۸۱ء)
- حضرت مفتی محمد خلیل خاں برکاتی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۰۵ھ/۱۹۸۵ء)
- حضرت مولانا قاضی غلام محمود ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۱۲ھ/۱۹۹۱ء)
- حضرت مولانا ابوالنور محمد بشیر کوٹلوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۲۸ھ/۲۰۰۷ء)
- حضرت مولانا محمد غازی گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۵۸ھ/۱۹۳۹ء):

ایک وہابی کارڈ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”ایسا ہی اللہ جل شانہ، محمد، چاریار، حاجی گنج البحر فرید۔ کہنے والوں کو مشرک قرار دیتے ہیں، ہمارے قیاس میں مطلب اس کلام کا یہ ہے کہ اللہ جل شانہ واحد ہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سچے پیغمبر ہیں اور خلفاء اربعہ کی خلافت برحق ہے اور یہ بزرگ یعنی بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مقبول بندہ ہے، حاصل یہ ہوا کہ ہم دہری، مشرک، کافر، رافضی، خارجی، وہابی نہیں ہم سچے سنی مسلمان ہیں جیسا کہ یہ مقبول بندہ تھا، پس ہمارا مذہب اسی بزرگ کا مذہب ہے، علیحدہ مذہب نہیں، کوئی شخص توحید اور رسالت کے اقرار کرنے سے مشرک کافر کیسے کہا جاسکتا ہے؟ (۱)

اسی تناظر میں شیخ الاسلام حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۰۱ھ/۱۹۸۱ء) فرماتے ہیں:

”باوا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دروازہ کو بہشتی دروازہ کہنا اور اس سے گزرنے والوں کو بہشتی یقین کرنا برحق ہے کیونکہ وہاں سے گزرنے والوں کے

(۱) ”عجالہ بر دو سالہ“ مطبوعہ راولپنڈی ۱۹۶۷ء ص ۱۳

الفاظ یہ ہوتے ہیں اللہ محمد چار یار حاجی خواجہ قطب فرید جن سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان، اس کے رسول محمد ﷺ پر ایمان رسول اللہ ﷺ کے چار یاروں پر ایمان اور اولیاء کرام پر ایمان کا اقرار کرتے ہوئے گزرتے ہیں۔ پھر بہشت کے حصول کی خاطر اور دوزخ سے محفوظ رہنے کی غرض ہے وہاں حاضری دینا آخرت اور اس کی سزا جزاء پر بھی اظہار ایمان ہوتا ہے۔ یہ تمام ارکان ایمان ان لوگوں میں موجود ہوتے ہیں تو یقیناً بہشتی ہیں“ (1)

حضرت مولانا محمد غازی گوٹروی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے مندرجہ بالا عبارات میں اہل سنت کے عقیدہ کی کیسی خوبصورت وضاحت فرمائی ہے کہ چار یار سے مراد خلفائے اربعہ کی خلافت برحق اور چار یاروں پر ایمان کا اقرار اور پھر عبالہ بر دو سالہ پر حضرت قبلہ پیر مہر علی گوٹروی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۵۶ھ / ۱۹۳۷ء) کی تصدیق نے تو سونے پر سہاگے کا کام کیا ہے۔

اہل سنت کی تقریبات میں ”حق چار یار“ کے نعرہ پر اعتراض کرنے والوں کو حضرت مولانا محمد غازی گوٹروی رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ محمد کرم الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کی وضاحت اور قبلہ عالم پیر سید مہر علی گوٹروی رحمۃ اللہ علیہ کی تصدیق کا ضرور خیال کرنا چاہیے۔

حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۴۰ھ / ۱۹۲۱ء) کی خدمت میں ایک استفتاء اور آپ کی طرف سے اس کا بصیرت افروز۔ جواب موقع محل کی مناسبت کے پیش کیا جاتا ہے۔

(1) انوار قمریہ مطبوعہ لاہور ۲۰۰۲ ص ۱۶۲ تالیف: مولانا قاری غلام احمد سیالوی

سوال: عمر و اگر ایک روٹی کے چار ٹکڑے کرے اور اعتقاد اس سے یہ رکھتا ہے کہ صحابہ کرام چہار کا مرتبہ ہر ایک کا برابر ہے زید کہتا ہے کہ اس کا ثبوت نہیں ہے آیا اگر یہ فعل عمر و کرے تو جائز ہے یا نہیں اور یہ فعل کرنے سے رافضی لوگ وہ روٹی نہیں کھاتے اور مراد یہ لیتے ہیں کہ ایک روٹی کے چار ٹکڑے سے اہل سنت لوگ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مرتبہ برابر سمجھتے ہیں اس وجہ سے رافضی لوگ وہ روٹی نہیں کھاتے تو عقیدہ عمر و اگر یہ دیکھ کر ایک روٹی کے چار ٹکڑے کرے تو جائز ہے یا نہیں۔

جواب: معاذ اللہ رافضی ایک وہم پرست قوم ہے ولہذا امام شافعی رضی اللہ عنہ نے ان کو نساء هذه الامة فرمایا بلکہ انکی وہم پرستی جاہلہ عورتوں سے بھی کہیں زائد ہے عدد چار کی صرف اس لئے دشمنی کہ اہل سنت چار خلفائے کرام مانتے ہیں کیسی گندی جہالت ہے آسمانی کتابیں بھی چار ہیں قرآن عظیم توریت انجیل زبور اگلے مرسلین اولوالعزم بھی چار ہیں۔ نوح ابراہیم موسیٰ عیسیٰ علیہم الصلوٰۃ والسلام اللہ و محمد و حیدر و بتول و حسین و شہید و عابد و سجاد و باقر و صادق و موسیٰ و کاظم و جواد و مہدی و آئمہ سب میں چار چار حرف ہیں تو ان سب سے نفرت کریں اور کرتے ہی ہیں اگرچہ بظاہر نام دوستی لیتے ہیں مگر تقیہ و متعہ شیعہ کے چار حرفوں کا کیا علاج ہو گا سو اچار حرف کے اگر کہیں تو شیعہ میں تانیث کی علامت زائد ہے حرف اصلی تین ہی ہیں اسی طرح تقیہ متعہ لہذا ان سے محبت ہے تو زید سے کیوں نہیں کرتے اس میں بھی حرف اصلی تین ہی ہیں اور شمر ان کا بڑا محبوب ہونا چاہیے کہ خالص تین ہے۔ طرفہ یہ کہ وہ چار خلفاء میں سے تین کے دشمن ہیں اور تین روٹیاں کھانا یا ایک روٹی کے تین ٹکڑے کرنا ناپسند نہیں رکھتے، جہاں ان تین میں چوتھا شامل ہو اور نفرت آئی تو یہ نفرت تین سے نہ ہوئی بلکہ چوتھے سے کہ خاص مذہب ناصبیوں کا ہے اس کی نظیر ان اوہام پرستوں کی دس کے عدد سے عداوت ہے کہ عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم کا عدد ہے اور نو کے عدد سے محبت رکھتے ہیں حالانکہ وہ ان دس میں نو کے دشمن ہیں۔

ملا علی قاری شرح فقہ اکبر میں لکھتے ہیں:

"من اجہل ممن یکرہ التکلم بلفظ بعشرة او فعل شئی
یکون عشرة لکونہم یبغضون العشرة المشہود لہم
بالجنة ویستثنون علیا والعجب انہم یوالون لفظ
التسعة وہم یبغضون التسعة من العشرة بالجملہ"

کسی عد و خاص سے اس وجہ سے نفرت کہ اس کا ایک معدود اپنا مبغوض ہے یا اس لئے محبت کہ اپنا محبوب ہے وہی بلکہ مجنون کا کام مثلاً روافض کو تین سے محبت ہے تو خلفائے ثلاثہ تین ہیں عمرو غنی و سنی و غوث و قطب کے حروف تین ہیں تین سے عداوت ہے تو بتول زہرا کے ابنائے ثلاثہ تین ہیں الہ و نبی و علی و حسن و رضا کے حرف تین ہیں پانچ سے اگر محبت ہے تو فاروق و عثمان و شیخین و ختین و اصحاب میں پانچ پانچ حرف ہیں اور عداوت ہے تو پنجتن پانچ ہیں مصطفیٰ و مرتضیٰ و فاطمہ و مجتبیٰ و حسنین کے حرف پانچ ہیں یا ان کے طور پر پوچھئے کیا تم پانچ کے دشمن ہو تو تعزیہ۔ تابوت۔ جریدہ۔ مرثیہ۔ کربلا۔ روافض سب سے عداوت کرو اور دوست ہو تو شیطان۔ نمرود۔ شداد۔ فرعون۔ ہامان۔ ابلیس سب کے دوست بنو سنی کو ان اوہام پرستوں کی ریس نہ چاہیے ایک روٹی کے تین چار پانچ نو نہیں جتنے ٹکڑے کریں جائز ہے وہ خیال جہالت ہے ہاں اگر رافضیوں کے سامنے ان کے چڑانے کو چار کریں تو یہ نیت محمود ہے گمراہ کی مخالفت کا اظہار ایسا امر ہے جسکے باعث فعل مفعول افضل ہو جاتا ہے یہاں تو سب ٹکڑے مساوی تھے تو ان کے سامنے انکی مخالفت کے اظہار کو چار ٹکڑے کرنا بدرجہ اولیٰ افضل ہو گا موزوں کے مسح سے پاؤں کا دھونا افضل ہے مگر رافضی خارجی کے سامنے ان کے غیظ دلانے کو مسح موزہ بہتر ہے نہر سے وضو افضل ہے مگر معتزلی کے سامنے اس کی مخالفت جتانے کو حوض سے وضو احسن ہے "کما فی فتح القدیر و بیناہ فی فتا والنہا" سوال میں چاروں صحابہ رضی اللہ عنہم کا مرتبہ برابر کہا یہ خلاف عقیدہ اہل سنت ہے۔ اہل سنت کے نزدیک صدیق اکبر کا مرتبہ سب سے زائد ہے پھر فاروق اعظم پھر مذہب منصور میں عثمان غنی پھر علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم جو چاروں کو برابر جانے وہ بھی سنی نہیں ہاں یہ

معنے لے کر چاروں کا ماننا فرض ہے۔ اس بات میں برابری ہے تو حرج نہیں جیسے "لا نفر بین احد من رسلہ" ہم اس کے رسولوں میں فرق نہیں کرتے کہ ایک کو مانیں ایک نہ مانیں بلکہ سب کو مانتے ہیں اور فرماتا ہے: "تلك الرسل فضلنا بعضهم على بعض" ان رسولوں میں ہم نے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (۱)

امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مختصر سوال کے جواب میں کیسا بے مثال جواب رقم فرمایا ہے دریا کو کوزے میں بند فرمایا ہے رافضیوں کے سامنے ان کو چڑانے کو روٹی کے چار ٹکڑے کریں تو یہ نیت محمود ہے، گمراہ کی مخالفت کا اظہار ایسا امر ہے جس کے باعث فعل مفعول افضل ہو جاتا ہے۔ "تو اگر خار جیوں، ناصبیوں کے چڑانے اور ان کا رد کرنے کے لئے ہم اپنی تقریبات میں حق چار یار کا نعرہ بلند کریں تو کیا یہ نیت محمود نہیں؟ اگر ان کی مخالفت کے اظہار کو چار ٹکڑے کرنا بدرجہ اولیٰ افضل ہو گا" تو کیا اجتماعات میں حق چار یار نعرہ لگانا بدرجہ اولیٰ افضل نہ ہو گا؟

اہل سنت کی تقریبات میں جو بھی نعرہ لگایا جاتا ہے اس کا کوئی نہ کوئی پس منظر ضرور ہو ہے۔ اور ہر نعرہ سے عقیدہ کی وضاحت بھی ہوتی ہے جب ہم نعرہ تکبیر لگاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی کبریائی کا بر ملا اعلان کر کے ان لوگوں کا رد کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے منکر ہیں اور اسی نعرہ سے شرک کا قلع قمع بھی کیا جاتا ہے۔

نعرہ رسالت کے جواب میں "یار سول اللہ" کہہ کر ہم اپنے پیارے نبی حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی خاتمیت اور حیات کا اظہار کر کے ان لوگوں کا رد کرتے ہیں جو آپ کے بعد کسی ظلی یا بروزی نبی کے قائل ہیں یا جو آپ کے حیات کے منکر ہیں اسی طرح نعرہ تحقیق کے جواب میں "حق چار یار" کہہ کر ان لوگوں کا رد کرتے ہیں جو ان

(۱) فتاویٰ افریقیہ ص ۱۶۰ تا ۱۶۳ مطبوعہ کراچی ۱۹۸۱ء

چاروں صحابہ کرام میں سے کسی ایک پر بھی انگلی اٹھاتے ہیں ”حق چاریار“ سے نہ صرف رافضیوں بلکہ خارجیوں کا بھی اور ناصبیوں کا رد ہو جاتا ہے۔ البتہ نعرہ حیدری سے صرف خارجیوں کا رد ہو سکتا ہے۔

صاحبزادہ عزیز احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے:

”چاروں خلفائے راشدین کے ناموں کی ابتداء میں ”ع“ آتا ہے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اصل نام ”عبداللہ“ ہے جس کی ابتداء میں حرف ”ع“ ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا پہلا حرف ”ع“ ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا پہلا حرف ”ع“ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا پہلا حرف ”ع“ ہے۔ یہ سب عین ہیں۔ حق ہیں اور درست ہیں ان سب میں عینیت ہے، کوئی ”غ“ اور غیر ”غیر“ نہیں ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: ”خیر القرون قرنی“ اس سے مراد خلفائے اربعہ راشدہ ہیں خلفائے راشدین کے ناموں کے آخری حرف کو لیں تو ”قرنی“ بتا ہے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا آخری حرف ”ق“ ہے۔
 حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا آخری حرف ”ر“ ہے۔
 حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا آخری حرف ”ن“ ہے۔
 حضرت علی رضی اللہ عنہ کا آخری حرف ”ی“ ہے۔

تو (ق۔ر۔ن۔ی) قرنی بتا ہے گویا یہ اشارہ ہے کہ ان حروف میں جو ترتیب ہے۔ خلافت کے اندر بھی یہی ترتیب ہوگی۔ (1)

(1) ماہنامہ کلوان قمر کراچی جون جولائی۔ ۲۰۱۰ ص ۵۳

اہل لطائف نے یہ بھی لکھا ہے کہ حروف بھی ”الف“ سے شروع ہوتے ہیں اور ”ی“ ختم ہو جاتے ہیں اسی طرح خلافت بھی ابو بکر رضی اللہ عنہ کے الف سے شروع ہوئی اور علی رضی اللہ عنہ کی ”ی“ پر ختم ہوگی۔ (۱)

ملک شیر باز کھلان نے علم الاعداد کی روشنی میں خلفائے راشدین کی عظمت کو اس طرح کیا ہے:

”چاروں صحابہ کرام کے اعداد کا مجموعہ ۱۳۱۲ ہے اور مفرد عدد سے ہے ۱۳۱۲ کے اعداد میں محمد ﷺ کے اعداد ۹۲ شامل کرنے سے ۱۴۰۴ کا عدد حاصل ہوا۔ اب یہ عدد چاروں صحابہ کرام پر تقسیم کر دیں $1404/4 = 351$ ۔ اس طرح ہر ایک کے حصہ میں ایک قرآن کا عدد آیا یہ اور اس بات کا اشارہ ہے کہ یہ چاروں صحابہ کرام قرآن پاک کے چار ستون ہیں اور ان کے کاندھوں پر اسلام کی عظیم الشان عمارت کھڑی ہے۔ ہر ستون اپنی جگہ خاص اہمیت کا حامل ہے۔ ۱۴۰۴ کا صفر ہٹانے سے ۱۴۴ کا عدد باقی رہا۔ یہ دو سجدوں کا عدد ہے اور ۱۴۴ کا دگنا محرم کا عدد ۲۸۸ ہے لہذا یہ سب علم الاعداد کی رو سے شہادت کے رتبہ جلیلہ پر فائز ہیں۔ اللہ - محمد، علی، فاطمہ، حسن، حسین، ابو بکر، عمر، عثمان سب کے اعداد ۱۹۶۱ ہیں اور مجموعہ اعداد $1+6+9+1=17$ ہے، یہ مسلم کا عدد ہے یہ مسجد کا عدد ہے، یہ رکوع کا عدد ہے، یہ الصلوٰۃ کا عدد ہے اور $17 \times 17 = 289$ (اللہ اکبر) تکبیر کا عدد ہے۔ لہذا یہیں کر نیں ایک ہی مشعل کی ”ہمارے لئے یہ مبارک ہستیاں اندھیرے میں اجالا کرتی ہیں۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے اعداد ۲۳۱، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ۳۱۰، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ۶۶۱ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اعداد ۱۱۰ ہیں، چاروں

(۱) سلطان الواعظین - مولانا ابوالنور محمد بشیر کونلوی: خطبات اول مطبوعہ لاہور ص ۲۹

صحابہ کرام کے اعداد ۱۳۱۲ ہیں۔ ۱۳۱۲ میں بسم اللہ الرحمن کے اعداد شامل کرنے سے حاصل جمع ۲۰۹۸ کا عدد بنا۔ یہ عدد "اقراء باسم ربک الذی خلق" کے اعداد کے برابر ہے۔ صحابہ کرام کی فضیلت سے نا آشنا حضرات غور فرمائیں۔ (1)

ستم ظریفی اور ظلم کی انتہا ہے کہ بعض وہ لوگ جو "حق چار یار" کے نعرہ کے خلاف صف آرا ہوئے ہیں جو اپنے آپ کو سنی کہتے ہوئے نہیں تھکتے ایسے لوگوں کے بارے میں حضرت سید ابوالحسن احمد نوری مارہروی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۲۳ھ / ۱۹۰۶ء) کا فیصلہ ملاحظہ فرمائیے:

"اور جب ایسا ہونا محال و ناممکن الوقوع ہے تو تمام فرائض سے اہم و اول فرض یہ کہ ہر مسلمان کے عقیدے، مذہب مہذب اہل سنت و جماعت کے مطابق ہوں کہ حق انہی میں منحصر ہے اور تمام اولیائے کرام، اکمل الاولیاء سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور امام الاولیاء سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے لے کر اس وقت تک اور اس وقت سے لے کر حضرت امام مہدی بلکہ ان کے بعد کے دور تک اسی مذہب پر ثابت قدم رہے اور اسی پر گامزن رہیں گے اور کیوں نہ ہو جبکہ حدیث شریف میں فرمایا کہ "جس نے جماعت مسلمین کو ایک بالشت بھر چھوڑا، اس نے اسلام کا طوق اپنی گردن سے اتار دیا"۔ بے ادب بے نصیب ہیں جو اپنی نفسانی خواہشات کے باعث جماعت اہل سنت سے خلاف کرتے ہیں اور پھر لطف یہ ہے کہ اپنی نادانی سے دم منیت کا بھرتے ہیں اور طرفہ تماشایہ ہے کہ اپنے معاونوں اور حاشیہ برداروں پر یہ واضح کرتے ہیں کہ اولیائے کرام اور مشائخ عظام کی راہ و روش وہی ہے جس پر ہم ہیں۔ مسلمان یاد رکھیں کہ ان کی کتابوں، کتابوں کے، دیباچوں اور تقریروں میں جو مواد مضامین،

(1) نظریہ پاکستان علم الاعداد کی روشنی میں مطبوعہ روالپنڈی ۱۹۸۷ء ص ۱۹۷-۱۹۸

علمائے اہل سنت کی موافقت میں ملتے ہیں وہ سب تقیہ اور زمانہ سازی پر معمول ہیں، اس لئے کہ ان کی خلوتوں اور تنہائیوں میں جو کچھ ہوتا ہے وہ ان کے ان دعویٰوں کے بالکل برعکس ہوتا ہے۔ کہنا چاہیے کہ ان کا طور طریق، بالکل منافقوں جیسا ہے جو آغاز اسلام میں رہا۔ اور ہم (بیانگ دہل) عزت و جلال خداوندی کی قسم سے (موکد) کہتے ہیں کہ ہم، ہمارے مشائخ (طریقت) اور تمام ہی اولیائے کرام ظاہر و باطن میں، خلوت، جلوت (گوشہ تنہائی اور انجمن آرائی) میں مذہب اہل سنت و جماعت پر رہے ہیں، اسی پر قائم ہیں اور اسی پر (ان شاء اللہ تعالیٰ) ثابت قدم رہیں، اسی پر ہم زندہ رہے اسی پر وفات پائیں گے اور اسی پر بروز حشر اٹھائے جائیں گے، اگر کوئی شخص ہماری اور ان کی نسبت اس کے برخلاف کہتا ہے وہ کذاب و مفتری ہے (کہ جھوٹ بولتا اور تہمت لگاتا ہے) ہم اور ہمارے مشائخ اور تمام اولیائے الہی دنیا و آخرت میں اس سے اور اس کے اس افتراء سے بے زار، بے زار اور ہزار ہزار بار بے زار ہیں جو موجود ہیں وہ غیر موجودین تک یہ بات پہنچادیں۔ (1)

بد قسمتی سے اہل سنت کے اس باغی طائفہ کی کاروائیاں عوام اہل سنت کے اندر جاری ہیں۔ سادہ لوح عوام اہل سنت کے عقائد و نظریات کے تحفظ کے لئے علماء اہل سنت جہاد بالقلم میں مصروف ہیں۔ ان ہی علماء اہل سنت کے نقش قدم پر چلتے ہوئے شاہین صفت نوجوان عزیزم مولوی حافظ فدا حسین رضوی بھی میدان عمل میں نکل آیا ہے۔ یہ فاضل نوجوان تلاش و جستجو میں نمایاں مقام رکھتا ہے۔ پیش نظر مقالہ اسی تناظر میں لکھا گیا ہے اس مقالے کی تکمیل کے لئے اس نوجوان نے کئی لائبریریاں کھنگالیں اس سلسلے میں یہ راقم تک آپہنچا، مجھے اس کی معاونت کرتے ہوئے بہت خوشی حاصل ہوئی ہے۔ پیش نظر مقالہ، نعرہ

(1) سراج العوارف فی الوصایا المعارف ترجمہ نور علی نور مترجم: مفتی محمد خلیل خان
ہرکالی مطبوعہ لاہور ص ۲۲

تحقیق۔ حق چاریار“ نہایت محققانہ انداز میں قلم بند کیا گیا ہے مقالہ نگار نے موضوع کا حق ادا کر دیا ہے۔ سخن اولین“ میں مقالہ کا پس منظر بیان کر دیا ہے۔ مقالہ چھ ابواب پر مشتمل ہے قرآنیات، احادیث، صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین اور اولیائے کرام علماء اہل سنت کے ارشادات کی روشنی میں موضوع کو احسن انداز میں نبھایا ہے عصر حاضر کے علماء اہل سنت کے تقاریظ سے مقالے کی اہمیت اور افادیت میں گراں قدر اضافہ ہوا ہے۔ امید ہے اس مقالے کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جائے گا۔ اور معاشرے پر اس کے مثبت اثرات مرتب ہوں گے۔

حضرت سید شاہ برکت اللہ مارہروی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۱۳۲ھ / ۱۷۲۹ء) کی ”دعا“ ملاحظہ فرمائیے جس میں ”چار یاروں“ کی دوستی کو کس انداز میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کیا گیا ہے:

”اے اللہ! اپنے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل، جو چاروں مقامات یعنی شریعت، طریقت، حقیقت اور معرفت کے ہادی ہیں، میرے قلب کی اپنی طرف رہنمائی فرما، اے میرے خدا لفظ محمد کے چاروں حروف کی قبولیت کے طفیل اپنی راہ میرے دل پر ظاہر فرما، اے میرے رب! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے چاروں یاران کبار رضی اللہ عنہم کی دوستی کے صدقے میں میری جان کو اپنے غم سے آشنا کر دے، اے میرے خدا! کعبہ شریف کے چاروں ستون کے ناموں کے صدقے میں میری جان کو اپنا غم عطا فرما، تیری ذات ہے کہ جس نے انسان کے بدن میں چار دروازے کان، منہ، آنکھ اور ناک کشادہ کئے، تو وہ ہے جس نے اپنے نیک بندوں کے لئے جنت میں چار نہریں جاری کیں، اے اللہ! تو اپنے کو مجھے عطا فرما دے اور مجھے اپنا بنا لے، اس خودی کو بے خودی میں تبدیل کر دے، اور اس بے خودی کو اپنی خودی سے بدل دے۔ ہم حاضر ہونے کے باوجود غائب ہیں اور تو غائب ہونے کے باوجود حاضر ہے، اپنے اس غائب کو ہماری حاضری

پر ظاہر کر دے۔ اور اپنی حاضری سے ہمارے غیب ہونے کو جلوہ عطا فرما
دے۔“ (1)

راقم کے والد ماجد حضرت سید مسکین شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ (م ۲۰۰۵ء / ۱۴۲۶ھ) بھی یہ
جمعرات کو فاتح دلواتے وقت اہل بیت اطہار کے ساتھ چہار یار کبار کے نام بھی ضرور لینے
تھے۔

مولانا غلام دستگیر قصوری رحمۃ اللہ علیہ کے برادر مولانا محمد بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ایک شعر پر اختتام
کیا جاتا ہے جو آپ اکثر پڑھتے تھے وہ یہ ہے:

حق ہے یہی خلیفہ حق چار یار ہیں
چاروں نبی کے یار ہیں فخر کبار ہیں
(بلبل)

(1) چہار انواع "مطبوعہ کراچی مترجم ڈاکٹر سید محمد امین، شریف احمد خان ۱۹۸۸ء

کچھ صاحب مقالہ کے بارے میں

مولوی فدا حسین رضوی گجر خاندان کے چشم و چراغ ہیں۔ آپ کے والد گرامی کا نام محمد ریاض ہے۔ آپ کی ولادت ۳۱ دسمبر ۱۹۸۴ء کو گاؤں ٹانڈہ تحصیل حسن ابدال، ضلع اٹک میں ہوئی ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں میں حاصل کی۔ گاؤں کی جامع مسجد محمدیہ غوثیہ کے امام و خطیب مولانا محمد اکرم سے بنیادی مسائل سیکھے اور قرآن کریم ناظرہ پڑھا گورنمنٹ پرائمری سکول ٹانڈہ سے ۱۹۹۶ء میں جماعت پنجم کا امتحان پاس کیا۔ جامعہ انوار القرآن مرکزی جامع مسجد حسن ابدال اور جامعہ محمدیہ غوثیہ انوار القرآن صدر راولپنڈی میں قاری عبد الخالق اور قاری مشتاق احمد سے ۱۹۹۸ء میں حفظ قرآن پاک کی سعادت سے بہرہ ور ہوئے۔

جامعہ رضویہ ضیاء العلوم راولپنڈی میں قاری عبد الرب صاحب قاری محمد صادق سے ۲۰۰۳ء میں تجوید و قرأت کی دولت سے سرفراز ہوئے ۲۰۰۴ء میں راولپنڈی بورڈ سے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ ۲۰۰۶ء میں قبلہ حافظ پیر عبد الحق صاحب مدظلہ (دریائے رحمت شریف، حضرو) کے ہاتھ پر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں شرف بیعت کیا۔ ۲۰۰۸ء میں ای ایف اے کا امتحان پاس کیا جامعہ رضویہ ضیاء العلوم راولپنڈی سے درس نظامی کی تعلیم جاری رکھی۔ یہاں نہایت قابل اور محنتی اساتذہ کے زیر سایہ آپ کی خداداد صلاحیتوں کو مزید جلا ملی۔ ان اساتذہ میں مفتی عبد الرزاق بٹھرالوی شیخ الحدیث مولانا محمد یعقوب ہزاروی، استاذ العلماء مولانا عبد الرشید قریشی، پیر سید ضیاء الحق شاہ، مولانا حافظ ناصر محمود صاحب، مولانا سردار احمد حسن سعیدی، مولانا خان محمد قادری، مولانا نور زمان چشتی سے آپ نے اکتساب فیض کیا۔

بعد ازاں جامعہ جماعتیہ مہر العلوم راولپنڈی چلے گئے اور یہاں مفسر قرآن علامہ عبد الرزاق بٹھرالوی سے اپنی علمی پیاس بجھائی مفسر قرآن نے بھی آپ کی تعلیم و تربیت میں کوئی کسر

اٹھانہ رکھی آپ نے یہاں اپنے اس ہونہار شاگرد کو تدریسی ذمہ داری بھی سونپ دی جو ۲۰۰۹ء سے سرانجام دے رہے ہیں۔ یوں آپ اپنے استاد محترم کے منظور نظر بن گئے۔ آپ نے بھی اپنے استاد محترم کی ہر ہر ادا اپنانے کی کوشش کی محبوب کائنات ﷺ ان کی اہل بیت اطہار اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت تو گویا آپ کو گھٹی میں پلا دی گئی تھی۔ سفیر عشق رسول امام احمد رضا بریلوی کی تعلیمات سے اس قدر متاثر ہوئے کہ اپنے نام کے ساتھ ”رضوی“ کا اضافہ کر دیا۔

آپ نے زمانہ طالب علمی میں بزم ارشاد جامعہ رضویہ اور بزم غوثیہ ضیائیہ جامعہ محمدیہ غوثیہ انوار القرآن میں مختلف تقریری مقابلوں میں حصہ لیا اور نمایاں پوزیشن حاصل کی۔ تحریک تبلیغ اہل سنت ٹانڈہ کے زیر اہتمام آپ نے ہر سال عید میلاد النبی اور گیارہویں شریف کی تقریبات میں حصہ لیا اور نہایت موثر انداز میں تقاریر کیں۔ اسی طرح مختلف مقامی مساجد میں درس قرآن پاک بھی دیا۔

آپ نوجوانی میں ہی نہایت خلیق اور مہر و وفا کی تصویر ہیں نیک صالح، گفتگو کم، الفاظ مختصر، آواز، دھیمی، سادگی پسند، مطالعہ و تحقیق کا اعلیٰ ذوق، اہل سنت کے عقائد و نظریات پر نہایت سختی سے کار بند اور صلح کلیت کے شدید مخالف ہیں۔

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کے طفیل ان کے علم و عمل اور عمر میں برکتیں عطا فرمائے اور انہیں توفیقات سے نوازے کہ احسن انداز میں جہاد با لقلم جاری رکھ سکیں۔

”آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ وآلہ واصحابہ اجمعین“۔

دعا گو د عا جو

سید صابر حسین شاہ بخاری قادری

ادارہ فروغ افکار رضا

برہان شریف ضلع انک، پنجاب پاکستان

۲ جمادی الثانی ۱۴۳۱ھ ۱۷ مئی ۲۰۱۰ء

تقریظ

حجۃ الاسلام، منج عرفان، پاسبان مسلک رضا شیخ الحدیث

پیر سید عرفان شاہ صاحب مشہدی موسوی مدظلہ ناظم اعلیٰ مرکزی جماعت اہل سنت پاکستان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عصر حاضر پر فتن ہے الحاد کے خوفناک پنجے افکار و عقائد کی دنیا کو جکڑنے کے درپے ہیں، صراط مستقیم سے پھسلانے کے لئے سینکڑوں دام لگائے گئے ہیں جن میں طماع اور جاہلست بہت تیزی سے پھنس رہے ہیں، صراط مستقیم جادۂ حق بہت سیدھا اور بہت روشن ہے مگر سالک و طالب کو سچائی اور خلوص کے ساتھ آگے بڑھنے اور اس پر قائم رہنے کی ضرورت ہے، صراط مستقیم راہ نجات ہے اور ہمارے ہادی اور رہبر امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اپنے فرمان عالی شان میں راہ نجات "ما انا علیہ واصحابی" سے اپنے اور اپنے پاک اصحاب کے نقوش اقدام کو متعین فرما چکے ہیں۔ خیر امت کے افراد کو رسوخ عقیدہ اور جہد مسلسل کے ساتھ جن کے نقوش اقدام کی اتباع کرنی ہے مفسدین و منافقین ان کے بارے میں جھوٹ اور مکاری سے من گھڑت نظریات کا پرچار کر کے اہل اسلام کو راہ نجات سے بھٹکا کر شقاق میں ڈالنے کی مذموم کوششوں میں مصروف ہیں۔ ایسے پر آشوب دور میں افراد امت کو سرکار دو عالم ﷺ کی سنت اور آپ کے پاک صحابہ کی سنت سے جوڑنے کی سعی بلیغ کو دینی و شرعی ضرورت بہت شدید ہے، زیر نظر کتاب میں عزیز القدر حضرت مولانا فدا حسین حفظہ اللہ نے اس ضرورت کو پورا کرنے کی مقدور بھر کوشش کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس کوشش کو شرف قبولیت سے نوازے اور پڑھنے والوں کو اہل سنت و جماعت کی دعوت حق کی فہم سلیم عطا فرمائے۔ (آمین)

راقم الحروف: سید محمد عرفان مشہدی موسوی

بریڈ فورڈ، انگلینڈ 19.06.2010

تقریظ

عالمی مبلغ اسلام، استاذ الاساتذہ، شیخ الحدیث والتفسیر، اشرف العلماء والمشائخ،
مفتی اعظم پاکستان خواجہ پیر مفتی اشرف القادری محدث نیک آبادی

نحمدہ ونصلی ونسلم وتبارک علی رسولہ لکریم
وعلی آلہ وصحبہ اجمعین۔ اما بعد:

بندہ نے نوجوان محقق، حامی سنن، حاجی فتن، عزیز محترم مولینا حافظ فدا حسین رضوی
حفظہ اللہ کی تصنیف کردہ کتاب مستطاب ”حق چاریار“ کو مختلف مقامات سے دیکھا۔ اندازہ
ہوا کہ عزیز موصوف نے دور حاضر کے نہایت خطرناک ”سنی نماز افضی“ فتنہ کا کتنی محنت
وجانفشانی سے تعاقب کیا، بلکہ اس فتنہ کا مدلی انداز میں رد و تبلیغ بھی کیا ہے۔

یہ رضا کے نیزے کی مار ہے کہ عدو کے سینے میں غار ہے
کے چارہ جوئی کا وار ہے کہ یہ وار وار سے پار ہے

بندہ اس کتاب کی پر زور تصدیق و تائید کرتا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام اہلسنت کی طرف
سے مصنف کو جزائے خیر دے!

ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمیں باد

جن مسائل پر کتاب ”حق چاریار“ میں گفتگو کی گئی ہے، ان کے بارے میں مختصر اپنا نظریہ سطور ذیل میں لکھ دینا مناسب سمجھتا ہوں:

۱۔ اہلسنت کے نزدیک تمام انسانوں میں فقط انبیاء علیہم السلام گناہ سے معصوم ہیں۔ انبیاء کرام علیہم السلام کی طرح ائمہ اہلبیت کو بھی معصوم ماننا روافض کا عقیدہ ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ و مولا علی المرتضیٰ و دیگر خواص مقررین رضی اللہ عنہم معصوم نہیں، البتہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے گناہوں سے محفوظ ہیں۔ خصوصاً ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بہ اجماع مفسرین قرآن میں ”اتقی“ یعنی ”امت میں سب سے بڑا پرہیزگار“ فرمایا تو جسے قرآن امت میں سب سے بڑا پرہیزگار فرمائے اسے گنہگار بتلانا یقیناً قرآن کی تکذیب ہے۔ کیونکہ گنہگار پرہیزگار کی ضد ہے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو گنہگار کہنا شان صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں کھلی بے ادبی ہے۔ خبردار ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شان میں بے ادبی کرنے والے کو ہمارے فقہاء کرام نے کافر قرار دیا ہے

۲۔ ساری امت میں مطلقاً تمام صحابہ و اہل بیت سے بھی افضل سیدنا ابو بکر صدیق، پھر سیدنا عمر فاروق اعظم، پھر سیدنا عثمان ذوالنورین اور پھر سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم ہیں اللہ تعالیٰ نے قرآن میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ”اتقی (امت میں سے بڑا متقی فرمایا۔ دوسری جگہ فرمایا۔ ان اکرمکم عند اللہ اتقکم یعنی تم میں سے زیادہ بزرگی والا وہ ہے جو تم سب میں بڑا متقی ہو) لہذا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تمام امت میں سب سے افضل و بزرگ تر ہیں۔

مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے افضل قرار دینا یہ اہلسنت کا نہیں روافض کا عقیدہ ہے اس دور میں جو شخص ایسا عقیدہ رکھتا ہو پکارا فاضی ہے۔

۳۔ اہلسنت کے نزدیک سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ منہاج النبوة حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے

بلا کسی تخصیص تقسیم یا استثناء کے کامل و اکمل خلیفہ اول اور نائب مطلق بلا فصل ہیں۔ اوصاف و کمال میں آپ کے ساتھ کوئی دوسرا شریک و سہیم نہیں۔ آپ کو محض سیاست خلیفہ اول بلا فصل کہنا اور روحانیت میں خلیفہ اول بلا فصل مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ تھہرانا یقیناً خطرناک گمراہی ہے جس سے رخص و تشیع کی بدبو آتی ہے ایسا کہنا اور حقیقت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کاملہ بلا فصل کی وقعت گھٹانے اور آپ کی خلافت ناقصہ و ادھوری ٹھہرانے کی کوشش ہے۔ جس کا مال بالآخر کفر پر منتج ہو گا۔

۴۔ آیہ تطہیر میں " اهل البيت " سے اولاً تفسیر القرآن بالقرآن کی روشنی میں ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن مراد ہیں اور حدیث پاک کی روشنی میں دیگر اہل بیت بھی اس میں داخل ہیں ہم نہ تو قرآن کا انکار کر سکتے ہیں نہ حدیث کا

۵۔ روافض خلفاء اربعہ (صدیق، فاروق، عثمان علی) رضی اللہ عنہم میں سے صرف ایک مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو حق مانتے، باقی تین کے حق ہونے کا انکار کرتے ہیں خوارج و نواصب صرف پہلے تین خلفاء کو حق مانتے اور مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو حق نہیں جانتے ان دونوں فرقوں کی گمراہی سے اظہار برات کیلئے "حق چار یار" کا نعرہ لگایا گیا۔ خوارج "چار یار" کی ترکیب میں "چار" کا لفظ یقیناً اسم عدد ہے، مگر اس سے مقصود زائد بر چار اخراج نہیں بلکہ خلفاء اربعہ میں سے صرف ایک کے اقرار اور باقی تین سے انکار یا صرف تین کے اقرار اور ایک سے انکار کے نظریے کی نفی، اور تمام خلفاء اربعہ کا اثبات ہے مطلب یہ کہ صرف ۱/۲ یا صرف ۳/۴ ہی نہیں بلکہ چاروں برحق ہیں۔ بس صرف اسی لئے حق چار یار کا نعرہ لگایا جاتا ہے۔ تاکہ سننے والوں کو پتہ چل جائے کہ یہ نعرہ لگانے والا رافضی و شیعہ یا خارجی و ناصبی نہیں۔ بلکہ پکاسنی ہے۔ لہذا "حق چار یار کا نعرہ لگانا بالکل درست اور اہلسنت کی علامت ہے۔ اس پر اعتراض کرنے والا جاہل یا رافضی مکار ہے۔ دیکھئے یہ نعرہ صدیوں سے لگایا جا رہا ہے لیکن آج تک اہلسنت کے ذمہ دار علماء و اکابر امت میں سے کسی نے بھی اس پر اعتراض نہ کیا ہاں اب کچھ ہی عرصے سے بعض سنی نماز رافضی

الباطن ”گندم نما جو فروش“ لوگوں نے شور مچانا شروع کیا ہے۔ فانا لله وانا اليه راجعون

یہ ہے میرا عقیدہ، میرے تمام اساتذہ و مشائخ و اکابر آئمہ دین کا عقیدہ اور تمام اہلسنت کا عقیدہ اللہ تعالیٰ اس عقیدے پر مجھے اور تمام اہلسنت کو جینے مرنے کی توفیق عطا فرمائے: آمین! آمین! آمین بحق طہ و یسین۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

خاکپائے اہل اللہ

خواجہ مفتی محمد اشرف القادری

عفا عنہ ربہم القوی

سجادہ نشین خانقاہ قادریہ عالمیہ نیک آباد کجرات

بانی و مہتمم اعلیٰ و شیخ الحدیث الجامعۃ الاشرافیہ علی مسجد کجرات
بانی و مہتمم اعلیٰ۔ الكلية الاسلامیہ للبنات (اسلامیہ گریجویٹ کالج) کجرات

سرپرست اعلیٰ الجمعیۃ القادریہ الاشرافیہ انٹرنیشنل

تقریظ عظیم

جامع المعقول والمنقول استاذ الفقهاء شیخ الحدیث علامہ

مفتی محمد طیب ارشد صاحب مدظلہ العالی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي خَلَقَ نُورَنَبِيِّهِ مِنْ نُورِهِ قَبْلَ الْأَشْيَاءِ وَشَرَّفَهُ بِالنَّبُوءَةِ وَأَدَمَ بِيَرِ
الطِّينِ وَالْمَاءِ لِأَبَعَدَ أَرْبَعِينَ سَنَةً مِنْ وِلَادَتِهِ الْعُظْمَى وَاخْتَارَ لَهُ أَصْحَابَ
الْأَصْفِيَاءِ وَهُمْ لِلْمُتَحَيِّرِينَ فِي الدِّينِ كَالنُّجُومِ فِي السَّمَاءِ وَقَضَلَ عَلَيْهِ
خُلَفَاءَهُ الْأَرْبَعَةَ بِالصِّفَاتِ الْعُلَى مِنْهُمْ أَبُو بَكْرٍ كَانَ أَفْضَلَ بَعْدَ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ كُلِّ
بَشَرٍ وَخَلِيفَةَ رَسُولِ اللَّهِ (ﷺ) بِإِلْفِضِلِ-

وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى حَبِيبِهِ الْمُخْتَارِ وَعَلَى آلِهِ الْأَطْهَارِ وَأَصْحَابِهِ الْأَخِيَّةِ
أَمَّا بَعْدُ لَمَّا طَالَعْتُ الْكِتَابَ الْمُسْتَطَابَ الْمُرْتَبِّحَ بِالآيَاتِ وَالْمُبْرَهَنَ بِالْأَخْبَارِ
وَاللَّاتَّارِ الْمُسَمَّى بِاسْمِ "نَعْرَةَ تَحْقِيقِ حَقِّ چَارِيَارِ" الْفَهْمِ مَوْلَانَا حَافِظَ فِدَا حُسَيْنِ
أَسْعَدَنِيهِ اللَّهُ تَعَالَى فِي الدَّارَيْنِ فَوَجَدْتُهُ لِأَهْلِ السُّنَّةِ جِلَاءَ الْعَيْنِينَ أَثْبَتَ فِيهِ
أَنَّ الْجَوَابَ حَقَّ چَارِيَارِ قَدْ صَارَ قَدِيمًا لِأَهْلِ السُّنَّةِ شِعَارًا لِأَمِنْ مُحَدَّثَاتِ الدِّينِ
يَابِنَةُ الْغَابِيَةِ كَمَا يَقُولُهُ شَيْخُ التَّفْضِيلِيَّةِ الطَّاعِنِيَّةِ وَحَقَّقَ فِيهِ بِالذَّلَالِ
الْقَوَاطِعِ أَنَّ هَذَا الْجَوَابَ رَدٌّ عَلَى الرَّوَافِضِ وَهُمْ الَّذِينَ يُنْكِرُونَ خِلَافَةَ الْخُلَفَاءِ
الثَّلَاثَةِ لِلْعَدَاوَةِ وَالسَّقَاوَةِ وَضَرْبِهِ شَدِيدٌ عَلَى الْفِرْقَةِ التَّفْضِيلِيَّةِ الضَّالَّةِ وَهِيَ

الَّتِي تَفْضِلُ عَلَيَّ بَنَ أَبِي طَالِبٍ عَلَيَّ سَاعِرِ الصَّحَابَةِ وَتُبْغِضُ مَعَاوِيَةَ الَّذِي
كَانَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ صَاحِبَ الْكِتَابَةِ -

وَهَذَا الْكِتَابُ دَافِعُ الْفَسَادَاتِ فِي الْإِعْتِقَادَاتِ فَيَنْبَغِي لِلْخُطَبَاءِ أَنْ يُبَيِّنُوا
مِنْهُ فِي الْخِطَابَاتِ وَالْأَعْمَّةِ أَنْ يُدْرِسُوا مِنْهُ فِي الْمَسَاجِدِ بَعْدَ الصَّلَوَاتِ
أَسْأَلُ اللَّهَ تَعَالَى أَنْ يَجْعَلَهُ بِمَنْهِ فِي أَهْلِ السُّنَّةِ مَقْبُولًا وَمُؤَلَّفَهُ بِفَضْلِهِ
مَا جُورًا وَصَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيَّ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ -

حرره : محمد طيب ارشد

جمادی الاولیٰ ۱۴۳۳ ھ بمطابق ۳۱ مارچ ۲۰۱۲ء

خادم درجہ التدریس والافتاء

مدرسه اسلامیہ تھون برائے عالمگیر ضلع گجرات

تقریظ

رئیس المناطقہ شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ
مولانا مفتی محمد سلیمان رضوی صاحب مدظلہ
مہتمم دارالعلوم انوار رضاء راولپنڈی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حضرات گرامی! تاریخ عالم میں نئی چیز کا معرض وجود میں آنا ایک فطری عمل ہے تمام انواع خلق میں ہر آئے دن نئی اشیاء معرض میں آتی رہتی ہیں۔ حتیٰ کہ زبانیں (اللہ) نیز دریافت ہوئیں۔ علوم دور آدم میں نہ تھے یکے بعد دیگرے ان علوم نے جنم لیا جن کے سہارے ہم زندہ ہیں اور ہماری زندگی میں ان کا عمیق دخل ہے اور مقتضائے مدنی زندگی ہیں جوں جوں علوم بڑے ان میں دریافت ہونے والے قواعد و ضوابط کو عمل میں لا کر اہل علم نے نئی چیزیں دریافت کیں جن کا لامتناہی سلسلہ آپ کے سامنے ہے۔ یوں ہی علم شراعی میں اہلیان مذاہب و ادیان نے ختم نہ ہونے والا ایک سلسلہ تصنیف شروع کیا جن کا لامتناہی ہونا ظہر من الشمس اور از قسم بدیہات ہے۔

اب غیر منصوص حلال و حرام میں امتیاز حل اور حرمت کے لئے نیز کاوشیں کی گئیں لہذا کسی نئی چیز کو اس لئے نظر انداز کرنا کہ بعد کی پیداوار ہے اور بعد والوں کی تحقیق ہے یہ کوئی دانشمندی نہیں حتیٰ کہ امت مسلمہ میں بعد میں لکھی جانے والی کتب کو اس مزعومہ سے نظر انداز کرنے پر عقل پر ماتم کیا جانا چاہیے۔

بلکہ یہ کہ تمام امور معاملات و عبادات تدریجاً آئے اسلئے بعد کے کسی عمل کو نظر انداز کرنا اس کی کوئی شرعی حیثیت نہیں ان جزئیات میں اگر جایا جائے تو نہ ختم ہونے والا سلسلہ چل نکلے گا۔ مسلم امہ میں تقبیل ابھارنے کو سب سے پہلے جناب صدیق اکبر خلیفۃ الرسول بلا فصل رضی اللہ عنہ نے اپنایا۔ آج پوری امت کا معمول ہے اسلئے کہ اس کے امتناع کی نہ کوئی وجہ ہے اور نہ کوئی دلیل۔ یوں ہی نعرہ تحقیق کا جواب باصواب حق چاریار کو تاخر زمانی تو کہا جا سکتا ہے البتہ تاخر رتبہ کسی طور پر ٹھیک نہیں۔ یہ سوال کہ ان کے حق کہا جانے سے کیا باقیوں کا عدم حق ہونا لازم آئے گا اولاً تو مفہوم مخالف امام شافعی کا موقف ہے احناف کا نہیں مستزاد یہ کہ ایجاب جزئی سلب کلی کو مستلزم نہیں۔

ثانیاً جب یزید پلید کو اچھا کہنے والے نہ تھے تو اس وقت توقف کو ترجیحاً احناف نے اپنایا مگر جب یزید کو خارجیوں نے خلیفہ برحق کہنا شروع کیا تو شیخ عبدالحق محدث دہلوی جیسے عظیم محدثین نے آیت والذین یؤذون اللہ ورسولہ ، لعنہم اللہ فی الدنیا والآخرہ کو کبری اور حدیث من اذاهم فقد آذانی کو صغری بنا کر لعن یزید کا جواز نکالا تو یوں جب کچھ حضرات نے صحابہ کے بارے میں دلالت التزامی کے انداز میں تنقیص اور عدم فضیلت کا باب کھولا بایں حالات نعرہ تحقیق کا ہونا لازمی قرار دیا جانے لگا۔ اسلئے کہ اگر نعرہ تکبیر کے ہوتے ہوئے نعرہ رسالت، نعرہ غوثیہ تک لگائے جا رہے ہیں جو ایک مستحسن عمل لا ثبات العقائد اہل سنت قرار دیا گیا ہو۔ وہاں نعرہ تحقیق سے اگر خلفائے راشدین معروفہ معنی میں لینے سے ان کی اس امتیازی حیثیت کو اجاگر کیا جائے کہ الخلافة من بعدی ثلاثون سنة (الحديث) تو یہ نعرہ ممنوع کیا اسے لازم قرار دیا جانا چاہیے۔ جو طرہ امتیاز ہے اہلسنت کا کہ اہلبیت ”بتامہا“ اور صحابہ بشمول خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے سب کی عظمتوں کا تحفظ اور سب کا ادب سب کی تکریم کا اظہار ہو و هو المراد پھر یہ کہ نعرہ تحقیق کے نہ ہونے کی صورت میں رخص بے لگام ہو جائے گی۔

یوں ہی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو بلال رضی اللہ عنہ کا دعوت امامت بر مصلی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت اس کے موجود امام صحابہ کے ہوتے ہوئے دینا وجہ افضلیت علی الصحابہ پر وال ہے جب کہ منطوق عبارت مروا ابابکر (الحدیث) نیز فضیلت کلی کی مشعر ہے اسلئے کہ جزوی فضیلت تو حضرت زبیر عبد اللہ ابن عباس زبیر بن عوام، سعد ابن ابی وقاص، ابو ذر، ابی ابن کعب، زید بن ثابت، معاذ بن جبل، سعد ابن معاذ، ابو موسیٰ، خذیفہ، ابو عبیدہ رضی اللہ عنہم سمیت کئی ایک کو حاصل ہے جزوی میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہی کی کیا تخصیص۔

بہر کیف اہل سنت کے مطالعہ کے لئے کتاب ”نعرہ تحقیق حق چار چار“ تصنیف حضرت علامہ مولانا فدا حسین رضوی انتہائی مفید ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کی افادیت کو عام فرمائے اور مصنف علام کے لئے تحفظ عظمت صحابہ کو بلندی درجات کا سبب بنائے آمین ثم آمین۔ کم از کم اہلسنت کو صحابہ و اہلبیت رضی اللہ عنہم کی محبتوں میں توازن برقرار رکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور عقیدہ بقول اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی

اہل سنت کا ہے بیڑہ پار اصحاب حضور
نجم ہے اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی

یہ ہونا چاہئے اللہ اسی پر زندگی اور اسی پر موت عطا فرمائے اور اہلسنت کو آپس میں اتحاد و اتفاق برقرار رکھنے کی توفیق انیق عطا فرمائے۔

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

یکے از خدام اہلسنت

(مفتی) محمد سلیمان رضوی

انوار رضار اولپنڈی

2010-06-19

تقریظ

عمدة المصنفین استاذ المدرسین مفتی عبدالرزاق بھترالوی مدظلہ العالی
شیخ الحدیث و مہتمم جامعہ جماعتیہ مہر العلوم راولپنڈی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نعرہ تحقیق اور اس کا جواب حق چار یار دینا کیسا ہے؟ اہل سنت کے نزدیک یہ جواب دینا بالکل صحیح، رافضیوں کے نزدیک صحیح نہیں اس میں دراصل اختلاف ہے اہل سنت اور رافضیوں کا، وہ اختلاف ایک اور اختلاف پر مبنی ہے رافضیوں کے نزدیک حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ بلا فصل ہیں، ان کے اس عقیدہ پر ان کی اذان بہت واضح طور پر دلالت کر رہی ہے۔ جس میں انہوں نے قرآن و سنت کے خلاف یہ الفاظ شامل کئے ہوئے ہیں۔

"اشھد ان امیر المؤمنین امام المتقین علی ولی اللہ وصی
رسول اللہ خلیفہ بلا فصل"

اہل سنت کا مذہب یہ ہے کہ اجماع امت سے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ خلیفہ اول اور خلیفہ بلا فصل ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کئی احادیث سے آپ کے خلیفہ اول ہونے پر اشارات ملتے ہیں۔ (زیادہ تفصیل راقم کی نجوم الفرقان کے حصہ دوم میں دیکھئے) اس طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ دوم اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ سوم اور حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ چہارم ہیں۔ ان کی خلافت بالترتیب کا ثبوت حق ہے۔

رافضیوں کے نزدیک پہلے تین خلفاء رضی اللہ عنہم کی خلافت ناحق ہے، انہوں نے نبی کریم ﷺ کی وصیت پر عمل نہ کر کے (عاز اللہ) ظالمانہ طریقہ سے خلافت حاصل کی، گویا کہ تین خلفاء رضی اللہ عنہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کا حق چھین لیا۔ جھگڑا اس بات میں ہے، کہ خلفاء رضی اللہ عنہم اپنے وقت میں حق پر تھے، یا تین کی خلافت باطل تھی، انہوں نے نبی کریم ﷺ کی وصیت پر عمل نہ کر کے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حق چھین لیا حضرت امام رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بلا فصل رافضی بھی نہیں کہتے۔ بلکہ وہ تو حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کا ذکر ہی کرتے، وہ تو ان سے ناراض ہیں کہ انہوں نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کیوں کی تھی، حسین حسین تو وہ کہتے ہیں کبھی آپ نے ان کی زبان سے حسن حسن بھی سنا ہے؟ نہیں وہ ان کا نام نہیں لیتے۔ بغض معاویہ رضی اللہ عنہ سے درحقیقت بغض مصطفیٰ کریم ﷺ مر تکب ہو رہے ہیں۔

اس لئے کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

"ان ابني هذا سيد ولعل الله ان يصلح به بين فئتين عظيمتين من المسلمين" (1)

بیشک یہ میرا بیٹا سردار ہے، اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں کے درمیان صلح کرائے گا۔

نعرہ تحقیق کا جواب حق چاریار سے دینا اہل سنت کے نزدیک صحیح ہے کیونکہ اس رافضیوں کا رد ہے، جو انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بلا فصل ثابت کیا ہے۔

رافضیوں کے نزدیک یہ جواب درست نہیں، اس لئے کہ "حق چاریار" کہنے سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خلیفہ بلا فصل ہونا ثابت نہیں ہو سکتا۔

(1) رواہ البخاری عن أبي بكر، مشكوة باب مناقب اهل البيت

حدثنا محمد بن المسكين ثنا محمد يعني الفريابي قال سمعت سفیان يقول من زعم ان علياً رضي الله عنه كان احق بالولاية فقد خطا ابا بكر وعمر والمهاجرين والانصار وما اراه يرتفع له مع هذا عمل الى السماء" (1)

حضرت سفیان رضي الله عنه فرماتے ہیں جس شخص نے یہ گمان کیا کہ حضرت علی رضي الله عنه ولایت کے زیادہ حق دار تھے حضرت ابو بکر رضي الله عنه و حضرت عمر رضي الله عنه سے تو اس نے حضرت ابو بکر رضي الله عنه اور حضرت عمر رضي الله عنه کو خطا کا مرتکب ٹھہرایا اور تمام مهاجرین و انصار کو خطا وار کہا (اس لئے کہ اجماع امت سے حضرت ابو بکر صدیق رضي الله عنه خلیفہ نامزد ہوئے۔ اور حضرت عمر فاروق رضي الله عنه کو خلیفہ نامزد کرنے پر بھی صحابہ کرام رضي الله عنهم نے اعتراض نہ کیا تو ان کی خلافت اجماع سکوتی سے ثابت ہو گئی) اور میں ان کے عمل کو آسمانوں کی طرف اٹھتا ہوا نہ دیکھتا۔ (یعنی ان کا عمل راجح قبولیت میں نہیں آئے گا)

رافضیوں کا نعرہ تحقیق کا جواب حق چار یار سے منع کرنا اسی وجہ سے ہے کہ وہ حضرت علی رضي الله عنه کو خلیفہ بلا فصل ثابت کرنا چاہتے ہیں، جو اس نعرہ سے ان کیلئے مشکل ہے، رافضیوں کی اختراعی صورت کی کوئی حقیقت نہیں، وہ کہتے ہیں کہ اگر حق چار یار سے خلافت مراد لیتے ہو تو حق پانچ یار کہو، کیونکہ حضرت امام حسن رضي الله عنه کی خلافت بھی حق تھی۔

حق چار یار کا یہ مطلب ہی نہیں کہ صرف چار یاروں کی خلافت حق ہے، باقیوں کی خلافت باطل ہے، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ چار یاروں کی خلافت کی ترتیب حق ہے، حضرت علی رضي الله عنه خلیفہ بلا فصل نہیں، آئیے حدیث پاک دیکھئے جس میں پانچ خلفاء کا ذکر ہے جن کا عادل ہونا مشہور ہے، اس میں حضرت امام حسن رضي الله عنه کو شامل نہیں کیا گیا۔

(1) ابو داؤد ج ۲ ص ۲۹۱ باب التفضیل

”حدثنا يحيى بن فارس ثنا قبيصة ثنا عباد السماك قال سمعت سفیان يقول الخلفاء خمسة ابو بكر وعمر وعثمان وعلي وعمر بن عبد العزيز“ (۱)

عباد سماک کہتے ہیں میں نے سفیان رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا کہ خلفاء پانچ ہیں ابو بکر اور عمر اور عثمان اور علی اور عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہم۔

اگرچہ اس حدیث پاک سے پانچ خلفاء تو سمجھ آئے لیکن حق چار یار میں حضرت عمر بن عمر العزیز رضی اللہ عنہ نہیں آتے وہ تابعی ہیں، وہ میرے پیارے مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے یار نہیں بلکہ وہ یاروں کے یار ہیں یار تو خاص دوست اور مددگار کو کہا جاتا ہے۔ اس لیے حدیث مذکورہ بالا کو دیکھ کر نعرہ تحقیق کا جواب حق پانچ یار نہیں دیا جائے گا۔

اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو میرے پیارے مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ”ابنی“ (میرا بیٹا) کہا، یار نہیں کہا، وہ تو سات آٹھ سال کی عمر میں تھے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا اور نواسہ رسول ہیں۔ اس لئے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی خلافت کی آڑ میں یہ کہنا بھی غلط ہے کہ نعرہ تحقیق کا جواب حق پانچ یار دو، جبلاء کا دوسرا اختراعی قول یہ ہے کہ یا نعرہ تحقیق کا جواب حق سب یار دو، کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سب صحابہ رضی اللہ عنہم حق پر تھے، باطل پر نہیں تھے، یہ کہنا درست نہیں، اس لئے کہ جھگڑا اس بات کا نہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حق پر تھے یا باطل پر تھے، کہ حق چار یار کہا جائے تو باقیوں کا ناقص ہونا ثابت ہو گا۔ گڑا اس بات کا ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ بلا فصل تھے اور باقی تین خلفاء رضی اللہ عنہم کی خلافت باطل تھی، یا کہ چار خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کی خلافت حق تھی۔

اہل سنت نعرہ تحقیق کا جواب حق چار یار دے کر چار خلفاء رضی اللہ عنہم کی خلافت کو حق ثابت کرتے ہیں رافضی نعرہ تحقیق کا جواب حق سب یار دے کر اصل اختلاف سے سادہ عوام کو

(۱) ابو داؤد ج ۲ ص ۲۹۱ باب فی التفضیل

پھیرنے کی کوشش کرتے ہیں، حق چار یار کی بات قدیم بزرگان دین سے آرہی ہے۔ اس سے پھیرنے کی کوشش نئی ہے ہاں میرا عقیدہ وہی ہے جو سلف صالحین کا ہے۔

دوست دار چہار یارم تابع اولاد علی
خاکپائے غوث اعظم زیر سایہ ہر ولی

بندہ پروردگارم امت احمد نبی
مذہب حنفیہ دارم ملت حضرت خلیل

میں رب تعالیٰ کا بندہ ہوں نبی کریم حضرت احمد مجتبیٰ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا امتی ہوں۔۔۔ چار یاروں کو
میں دوست رکھتا ہوں، اولاد علی رَضِيَ اللهُ عَنْهُ کا تابع ہوں۔۔۔ حنفی مذہب رکھتا ہوں، حضرت
ابراہیم خلیل اللہ کی ملت پر ہوں۔۔۔ حضرت غوث پاک عَرَضِيْلِيْهِ کے قدم کی خاک ہوں، ہر
ولی کے سایہ کے نیچے ہوں۔

حضرت شیخ فرید الدین عطار عَرَضِيْلِيْهِ فرماتے ہیں:

آں یکے اور ارفیق غار بود
صاحبش بودند عثمان و علی
آن یکے کان حیاء حلم بود
آں رسول حق خیر الناس بود
ہر دم از ماصد درود و صد سلام

از سر انگشت او شق قمر
واں دگر لشکر کش ابرار بود
بہر آں گشتند در عالم ولی
آواں دگر باب مدینہ علم بود
عم پاکش حمزہ و عباس بود

بر رسول و آل و اصحابش تمام

نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے یار ابو بکر اور عمر رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا ہیں۔۔۔ آپ کی انگلی کے کنارے سے چاند دو
نکڑے ہو گیا۔۔۔ وہ پہلے آپ کے غار کے ساتھی ہوئے۔۔۔ اور دوسرے مسلمانوں کے
نیک لشکر کے قائد ہوئے۔۔۔ آپ کے ساتھی عثمان و علی ہوئے۔۔۔ آپ آئیے جہاں میں
مددگار ہوئے۔۔۔ وہ ایک حیاء اور بردباری کی کان تھے۔۔۔ اور وہ دوسرے علم کے شہر
کے دروازہ تھے۔۔۔ وہ رسول حق سب لوگوں سے بہتر ہیں۔۔۔ آپ کے چچا پاک حمزہ

وعباس ہیں۔۔۔ ہر دم ہماری طرف سے لاکھوں کروڑوں درود و سلام ہوں۔۔۔ رہول
پر اور آپ کی آل اور آپ کے سب صحابہ پر۔۔۔

چاریاروں کا ذکر شیخ فرید الدین عرشاوی نے کیا، دوپاک چچا کو علیحدہ ذکر کیا کہ وہ بیشک صحابہ
ہیں لیکن ان کو یار نہیں کہا، چچا کہا ہے، آجکل حق چاریار کی مخالفت میں نیم رافضی بہت
لگا رہے ہیں، اہل سنت و جماعت کے عقیدہ کو درست رکھنے کیلئے عزیزم مولوی فدا حسین
صاحب نے نعرہ تحقیق کے جواب میں حق چاریار کا جواب دینے کیلئے کئی اکابرین کے حوا
جات جمع کئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزاء خیر عطاء فرمائے قارئین کرام کو اس سے استفادہ
اور حق پر قائم رہنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین ثم آمین

عبدالرزاق بھٹرا

تقریظ جلیل

پیر طریقت رہبر شریعت مفکر اسلام حضرت
علامہ سید شاہ تراب الحق قادری جیلانی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

والصلاة والسلام على رسوله الكريم - اما بعد

اہلسنت وجماعت کا اتفاق ہے کہ تمام صحابہ کرام میں سب سے افضل سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں پھر عمر فاروق اعظم پھر سیدنا عثمان غنی، پھر سیدنا مولیٰ علی رضی اللہ عنہم ہیں پھر بقیہ عشرہ مبشرہ و حضرات حسنین کریمین اہل بدر واحد بیعت رضوان والے بیعت عقبہ والے اور سابقین یعنی وہ صحابہ جنہوں نے دونوں قبلوں کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے افضل ہیں۔ تمام صحابہ کرام متقی، عادل اور جنتی ہیں اور ان کا ذکر، خیر ہی کے ساتھ کرنا فرض ہے۔ تمام صحابہ کرام کی تعظیم و توقیر واجب ہے اور کسی بھی صحابی کے ساتھ برا عقیدہ رکھنا بد مذہبی و گمراہی اور جہنم کا مستحق ہونا ہے کیونکہ قرآن و احادیث میں جا بجا صحابہ کرام کے عادل متقی ہونے کی اور فسق سے محفوظ ہونے کی گواہی موجود ہے۔ اس بارے میں فقیر کی کتاب "فضائل صحابہ و اہلبیت" میں تفصیل ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

ان اللہ معنا کی تفسیر میں مرقوم ہے۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے لئے یہی فضیلت کافی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے کسی فرق کے، اللہ تعالیٰ کی اس معیت کو ثابت کیا جو انہیں خود حاصل تھی۔ جس نے سب سے پہلے ابو بکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا انکار کیا اس نے اس آیت کریمہ کا انکار کیا اور کفر کا ارتکاب کیا۔
(1)

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے بارگاہ نبوی میں عرض کی، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو لوگوں میں سب سے زیادہ پیارا کون ہے؟ فرمایا، عائشہ میں عرض کرنا ہو امروں میں سے؟ فرمایا، اس کے والد یعنی ابو بکر میں عرض گزار ہوا کہ پھر کون؟ فرمایا، پس میں اس ڈر سے خاموش ہو گیا کہ مبادا مجھے سب سے آخر میں رکھیں۔
(2)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جلیل القدر صحابی ہیں۔ ان کی گستاخی و ادب بھی سخت جرم اور رحمت الہی سے محرومی کا باعث ہے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بارگاہ نبوی میں خطوط کی کتابت کا فریضہ انجام دیا کرتے تھے۔ آپ سے ایک سو تریسٹھ احادیث مروی ہیں۔ سیدنا ابن عباس، ابن عمر، ابن زبیر اور دیگر صحابہ و تابعین کرام رضی اللہ عنہم آپ سے احادیث روایت کرتے ہیں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کی راویوں کے متعلق سخت شرائط ہیں۔ انہوں نے بھی آپ سے صحیحین میں کئی احادیث روایت کی ہیں۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ نے ایک فوج جرار کے ساتھ عین معرکہ جنگ میں ہتھیار رکھ دیے اور خلافت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے

(1) تفسیر مظہری

(2) بخاری و مسلم

سپرد کر دی (اور ان کے ہاتھ پر بیعت فرمائی)۔ اگر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ العیاذ باللہ فاجر یا ظالم یا غاصب تھے تو الزام امام حسن رضی اللہ عنہ پر آتا ہے کہ انہوں نے خلافت و حکومت خود اپنے اختیار و ارادے سے ایسے شخص کے حوالے کر دی اور اسلام و مسلمین کی خیر خواہی کا خیال نہ فرمایا۔ اگر مدت خلافت ختم ہو چکی تھی اور آپ کو خود بادشاہت منظور نہیں تھی تو صحابہ حجاز میں کیا کوئی حکومت دینی امور کے نظم و نسق کے قابل نہیں تھا جو حکومت انہیں کے حوالے کر دی؟ خدا کی قسم! یہ اعتراض تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے کہ جنہوں نے اپنی پیشین گوئی میں ان کے اس فعل (یعنی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح) کو پسند فرمایا اور انکی سیادت کا نتیجہ ٹھہرایا جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے کہ آپ نے امام حسن رضی اللہ عنہ کی نسبت فرمایا ” میرا یہ بیٹا سید ہے، مجھے امید ہے کہ اللہ عز و جل اس کے باعث اسلام کے دد بزرے گروہوں میں صلح کرادے۔“ (1)

بقول صدر الشریعہ علامہ محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ، امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر معاذ اللہ فسق و غیرہ کا طعن کرنے والا حقیقتاً حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ بلکہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ اللہ عز و جل پر طعن کرتا ہے۔ (2)

علامہ شہاب الدین حفاجی نسیم الریاض شرح شفا میں فرماتے ہیں جو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر طعن کرے وہ جہنم کے کتوں میں سے ایک کتا ہے۔ (3)

یہ بات ذہن نشین رہے کہ صحابہ کرام کے باہم جو واقعات ہوئے ان پر اپنی رائے دینا یا کسی کو قصور وار بتانا سخت حرام ہے ہمیں تو صرف یہ دیکھنا چاہیے کہ وہ سب آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جان نثار سچے غلام اور صحابیت کا شرف رکھتے ہیں۔

(1) اعتقاد الاحباب ۶۸

(2) بہار شریعت حصہ ۱ ص ۷۸

(3) اعتقاد الاحباب: ۲۳

حضرت عبد اللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ میں سے کون افضل ہے؟ آپ نے فرمایا وہ غبار جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمراہی میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کی ناک میں داخل ہوا، وہ بھی عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ سے افضل ہے۔ (۱)

صدر الشریعہ علامہ امجد علی قادری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :

کسی صحابی کے ساتھ سوء عقیدت بد مذہبی و گمراہی اور استحقاق جہنم ہے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بغض ہے۔ ایسا شخص رافضی ہے اگرچہ چاروں خلفاء کو مانے اور اپنے آپ کو نبی کہے۔ مثلاً حضرت امیر معاویہ کو ان کے والد ماجد حضرت ابو سفیان اور والدہ ماجدہ حضرت ہند اسی طرح حضرت سیدنا عمر بن العاص و حضرت مغیرہ بن شعبہ و حضرت ابو موسیٰ اشعر رضی اللہ عنہ حتیٰ کہ حضرت وحشی رضی اللہ عنہ جنہوں نے قبل از اسلام حضرت سید الشہداء حمزہ رضی اللہ عنہ شہید کیا اور بعد از اسلام انجسب الناس خبیث مسیلمہ کذاب ملعون کو واصل جہنم کیا۔ ان میں سے کسی کی شان میں گستاخی تبرا ہے اور اس کا قائل رافضی۔ یہ اگرچہ حضرت شیخین توہین کی مثل نہیں ہو سکتی کہ انکی توہین بلکہ ان کی خلافت سے انکار ہی فقہائے کرام کے نزدیک کفر ہے۔ (۲)

اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں رب تعالیٰ نے فرمایا وکلا وعد اللہ الحسن ان سب (صحابہ) سے اللہ تعالیٰ نے بھلائی کا وعدہ فرمایا کہ اپنے اپنے مرتبے کے لحاظ سے ان کے ملے گا سب ہی کو محروم کوئی نہ رہے گا۔ اور جن سے بھلائی کا وعدہ کیا، ان کے حق میں فرمایا ہے

اولئک عنہا مبعدون : وہ جہنم سے دور رکھے گئے ہیں۔

(۱) مرقاة شرح مشکوٰۃ
(۲) بہار شریعت حصہ ۱: ۷۷

لا یسمعون حسیہا : وہ جہنم کی بھنک تک نہ سنیں گے۔
وہم فی ما اشتہت انفسہم خلدون : وہ ہمیشہ اپنی من مانتی جی بھاتی مرادوں میں رہیں گے۔

لا یحزنہم الفزع الاکبر : قیامت کی سب سے بڑی گھبراہٹ انہیں غمگین نہ کرے گی
تتلقہم الملائکۃ فرشتے ان کا استقبال کریں گے ہذا یومکم الذی کنتم
توعدون یہ کہتے ہوئے کہ یہ ہے تمہارا وہ دن جس کا تم سے وعدہ تھا۔^(۱)

رسول اللہ ﷺ کے ہر صحابہ کی یہ شان اللہ عزوجل بتاتا ہے تو جو کسی صحابی پر طعن کرے
وہ اللہ واحد قہار کو جھٹلاتا ہے۔ اور ان کے بعض معاملات جن میں اکثر حکایات کا ذبہ ہیں،
ارشاد الہی کے مقابل پیش کرنا اہل اسلام کا کام نہیں۔^(۲)

فقیر کو فاضل نوجوان مولانا فدا حسین رضوی کی کتاب "نعرہ تحقیق حق چاریار بوساطت
انجینئر حافظ محمد آصف قادری موصول ہوئی اگرچہ اپنی کثیر مصروفیات کی بناء پر فقیر اس
بالاستیعاب تو نہ پڑھ سکا البتہ بعض مقامات سے دیکھا تو عوام کے لئے مفید پایا۔
امید ہے کہ یہ کتاب حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق اہلسنت وجماعت کے عقائد صحیحہ
کی حفاظت کا ذریعہ بنے گی رب تعالیٰ مصنف کے علم و عمل میں مزید برکتیں عطا فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

سید شاہ تراب الحق قادری رضوی
امیر جماعت اہلسنت (پاکستان) کراچی

(۱) سورة الانبياء
(۲) اعتقاد الاحباب : ۴۳

تقریظ جلیل

- استاذ العلماء زبدۃ الفضلاء جامع المعقول والمنقول
شیخ الحدیث والتفسیر علامہ محمد ایوب ہزاروی مدظلہ العالی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم!

مسلمک حقہ اہلسنت وجماعت کے عظیم ترجمان حضرت العلام حافظ مولانا فدا حسین رضو
دام اقبالہ کی تالیف لطیف۔

نعرہ تحقیق۔ حق چار یار کا سرسری نظر سے مطالعہ کیا ماشاء اللہ موصوف نے حق چار یار
اصلاح اور اس پیارے عدد کے ثبوت پر قرآن و تفاسیر احادیث و اقوال جماہیر۔ ارشاد
اسلاف و شعرائے مشاہیر۔ سے جہد بلیغ و سعی جمیل فرما کر بلکہ افضلیت سیدنا صدیق اور چ
دوسرے ضمنی مسائل پر ایک جامع کتاب تحریر فرمائی پھر اس کو جید علماء اہلسنت کی تقاریر
و تاکیدات سے مزین فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس مسلکی خدمت کو قبول فرمائے (آمین)

چار کے محبوب عدد پر مزید گفتگو کی گنجائش نہیں، البتہ اتنا عرض کیا جاتا ہے کہ نعرہ تحقیق
حق چار یار۔ یا نعرہ حیدری یا علی کی اصلیت کیا ہے اور اس کا مقصد کیا ہے۔ اصلیت تو یہ کہ
اہلسنت وجماعت کے کچھ دوسرے نعرے بھی ہیں مثلاً دعوت اسلامی یا انجمن طلباء اسلام
کے متعدد نعرے ہیں جو مختلف مجالس یا محافل اور جلوس میں لگائے جاتے ہیں یا دوسرے
مذہبی یا سیاسی جماعتوں کے نعرے ہیں، یہ تمام روایتی نعرے ہم مجھیوں کی ایجاد اور پاک

وہند وغیرہ میں شروع ہیں عرب ممالک یا دیگر اسلامی ممالک میں یہ روایتی نعرے میری دانست اور مشاہدے کے مطابق مروج نہیں یہ نعرے شرعاً نہ فرض ہیں نہ واجب نہ سنت صرف مباح ہیں۔ جو کسی علاقہ میں یا کسی وقت میں کسی مقصد کے تحت ایجاد کئے جاتے ہیں۔ ان نعروں میں سے کسی نعرے کا مقدم ہونا باعث شرف و تکریم نہیں اور نہ ہی کسی نعرے کا موخر ہونا وجہ ترویج یا تفسیر ہے کیونکہ یہ فقہی مشروعات سے نہیں صرف مباح ہیں اور مباح میں تقدم و تاخر باعث شرف نہیں ہوتا۔ یہ نعرہ تحقیق حق چار یار یا نعرہ حیدری یا علی کی حقیقت و اصلیت ہے ان دونوں نعروں کا مقصد کیا ہے تو سنئے جس شخص یا جن اشخاص یعنی اہل تشیع نے عجمیوں میں سے صرف نعرہ حیدری ایجاد کیا اس کا مقصد و حید یہ تھا کہ میں خلفاء اربعہ میں سے صرف سیدنا علی المرتضیٰ کو حضور ﷺ کا خلیفہ بلا فصل تسلیم کرتا ہوں ان کے سوا اور کوئی دوسرا خلیفہ نہیں اس نعرہ کے مقابلہ میں وہ لوگ جو صرف ایک خلیفہ راشد نہیں بلکہ بالترتیب سیدنا صدیق اکبر، سیدنا عمر فاروق، سیدنا عثمان غنی، سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہم سب کو خلیفہ مانتے ہیں انہوں نے نعرہ تحقیق حق چار یار ایجاد کیا کہ ہم صرف ایک نہیں بلکہ چاروں کو بالترتیب خلیفہ مانتے ہیں مختصر لفظوں میں آپ یوں سمجھیں نعرہ حیدری یا علی میں شیعہ سنی سب شامل ہیں کیونکہ دونوں آپ کو مانتے ہیں اور نعرہ تحقیق حق چار یار میں صرف سنی کا شیعہ سے امتیاز ہو جاتا ہے لہذا جو ان میں شامل رہنا چاہتا ہے وہ صرف نعرہ حیدری یا علی لگائے اور جو ان میں نہیں رہنا چاہتا بلکہ امتیاز چاہتا ہے وہ نعرہ تحقیق حق چار یار بھی لگائے۔ ہذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب وعندہ ام الكتاب والیہ المرجع والمآب۔

محمد ایوب بزاروی

خطیب و مدرس دارالعلوم اسلامیہ رحمانیہ بری پور ہزارہ

۶ دسمبر ۱۴۰۲

تقریظ

یادگار اسلاف پیر طریقت ربہر شریعت شیخ الحدیث والتفسیر
پیر سائیں غلام رسول قاسمی دامت برکاتہم العالیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله رب العلمین والصلوة والسلام علی سیدنا
ومولانا محمد وعلی الہ واصحابہ اجمعین اما بعد

اللہ کریم کے بعد سب سے زیادہ عزت و مرتبہ محبوب کریم سید المرسلین ﷺ کو حاصل ہے، اس امت میں نبی کریم ﷺ کے بعد سب سے زیادہ عزت و مرتبہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حاصل ہے۔ آقا ﷺ نے فرمایا: "ولو كنت متحذا خلیلا لاتخذت ابا بکر خلیلا، الا وان صاحبکم خلیل اللہ" یعنی اگر میں کسی کو اپنا تنہائی کا دوست بناتا تو ابو بکر کو بناتا لیکن تمہارا نبی اللہ کا خلیل ہے۔ (1)

افضلیت شیخین کا عقیدہ قطعی ہے۔ اس پر متواتر احادیث موجود ہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع موجود ہے۔ اہل سنت کی پہچان یہ ہے کہ حضرت ابو بکر و عمر کو افضل مانا جائے اور حضرت عثمان و علی سے محبت کی جائے رضی اللہ عنہم۔ (2)

شیخین کی افضلیت کا یہ مطلب نہیں کہ ختین سے محبت میں کمی آجائے اور ختین کی محبت کا یہ مطلب نہیں کہ شیخین کی افضلیت کو متزلزل کر دیا جائے شیخین کی افضلیت کا منکر رافضی ہے اور ختین کی محبت کا منکر خارجی ہے اور دونوں باتوں کو ماننے والا اہل سنت ہے اور

(1) مسلم حدیث نمبر 67، ترمذی حدیث نمبر 3755، ابن ماجہ حدیث نمبر 93
(2) شرح عقائد نسفی صفحہ 150، قاة جلد 2 صفحہ 44 وغیرہ

اسے اہل سنت کی علامت کہنے میں راز یہی ہے کہ یہ علامت پائی جائے گی تو سنی کہلا سکو گے اور اگر یہ علامت کھو بیٹھو گے تو سنی نہیں کہلا سکتے۔ اب اگر شیخین اور ختنین کو جمع کرو تو کل چار افراد بنتے ہیں رضی اللہ عنہم۔ اہل سنت کی پہچان کا دار و مدار نہیں چار افراد پر رکھا گیا ہے۔ شیخین کی افضلیت کا انکار بھی باطل اور ختنین کی محبت کا انکار بھی باطل اور چاروں کا اقرار باطل کا الٹ یعنی حق۔ اب کہو حق چار یار محبوب کریم ﷺ نے بھی انہی چار کو خصوصی اعزاز بخشا۔ فرمایا:

"ان الله اختار اصحابي على جميع العالمين سوى النبيين والمرسلين واختار لي منهم اربعة ابا بكر وعمر وعثمان وعليا فجعلهم خيرا اصحابي وفي اصحابي كلهم خير رواه عياض في الشفاء" (1)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ نے تمام جہانوں پر میرے صحابہ کو چن لیا ہے سوائے نبیوں اور رسولوں کے۔ اور ان میں سے چار کو میرے لئے چنا ہے، ابو بکر و عمر و عثمان اور علی رضی اللہ عنہم۔ یہ میرے صحابہ میں سب سے افضل ہیں، اور میرے سارے صحابہ میں بھلائی ہے۔

"عن علي رضي الله عنه قال قال رسول الله ﷺ : رحم الله ابا بكر زوجني ابنته و حملني الى دار الهجرة واعتق بلا لا من ماله، رحم الله عمر يقول الحق وان كان مرا تركه الحق وماله صديق، رحم الله عثمان تستحييه الملائكة، رحم الله عليا اللهم ادر الحق معه حيث دار رواه الترمذي" (2)

(1) الشفاء ۲/۴۲، الرياض النضرة ۱/۴۷
 (2) ترمذی حدیث رقم: ۳۷۱۳

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ ابو بکر پر رحمت کرے، اس نے اپنی بیٹی میرے نکاح میں دے دی، اور مجھے دارالہجرت تک اٹھا کر لایا اور اپنے مال میں سے بلال کو آزاد کیا۔ اللہ عمر پر رحمت کرے، حق بات کہہ دیتا ہے خواہ کزوی ہو، حق کی خاطر تنہا رہ جانا گورا کر لیتا ہے۔ اللہ عثمان پر رحمت کرے، اس سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔ اللہ علی پر رحمت کرے، اے اللہ حق کو اس کے ساتھ گھما دے یہ جدھر بھی جائے۔

"عن محمد بن الحنفیة قال : قلت لابی : ای الناس خیر بعد رسول اللہ ﷺ ؟ قال : ابو بکر . قلت : ثم من ؟ قال : ثم عمر ، وخشیت ان یقول عثمان ، قلت : ثم انت ؟ قال : ما انا الا رجل من المسلمین رواه البخاری و ابوداؤد " (1)

حضرت محمد بن حنفیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد (سیدنا علی) سے عرض کیا: رسول اللہ ﷺ کے بعد لوگوں میں افضل کون ہے؟ فرمایا: ابو بکر، میں نے عرض کیا پھر کون؟ فرمایا: پھر عمر، اور مجھے اندیشہ ہوا کہ اب یہ نہ کہیں کہ عثمان، میں نے عرض کیا پھر آپ ہوں گے، فرمایا: میں مسلمانوں میں سے ایک آدمی ہوں۔

ان تمام احادیث میں صرف چاریاروں کا ذکر ہے۔ شہزادہ شاہ کونین سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہما کا ذکر موجود نہیں اور نہ ہی نواسے کو یار کہنا مناسب ہے۔ جہاں تک نعرہ تحقیق اور نعرہ حیدری کے جواز کا تعلق ہے تو یہ دونوں نعرے مباح ہیں اس لئے کہ ان سے منع نہیں کیا گیا۔ نعرہ تکبیر اور نعرہ رسالت دونوں احادیث سے ثابت ہیں (دون لفظ النعرہ) لیکن اس سے آگے اگر کوئی چاریاروں اور حضور غوث اعظم کے الگ الگ نعرے بھی وضع کرے۔

(1) بخاری حدیث رقم: ۳۶۶۱ ابوداؤد حدیث رقم: ۴۶۲۹

نعرہ صدیقیہ یا صدیق اکبر، نعرہ فاروقیہ یا فاروق اعظم، نعرہ عثمانیہ یا عثمان عقی اور نعرہ حیدری یا علی، نعرہ غوثیہ یا غوث اعظم۔ تو یہ سب نعرے جائز ہیں اس لئے کہ اصل اباحت ہے۔ والحرام ما حرم اللہ فی کتابہ۔ وہابیہ کے اکثر اعتراضات کے جواب میں ہم یہی اباحت اصلیہ والا قاعدہ پیش کرتے ہیں۔ البتہ نعرہ تحقیق کے اجتماعی نعرے کے حق میں شرعی اشارے واضح تر ہیں۔ نسبت انفرادی نعروں کے۔ عجب لطیفہ ہے کہ نعرہ تحقیق میں ہمارے مرشد مولانا علی المر ترضی رضی اللہ عنہ شامل ہیں، اس شمول کئے بوجہ کسی کو اس نعرے میں بغض اہل بیت کی بو آ رہی ہے۔ جب کہ نعرہ حیدری میں کوئی دوسرا صحابی شامل نہیں تو پھر اس نعرہ حیدری میں اگر اس عدم شمول کی وجہ سے کسی کو بغض صحابہ کی بو آئے تو اس کا کیا تصور؟ یہ بات ہم نے محض الزامی طور پر لکھی ہے۔ جب کہ ہم نعرہ حیدری کو سر آنکھوں پر تسلیم کیے بیٹھے ہیں۔ ہمارے عزیز حضرت علامہ فدا حسین صاحب نے اس کم عمری اور زمانہ طالب علمی میں جس جوش، ولولے اور دینی غیرت کا مظاہرہ کرتے ہوئے حق چاریار نامی کتاب تصنیف کی ہے وہ نہایت حوصلہ افزائی اور تحسین کے لائق ہے۔ درست مدلول پر قوی دلائل کی تائید میں اگر کوئی دلیل کمزور بھی آجائے تو کوئی بڑی بات نہیں جب کہ مخالفین کے پاس سراسر موضوعات اور مآولات کے سوا کچھ نہیں بلکہ دلائل اپنے دعویٰ سے تعلق ہی نہیں رکھتے انکی تحقیقات کا درار و مدار محکمت کی بجائے تشابہات پر ہے۔ قرآن کے مقابلے پر دو ہڑے، بخاری مسلم کے مقابلے میں ابن عساکر اور ینابیع المودہ، اجماع امت کے مقابلے پر کسی متشیع یا معتزلی کا قول وغیرہ ان کا سرمایہ تحقیق ہے۔ اللہ کریم جل شانہ جناب فدا حسین صاحب کی اس کوشش کو اپنی بارگاہ میں شرف قبول عطا فرمائے اور تمام اہل سنت کو فتنہ روافض کے خلاف اٹھ کھڑا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

فقیر غلام رسول قاسمی

تقریظ

استاذ العلماء جامع المعقول والمنقول شیخ الحدیث والتفسیر
حافظ عبدالستار سعیدی صاحب دامت برکاتہم العالیہ
ناظم تعلیمات جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

حضرت علامہ مولانا فدا حسین صاحب رضوی زید مجدہ تلمیذ رشید استاذ العلماء مفسر قرآن
شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا محمد عبدالرزاق صاحب بھترالوی دامت برکاتہم العالیہ
تصنیف لطیف " نعرہ تحقیق حق چاریار " باصرہ نواز ہوئی۔ حضرت مصنف مدظلہ
العالی نے متعدد حوالہ جات سے اس نعرہ کی حقانیت اس پر اعتراضات کے جوابات
افضیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور ترتیب خلافت راشدہ کے سلسلہ میں اہل سنت و جماعت کے
موقف کو واضح فرمایا۔ اللہ تعالیٰ مصنف کی اس کاوش اور سعی کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولی
عطا فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام
وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔

حافظ عبدالستار سعیدی

خادم جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

5:2010

تقریظ

استاذ العلماء والنضلاء شیخ الحدیث والتفسیر

مفتی محمد صدیق براروی سعیدی مدظلہ العالی

شیخ الحدیث جامعہ تجویریہ داتا گھڑاں ہور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

رسول اکرم شفیق معظم ﷺ سے نسبت اور آپ کی صحبت سے بہرہ ور ہونے کی وجہ سے صحابہ کرام کو جو عظمت اور شان حاصل ہے وہ کسی دوسرے شخص کو حاصل نہیں سے چاہے وہ کتنا بڑا عالم اور کتنا عظیم ولی ہی کیوں نہ ہو۔ پھر جملہ صحابہ کرام میں خلفاء راشدین علیہم السلام و مختلف حوالوں سے جو مقام و مرتبہ حاصل ہے وہ دیگر صحابہ کرام کے مقابلے میں عظیم ترین ہے فاضل جلیل حضرت علامہ مولانا فدا حسین رضوی زید مجدد العالی نے جس جذبہ ایمانی اور محبت صحابہ کرام بالخصوص خلفائے راشدین سے بھرپور عقیدت میں ڈوب کر کتاب مستطاب (نعرۃ تحقیق حق چاریار) لکھی ہے وہ نہ صرف ان کی ایمانی غیرت کا بین ثبوت ہے ان کے ذہن رسا، فہم صائب اور علمی صلاحیتوں کا مظہر بھی ہے۔ حضرت علامہ موصوف نے آیات کریمہ، احادیث نبویہ، اقوال مفسرین و محدثین سے مراعیت و مدلل تحریر سے ذریعے خلفائے راشدین کی عظمت کو منظر نام پر لا کر جہاں صحابہ کرام اور اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم سے محبت و عقیدت رکھنے والوں کے قلوب و اذہان کو ٹھنڈک پہنچائی ہے وہاں ان نفوس قدسیہ سے بغض و حسد رکھنے والوں کو دعوت فکر بھی دی ہے اور ان کے جہوت پر مبنی نظریات کی تار و پور بکھیر دیئے ہیں۔

کسی بھی نعرہ کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ نعرہ لگانے والا اپنے عقیدہ کا بلند آواز سے ذکر کرتا ہے مثلاً: اللہ اکبر (اللہ سب سے بڑا ہے) ہر مومن کا ایمان ہے اسی ایمان کا اظہار بلند آواز سے اور اجتماعی طور پر ہوتا ہے تو یہ نعرہ تکبیر بن جاتا ہے، اسی طرح نعرہ رسالت وغیرہ۔ نعرہ تحقیق کا جواب ”حق چار یار“ کے الفاظ سے دیا جاتا ہے اور اس میں کیا شک ہے کہ رسول اکرم ﷺ کے ان چاروں رفقاء کی خلافت حق اور ثابت ہے اور حضرت علامہ موصوف نے اس مسئلہ پر بھی تحقیقی گفتگو فرمائی ہے، حقیقت یہ ہے کہ حضرت علامہ فدا حسین رضوی دامت برکاتہم العالیہ نے اس عظیم کتاب کی تصنیف کے ذریعے امت مسلمہ پر احسان عظیم کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب مستطاب کو شرف قبولیت عطا فرما کر اس کے افادہ و استفادہ کو عام فرمائے اور حضرت مصنف کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ (آمین بجاہ نبیہ الکریم علیہ التحیة والتسلیم)

محمد صدیق ہزاروی سعیدی ازہری

ممبر اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان

استاذ الحدیث جامعہ ہجویریہ مرکز معارف اولیاء

دربار عالیہ حضرت زاتنا منج بخش رحمۃ اللہ علیہ

۴ جمادی الاخریٰ ۱۴۳۱ھ / ۱۹ مئی ۲۰۱۰ء بروز بدھ

تقریظ

استاذ المناظرین شیخ الحدیث والتفسیر
مفتی عبدالشکور الباروی صاحب دامت برکاتہم العالیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نعرہ تحقیق اور اس کے جواب دینے کے متعلق لکھی گئی۔ منکرین قرآن و حدیث محض اپنی عقل نارسا کی بنیاد پر قرآن مجید اور احادیث صحیحہ کا انکار کچھ عرصے سے کرتے آئے ہیں ان میں سے کچھ لوگوں نے اس انکار کے ساتھ استہزا اور سوقیانہ انداز کلام اختیار کر کے نہ صرف جلیل القدر صحابہ کرم پر تنقید کی بلکہ سب شتم کی بارش کی ہے جس پر اس کے سوا کیا کہا جاسکتا ہے۔ من یضل اللہ فلا ہادی لہ۔

اس کتاب میں حضرت موصوف نے نہ صرف قرآن و احادیث مبارکہ سے دلائل دیئے ہیں بلکہ اعتراضات کے جوابات میں علماء اہل سنت کے موقف کو واضح کیا ہے جو کہ ایک طالب حق کیلئے حق تک پہنچنے کیلئے کافی وافی ہیں۔ اللہ تعالیٰ مولانا موصوف کو اس خدمت پر جزائے خیر عطا فرمائے اور ان کی محنت کو قبول فرما کر ہر خاص و عام کیلئے نافع بنائے۔ آمین

مفتی عبدالشکور الباروی صاحب دامت برکاتہم العالیہ
مہتمم جامعہ رضویہ منظر السلام، راولپنڈی

تقریظ

فقہیہ ملت پاسبان مسلک رضا شیخ الحدیث و التفسیر
مولانا خادم حسین رضوی مدظلہ العالی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله وحده والصلوة والسلام على من لا نبى بعده

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت زیاد بن حدیر سے پوچھا آپ کو معلوم ہے کیا چار
اسلام کو منہدم کر دیگی؟ انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بہتر جانتے ہیں
حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرمایا تین چیزیں اسلام کو منہدم کرنے کا باعث بنیں گی
۱۔ زلۃ العالم جب عالم دین راہ حق سے پھسل جائے۔

۲۔ وجدال المنافق بالکتاب منافق قرآن مجید کو ہاتھ میں لے کر اسلام
پر چار کرنے لگے۔

۳۔ وحکم الائمة المضلین بے دین اور گمراہ حکمرانوں کا امت مسلمہ کے
اوپر مسلط ہو جانا۔

اتنی طویل تمہید باندھنے کا مقصد مدعا یہ ہے کہ جن لوگوں نے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی
امت کی صحیح رہنمائی کرنی تھی وہ خود بوجہ جب غلط سمت نکل کھڑے ہوئے ہوں اور ان
کی وجہ سے امت مسلمہ کی گمراہی کا شدید اندیشہ ہو ایسے حالات میں علماء ربانیین کا فرض

منجی بتا ہے کہ ایسے لوگوں کو صراط مستقیم پر لانے کی حد درجہ کوشش کی جائے اور ان کا ہاتھ پکڑ کر حق پر قائم کیا جائے۔

”یہ تو میں نہیں کہتا کہ یہ دور بہت زیادہ پر فتن ہے“ ہر دور میں بڑے بڑے فتنوں نے سر اٹھایا لیکن ہمارے اکابر نے ان فتنوں کا سر کچل کر رکھ دیا آج کل ساون کے مینڈکوں کی طرح مختلف جانبوں سے عجیب و غریب قسم کی آوازیں آرہی ہیں، ان آوازوں میں سے ایک آواز نعرہ تحقیق کے بارے میں سنائی دے رہی ہے کہ اس نعرہ کا کوئی ثبوت نہیں یہ چکوال کے ایک دیوبندی مولوی کا گھڑا ہوا نعرہ ہے اس پر دلائل دینا تحصیل حاصل ہے کیونکہ جس تحقیقی انداز میں حضرت مولانا فدا حسین رضوی زید علمہ نے قلم اٹھایا ہے یہ انہیں کا خاصہ ہے۔

انہوں نے منکرین نعرہ تحقیق کی خوب خبر لی ہے بعض مقامات پر انکے قلم نے خنجر کارو پ دھا رہے اس پر کسی کو سیخ پا ہونے کی ضرورت نہیں بلکہ اصول یہ ہے کہ اگر آئینے میں اپنی شکل غلط نظر آئے تو آئینہ توڑنے کی بجائے اپنے خدو خال درست کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ حضرت مولانا کے علم و عمل اور زور قلم میں اور برکتیں عطاء فرمائے۔ میں صرف اہلسنت و جماعت کے راستے سے ہٹ کر دوسری راہوں کی طرف جانے والوں کی خدمت میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہم کا یہ شعر پیش کرنے کی جسارت کر رہا ہوں۔

سنت سے کھٹکے سب کی آنکھ میں
کیا پھول ہو کر بن گئے خار ہم

غبار راہ علمائے اہل سنت

حافظ خادم حسین رضوی

۳ رجب المرجب ۱۴۳۱ھ ۱۶ جون ۲۰۱۰ء

تقریظ

استاذ العلماء والفضلاء شیخ الحدیث مفتی محمد رضا المصطفیٰ ظریف قادری
جامعہ قادریہ گوجرانوالہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم اما بعد

نعرہ تحقیق اور اس کا جواب حق چاریار طریقہ اسلاف اہل سنت ہے اور ان جلیل القدر
شخصیات (یعنی خلفاء اربعہ رضی اللہ عنہم) کی بالترتیب خلافتوں کے برحق ہونے کا اظہار ہے اور ان
حضرات کی خلافت کے اضافی ذکر سے دوسرے خلفاء کی خلافت کی نفی نہیں ہوتی۔ جیسا کہ
سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

لکل نبی رفیق ورفیقی یعنی فی الجنة عثمان

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی اس رفاقت سے دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نفی ہوگی اور نہ ہی کوئی
ذی شعور ہوش نفی کا مرتکب ہوگا معترض کے دعویٰ کے مطابق اگرچہ مذکورہ نعرہ کا وجود
قرون اولیٰ میں نہ بھی ہو پھر بھی اس کے عدم جواز کا قول معتبر نہیں اس لئے کے معترض
کے دامن میں اس کے عدم جواز پر دلیل نہ ہونا خود ثبوت جواز ہے

سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے:

الحلال ما احل الله في كتابه والحرام ما حرم الله في كتابه
وما سكت عنه فهو مما عفا عنه

بندہ ناچیز کو زیر نظر کتاب الہی بہ ” نعرہ تحقیق حق چاریار “ کو سرسری دیکھنے کا اتفاق ہوا بلاشبہ اس کتاب کے مؤلف علامہ حافظ فدا حسین صاحب رضوی نے تحقیق مسئلہ کا حق ادا کرتے ہوئے دلائل کے ایسے دریا بہا دیئے ہیں جنکو دیکھنے کے بعد انکار وہی کر سکے گا جس نے آنکھوں پر تعصب کی نینک لگا رکھی ہو یہ چند سطور رقم کرنے کے بعد فقیر کی دعا ہے کہ مولیٰ کریم جل جلالہ حق کو سمجھنے اور اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

اور مؤلف مذکور کو اس سعی جمیلہ پر دونوں جہاں میں عزت و آبرو اور برکات نصیب فرمائے۔ آمین۔ این دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

محمد رضا المصطفیٰ

ظریف القادری جامعہ قادریہ گوجرانوالہ

نشان منزل

ادیب ملت استاذ العلماء والفضلاء

مولانا محمد منشاء تابلش قصوری جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

رحماء بینہم کی ایک تفسیر جمیل
ہیں اشداء علی الکفار یار مصطفیٰ

ممتاز معروف صاحب قلم حضرت مولانا علامہ سید صابر حسین شاہ صاحب بخاری مدظلہ برہان ضلع اٹک کی طرف سے صاحب تصانیف کثیرہ ماہر علوم و فنون درس نظامیہ حضرت مولانا علامہ مفتی عبد الرزاق صاحب بھٹرا لوی دامت برکاتہم کے شاگرد رشید مولانا فدا حسین صاحب زید علمہ و عملہ کی نہایت عمدہ تصنیف لطیف ”نعرہ تحقیق حق چاریار“ پر نشان منزل رقم کرنے کا حکم فرمایا میں نے سعادت سمجھتے ہوئے کتاب مستطاب کو ”من الاول الی الاخر“ دیکھا تو حضرت مصنف زید مجددہ کی محبت اور محنت کو قابل داد اور لائق تحسین پایا۔ موصوف نے ہر جہت سے موضوع پر سیر حاصل بحث کی۔ اور اسے نبھانے کی سعی جمیل فرمائی ہے اس پر طرہ یہ کہ استاذ العلماء فخر المدرسین عمدۃ المصنفین حضرت علامہ مولانا بھٹرا لوی صاحب مدظلہ نے اپنی تقریظ سعید لکھ کر کتاب کے وزن و وقار میں بے حد اضافہ فرمایا ہے۔

مسلك حق اہل سنت و جماعت کے استحکام کیلئے ایسی علمی و تحقیقی کتب کا ظہور بے حد مفید ہے منافقین کی مکاریوں سے بھولے بھالے سنی مسلمانوں کو آگاہ کرنا اور ان کے ایمان

وایقان کی حفاظت و صیانت کا فریضہ سرانجام دینا اہل علم و قلم کیلئے نہایت ضروری سے اسی مقصد و حید کے پیش نظر مولانا فدا حسین صاحب میدان عمل میں اترے ہیں اور نعرہ تحقیق حق چار یار کی گونج سے زمانے بھر کو بیدار کرتے ہوئے آگے بڑھتے جائیں گے۔ انشاء اللہ العزیز اس شاندار ایمان افروز اور روح پر تحقیق کے ہوتے ہوئے مزید کچھ لکھنے کی چنداں ضرورت نہیں ہے ہر زبان کی اپنی اپنی اصطلاح ہوتی ہے عربی میں یار دوست بلی کیلئے، ولی، رفیق، محب اور محبوب ایسے کلمات مستعمل ہیں جن پر قرآن و سنت شاہد و ناطق ہیں، حضرت مصنف زید مجدہ نے بکثرت فارسی اردو نظم و نثر میں مثالیں پیش کر کے قارئین کیلئے اچھا خاصا ذخیرہ جمع کر دیا ہے جو اللہ تعالیٰ جل و علی حبیب کبریٰ علیہ التحیہ و الثناء اور یاران مصطفیٰ رضی اللہ عنہم کی رضا و خوشنودی کا باعث ہو گا کیونکہ

جس نون پیار نبی دا ہوے اوہو رب نون پیارا
جیویں یار یاراں دے لگن پیارے جانے عالم سارا

آخر میں قصیدہ بردہ شریف کے ایک شعر اور اس کے فارسی ترجمہ پر اکتفاء کرتا ہوں۔

ثم الرضا عن ابی بکر وعن عمر
وعن عثمان وعن علی ذوی الکرّم
نیز از فضل و کرم خوشنود باش اے کرد گار
از ابوبکر و عمر عثمان و حیدر چہار یار

قارئین کرام!

یاد رہے کہ پاکستان کی بنیاد میں چار یاران مصطفیٰ کریم رضی اللہ عنہم کی برکات کا بڑا عمل دخل ہے وہ یوں کہ جب تحریک پاکستان چل رہی تھی تو مسلمانان برصغیر کا یہ نعرہ گونج رہا تھا۔ پاکستان کا مطلب کیا۔ ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ جب اس کلمہ کے دونوں اجزاء کے الفاظ کی گنتی

کی جاتی ہے تو ہر ایک جزء کے حرف ۱۲، ۱۲ بنتے ہیں۔ یوں ہی یاران نبی کریم ﷺ کے اسمائے گرامی کے حروف کا شمار کیا جائے تو ہر ایک یار کے اسم مبارک کے حرف ۱۲، ۱۲ ہیں

مثلاً: ابو بکر الصدیق کے ۱۲ حرف۔۔۔ عمر ابن خطاب کے ۱۲ حرف
عثمان ابن عفان کے ۱۲ حرف۔۔۔ علی بن ابی طالب کے ۱۲ حرف

لہذا یہ پاکستان جہاں نعرہ تکبیر، نعرہ رسالت کی برکات سے معمور ہو اوہاں نعرہ تحقیق حق چار یار کی روحانی تصرف سے ظہور پذیر ہو اپس پاکستان کے توہر ایک باشندے خصوصاً ہر مسلمان پورے جوش و خروش سے جہاں نعرہ ہائے تکبیر و رسالت سے اپنے ایمان و ایقان کی دولت میں بے پایاں اضافہ کر رہے ہیں وہاں نعرہ تحقیق حق چار دیار کی گونج سے بھی اپنے عشق و محبت کی دولت میں فراوانی پیدا کریں۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ مولانا فدا حسین مدظلہ کی اس ایمان افروز اور باطل سوز کاوش کو قبولیت کا شرف عطا فرمائے اور ان کے راہوار قلم کو برق رفتار بنائے۔ امین ثم امین

فقط التجا تائبش قصوری کی یہی ہے رات دن
یا الہی ہو عطا دیدار یار مصطفیٰ

محمد منشا تائبش قصوری

مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور پاکستان
۶ جمادی الثانی ۱۴۳۱ھ / ۲۰ مئی ۲۰۱۰ء جمعۃ المبارک

تقریظ لطیف

زینۃ الفقہاء شیخ الحدیث والتفسیر مفتی محمد گل شہزاد صاحب زید مجدہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فاضل نوجوان مولانا فدا حسین حفظہ اللہ فی الدارین کی تصنیف لطیف اللمسی بہ حق چاریار نظر سے گزری مولف نے اس کتاب میں مخالفین کو ایسے تحقیقی اور الزامی جوابات دیئے اگر ان میں معمولی سا انصاف بھی ہو تو خداوند قدوس کی بارگاہ میں تائب ہو کر اپنی ہٹ دھرمی اور عناد سے باز آنے پر مجبور ہو جائیں گے۔ بعض مخالفین کی ایک کتاب کا مطالعہ کیا تو اس میں جو جو پراپیگنڈہ کیا گیا تھا اتفاق سے اس کا جواب فتاویٰ رضویہ میں ہو بہو پہلے سے موجود ہے میرا یہ اعتقاد ہے یہ اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت الشاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت ہے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے خلیفہ بلا فصل ہیں اور انبیاء کرام کے بعد تمام انسانوں سے افضل ہیں والی دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ظاہری زندگی کی آخری نماز جو صبح کی نماز تھی بروز سوموار حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے پڑھ کر واضح فرمادیا کہ میرا نائب کون ہے۔ نیز جنگ صفین وغیرہ میں حضرت امیر المؤمنین حیدر کرار مجتہد مصیب یہ ان کے لئے ڈگری ہے اور حضرت امیر معاویہ مجتہد مخطی ہیں ان کے لئے ثواب ہے لیکن عوام کے سامنے یہ کہنا کہ حضرت معاویہ خطا کار ہیں ٹھیک نہیں کیونکہ عوام

الناس وہ مفہوم نہیں سمجھ سکتے جو علماء حقہ مراد لیتے ہیں پیش نظر کتاب میں مولف نے ار زبان میں بمع حوالہ جات نہایت ہی شائستگی سے وہ جوابات تحریر کیے جن کی ضرورت تھی۔ ان مسائل کا ضبط اس خوش اسلوبی کے ساتھ مولف رسالہ ہذا کا عظیم کارنامہ ہے کہ نے کیا خوب کہا (لکل فن رجال) یعنی ہر میدان کے اپنے شہسوار ہوتے ہیں ای سعادت بزور بازو نیست تانبخشد خدائے بخشنده۔ اللہ تعالیٰ فاضل نوجوان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

مشتی محمد گل شہزاد غفرل
فی الحال شیخ الحدیث دارالعلوم فیض القرآن
حسن ابدال

تقریظ

مصنف کتب کثیرہ حضرت علامہ
مولانا حکیم سید بادشاہ تبسم بخاری مدظلہ العالی
مہتمم جامعہ غوثیہ فتح جنگ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم۔ اما بعد

س وقت بندہ ناچیز کے پیش نظر مولانا فدا حسین رضوی صاحب کا مضمون ”حق چاریار“ بل از طباعت موجود ہے جو کہ ایک رسالہ ”نعرہ حیدری“ کے جواب میں تحریر کیا گیا ہے۔ نعرہ حیدری کے مصنف کے خیال میں نعرہ تحقیق کے جواب میں ”حق چاریار“ کہنا درست نہیں۔ اسلئے کہ چار کی تخصیص سے باقی صحابہ کی نفی کا شبہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ حق پر نہیں۔ اور فرمایا کہ نعرہ تحقیق ۱۹۵۳ء میں ایجاد ہوا۔ پہلے نہ تھا۔ جبکہ نعرہ حیدری دور رسالت سے چلا آتا ہے۔ نیز یہ بھی لکھا کہ پانچ کے علاوہ کہ جن پر چادر ڈالی یا چادر کے نیچے کیا گیا اور فرمایا گیا ”اللہم ہولاء اہل بیتی“۔ بس صرف یہی اہل بیت ہیں اور یہی سید ہیں۔ ان کے علاوہ اور کوئی اہل بیت نہیں یعنی ازواج مطہرات جملہ اولاد پاک اور دیگر ذوی القربی سب کو اہل بیت سے خارج کر ڈالا۔ اور حصر کے ساتھ لکھا ”آل عبا صرف پانچ ہیں (صفحہ ۱۲)۔“

گو یا حضرت امام حسن اور حضرت امام حسینؑ کی اولاد پاک اور آپ کی دو بہنوں حضرت زینب اور حضرت کلثوم کو بھی اہل بیت سے خارج کر ڈالا۔ اس میں شک نہیں کہ چار کے نیچے پانچ ہی تھے مگر حضرت امام حسن اور امام حسین علیٰ جدهما علیہما السلام کی اولاد پاک اہل بیت سے نکال دینا یہ ایک نرالی اور انوکھی تحقیق کے ساتھ ساتھ بہت بڑی جسارت ہے۔ رسالہ ”نعرہ حیدری“ محض ۳۶ صفحات کا ہے مگر جواب بعنوان ”حق چار یار“ قرین سو صفحات پر مشتمل ہے جو اس بات کا ثبوت ہے کہ مرتب نے اس پر کافی محنت کی ہے۔ تفصیل تو مضمون کے اندر ملاحظہ فرمائیں۔

البتہ اتنا ضرور کہوں گا کہ قبلہ شاہ صاحب نے جو لکھا کہ ”ہم نے نعرہ تحقیق کی مخالفت نہیں کی، اس کے جواب کی مخالفت کی ہے۔ جو نعرہ تحقیق کے جواب میں کہتے ہیں حق چار یار، یہ چار حق ہیں تو باقی صحابہ کرام؟ شاہ صاحب کا مطلب یہ ہے کہ یہاں بطور مفہوم مخالف دیگر صحابہ کرام کا حق پر نہ ہونا لازم آتا۔ درحقیقت یہ قیاس درست نہیں۔ اس طرح تو لا تعداد مسائل الجھ کر رہ جائیں مثلاً ایک بار ایک مولوی صاحب نے فرمایا کہ اللہ اکبر کا معنی ”اللہ سب سے بڑا ہے“ کیا جاتا ہے، یہ درست نہیں۔ کیونکہ اس سے یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ اللہ کے علاوہ بھی کوئی خدا ہیں اور ان میں اللہ سب سے بڑا ہے۔ یعنی ”سب سے“ نے اور خداؤں کا شبہ پیدا کر دیا۔

ع کوئی بتلاؤ کہ ہم بتلائیں کیا

کھینچا تانی سے کیا کچھ پیدا نہیں کیا جاسکتا۔ عدد کے تعین سے اگر چار سے کوئی خرابی لازم آتی ہے تو پھر پانچ سے بھی آئے گی۔ یعنی پنج یار برحق ہیں تو باقی صحابہ کرام؟ شاہ صاحب نے استدلال یہ کیا کہ نعرہ ”اگر خلیفہ سمجھ کے ماریں تو حق پنج یار کہنا چاہیے“ (صفحہ ۷) جیسے پانچ میں نیت کے اندر خلیفہ سمجھ کر پنج یار کا نعرہ درست ہے تو اسی طرح چار کا بھی درست ہو سکتا ہے۔ مگر یہ وضاحت کہ یہ نعرہ خلیفہ سمجھ کر خلافت راشدہ کے مفہوم کے ساتھ مارا جا رہا

ہے، نہ چار میں ممکن ہے نہ پانچ میں۔ نعرے میں یہ وضاحت محال ہے۔ لہذا اس طرح اعتراض تو پھر بھی قائم رہا کہ پنج یار برحق اور باقی؟ آخر یہ تخصیص کیسے کی جاسکتی ہے کہ نعرہ خلیفہ سمجھ کر مارا جا رہا ہے یا مطلق صحابہ ہونے کے اعتبار سے لگایا جا رہا ہے۔

درحقیقت یہ نعرہ شیعوں کے مقابلہ اور جواب میں ہے جو حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو منصوص و مامور من اللہ امام اور خلیفہ بلا فصل کہتے ہیں ان کے عقیدے میں خلفاء ثلاثہ (حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم) کی خلافت جبر و استبداد کا نتیجہ اور باطل و ناحق ہے۔ وہ تین کی نفی کرتے ہیں اور ایک کو مانتے ہیں اور وہ بھی اول۔ حالانکہ خلیفہ بلا فصل حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ مگر وہ نہیں مانتے۔ اہل سنت حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو بھی خلیفہ راشد اور خلیفہ برحق مانتے ہیں مگر شیعہ اور سنی میں ان کے بارے میں جھگڑا اس لئے نہیں کہ شیعہ بھی ان کو خلیفہ بلا فصل نہیں کہتے۔ فقط برحق خلیفہ کہتے ہیں اور نمبر بعد میں ہی دیتے ہیں۔ لیکن مولائے کائنات حیدر کرار حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ذات پر سنی و شیعہ دونوں میں اختلاف واقع ہو گیا ہے۔

اہل سنت پہلے تین کو برحق مان کر چوتھے کو برحق خلیفہ کہتے ہیں جبکہ شیعہ حضرات پہلے تین کی نفی کرتے ہیں اور ان کی خلافت راشدہ کو معاذ اللہ باطل اور ناحق کہہ کر حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو خلیفہ بلا فصل کہتے ہیں۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مولا علی کے علاوہ دوسرا کوئی خلیفہ ہے ہی نہیں۔ اور سنی مصر ہیں کہ نہیں نہیں۔ حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی (رضی اللہ عنہم) بھی خلفائے راشدین اور خلفائے برحق ہیں۔ یوں دونوں میں اختلاف ہو گیا۔ اس تفصیل کا نتیجہ یہ ہوا کہ جھگڑا درحقیقت چار کے اندر ہے پانچ کے اندر نہیں۔ اسی وجہ سے قرون ثلاثہ سے ”اربعہ“ چار یار کے الفاظ ملتے ہیں جن کو آنے والی امت مسلمہ کے مقتدر افراد یعنی علماء و اولیاء اور صوفیاء و شعراء نے اپنایا۔ یہ چار کا عدد اتنا مشہور و معروف ہوا کہ نعرے کی شکل اختیار کر گیا۔ چار یار کی اصطلاح نئی نہیں بہت پرانی ہے۔ ۱۹۵۳ء سے بہت پہلے کی ہے۔

جیسا کہ مولانا فدا حسین رضوی کے دلائل سے ظاہر و باہر ہے۔ مضمون کے اندر ملاحظہ فرمائیں۔ اور یہ بات بھی شاہ صاحب کی درست نہیں کہ نعرہ تحقیق کے جواب میں ”حق چار یار“ کہنا بغض اہلبیت ہے یا بغض صحابہ ہے۔ چونکہ چار یار میں باب مدینۃ العلم مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ذات پاک بھی شامل ہے اس لئے بغض اہل بیت نہ ہوا۔ ان سے محبت سب اہل بیت اطہار سے محبت کی دلیل ہے۔ اور خلفائے ثلاثہ کی شمولیت سے دیگر صحابہ کرام سے عقیدت و محبت کا اظہار بھی ہو گیا۔ دونوں کا مرتبہ ثابت ہو گیا، بندہ ناچیز نے کبھی کہا تھا۔

قرآن بتاتا ہے کہ ہیں دونوں مکرم
وہ آل محمد ہوں کہ اصحاب محمد

لافتی الا علی لا سیف الا ذوالفقار: تو سبحان اللہ اس میں مولانا علی کی شجاعت و جوانمردی کی عظمت و شان کے سمندر ٹھاٹھیں مارتے نظر آتے ہیں اور بلاشبہ آپ ایسے ہی تھے۔ فرشتوں نے بلند آوازوں میں پکارا بھی ہو گا اور ہمیں اس سے انکار نہیں۔ مگر پھر بھی اتنا کہتے ہیں کہ یہ روایتی نعرہ تو پھر بھی نہ لگا ہو گا کہ فرشتے یا کسی صحابی نے زور سے کہا ہو نعرہ حیدری۔ اور جواب میں سب صحابہ نے کہا ہو۔ یا علی۔ غزوات میں نبی اکرم ﷺ نے دیگر صحابہ کرام کی بھی مختلف انداز سے حوصلہ افزائی فرمائی اور ان کی تعریف فرمائی۔ جیسا کہ غزوہ احد میں حضرت سعد بن ابی وقاص کے لئے رسول ﷺ نے اپنے ترکش کے سارے تیر ان کے لئے بکھیر دیئے۔ اور فرمایا ”چلاؤ، تم پر میرے ماں باپ فدا ہوں“ ان کی بہادری و صلاحیت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے سوا کسی اور کے لئے ماں باپ کے فدا ہونے کی بات نہیں کی“ (دیکھئے صحیح بخاری جلد اول دوم)۔ اسی طرح غزوہ احد میں رسول ﷺ نے لشکر میں شجاعت کی روح یوں پھونکی کہ ایک نہایت تیز تلوار بے نیام کی اور فرمایا کون ہے جو اس تلوار کو لے کر اس کا حق ادا کرے

؟ اس پر کئی صحابہ تلوار لینے کے لئے لپک پڑے جن میں علی ابن طالب، زبیر بن عوام اور عمر بن خطاب بھی تھے (رضی اللہ عنہم) لیکن ابو دجانہ نے آگے بڑھ کر عرض کیا۔ یا رسول اللہ! میں اس تلوار کو لے کر اس کا حق ادا کرنا چاہتا ہوں آپ نے تلوار انہیں دے دی۔ اسی غزوہ احد میں جب حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے دشمن کے نہایت بہادر شہسوار اور مشرکین کے علمبردار طلحہ بن ابی طلحہ عبد ری کو گرفت میں لے کر ذبح کر دیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ولولہ انگیز منظر دیکھ کر فرط مسرت سے نعرہ تکبیر بلند فرمایا۔ مسلمانوں نے بھی نعرہ تکبیر بلند فرمایا۔ پھر آپ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی تعریف کی اور فرمایا ”ہر نبی کا ایک حواری ہوتا ہے اور میرے حواری زبیر ہیں“ (سیرت حلبیہ) لافتی الا علی اسی زمرے میں ہے۔

”حق چار یار“ کی اصطلاح تو صدیوں پہلے کی ہے ۱۹۵۳ کی بات درست نہیں۔ بالفرض یہ ۲۰۱۰ء ہی سے کیوں نہ ایجاد ہوئی ہو پھر بھی اہل سنت کے عقیدے کے مطابق خلیفہ بلا فصل سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہی ہیں اور پھر حضرت عمر فاروق اور پھر حضرت عثمان غنی (رضی اللہ عنہما) یہ سب برحق خلیفہ ہیں۔ جب شیعوں کے جواب میں ان تینوں حضرات کی خلافت حقہ کو ثابت کرنے اور برحق کہنے کے لئے نعرہ تحقیق بلند کرتے ہیں تو اس میں کون سی قباحت ہے کہ ”حق چار یار“ کہیں۔ یعنی اے شیعو! تمہارا عقیدہ غلط اور باطل ہے کہ صرف حضرت علی کرم اللہ وجہہ برحق و بلا فصل خلیفہ ہیں اور باقی معاذ اللہ جھوٹے۔ بلکہ ہم کہتے ہیں ”حق چار یار“ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ چاروں ساتھی برحق خلیفہ ہیں۔ ورنہ قرآن و حدیث کی تکذیب لازم آئے گی۔ تو کیا شیعوں کے جواب میں اپنے اس کھرے اور تپے عقیدے کا اظہار بری بات ہے؟ ”حق چار یار“ کہنے میں کوئی عیب نہیں۔ باقی صحابہ؟ یہ محض وہم ہے جس کو جھٹک دینا ہی اچھا ہے۔

”پنج تن پاک“ کی تخصیص میں بھی تو یہی بات ہے کہ پاک تو سارے اہل بیت پاک ہیں (اگرچہ شاہ صاحب۔ پانچ کے علاوہ کسی کے اہل بیت ہونے کے قائل ہی نہیں) مگر کیونکہ آل عبا پانچ ہیں، یعنی چادر کے نیچے پانچ آئے یا مبالغہ میں پانچ تھے اسلئے کہا جاتا ہے ”پنج تن

پاک“ ورنہ مسلمانوں کے عقیدے میں اہل بیت سب پاک ہیں۔ بالخصوص حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے حضرت امام مہدی تک بارہ کے بارہ پاک ہیں۔

شیعہ مولوی سید سجاد حسین بارہوی نے اپنی کتاب ”آفتاب خلافت“ کے صفحہ ۷۵ پر ایک عنوان دیا ہے ”حضرت امیر کی خلافت منصوص ہے“ اور صفحہ ۵۹ پر عنوان دیا ”تلاش کی خلافت منصوص نہیں“ یہ کتاب رحمت اللہ بک ایجنسی ایم اے جناح روڈ کراچی سے ۱۹۷۷ء میں چھپی۔

یہ عقیدہ ہر شیعہ کا ہے چاہے وہ کہیں کا بھی ہو۔ چونکہ شیعہ کے نزدیک حضرت علی المرتضیٰ نص صریح سے وصی و خلیفہ ہیں اور امام و خلیفہ منصوص من اللہ ہی ہوتا ہے لہذا ابو بکر و عمر و عثمان خلیفہ نہیں ہو سکتے کیونکہ وہ منصوص من اللہ خلیفہ نہیں۔ اس طرح شیعہ تینوں کی خلافت کا انکار کر کے صرف ایک کی خلافت باقی رکھتے ہیں۔ یہاں سنی کو ضرورت پڑتی ہے کہ وہ بلند آواز سے کہے ”حق چاریار“ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے بارے تو کوئی جھگڑا ہے ہی نہیں۔ البتہ ویسے اگر یہ تحریرات تقریرات کر دی جائے کہ آپ بھی خلیفہ برحق ہیں تو کچھ حرج نہیں بلکہ بہت اچھا ہے۔ مگر شیعوں کے مقابل نعرہ ”حق چاریار“ ہی سجتا ہے اس لئے (شاہ صاحب، ذرا توجہ فرمانا) کہ شیعہ حضرات ابو بکر و عمر و عثمان (رضی اللہ عنہم) کے خلافت ہی کے نہیں بلکہ ان کے مومن ہونے کے بھی قائل نہیں۔ حالانکہ یہ خلفائے راشدین خصوصاً اور دیگر سب صحابہ ایمان کی میزان اور کسوٹی ہیں، ہدایت کا معیار ہیں جو اس پر پورا اترے وہ مومن اور جنتی ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہوا:

”فان امنوا بمثل ما امنتم به فقد هتدوا“

(سورۃ بقرہ آیت ۱۳۷)

ترجمہ! پھر اگر وہ (کفار و منافقین) یونہی ایمان لائے جیسا کہ تم (صحابہ کرام) لائے جب تو وہ ہدایت پا گئے“ تو جو صحابہ کرام کو مسلمان ہی نہ سمجھتے ہوں وہ ان جیسا ایمان کب لائیں

گے۔ ان کے طریقہ پر کیسے چلیں گے اور جب صحابہ کے طریقے پر نہ رہے تو نبی کریم ﷺ کے طریقہ پر بھی نہ رہے کہ ان کا طریقہ صحابہ ہی سے معلوم ہوا۔ تو جھگڑا خلفائے راشدین پر ہے۔ حضرت امام حسن پر نہیں (رضی اللہ عنہ) لہذا حق چار یار کا نعرہ درست ہوا۔ شیعوں کے گھر گھر پڑھی جانے والی کتاب ”تحفہ العوام“ میں بھی لکھا ہے کہ بارہ اماموں کے علاوہ جن لوگوں (مراد ابو بکر و عمر و عثمان) نے خلافت کا دعویٰ کیا وہ معصوم نہ تھے۔ اور یہ خلافت چونکہ معصوم ہی کو ملتی ہے اسلئے ان کی خلافت باطل ٹھہری۔ شاہ صاحب قبلہ! آپ تو دن رات قرآن و حدیث پڑھاتے ہیں۔ ان خلفائے ثلاثہ کی خلافت اور ان کے ایمان کا انکار کیا قرآن و حدیث کا انکار نہیں؟ منوایئے ان کی خلافت اور ان کا ایمان۔ اور لگائیے نعرہ ”حق چار یار“ کہ پانچویں پر تو جھگڑا ہی نہیں۔

شیر اسلام ابوالفضل مولانا محمد کرم الدین صاحب دبیر یکے اہل سنت و جماعت (بریلوی) تھے۔ جو ایک دو مناظروں میں سنی بریلویوں کی طرف سے صدر مناظرہ بھی مقرر ہوئے اور حسام الحرمین کی تائید میں جن کا علمائے دیوبند پر فتویٰ آج بھی ”الصوارم الہندیہ“ میں موجود ہے لیکن بیٹا (قاضی مظہر حسین چکوال) بد قسمتی سے دیوبندی ہو گیا۔ مولانا کرم الدین صاحب نے ۱۹۲۵ء میں شیعوں کے رد میں ایک کتاب ”آفتاب ہدایت“ لکھی جو رد شیعہ میں لاجواب کتاب ہے۔

اس میں مولانا کرم الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ”چار یار“ کے عنوان سے باقاعدہ منقبت لکھی ہے۔ چند اشعار نقل کئے جاتے ہیں:

چار کے اعداد سے بس حق تعالیٰ کو ہے پیار
ہیں حبیب کبریا کے برگزیدہ یار چار
جسم کی ترکیب ہے اربعہ عناصر سے ہوئی
ہوتے ہیں ہر ایک مکان کے دیکھ لو دیوار چار

عرش سے نازل ہوئیں چاروں کتابیں دوستو
 ہیں اولو العزم انبیاء ایزد غفار چار
 ہیں فرشتے بھی مقرب چار جو مشہور ہیں
 ہیں مذاہب بھی یہی مقبول بے انکار چار
 فاطمہ حسنین اور حضرت علی المرتضیٰ
 تھے یہ خویشاں نبی احمد مختار چار
 ہیں چراغ و مسجد و محراب و منبر اے دبیر
 یہ ابو بکر و عمر ، عثمان و حیدر یار چار

(آفتاب ہدایت صفحہ ۱۳۲، ۱۳۳ مطبوعہ کریمی شمیم پریس لاہور ۱۹۲۵)

مولانا کرم الدین صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ شیعہ کا یہ اعتراض ہے کہ اگر اہل البیت سے مراد نساء النبی (ازواج رسول ﷺ) ہوتیں تو بجائے عنکم اور ویطہرکم ضمائر مذکر کے، عنکن اور یطہرکن ضمائر مؤنث استعمال ہوتیں سو اس کا جواب یہ ہے کہ اگرچہ اہل البیت کے لفظ کا مصداق مؤنث (ازواج) ہیں لیکن چونکہ لفظ اہل بیت مذکر ہے مذکر کے لحاظ سے ضمائر مذکر استعمال ہوئیں جیسا کہ دوسری آیت مذکور (اتعجبین من امر اللہ رحمة اللہ وبرکاتہ علیکم اہل البیت انہ حمید مجید) میں بھی باوجود اس کے کہ خطاب حضرت سارہ (مؤنث) سے تھا لیکن بلحاظ تذکیر لفظ اہل البیت علیکم ضمیر مذکر کا استعمال کیا گیا۔ ایسا ہی یہاں (انما یرید اللہ الخ) میں بھی ہے دوسرا جواب یہ ہے کہ اہل بیت میں خود ذات اقدس سرور عالم ﷺ بھی داخل ہے اس لئے برعایت ادب و تعظیم حضور والا تغلیبا ضمیر مذکر کی مستعمل ہوئی۔ تیسرا جواب ایسا ہی موسیٰ علیہ السلام کے قصہ میں مذکور ہے "قال لاهلہ امکشوا" (موسیٰ علیہ السلام نے اپنی بی بی سے کہا ٹھہر جاؤ) سو یہاں بجائے امکشی کے امکشو ضمیر مذکر کا استعمال ہوا (آفتاب ہدایت صفحہ ۲۰۳) اللہم ہولاء اہل بیستی کے متعلق لکھتے ہیں:

سو اگر غور و تدبر سے کام لیا جائے تو اس حدیث سے مزید ثبوت اس امر کا ملتا ہے کہ آیت کا مصداق ازواج ہی تھیں اور چونکہ حضور ﷺ کو ان چار بزرگوں (علی وفاطمہ و حسنین رضی اللہ عنہم) سے بھی محبت تھی اس لئے چاہا کہ یہ بھی اس انعام الہی سے بہرہ یاب ہو جائیں۔ اس لئے ان کو یکجا کر کے دعا فرمائی۔ کہ یا اللہ! یہ لوگ بھی حقیقتہً نہیں تو معنےً و حکماً میرے اہل بیت میں داخل ہیں ان کو بھی ر جس سے پاک کیجیو۔ ورنہ اگر یہ چار ہی آیت کے مصداق ہوتے تو الہی حکم آجانے کے بعد پھر ان کے لئے دعا کرنے کی ضرورت ہی کیا تھی، جو تحصیل حاصل تھا، (آفتاب ہدایت صفحہ ۲۰۴) مزید لکھتے ہیں: ”اسی کی تائید اس حدیث بخاری سے ہوتی ہے کہ ام سلمہ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی۔ الست من اہلکم (کیا میں اہل بیت میں داخل نہیں) آپ نے فرمایا۔ انک علی خیر (تیرا مرتبہ تو پہلے ہی سے بہتر ہے) یعنی تو حقیقی طور پر اہل بیت ہے جن سے اللہ تعالیٰ نے خطاب فرمایا (آفتاب ہدایت صفحہ ۲۰۴) اگے صفحہ ۲۰۵ پر یہ بھی وضاحت فرمادی کہ شیعہ اگر آیت تطہیر سے جناب امیر کی عصمت اور امامت ثابت کرتے ہیں تو بعینہً یہی الفاظ اصحاب بدر کے لئے بھی سورۃ انفال میں بھی آئے ہیں وینزل علیکم من السماء ماء لیطہرکم بہ ویذهب عنکم رجز الشیطن (اور گرا رہا ہے تم پر آسمان سے پانی کہ باطہارت کر دے تم کو اس سے اور دور کر دے تم سے شیطان کی ناپاکی) اسی طرح ولکن یرید لیطہرکم بھی آیا ہے۔ سو یہ آیات اصحاب بدر، جن میں خلفائے ثلاثہ بھی داخل ہیں کی عصمت کی بھی دلیل ہونی چاہئیں کیونکہ الفاظ دونوں جگہ ایک ہیں۔ اگر اصحاب بدر کی عصمت باوجود ان آیات کے نہیں مانی جاتی تو اصحاب کساء کی کیوں مانی جائے؟

بہر نوع! زیر نظر مسودہ ”حق چاریار“ مولانا فدا حسین رضوی کی عظیم علمی و تحقیقی کاوش ہے۔ طرز نگارش خوب ہے۔ دلائل مضبوط ہوں تو مخاطب سے (جب کہ بظاہر وہ اپنا بھیج ہو) نرمی اختیار کرنا ہی بہتر ہوتا ہے، مولانا فدا صاحب نے جن براہین عقلیہ و نقلیہ کے ذریعہ مختلف اعتراضات کے جوابات دیئے ہیں، ان کو رد کرنا نہایت مشکل امر ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی کاوش قبول فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین

حقیر فقیر بندہ لاشی
سید بادشاہ تبسم بخاری عفی عنہ
ناظم اعلیٰ جامعہ غوثیہ مہریہ رضویہ فتح جنگ

تقریظ

مجاہد اہل سنت، قاطع رافضیت، پاسبان مسلک رضا
سید السادت پیر طریقت رہبر شریعت استاذ العلماء
سید عنایت الحق شاہ صاحب
ناظم اعلیٰ جامعہ محمدیہ غوثیہ ضیاء العلوم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فاضل جلیل حافظ فدا حسین رضوی صاحب کی تالیف المسمیٰ نعرہ تحقیق حق چاریار کو کچھ مقامات سے مطالعہ کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور نبی پاک ﷺ کی نگاہ عنایت سے آپ نے بڑے مدلل انداز میں اہلسنت کے متفقہ موقف کو اجاگر کیا جو احباب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہما پر مولائے کائنات سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما کو فضیلت دیتے ہیں۔ انکے اس موقف پر اس وقت حیرت ہوتی ہے جب سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما کے ارشادات جو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہما کی فضیلت پر ہیں نگاہوں سے گزرتے ہیں

مقام افسوس ہے کہ اس پر فتن دور میں جبکہ عالم اسلام پر چاروں طرف سے طاغوتی طاقتیں حملہ آور ہیں۔ آئے روز اسلام کی قوت و آواز کو مٹانے کیلئے خود ساختہ کروسیڈ کے آغاز کیساتھ ساتھ جان کائنات محمد مصطفیٰ ﷺ کی شان میں توہین آمیز بکواسات اور خاکے شائع کر کے مسلمانوں کی مذہبی غیرت کو لاکار اجا رہا ہے۔ سوچنے کی بات ہے کہ آج ایسا

کیوں ہے اگر ہم ماضی میں میں جھانکیں تو یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جائے گی برصغیر میں انگریز نے اپنے گماشتے پروان چڑھائے۔ مسلمانی کا لبادہ اوڑھ کر تبلیغ اسلام کا لیکر اور خالصتاً توحید کا پرچار کر کے انھوں نے اپنی تحریر و تقریر کے ذریعے سے نبی پاک ﷺ کی شان میں گستاخیاں کیں اور لوگوں کے دلوں سے عظمت مصطفیٰ ﷺ کو نکالنے کی ناپاک جسارت کرتے رہے۔ اگر وہ ایسا نہ کرتے تو آج کسی کو نبی پاک ﷺ کی شان گستاخی کی جرأت نہ ہوتی۔

ایسے ہی آت سیدنا صدیق اکبر و سیدنا عمر فاروق و سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہم کی عظمت کو محبت رضی اللہ عنہم کے نام پر کم کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ ایسے میں علماء و مشائخ حق اور عوام اہلسنت کو چاہیے کہ وہ کمر بستہ ہو جائیں۔ اور اس فتنہ کو سر اٹھانے سے پہلے قلعہ قمع کر دیر

فاضل جلیل حافظ فدا حسین رضوی صاحب کی کاوش انتہائی بروقت اور مسلک اہلسنت حقیقی ترجمانی ہے۔ یقیناً اسکو پڑھ کر لوگوں کے دلوں میں شان صحابہ و اہلبیت میں اضافہ گا۔ میری دعا ہے اللہ عزوجل انکی اس سعی جمیلہ کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔ اور عوام الناس کیلئے اس کتاب کو فائدہ مند بنائے۔ اور منکرین و مخالفین کو، حق کو حق اور باطل باطل سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اہل بیت و صحابہ کا ادنیٰ سپاہ
سید عنایت الحق شاہ صاحب

تقریظ عظیم

ترجمان فکر رضا مناظر اسلام محقق اہلسنت

ابو حذیفہ محمد کاشف اقبال مدنی

جامعہ غوثیہ رضویہ مظہر الاسلام سمندری شریف فیصل آباد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم۔ اما بعد

دور پر فتن ہے نت نئے فتنے جنم لے رہے ہیں۔ مذہب حق اہل سنت پر چاروں طرف سے اغیار کے حملوں کا طوفان بد تمیزی برپا ہے اور اب تو نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ اسلام دشمن عناصر اہل سنت کے لبادہ میں عامۃ الناس کے ایمان پر ڈاکہ ڈالنے کے درپے ہیں بد قسمتی سے فتنہ عظیمہ۔ رافضیت کے گمراہ کن رذیل نظریات کے اثرات عامۃ الناس میں سنی نما رافضی پیروں اور مولویوں کے روپ میں پھیلائے جا رہے ہیں۔ خدا بھلا کرے عزیز محترم حضرت مولانا فدا حسین صاحب زید مجددہ کا کہ جنہوں نے کتاب مستطاب نعرہ حق چاریار لکھ کر بد عقیدگی کے اس طوفان بد تمیزی کے آگے بند باندھنے کی سعی محمود کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نبی کریم ﷺ کے وسیلہ جلیلہ سے اس سعی محمود کو قبول فرمائے اور مزید خدمت دین متین کی توفیق عطا فرمائے امین بجاہ سید المرسلین۔

ابو حذیفہ محمد کاشف اقبال مدنی

خادم دارالافتاء جامعہ غوثیہ رضویہ منظر الاسلام

سمندری ضلع فیصل آباد

تقریظ

پیر طریقت رہبر شریعت فخر السادات علامہ پیر سید کرامت علی حسین شاہ زید علمہ۔

سجادہ نشین علی پور سیداں شریف

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مخبر صادق ﷺ کے فرمان عالیشان (کہ قرب قیامت فتنوں کی بارش ہوگی) کے مطابق اس وقت امت میں افتراق و انتشار روز بروز بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ طرفہ یہ کہ مجمع علیہ مسائل پر چھوٹے چھوٹے لوگ (جنہیں معتقدات اہلسنت کی ابجد سے بھی واقفیت نہیں) زبان طعن دراز کرتے ہیں۔ صواعق میں ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب فتنے ظاہر ہو جائیں اور میرے اصحاب کو تنقید کا نشانہ بنایا جانے لگے تو عالم کو چاہے کہ وہ اپنے علم کو ظاہر کرے جس نے ایسا نہ کیا اس پر اللہ تعالیٰ اور فرشتوں اور عام لوگوں کی لعنت ہو۔ اللہ تعالیٰ اس (عالم) کا کوئی فرض و نفل قبول نہیں فرمائے گا زیر نظر کتاب ”نعرۃ تحقیق حق چاریار“ میں فاضل محتشم حضرت علامہ فدا حسین رضوی زادہ اللہ شرفانے بموجب فرمان ذیشان اپنی اس ذمہ داری سے پوری طرح عہدہ برآ ہونے کی سعی فرمائی ہے۔ مولا تعالیٰ چاریار مصطفیٰ ﷺ کے توسط سے ہم سب کو مذہب حق عقیدہ اہلسنت و جماعت پر استقامت اور حضرت کی اس کاوش کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔ بقول فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

جناں بنے گی محبان چار یار کی قبر
جو اپنے سینے میں یہ چار باغ لے کے چلے

یکے از غلامان شاہ لائمانی رحمۃ اللہ علیہ

راقم سید کرامت علی حسین شاہ لائمانی اسلامک یونیورسٹی

علی پور سیداں شریف نارووال

تقریظ جلیل

استاذ الفقہاء شیخ الحدیث علامہ مفتی محمد احسان اللہ مجددی کیلانی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد!

و افض خذلہم اللہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ خلیفہ بلا فصل حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں اور ان سے پہلے
 من خلفاء یعنی حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم کی
 خلافت (معاذ اللہ) ناحق اور غاصبانہ تھی جبکہ اہل سنت و جماعت شکر اللہ سعہم کا عقیدہ یہ
 ہے کہ یہ چاروں خلفاء ائمہ برحق ہیں اور ان کی خلافت کی وہی ترتیب بھی برحق ہے جس
 ترتیب سے یہ خلیفہ منتخب ہوئے اسی پر تمام اہل سنت و جماعت کا اتفاق ہے جیسا کہ کتب
 عقائد میں یہ بات مصرح ہے چنانچہ عارف باللہ عالم علم لدنی علامہ عبد العزیز پرہاروی رحمۃ اللہ علیہ
 مرام الکلام فی عقائد الاسلام میں فرماتے ہیں:

اہل السنۃ علی ان الامام الحق بعد رسول اللہ ابو بکر ثم
 عمر ثم عثمان ثم علی رضی اللہ عنہم وقال الشیعۃ علی
 واولادہ۔^(۱)

یعنی اہل سنت و جماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امام برحق حضرت

(۱) مرام الکلام فی عقائد الاسلام ص ۴۴

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں پھر ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ پھر ان کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پھر ان کے بعد علی رضی اللہ عنہ ہیں اور شیعہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امام برحق صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی اولاد ہے۔

اہل سنت وجماعت نعرہ تحقیق حق چار یار لگا کر اپنے اسی عقیدے کا اظہار کرتے ہیں روافض کے اس زعم باطل کا رد کرتے ہیں اس نعرے سے ان چار کے علاوہ نہ تو کسی اور حقانیت کی نفی مقصود ہوتی ہے اور نہ ہی اس سے یہ نفی لازم آتی ہے جیسا کہ بعض روافض خیالوں کا گمان فاسد ہے اس سلسلہ میں فاضل نوجوان مولانا فدا حسین صاحب رضوی اللہ تعالیٰ نے بکثرت حوالہ جات سے مزین ”نعرہ تحقیق حق چار یار“ لکھ کر اہل سنت وجماعت کے اس موقف کو واضح فرمایا ہے اور مخالفین کے اوہام باطلہ کا رد بلیغ فرمایا ہے کریم ان کی سعی جلیلہ قبول و منظور فرمائے۔ آمین۔

محمد احسان اللہ نقشبندی مجددی غفاری
بحکم استاذ العلماء القاری خالد محمود صاحب نقشبندی مجددی کیلانی مدظلہ
خادم التدريس والافتاء جامعه مدينة العلم گوجرانو
مہتمم مدينة العلم گوجرانو

تقریظ

شیخ الحدیث استاذ العلماء مفتی پیر محمد اسلم بند یالوی، نقشبندی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہ ونصلی علی رسول الکریم الامین وعلی آلہ الطیبین الطاہرین
واصحابہ الذین ہم نجوم الہدی والذین۔ اما بعد:

یہ نظر کتاب مستطاب (نعرہ تحقیق حق چار یار چند مقامات سے دیکھنے کا شرف حاصل
ہوا۔ تدریسی مصروفیات کی وجہ سے بالاستیعاب نہ دیکھ سکا۔ ماشاء اللہ فاضل نوجوان علامہ
ذولانفاد حسین رضوی صاحب زیدہ مجددہ و دامت فیوضہ نے بڑی جدوجہد اور تحقیقی انداز
میں خلفاء اربعہ رضی اللہ عنہم کی رفعت درجات اور علو مقامات بالترتیب افضلیت اور خلافت حقہ کو
اوضح فرمایا جو یقیناً تحسین کے قابل ہے۔ دراصل دور حاضر بڑا پر فتن دور ہے صحابہ کرام
مخصوصاً خلفاء راشدین اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہم کو طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا جا رہا ہے
فسوس ناک اور خطرناک امر یہ ہے کچھ لوگ اہل سنت کی صفوں میں رہ کر بلکہ قیادت
منجھال کر ان دین اسلام کے ستونوں کو ناپاک سازشوں کا نشانہ بنا رہے ہیں۔ علماء اہل سنت
جماعت کو اپنی ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے سدباب اور اس سازش کا قلع قمع کرنے
میں بھرپور کردار کرنا چاہیے۔ نعرہ تحقیق سے اہل سنت کی خاص غرض ہوتی ہے وہ ہے
ابطال باطل احقاق حق اور اعلاء کلمۃ الحق وہ اس طرح کہ اہل سنت کا عقیدہ ہے خلفاء
اربعہ (حضرت ابو بکر صدیق اکبر، عمر فاروق، عثمان ذوالنورین، علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم کی خلافت
جس طرح واقع ہوئی ہے یہ بالکل اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی اور شریعت کے
مطابق ہے۔ دوسری طرف ایک طبقہ ہے اہل تشیع (روافض) جن کا عقیدہ ہے کہ خلافت کا

وقوع اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ اور شریعت کے خلاف ہوا ہے جو کہ باطل ہے۔ اہل سنت جو کلمہ (نعرہ تحقیق) بلند کرتے ہیں دراصل ایک سوال کو متضمن ہے وہ سوال ہے کیا خلافت کا وقوع امر حق ہے؟ یعنی ان چار اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم جو خلافت کی ذمہ داریا لیں اور اس پر متمکن ہوئے وہ اس فعل حق پر تھے؟ تو جواب دیا جاتا ہے حق چار یار چاروں رسول اللہ ﷺ کے پیارے یار ہیں اور ان کا خلیفہ بننا اور دوسرے صحابہ کا بننا حرام ہے اب مقابلے میں دوسرے لوگوں کے باطل عقیدے کا رد ہو جاتا ہے۔ اس نعرہ میں تمام صحابہ کی عظمت اور خصوصاً خلفاء راشدین کی عظمت کا بھرپور اعلان و اظہار ہوتا ہے اور ان چار بزرگ صحابہ سے محبت میں خصوصی اضافہ ہوتا ہے۔ ہر مسلمان کے دل میں ان کی محبت نہایت ہی ضروری ہے بلکہ حضور ﷺ کے ہر صحابی سے محبت ضروری ہے۔ کیونکہ مسلمانوں تک دین اسلام انہیں کے ذریعہ سے پہنچا، اور وہ بالکل بے عیب اور ان کے عقیدہ و عمل کی حقیقت لاریب ہے۔ کیوں نہ ہو نبی اکرم ﷺ کے برائے راست شاگرد اور فیض یافتہ اور وحی الہی کا مشاہدہ کرنے والے قرآن پاک کے ناقل اور سنت رسول اللہ ﷺ کے پہلے راوی۔ حضور ﷺ نے فرمایا

اصحابی كالنجوم فبايهم اقتديتم واهتديتم۔

میرے تمام صحابہ ستاروں کی مانند ہے جس کی اقتدا کرو گے ہدایت یافتہ ہو جاؤ گے۔ دوسری حدیث میں یوں فرمایا:

فی اصحابی کلہم خیر

میرے تمام صحابہ میں خیر ہی خیر ہے۔ اور پوری امت کا اتفاق ہے اصحاب النبی کلہم عدول (اسد الغابہ)

حضور ﷺ کے تمام صحابہ عادل متقی ہیں۔ اسی لیے صحابہ پر جرح نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کلا وعد اللہ الحسنی (الحشر)

رسول اللہ ﷺ کے تمام صحابہ جنتی ہیں۔ اور یہ چار صحابہ (خلفاء اربعہ) رضی اللہ عنہم تمام صحابہ سے افضل و اکمل ہیں۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ممتاز ہیں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ان الله اختار اصحابي على جميع العالمين سوى الانبياء
والمرسلين واختار لي منهم اربعة ابابكر وعمر وعثمان
وعليا. (1)

اس حدیث کو امام البراز امام دیلمی نے روایت فرمایا اور علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے شفا شریف میں نقل فرمایا۔ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انبیاء و مرسلین کے بعد تمام خلق سے میرے صحابہ افضل ہیں اسی لئے ان کو اللہ تعالیٰ نے میری صحبت کے لئے منتخب فرمایا اور ان میں سے پھر چار کو تمام صحابہ پر فضیلت دی (افضل بنایا) ان چار (ابو بکر صدیق اکبر، عمر فاروق، عثمان غنی علی المرتضیٰ) رضی اللہ عنہم کو میرے لئے خاص طور پر منتخب فرمایا۔ اس حدیث سے ان چار یاروں کی شان ممتاز ہو گئی اور یہی مدعا ہے نعرہ تحقیق کا یعنی لوگوں پر واضح کیا جائے ان چاروں کی شان اور مقام دوسروں سے بلند ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

تنزل الملائكة والروح (سورة القدر)

کہ لیلۃ القدر کو ملائکہ زمین پر اترتے ہیں آگے فرمایا الروح تو اس سے مراد جبرائیل امین علیہ السلام ہیں حالانکہ ملائکہ میں جبریل امین کا ذکر آ ہی گیا تھا مگر بتانا مقصود تھا یہ سب سے افضل ہیں۔ ثابت ہوا ان چاروں کا خاص کر ذکر کرنا اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ اور ان کی افضلیت کی باہم ترتیب بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث سے واضح ہو

(1) رواہ البزار والدیلمی

گی۔ اور جو لوگ ان تین بزرگوں کو ظالم کہتے ہیں کہ انہوں نے حضرت علی کا حق خلافت غضب کیا بلکہ بعض نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھی ظالم کہا کہ انہوں نے مطالبہ حق نہیں کیا انہیں فکر کرنی چاہیے کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے جن لیا وہی ظالم ہیں تو پھر باقی نیک صالح اور حق پر کون ہو سکتا ہے یہ بزرگ ہستیاں جن کو ظاہر و باطن شریعت و طریقت خلافت و امامت اور روحانیت میں اللہ تعالیٰ نے منتخب کر دیا ہے۔

ظاہر و باطن میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بلا فصل خلیفہ برحق ہیں ان سب خلفاء کی خلافتیں اپنی اپنی جگہ برحق ہیں جو انہیں ظالم کہتے ہیں وہ بہت بڑے ظالم و لکن کانوا انفسہم یظلمون کے تحت داخل ہیں۔ ایک اور حدیث پیش کئے دیتا ہوں:

اخرج الملا فی سیرتہ ان النبی ﷺ ان اللہ افترض علیکم حب ابی بکر و عمرو عثمان و علی رضی اللہ عنہم کما افترض الصلوۃ و الزکوۃ و الصوم و الحج فمن انکر فضلہم فلا تقبل منه الصلوۃ و لا الزکوۃ و لا الصوم و لا الحج بحوالہ الصواعق المحرقة۔

امام ابن حجر مکی رضی اللہ عنہ نے صواعق المحرقة میں اس حدیث کو نقل کیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ان چار یار صحابہ کرام (ابو بکر صدیق، عمر فاروق، عثمان ذوالنورین اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم) کی محبت میری ساری امت پر نماز، زکوٰۃ، روزہ اور حج کی طرح فرض ہے جو ان سے محبت نہ کرے اس کی نماز، زکوٰۃ، روزہ اور حج قبول نہیں۔

طلب یہ ہوا امت میں سب سے زیادہ انہی سے محبت، زیادتی بھی اسی ترتیب سے ہو اب
 پینہ میں کلمہ پڑھنے والے کو اپنے ایمان کا چہرہ دیکھ لینا چاہئے اسی لئے امام اہل سنت مجدد
 بن و ملت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

جناں بنے گی محبان چاریار کی قبر
 جو اپنے سینے میں یہ چار باغ لے کے چلے

ان چاروں سے محبت صحیح کرے گا اس کا دین اس محبت کی برکت سے محفوظ رہے گا۔
 آخر میں دعا ہے کہ فاضل مولف حق چاریار مولانا علامہ حافظ فدا حسین رضوی زید مجددہ کو
 س سچی جمیلہ پر اللہ تعالیٰ اجر عظیم عطا فرمائے اور قلم میں اور زور پیدا فرمائے۔

خرد عوانا ان الحمد لله رب العالمین

الاحقر ابو الحسن محمد اسلم النقشبندی القادری غفر له
 خادم جامعہ اسلامیہ سلطانیہ پیر شہاب جہلم
 و جامعہ اسلامیہ رضویہ بریڈ فورڈیو کے

03.04.2011

تقریظ

خطیب ذیشان، مبلغ اسلام، شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی محمد انصر القادری

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کلمہ حق کہنا ہر زمانے میں انتہائی دستوا گزار اور مشکل ترین کام ہے مگر اس پر فتن دور میں اس رستے پر قدم رکھنا اس قدر دشوار اور مشکل بنا دیا گیا ہے کہ مجاہد ملت اور غازی اسلام کے لقب کے خواہاں بھی مصلحتوں کا شکار ہونے ہوئے دکھائی دیتے ہیں امت مسلمہ کا حقیقی درد رکھنے والے بھی چشم پوشی کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ یہ دور ایسا ہے کہ مضبوط اعصاب کے مالک افراد بھی سر جھکا دینے میں ہی عافیت سمجھتے ہیں۔ بستے دریاؤں کا رر موڑنے کی نمنا کرنا، پہاڑوں سے نکرانے کا عزم کر لینا، باطل نظریات کے حاملین سے مذ بھیڑ کو اپنا مشغلہ بنانا، اٹھے ہوئے پر غرور سروں کو جھکائے بغیر دم نہ لینے کی خواہش رکھ اپنے زور بازو سے ممکن نہیں ہوتا بلکہ خدا کی عطا سے یہ دولت نصیب ہوتی ہے حضرت علامہ فدا حسین حفظہ اللہ بھی انہیں میں سے ایک ہیں جو عطاء رب ذوالجلال سے کلمہ حق کہنے کے لئے میدان میں اتر آئے ہیں ان کی پہلی تصنیف نے ہی باطل کے ایوانوں میں لرزہ طاری کر دیا ہے اگرچہ مجھے ان کی اس تحریر کو بالاستیعاب دیکھنے کا موقع نہیں ملا ہے سوائے چند ایک مقام کے مگر اس کا عنوان ایسا ہے جو ہر سنی کی آواز ہے اور ہر محب صحابہ و اہلبیت کے دھڑکتے دل کی صدا ہے۔ حق چاریار کا نظریہ کوئی نیا نظریہ نہیں ہے بلکہ یہ ایسا نظریہ ہے جس پر فرمودات مصطفیٰ ﷺ بھی شاہد عدل ہیں۔ امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی اپنی جامع میں امیر المؤمنین و مولیٰ المسلمین و امام الواصلین علی المرتضیٰ مشکل کشا شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت لاتے ہیں کہ نبی اکرم نور مجسم، شفیع معظم ﷺ

نے فرمایا

رحم الله ابابكر زوجني ابنته وحملني الى دار الهجرة واعتق
بلالا من ماله رحم الله عمر يقول الحق وان كان مرا تركه
الحق وماله صدق رحم الله عثمان لتستحييه الملائكة
رحم الله عليا اللهم ادر الحق معه حيث دار۔⁽¹⁾

اللہ ابو بکر پر رحم کرے کہ اس نے اپنی بیٹی میرے نکاح میں دے دی اور
مجھے دارالہجرت تک اٹھا کر لایا اور اپنے مال سے بلال کو آزاد کرایا اللہ عمر پر
رحم کرے کہ حق کہتا ہے اگرچہ کڑوا ہو حق کہنے کہ وجہ سے تمہارہ جانا
گوارا کر لیتا ہے، اللہ عثمان پر رحم کرے کہ اس سے ملائکہ بھی حیا کرتے
ہیں اللہ علی پر رحم کرے اے اللہ حق کو اس کے ساتھ پھیر دے وہ جدھر
بھی جائے۔

جبکہ قاضی عیاض مالکی حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے الشفاء میں حدیث لائے ہیں

ان الله اختارا اصحابي على جميع العالمين سوى النبيين
والمرسلين واختار لي منهم اربعة ابابكر وعمر وعثمان
وعليا الخ۔⁽²⁾

اللہ تعالیٰ نے تمام جہانوں پر میرے صحابہ کو چن لیا ہے سوائے انبیاء و مرسلین اور ان میں
سے چار کو میرے لئے چنا ہے اور وہ ابو بکر و عمر و عثمان و علی رضی اللہ عنہم ہیں۔ اور بذات خود امام
اہلسنت امام احمد رضا رضی اللہ عنہ ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں کہ "اہلسنت
وجماعت نصرہم اللہ تعالیٰ کا اجماع ہے کہ مرسلین ملائکہ و رسل و انبیائے بشر

(1) جامع ترمذی ص ۲۱۲ ج ۲ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی
(2) الشفا ص ۵۲ ج ۲ مطبوعہ دارالفکر بیروت

صلوات اللہ و تسلیماتہ علیہم کے بعد حضرات خلفاء اربعہ رضی اللہ عنہم تمام مخلوق الہی سے افضل ہیں تمام امم عالم اولین و آخرین میں کوئی شخص ان کی بزرگی و عظمت و عزت و جاہت و قبول کرامت و قرب و ولایت کو نہیں پہنچتا ان الفضل بید اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم ۵ فضل اللہ کے قبضے میں ہے جسے چاہے عطا فرمائے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔ پھر ان میں باہم ترتیب یوں ہے کہ سب سے افضل صدیق اکبر، پھر فاروق اعظم، پھر عثمان غنی پھر علی صلی اللہ علی سیدہم و مولاہم و آلہ و علیہم و بارک وسلم۔^(۱)

منظوم کلام حدائق بخشش میں چار یار کے نظریہ کو اپنانے والوں کو یوں نوید سناتے ہیں۔

جناں بنے گی محبان چار یار کی قبر
جو اپنے سینے میں یہ چار باغ لے کے چلے

بلکہ ایک مقام پر چار یاروں کا تذکرہ اس طرح کرتے ہیں۔

تیرے چاروں ہدم ہیں یکجان و یکدل
ابوبکر و عمر و عثمان و علی ہے رضی اللہ عنہم

نام حق جو مدارس اسلامیہ میں عرصہ سے پڑھائی جاتی ہے جو تصنیف ہے علامہ شرف الدین بخاری کی اس میں ہے۔

امت	ادو	دوست	دار	وہیم
دوست	دار	چہار	یار	وہیم

(۱) فتاویٰ رضویہ ص ۲۸ ج ۲۸ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن

چوں ابو بکر وہم عمر عثمان
مر تفضی دان علیہم الرضوان

یعنی کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی امت اور ان کے دوست ہیں اور ہم ان کے چار یاروں کے بھی دوست دار ہیں جیسے ابو بکر و عمر عثمان و مرتضیٰ رضی اللہ عنہم ہیں۔

بدائع منظوم کے مصنف علی رضا قادری مدح اصحاب و اہل بیت کرام کے عنوان سے چار یاروں کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

بخصوص	آں	چہار	عنصر	دیں
خلفاء	رسول	حق	بیقیں	
ہست	ابو بکر	اول	آن	چار
پیشوائے		مہاجر	و انصار	
پس	عمر	آنکہ	رائے	اوبصواب
یافت	راہ	موافقت	بکتاب	
بعد	ازاں	معدن	حیا عثمان	
کامل	الحلم	و جامع	القرآن	
بعد	ازاں	حائل	لوائے	نبی
شاہ	مرداں	حق	علی	ولی

حق چار یار کا نظریہ ایسا ہے جس سے کوئی حقیقت پسند شخص انکار نہیں کر سکتا۔ مؤلف موصوف داد کے حق دار ہیں کہ انہوں نے اس موضوع پر قلم اٹھایا، ان کی یہ کوشش خوب ہے اور ان کا کام انتہائی جرأت مندانہ ہے سچ تو یہ ہے کہ علامہ فدا حسین رضوی حفظہ اللہ نے اس میدان میں قدم اٹھاتے ہوئے پیچھے آنے والوں کا انتظار۔

کئے بغیر صدائے حق بلند کی ہے

یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا

یہ کتاب لکھ کر موصوف نے علماء اہلسنت کی نمائندگی کی ہے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ موصوف کی اس سعی جمیلہ کو شرف قبولیت سے مالا مال فرمائے اور ان کے فیض کو عام فرمائے اور ہم آنے والے دن میں ان کو ترقی کی منازل کی جانب رواں دواں رکھے

آمین بجاہ النبی الکریم الامین الرؤف الرحیم

محمد انصر القادری

بریڈ فورڈ برطانیہ ۲۰۱۱-۴-۱۷

تقریظ

ترجمان مسلک رضا محقق اہلسنت ابو الحقائق غلام مرتضیٰ ساقی مجددی زیدہ مجددہ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم۔ اما بعد:

اہلسنت وجماعت کا اجماع ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور دیگر انبیاء ورسول کے بعد تمام نسل انسانی میں سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ فضیلت و مرتبہ کے حامل ہیں۔ پھر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ، پھر سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ پھر سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ۔ بعد ازیں عشرہ مبشرہ باقی اہل بدر وغیرہ رضی اللہ عنہم اہلسنت کے اس عقیدہ پر قرآن و حدیث، صحابہ و تابعین، ائمہ مجتہدین، مفسرین و محدثین، باقی اہل تحقیق و صاحب تصنیف کی تصریحات موجود ہیں۔ جس کی تفصیل فاضل نوجوان حضرت مولانا حافظ فدا حسین رضوی نقشبندی طولعمرہ نے پیش نظر ایمان افروز اور باطل سوز کتاب نعرہ تحقیق۔ حق چاریار، میں بڑی محنت و جستجو اور عمدہ اسلوب کیساتھ بیان فرمادی ہے۔ (فجزاہ اللہ خیرا)

یہ کتاب اپنی مثال آپ ہے ذمہ داران اہلسنت نے اس کی توثیق فرما کر اسے مزید چار چاند لگا دیئے ہیں۔ اگر اس کتاب پر کوئی ایک بھی تقریظ نہ ہوتی تو تب بھی اس کی ثقاہت میں کوئی فرق نہیں آسکتا تھا کیونکہ یہ عقیدہ برحق ہے، اللہ عزوجل اور رسول اکرم ﷺ اس کے بانی ہیں۔ صحابہ و تابعین اس کے حامی سرآں دم تا ایں دم ساری امت مسلمہ اس کی داعی ہے۔ اس کی بنیاد و روایت پر نہیں بلکہ قرآن و سنت اور اجماع و قیاس کے چار مضبوط ستونوں پر استوار ہے۔ کسی رافضی کی رافضیت، کسی خارجی کی خارجیت اور کسی منافق کی منافقت

اسے ہلا نہیں سکتی۔ سنی نماز افضیوں کے مکر و فریب کے بخینے ادھرتے چلے جائیں گے مسک اہلسنت مزید نکھرتا چلا جائے گا۔ اور ان کے سینوں پر مونگ دلتا رہے گا۔ نجاہ فنتہ پر ور لوگ خود کو کس منہ سے اہلسنت کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ کیا انہیں غضب خداوندی حضور کی ناراضگی، عذاب اخروی اور اکابرین اہلسنت سے غداری کا کوئی احساس نہیں جو دن رات اپنے باطل عقائد کے زہر آلود جرائم سادہ لوح عوام میں منتقل کر رہے ہیں؟ اگر یہی گھناؤنا دھند جاری رکھنا ہے تو پھر وہ اپنے چھپے ہوئے رخص پر سنیت کی کیوں ڈالے ہوئے ہیں۔ لیکن ہم بتا دینا چاہتے ہیں کہ کوئی لاکھ روپ دھار کر سنیت خلاف سازشوں کا جال بنتا پھرے اہلسنت کے مجاہدین فدا یان صحابہ و اہلبیت ان کے چہرے سے نقاب اتار پھینکیں گے۔ اور انہیں بے نقاب کر کے دنیا والوں کو بتادیں گے کہ حق ہے اور باطل کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ چاہے تو ”اباہیلوں“ سے ”ہاتھی“ مروا سکتا ہے۔ اور مولانا حسین جیسے نوجواں سے بڑھے کھوسٹ سنی نماز افضیوں کو ہبء منشورا بنا رہے۔ مولانا فدا حسین نے بہت بڑا کام سر انجام دیا ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ اہلسنت کے گلستان سد ابہار ہیں اور ان سے حاصل ہونے والے تو شگفتہ پھول بھی اتنی مہک اور کھل کے حامل ہیں کہ وہ ایک جہاں کو معطر و معنمبر کر سکتے ہیں۔ اس عظیم کاوش پر مولانا خود ان کے جملہ معاونین لائق صد تبریک و تحسین ہیں۔ واقعی انہوں نے مسئلہ مذکورہ پر ضخیم مواد جمع کر دیا ہے کہ جس سے ہر خاص و عام کیلئے مسئلہ کی اہمیت و حقانیت کا فیصلہ بالکل آسان ہو جاتا ہے۔ مخالفین و معاندین بھی اگر ضد چھوڑ کر حق کی عظمت کو تسلیم کرتے ہوئے نظر انصاف دیکھ لیں تو سوائے ماننے کے کوئی چارہ نہ ہو گا۔

ہاں اگر کوئی جان بوجھ کر حق کے انکار کیلئے ہی کمر بستہ ہو چکا ہو تو اس کیلئے ہدایت کے راستے مسدود ہو جاتے ہیں اور ویسے بھی جو لوگ اپنے علم پر گھمنڈ کرتے ہوئے کسی دوسرے کی خاطر میں نہیں لاتے تو وہ گمراہی کے اندھیروں میں یوں ہی ٹامک ٹوٹیاں مارتے رہتے ہیں۔ کتاب مذکورہ میں صحت مند اور توانا ڈاکٹر بھی موجود ہیں اگر کوئی سمجھنا چاہے صرف ایک دلیل ہی کافی ہوتی ہے۔ ناداں و خود فریب کیلئے دفتر بھی ناکافی ہوتے ہیں

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن حبان کے حوالہ سے نقل کیا ہے:

لما بنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المسجد وضع فی البناء حجرا وقال
 لأبی بکر وضع حجرک الی جنب حجری، ثم قال لعمر وضع
 حجرک الی جنب حجر أبی بکر، ثم قال لعثمان وضع
 حجرک والی جنب حجر عمر ثم قال وهؤلاء الخلفاء
 بعدی۔⁽¹⁾

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کی بنیاد رکھی تو ایک پتھر خود رکھا، پھر
 حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا میرے پتھر کیساتھ تم اپنا پتھر رکھو، پھر
 حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا اپنا پتھر ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پتھر کیساتھ رکھو اور پھر
 حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے فرمایا اپنا پتھر عمر رضی اللہ عنہ کے پتھر کیساتھ رکھ دو پھر
 فرمایا یہ میرے بعد خلیفے ہوں گے۔

امام ابو زرہ نے کہا اس کہ سند میں کوئی حرج نہیں۔ اسے حاکم نے المستدرک میں نقل
 کیا۔ اور امام بیہقی نے دلائل میں اس کی تصحیح فرمائی۔ ان دونوں کے علاوہ محدثین نے بھی
 اسی حدیث کو صحیح قرار دیا۔ (ایضاً) یہ حدیث اس کے علاوہ متعدد احادیث بھی ہیں جو
 خلافت کی ترتیب کے برحق ہونے پر دلالت کرتی ہیں جن میں سے بعض احادیث کتاب
 مذکور میں مندرج ہیں سنی نماز افضیوں کیلئے ڈوب مرنے کا مقام ہے کیونکہ کھلے رافضیوں کی
 کتب میں ایسا کثیر مواد موجود ہے جو خلفاء اربعہ کی حقانیت کا بانگ دھل اعلان کر رہا
 ہے۔ جس کی تفصیل راقم کی کتاب مسلک اہلبیت کتب شیعہ کی روشنی موجود ہے یہ عبارتیں
 فیصلہ کن ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو مجھے چوتھا خلیفہ نہ کہے اس پر اللہ کی لعنت ہو۔⁽²⁾

(1) تاریخ الخلفاء ص ۸ مطبوعہ کراچی
 (2) مناقب ابن شہر آشوب ص ۶۳ ج ۳

مزید ارشاد فرمایا اگر میرے پاس کوئی ایسا آدمی لایا جائے جو مجھے ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما سے اقرار دیتا ہو تو میں اسے ضرور بضرور بہتان تراش کی سزا (اسی کوڑے) لگاؤں گا۔ (۱)

آپ رضی اللہ عنہ نے مزید فرمایا میری بیعت ان لوگوں نے کی ہے جن لوگوں نے ابو بکر و عثمان رضی اللہ عنہم کی بیعت کی تھی، اور مقصد بیعت بھی وہی تھی، جو ان کا تھا، لہذا موج حضرات میں کسی کو علیحدگی (انکار و تردید) کا کوئی اختیار نہیں اور نہ غائب لوگوں کو اس تردید کی اجازت ہے، مشورہ مہاجرین اور انصار کو ہی شایان شان ہے تو اگر یہ سب لوگ شخص کے خلیفہ ہونے پر اتفاق کر لیں تو یہ اللہ تعالیٰ کی بھی رضا ہوگی اور اگر ان کے حکم کسی طعن کی وجہ سے یا بدعت کے باعث خروج کیا تو اسے واپس لوٹا دو اگر وہ واپسی سے اصرار کرے تو اس سے قتال کرو، کیونکہ اس صورت میں وہ مسلمانوں کے اجتماعی فیصلوں ٹھکرانے والا اور اللہ نے اسے متوجہ کر دیا جہر وہ خود جانا چاہتا ہے۔ (۲)

ان عبارات نے دو ٹوک واضح کر دیا کہ ”چار یار“ برحق ہیں ان کی خلافت کی ترتیب درج ذیل ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو چوتھا خلیفہ ماننا ہی صحیح ہے حضرات خلفاء ثلاثہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو افضل ماننے والا غدار، کذاب اور مفتری ہے اسے اسی کوڑے لگنے چاہئے۔ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع ہے خلفاء اربعہ کی ترتیب پر جو اس کا منکر ہے وہ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم اجتماعی فیصلے کا منکر ہے اسے واپس آجانا چاہیے ورنہ قرآن کا اعلان ہے:

نوله ما تولى ونصلى جهنم وسانت مصيرا۔

اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو حق پر استقامت عطا فرمائے۔

آمین بخدمة سيد المرسلين عليه التحية والسلام۔

ابو الحقائق علامہ مولانا غلام مرتضیٰ ساقی مجدد

۲۰۱۱ء

(۱) رجال الکشی ص ۳۹۵ ج ۲
(۲) نہج البلاغہ حصہ دوم، مکتوب ص ۶

تقریظ

شمشیر اعلیٰ حضرت مناظر اسلام استاذ العلماء
مفتی محمد عابد جلالی زید مجدہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ساری امتوں کی سردار امت محمدیہ ہے اور اس امت میں سب سے زیادہ مقام و مرتبہ صحابہ کرام کی جماعت کا ہے، اور صحابہ کرام علیہم الرضوان میں اہل احد کی ایک ممتاز حیثیت ہے، اور پھر اہل بدر کا مقام ان سے بھی زیادہ ہے اور ان سے بڑھ کر عشرہ مبشرہ کا منفرد مقام ہے، اور پھر تمام صحابہ کرام سے بڑی عظمت و شان کے مالک خلفاء اربعہ ہیں، اور خلفاء اربعہ میں افضلیت کی ترتیب وہی ہے جو ان کی خلافت کی ترتیب ہے، خود رسالت مآب ﷺ نے جہاں پر جملہ صحابہ کرام و اہل بیت عظام رضی اللہ عنہم کی شان کو بیان فرمایا ہے وہاں پر خلفاء راشدین یعنی چار یاروں کی عظمت کو جدا کر کے انوکھے انداز میں بیان فرمایا ہے، چونکہ چار یاروں کا تذکرہ جدا طور پر احادیث کثیرہ میں موجود ہے اس لیے اہل حق ”حق چار یار“ کا نعرہ بلند کر کے سنت نبوی پر عمل کرتے ہیں۔

اب اگر کوئی ہوس پرست اور جاہل پیریہ کہے کہ اس نعرہ حق چار یار سے خارجیت کی بو آتی ہے، تو اسے رافضیت کی گود سے نکل کر حدیث رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مطالعہ کرنا چاہیے، اور سرعام معافی مانگنی چاہیے، نعرہ حیدری سے کون اختلاف کر سکتا ہے، لیکن نعرہ رسالت کے متصل بعد نعرہ حیدری لگانا رافضیوں کی فکر کو پروان چڑھانا ہے، کیونکہ رسالت کے بعد

ان کے نزدیک مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ عنہ ثم ارضاه عنہ کا مقام ہے، اور وہ ان کی خلافت بلا فصل کے قائل ہیں، جبکہ اہل سنت و جماعت کے نزدیک اجماع صحابہ کرام سے یہ ثابت ہے کہ خلیفہ بلا فصل سیدنا ابو بکر صدیق ہیں، پھر سیدنا عمر فاروق ہیں، پھر سیدنا عثمان غنی ہیں، پھر سیدنا علی المرتضیٰ ہیں رضی اللہ عنہ، حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کا ذکر ہماری آنکھوں کا نور اور دلوں کا سرور ہے۔ لیکن ان سے پہلے خلفاء ثلاثہ کا تذکرہ بھی ضروری ہے۔

اس لیے نعرہ تکبیر و رسالت کے بعد اگر حق چار یار کا نعرہ لگایا جائے تو خلفاء راشدین کی یاد بھی ہو جائیگی اور دلوں میں سنیت کی فکر آباد بھی ہو جائے گی، اور رافضیت کی فکر برباد بھی ہو جائے گی۔ اور رہی خارجیت وہ تو ”نعرہ رسالت“ سے ہی دم توڑ جائیگی، اب ضرور نعرہ حیدری بھی لگایا جائے، نعرہ غوثیہ بھی لگایا جائے۔

چیلنج کر کے زیر زمین چلے جانا یا بیرون ملک بھاگ جانا کہاں کی جو انمردی ہے، بندہ ناچیز کے پاس عبد القادر شاہ کی وہ C.D اور کتاب پہنچی ہے جس میں بار بار چیلنج کیا گیا تھا، لیکن جب رابطہ کیا تو پتہ چلا کہ حضرت تو ملک بدر ہو چکے ہیں، ہم نے بیرون ملک فون کیے، میسج ان کے موبائل پر بھیجے، لیکن کوئی جواب نہ ملا، ہم نے اللہ جل شانہ کے فضل سے مختلف خطبات میں اس موضوع کو بیان کیا اور خصوصاً ۲ مارچ ۲۰۱۰ء کو جامع مسجد بیت المکرم لالہ موسیٰ میں میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نفرنس میں حق چار یار کے عنوان پر دلائل پیش کئے، اور مخالفین کا رد بلیغ پیش کیا، جسکی C.D آج بھی مارکیٹ میں موجود ہے۔

اب جون میں معلوم ہوا کہ عبد القادر کا ورد پاکستان میں ہوا ہے، تو ہم نے اس کا چیلنج قبول کرتے ہوئے میدان لگانے کی دعوت دی، اور باقاعدہ ۲۲ جون کے اخبارات میں یہ بات شائع ہوئی، لیکن آج تک کوئی جواب نہ آیا۔

میں کہتا ہوں لوگ حق چار یار کے نعرے کی بات کرتے ہیں، میں تو حق چار یار کے عنوان پر مسجد نبوی شریف کا وہ جلسہ بھی دکھانے کو تیار ہوں جس میں رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے خود

اس موضوع پر خطاب فرمایا، بلکہ تمام صحابہ کرام اور اہل بیت عظام کی محبت کو پہلے اجمالاً بیان فرمایا، پھر چاروں یاروں میں سے ہر ایک کو بالترتیب مجمع میں کھڑا کر کے سینے سے لگا کے، ماتھا چوم کے ہاتھ پکڑ کے، آواز بلند کر کے، آنسو بہاتے ہوئے فرمایا "یا معشر المسلمین هذا ابو بکر الصديق" پھر کثیر فضائل بیان فرمائے، پھر اسی طرح حضرت فاروق اعظم، پھر حضرت عثمان غنی، پھر حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ عنہم کو باری باری سینے سے لگایا، ماتھا چوما، اور فضائل بیان فرمائے اور پھر جلسہ ختم فرمادیا، اب صرف چار پر ہی کیوں اکتفاء کیا گیا؟ کیا باقی صحابہ کرام حق والے نہیں تھے؟ تھے بالکل تھے لیکن یہ سب کچھ کر کے ثابت فرمادیا کہ حق والے سب ہیں، شان والے سب ہیں، مگر ان چار یاروں کی شان انوکھی ہے۔ تو کیا کوئی جاہل پیر اب رسالت مآب ﷺ پر بھی اعتراض کرے گا کہ چار یاروں کا تذکرہ کیا، باقی صحابہ کدھر گئے۔

ان کی شان تو یہ ہے کہ رب ذوالجلال نے چار یاروں کا نام عرش پر لکھوایا ہے، نہ صرف اتنا بلکہ لواءِ حمد پر لکھوایا ہے، تو کون، عاقبت نااندیش ہے جو پروردگار کے اس فعل پر اعتراض کریگا؟ حق چار یار کا عنوان تو تخلیق آدم علیہ السلام سے قبل کا ہے، اور پھر صرف دنیا میں ہی نہیں چلے گا بلکہ قبر و حشر میں بھی چلے گا، کیونکہ امام ابن عساکر نے اور امام ذہبی نے نقل فرمایا ہے:

"عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ یخرج معاویہ من قبرہ وعلیہ رداء من السندس والاستبرق مرصع والیاقوت علیہ مکتوب لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ، ابو بکر الصدیق عمر ابن الخطاب عثمان ابن عفان، علی ابن ابی طالب"

اس حدیث شریف سے ایک تو حضرت امیر معاویہ کی عظمت و شان واضح ہوئی، اور دوسرے نمبر پر یہ بھی ثابت ہوا کہ توحید و رسالت پر پختہ یقین ہونے کے ساتھ ساتھ حضرت امیر معاویہ خلفاء راشدین کے سچے محب بھی ہیں، بلکہ محبوب بھی ہیں، اور کیوں نہ

ہوں کہ آقا علیہ السلام نے فرمایا تھا: "انی احب معاویہ و احب من یحب معاویہ اور اس کے علاوہ یہ جو فرمایا کہ معاویہ قبر سے اس حال میں نکلیں گے کہ ان پر یہ چادر ہو تو پتہ چلا کہ "حق چاریار" کے بنسرخ عالم برزخ میں بھی آویزاں ہوں گے۔

محشر کے دن جب حضرت امیر معاویہ اس شان سے آئیں گے کہ "حق چاریار" والی چادر اڑھے ہونگے اور دوسری طرف لوائے حمد جس پر حق چاریار کا نعرہ لکھا ہو گا وہ لہرائے گا۔ منکر "حق چاریار" کا اور دشمن حضرت امیر معاویہ کا کدھر منہ چھپائے گا، اور کس کے جھنڈے کے نیچے جائیگا۔

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
کل نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

حق چاریار کے منکر و! یا تو حق چاریار کے نعرہ کو تسلیم کر لو یا پھر خود کو اہل سنت کہلو چھوڑ دو، کیونکہ چاریاروں کا تذکرہ اہل سنت کے شعائر سے ہے، اور جو اہل سنت کے شعائر نہ مانے اسکا مسلک حق سے کوئی تعلق نہیں ہے، آؤ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا فتوہ دیکھو! مکتوبات شریف میں موجود ہے کہ آپکو اطلاع ملی کہ ہندوستان کے شہر سامانہ میں خطیب نے عید قربان کے خطبہ میں خلفاء راشدین کا ذکر چھوڑ دیا ہے، اور کہا کہ کیا ہو گیا۔ اگر خلفاء راشدین کا ذکر نہیں کیا گیا تو!۔

حضرت مجدد الف ثانی نے فرمایا:

"ذکر خلفاء راشدین اگرچہ از شرائط خطبہ نیست
ولیکن از شعائر اہل سنت است شکر اللہ تعالیٰ سعیہم
ترک نہ کند آنرا بعمد و تمرد مگر کسیکہ دلش مریض
است و باطنش خبیث۔"

فرمایا اگرچہ خلفاء راشدین کا ذکر شرائط خطبہ سے نہیں ہے لیکن شعائر اہل سنت سے ہے، اور فرمایا کہ جان بوجھ کر اس کو صرف وہی ترک کر سکتا ہے، جس کا دل مریض ہو اور باطن خبیث ہو۔

فرمایا:

"اگر در تقدیم و تفضیل حضرات شیخین متوقف است طریق اہل سنت را رافض و اگر در محبت حضرات ختنین مترد و است نیز از اہل حق خارج است افضلیت حضرات شیخین با جماع صحابہ و تابعین ثابت شدہ است۔"

(دفتر دوم حصہ ۶ صفحہ ۳۱)

واضح طور پر فرمادیا کہ حضرات شیخین سیدنا صدیق اکبر و سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی افضلیت و تقدیم میں توقف کرنیوالا بھی اہل سنت سے خارج ہے اور حضرات ختنین سیدنا عثمان ذوالنورین و سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما کی محبت میں تردد کرنیوالا بھی اہل سنت سے خارج ہے:

"مزید برآں "ایں قسم گل بد بو از ابتداء اسلام تا ایں وقت معلوم نیست کہ در ہندوستان شگفتہ باشد نزدیک است کہ از ایں معاملہ تمام شہر متہم گردد بلکہ اعتماد از ہندوستان مرتفع شود۔"

(حصہ ۶ ص ۳۲)

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابتداء اسلام سے لیکر آج تک اس طرح کا بدبودار پھول کہیں نہیں دیکھا، جیسا یہ ہندوستان میں پایا جا رہا ہے، سچے پھول تو خوشبودار ہوتے ہیں، بعض پھول خوشبو سے خالی تو ہو سکتے ہیں لیکن بدبودار نہیں، اور اس کو جو پھول کہا گیا وہ اس لئے کہا کہ یہ خود کو اہل سنت کہلواتا ہے اور جو بدبودار کہا گیا وہ اس لئے کہ یہ اندر سے خبیث ہے اور اتنا خبیث کہ فرمایا اس کی نحوست کیوجہ سے قریب ہے کہ پورا شہر بدنام ہو جائیگا (نہ صرف یہ بلکہ فرمایا) پورے ہندوستان سے اعتماد اٹھ جائے گا۔ اور آپ نے حاکم وقت کو لکھا کہ اہلسنت بادشاہ کے ہوتے ہوئے اس بے لگام خطیب نے بڑی جرأت کی ہے، بلکہ حقیقت میں بادشاہ کے مقابلہ میں اتر آیا ہے، اور اولی الامر کے اطاعت سے اس نے خروج کیا ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ایسا آدمی جوتے مارنے کے لائق ہے، اس نے ارشاد فرمایا:

”نیز شنیدہ کہ اکابر و ابالی آن مقام دریں باب مسابلتہ
ورزید ندوب شدت و غلظت بآن خطیب بے انصاف پیش
نیامدند۔ وائے نہ یکبار کہ صد بار وائے“۔ (حصہ ۶ ص ۳۱)

فرمایا اس گندے خطیب نے جو کچھ کیا اس پر تو افسوس ہے ہی لیکن وہاں کے اکابر لوگ
کے بارے میں فرمایا کہ صد بار افسوس ہے ان پر جنہوں نے اس خبیث خطیب کی خبر
لی اور سختی سے پیش نہیں آئے۔ لہذا پتہ چلا کہ چاریار ان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم و رضی اللہ عنہم کا ذکر
ترک کرنا کس قدر مذموم ہے، تو جو ساری دنیا میں اوروں کو ”حق چاریار“ کے نعرے
روکتا پھرتا ہو، وہ نام نہاد اہلسنت کا کیا لگتا ہے لہذا صرف ایسے لوگ ہی قابل مذمت
بلکہ وہ اکابرین جو خود اگرچہ ٹھیک ہوں مگر ایسے بے حیاء خطیبوں کا رد نہ کریں۔ وہ بھی
مذمت کے قابل ہیں اور جتنا افسوس ان پر کیا جائے وہ تھوڑا ہے۔ اس کے برخلاف
ایک مجاہد اگرچہ بظاہر چھوٹے قد کا کیوں نہ ہو مگر وہ لگام دینا جانتا ہو اور آگے بڑھ کر دراز
کرے اور اپنے آپکو ناموس رسالت اور ناموس صحابہ اور ناموس اہلبیت پر فدا کرے
اسے ہم نہ صرف فدائے صحابہ و اہلبیت علامہ فدا حسین کہہ کر یاد کریں گے، بلکہ ہم اس
مسلک حقہ کا ایک جرنیل قرار دیتے ہیں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ جل شانہ اس شاہین کو مزہ
پرواز کی توفیق عطا فرمائے اور اس کاوش کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔
آمین بجاہ طہ، و یسین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم

احقر محمد عابد جلت

الجامعہ الجلالیۃ الرضویۃ مظہر الاسلام لاہور

۷ شعبان المعظم ۱۴۳۱ھ

تقریظ لطیف

جانشین ابوالبلیان شیخ طریقت حضرت علامہ پیر صاحبزادہ محمد رفیق احمد مجددی
سجادہ نشین درگاہ حضرت ابوالبلیان رحمۃ اللہ علیہ امیر اعلیٰ عالمی ادارہ تنظیم الاسلام

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مذہب مہذب اہل سنت و جماعت امت محمدیہ اور ملت مصطفویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰت کی سب سے بڑی وحدت اور عالمگیر اکثریت ہے جس کے عقائد و نظریات کتاب و سنت سے ماخوذ اور ہر قسم کے افراط و تفریط سے پاک ہے۔ من جملہ عقائد میں سے خلفائے راشدین کی افضلیت باعتبار ترتیب خلافت کا عقیدہ ہے جس پر صحابہ و تابعین کرام مجتہدین عظام کا اجماع و اتفاق ہے۔ اس کے برعکس عقیدہ رکھنے والا اجماع امت کا منکر دائرہ اہلسنت سے خارج، ضال اور مضیل ہے۔ متھے نمونہ از خروارے کے مصداق علم کلام کے چند جید اکابرین کے عقائد و نظریات نذر قارئین ہیں۔

حضرت علامہ جلال الدین دوانی رحمۃ اللہ علیہ ار قام پذیر ہیں:

والامام بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر رضی اللہ عنہ ثبتت امامتہ بالاجماع
ثم عمر الفاروق رضی اللہ عنہ ثم عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ ثم علی
المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ والافضلیۃ بهذا الترتیب ومعنی
الافضلیۃ انه اکثر ثوابا عند اللہ تبارک و تعالیٰ لا انه اعلم
واشرف نسبا وما اشبه ذالک۔

یعنی نبی اکرم ﷺ کے بعد امام برحق حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ کی امامت اجماع سے ثابت ہو چکی ہے۔ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، پھر حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ، پھر حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ بالترتیب امام ہوئے اور افضلیت اسی ترتیب کے مطابق ہے۔ افضلیت کا معنی یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں زیادہ ثواب پانے والے ہیں نہ کہ اس معنی میں کہ وہ سب سے زیادہ عالم اور نسبتاً اعلیٰ و معزز ہیں وغیرہا۔^(۱)

حضرت علامہ عبدالعزیز پرہاروی رحمۃ اللہ علیہ افضلیت کا سبب بیان کرتے ہوئے ارقام پذیر ہیں!

ذكر المحققون ان فضيلة المبحوث عنها في الكلام هي كثرة الثواب اي عظم الجزاء على اعمال الخير لاشرف النسب والا لزم ان يكون ولد النبي افضل من النبي الذي ليس ابوه نبيا ولا كثرة الطاعات الظاهرة لان الثواب ليس على حسب مقدارها لان انفاق احدنا جبل احد ذهبالا يبلغ مد الصحابة ولا نصيفهم كما في الحديث الصحيح والسرف في ذلك ان اصل الخير هو الاخلاص في العمل ومحبة الحق سبحانه ودوام الحضور معه وهي امور باطنة ولذا قال بكر بن عبد الله المزني ما فضلكم ابوبكر بصوم وصلوة ولكن بشيء في قلبه انتهى فلا يخفى ان كثرة الثواب لا تعلم الا باخبار الشارع ولا مدخل فيها للعقل والمناقب الظاهرة.

یعنی محققین نے بیان کیا ہے کہ کلام میں مبحوث عنہا کی فضیلت کا راز کثرت ثواب ہے یعنی اعمال خیر پر جزاء کی زیادتی، نہ کہ نسی شرف ہے ورنہ لازم آئے گا کہ نبی کا بیٹا افضل ہو اس نبی سے کہ جس کا باپ نبی نہیں ہے اور نہ ہی ظاہری اطاعت کی کثرت باعث فضیلت ہے۔ کیونکہ ثواب

کے اعتبار سے نہیں ہے اس لئے کہ ہمارا جبل احد کے برابر سونا خرچ کرنا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مد اور نصف مد کو بھی نہیں پہنچتا جیسا کہ حدیث صحیح میں ہے اور اس میں راز یہ ہے کہ نیکی کی اصل عمل میں اخلاص، حق سبحانہ کی صحبت اور دوام حضور مع اللہ ہے اور یہ تمام باطنی امور ہیں۔ اسی لئے حضرت ابو بکر بن عبد اللہ مزی رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو کثرت صوم و صلوة کی وجہ سے فضیلت حاصل نہیں بلکہ جو چیز ان کے قلب مبارک میں ہے اس وجہ سے فضیلت حاصل ہے۔ یہ امر پوشیدہ نہ رہے کہ کثرت ثواب تو حضرت شارع کے آگاہ فرمانے سے ہی معلوم ہوتا ہے اور اس میں عقل اور ظاہری مناقب کا کوئی دخل نہیں ہے۔^(۱)

موفیائے محققین کے نزدیک بھی ترتیب خلافت کے لحاظ سے ہی فضیلت ہے۔ جیسا کہ صاحب التعرف ارقام پذیر ہیں۔

اجمع الصوفیة علی تقدیم ابی بکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی رضی اللہ عنہم۔^(۲)

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے نزدیک تفضیل سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا قائل مفتری (بہتان طراز) اور لائق حد ہے۔ چنانچہ ارشاد گرامی ملاحظہ ہو! قال علی رضی اللہ عنہ لا یفضلنی حد علی ابی بکر و عمر الا جلدته حد المفتری۔^(۳)

جو شخص مجھے حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما پر فضیلت دے وہ مفتری ہے۔ میں اسے اسی طرح کوڑے لگاؤں گا جس طرح مفتری کو (۸۰ کوڑے) لگائے جاتے ہیں۔

(۱) النبراس: ۲۹۹
(۲) النبراس: ۳۰۳
(۳) کنز العمال رقم الحدیث: ۳۶۱۵۷

تقریظ

عمدۃ المصنفین شیخ الحدیث حضرت علامہ
مفتی غلام حسن قادری صاحب
مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف لاہور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حضرت مولانا فدا حسین صاحب رضوی کی کتاب مستطاب نعرہ تحقیق حق چار یار کو چند مقامات سے دیکھنے کا اتفاق ہوا ماشاء اللہ خوب تحقیق کی گئی ہے اس دور پر فتن میں جبکہ اس مسئلہ پہ حق بات کو دبایا جا رہا ہے اور مسلک اہل سنت کو چھپایا جا رہا ہے ضرورت تھی کہ اس موضوع پر قلم اٹھایا جائے اور تفصیل سے لکھا جائے حافظ صاحب نے اس ضرورت کو پورا کر کے مسلک اہل سنت کی طرف سے قرض اتار دیا ہے۔ میں اپنی علالت طبع کے باعث کچھ زیادہ لکھنے کے قابل نہیں ہوں صرف مؤلف کے حق میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کی ساعی جمیلہ کو اپنی بارگاہ بے کس پناہ میں قبول و منظور فرما کر ہمیں ان کی کتاب لا جواب سے بھرپور استفادہ کرنے کی توفیق بخشے۔

ایں دعا از من و از جملہ جہاں امین باد
غلام حسن قادری
مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف لاہور
14:05:2010

تقریظ

استاذ العلماء یادگار اسلاف فخر السادات سید ابوالحسنین سید ظفر علی شاہ بنوری زید علمہ
پر نسیل جامعہ غوثیہ بنوریہ کوہاٹ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ اللہ رب العزت نے اپنے محبوب کریم حضور نبی کریم ﷺ کے چار یاروں کو باقی تمام حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر فوقیت اور برتری عطا فرمائی ہے۔ پھر ان چار جلیل القدر صحابہ کرام میں فضیلت ان کی خلافت کی ترتیب کے مطابق ہے۔ یعنی افضل البشر بعد الانبیاء والمرسلین ابوبکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی رضی اللہ عنہم۔

اس مسلمہ حقیقت کو آسان لفظوں میں بیان کرنے کیلئے ”نعرہ تحقیق حق چار یار“ کی اصلا استعمال ہوتی ہے۔ باقی اہل سنت ”حق چار یار“ سے نہ تو یہ مراد لیتے ہیں کہ یہی چار یار حق ہیں ان کے علاوہ کوئی بھی صحابی حق پر نہیں اور نہ حق چار یار سے اہل سنت یہ مراد لیتے ہیں کہ یہی چار یار خلیفہ ہیں باقی کوئی خلیفہ نہیں۔ اہل سنت یہ دونوں صورتیں مراد ہی نہیں لے بلکہ چار یاروں کو اللہ تعالیٰ نے باقی صحابہ کرام پر جو فضیلت عطا فرمائی ہے وہ مراد لیتے ہیں لہذا رافضیوں اور ان کے نمک خواروں کا یہ اعتراض کہ حق چار یار کیوں کہتے ہو کہ کیا باقی صحابہ حق پر نہیں ہیں لہذا حق سب یار کہو، انتہائی احمقانہ اعتراض ہے۔ ایسے ہی رافضیوں اور ان کے نمک خواروں کا یہ کہنا کہ کیا حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ خلیفہ نہیں۔ لہذا حق چار یار مس کہو بلکہ حق پانچ یار کہو۔ یہ بھی سادہ لوح مسلمانوں کو درغلانے کا ایک شیطانی حربہ ہے۔ اس لئے کہ اس نعرہ تحقیق حق چار یار میں خلافت اور حقانیت کا حصر ان چار صحابہ کرام میں

ہی نہیں جاتا بلکہ صرف اور صرف ان چار جلیل القدر صحابہ کرام کی وہ فضیلت جو باقی صحابہ کرام پر انہیں حاصل ہے اس کا بیان مقصود ہوتا ہے۔ مجاہد اہل سنت حضرت علامہ مولانا فدا حسین رضوی زید مجدہ نے اپنی تصنیف ”نعرہ تحقیق حق چار یار“ میں مسلک حق اہل سنت کی ترجمانی کرتے ہوئے اس موقف پر جو دلائل پیش فرمائے ہیں اس پر اللہ تعالیٰ انہیں اجر عظیم عطا فرمائے (آمین)

اللہ تعالیٰ ہمیں معتقدات اہل سنت پر استقامت عطا فرمائے اور انہی پر ہمیں موت عطا فرمائے اور اگر وہ ناجیہ متصورہ کی صفوں میں اٹھنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

نبی کے چار یار اللہ اکبر
ابوبکر، عمر، عثمان و حیدر
کوئی بھی ان کے ہم پلہ نہیں ہے
نہیں ہے ان ظفر واللہ نہیں ہے
پھر ان میں بعض سے ہیں بعض اعلیٰ
جس پر شاہد کلام رب تعالیٰ
نبی کے بعد ہیں صدیق اکبر
پھر ان کے بعد عمر، عثمان و حیدر
ظفر یہ صدقہ مولیٰ علی ہے
کہ تجھ پہ جاری فیضان نبی ہے

بندہ ناچیز:

ابوالحسنین سید ظفر شاہ بنوری

پر نسل جامعہ غوثیہ بنوریہ کوہاٹ

تقریظ

عالم نبیل فاضل جلیل حضرت علامہ
شہزاد احمد مجددی صاحب
امیر مرکز تحقیق اسلامی دارالافتاء لاہور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ اما بعد

فاضل مکرم مولانا فدا حسین رضوی زید مجددہ کی تالیف لطیف ”نعرہ تحقیق حق چاریار“ پیش نظر ہے۔ کتاب کے مندرجات دیکھنے سے اندازہ ہوا کہ فاضل موصوف نے دور حاضر میں تفضیلت اور اس کے زیر اثر پھیلنے والے مبنی بر رافضیت عقائد و نظریات کو شدت سے محسوس کرتے ہوئے۔ اپنی ایمانی و علمی ذمہ داری کو پورا کیا ہے۔ حضرات خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کی فضیلت و بزرگی ہر قسم کے شک و ریب سے پاک ہے اور بقول حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ ان کی فضیلت کی ترتیب بھی وہی ہے جو ان کی خلافت کی ترتیب ہے اور یہی ائمہ مسلمین اور امت صلحاء کا اجماعی عقیدہ ہے۔

آج ضرورت ہے کہ مسلمانوں کے امام اول۔ ثانی اثنین۔ خلیفۃ الرسول بلا فصل حضرت سیدنا و امامنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور مسلمانوں کے دوسرے امام سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا تذکرہ زیادہ تفصیل و جزئیات کے ساتھ اہل سنت کے تقریبات و محافل میں کیا جائے تاکہ اپنی آنے والی نسلوں کو بد عقیدگی خصوصاً رافضیت و تفضیلت کے بد اثرات اور مہلک جرائم سے بچایا جاسکے۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے سیدنا حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کی شان میں کیا خوب فرمایا ہے

ماحی رفض وتفضیل ونصب وخروج
حامی دین وسنت پہ لاکھوں سلام

اور جہاں تک بات ہے اہل بیت کو پنچتن میں منحصر کرنے کی تو ملاحظہ ہو دور رسالت میں تو خاندان ابو بکر کو بھی آل رسول کہا جاتا تھا۔

امام جعفر اپنے والد امام باقر رضی اللہ عنہ سے روایت ہیں:

"قال کان آل ابی بکر رضی اللہ عنہ یدعون علی عہد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ال محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔"

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اہل خاندان کو رسول اللہ کے زمانے میں آل رسول کہہ کر پکارا جاتا تھا۔

(امام دارقطنی کی کتاب فضائل الصحابہ صفحہ نمبر 91)

دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ جل شانہ حضرت فاضل مکرم مولانا فدا حسین رضوی زید مجدد کے ذوق تصنیف و تالیف اور توفیقات میں برکت فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین

احقر العباد

محمد شہزاد مجددی عفی اللہ عنہ

دارالافتاء، مرکز تحقیق اسلامی، لاہور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یا اللہ جل جلالہ

یا رسول اللہ ﷺ

سخن اولین

الحمد لله الذي هدانا وكفانا واوانا عن الرفض والخروج
وكل بلاء نجانا والصلوة والسلام على سيدنا ومولنا و
ملجانا وماوانا محمد واله وصحبه الاولين ايماننا
والاحسنين احساننا والامكنين ايقاننا۔ (امین)

ہمارے ذہن پر چھائے نہیں ہیں حرص کے سائے
جو ہم محسوس کرتے ہیں وہی تحریر کرتے ہیں

ابو البشر، خلیفۃ اللہ فی الارض، مسجد ملائکہ حضرت سیدنا آدم علی نبینا ﷺ سے
کر پیغمبر آخر الزمان آقا نامدار مدنی تاجدار تاجدار عرب و عجم جناب محمد رسول اللہ ﷺ
تک رب ذوالجلال نے جتنے بھی انبیاء و رسل بھیجے ان میں جو مرتبہ و مقام اللہ تعالیٰ
تاجدار کائنات ﷺ کو عطا کیا وہ کسی اور نبی و رسول کو میسر نہیں ہے۔ اور اسکے بعد
تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم ﷺ کی صحابیت کیلئے جن ذات قدسیہ کو چنا وہ مرسلین ملائکہ
ورسل و انبیاء بشر صلوات اللہ و تسلیماتہ کے ماسوا باقی تمام کائنات سے افضل و اعلیٰ ہیں اور
حضور ﷺ کے ان جانثاروں میں سے آپ کے چار یاروں کو منتخب فرمایا اور وہ مقام مرتبہ
عطا کیا جو باقی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو میسر نہیں۔ جیسا کہ آیت استخلاف سے مراد یہ چار یار ہیں
کما قال الامام الرازی

اور حضور نبی کریم رؤف الرحیم کی حدیث مبارکہ میں بھی چار یار کی اصطلاح واضح طور پر موجود ہے:

”عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ قال قال رسول ان الله اختار اصحابي على جميع العالمين سوى النبيين والمرسلين واختار لي منهم اربعة ابابكر وعمر وعثمان وعلياً فجعلهم خيرا اصحابي وفي اصحابي كلهم خيرا واختار امتي على الامم واختار من امتي اربعة قرون الاول والثاني والثالث والرابع“ (1)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے میرے صحابہ کو انبیاء و رسل کے سوا سارے جہانوں پر ترجیح دیتے ہوئے پسند فرمایا اور میرے صحابہ میں سے چار کو میرے لئے چن لیا یعنی ابو بکر، عمر، عثمان، علی رضی اللہ عنہم کو اور میرے صحابہ سب ہی بہتر ہیں اور میری امت کو سب امتوں پر پسند فرمایا ہے اور میری امت میں سے چار زمانوں کو پسند کر لیا ہے خلیفہ اول کا زمانہ، خلیفہ ثانی کا زمانہ، خلیفہ ثالث کا زمانہ اور خلیفہ رابع کا زمانہ۔

اس حدیث مبارکہ سے چار یار کی تخصیص بالکل واضح ہے اور ساتھ ہی عقیدہ اہل سنت بھی ملاحظہ فرمائیں تاکہ پتہ چل جائے کہ نعرہ تحقیق حق چار یار اہل سنت کے عقیدہ میں داخل ہے اور کسی سنی کیلئے اس سے انحراف ممکن نہیں، کوئی کرتا ہے تو وہ سنی نہیں۔ بلکہ وہ تو رافضیت کی طرف رواں دواں ہے حیرت ہے بعض لوگ عقیدہ عقیدہ کی تو بڑی رٹ لگاتے ہیں لیکن خود عقیدہ اہل سنت سے نا آشنا ہیں۔

خاک نکالیں گے بل وہ میری زلفوں کے
اپنی زلفوں کے بل تو نکالے نہ گئے ان سے

(1) الرياض النضرة ص ۲۷ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان۔ الشقاء فی تعریف حقوق المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، الشریعہ ص ۲۳۱ مطبوعہ دار الحدیث قاہرہ

عقائد نسفی میں ہے:

”افضل البشر بعد نبینا ابوبکر الصدیق ثم عمر الفاروق ثم عثمان ذوالنورین ثم علی المرتضیٰ رضوان الله علیهم اجمعین“ (۱)

ہمارے نبی کریم ﷺ (اور دیگر انبیاء علیہم السلام) کے بعد تمام انسانوں سے افضل حضرت ابوبکر صدیق پھر حضرت عمر فاروق پھر عثمان ذوالنورین پھر علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم ہیں۔

اور ”برکت المصطفیٰ فی الہند“ حضرت شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی عجلت اللہ فرجہ نے بھی یار کا نعرہ لگا کر عقیدہ اہل سنت کی وضاحت فرمائی ہے آپ یوں رقم فرماتے ہیں:

”ومقام ثانی آنکہ افضلیت خلفاء اربعة بترتیب خلافت است یعنی افضل اصحاب ابوبکر است ثم عمر ثم عثمان ثم علی“ (۲)

اور مقام ثانی یہ ہے کہ خلفاء اربعہ کے مراتب ترتیب خلافت کے ساتھ ہیں۔ یعنی تمام صحابہ سے افضل ابوبکر صدیق ہیں پھر عمر فاروق پھر عثمان عنی پھر علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم ہیں۔

حق چار یار کا مطلب بھی یہی ہے کہ حضور ﷺ کے چار یار انبیاء کے بعد سب سے افضل ہیں چاروں کی فضیلت حق ہے وہ بھی ترتیب وار اور جو فضیلت اللہ تعالیٰ نے ان چاروں جس ترتیب سے دے رکھی تھی رب تعالیٰ نے وہی ترتیب ان کی خلافت میں بھی رکھی۔ (۳)

(۱) عقائد نسفی ص ۱۸۰ مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ لاہور
(۲) تکمیل الایمان ص ۱۳۵ مطبوعہ الرحیم اکیڈمی کراچی
(۳) نجوم الفرقان زیر آیت ان الذین آمنوا ثم کفروا ثم آمنوا الخ

حضرت عظیم البرکت مجدد دین و ملت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی حق چاریار کی اصطلاح اہل سنت کا نعرہ قرار دیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

جناں بنے گی محبان چاریار کی قبر
جو اپنے سینے میں یہ چار باغ لے کے چلے (۱)

قبلہ عالم پیر سید مہر علی شاہ گوڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی حق چاریار کے نعرہ کو سنیوں کا نعرہ قرار دیا ہے۔ ”آپ رحمۃ اللہ علیہ سے پاک چمن شریف عرس کے موقع پر ایک غیر مقلد مولوی نے پوچھا کہ زائرین فرید فرید کیوں پکارتے ہیں، اللہ۔ اللہ کیوں نہیں کہتے؟ حضرت نے مایا کہ عرس کے موقعہ پر زائرین کا پورا نعرہ یہ ہوتا ہے:

اللہ محمد چاریار
حاجی خواجہ قطب فرید (۲)

مخلاف اہل سنت کی عبارات میں بھی چاریار کی اصطلاح اظہر من الشمس ہے۔ اسی لیے اہل سنت و جماعت حنفی بریلوی اپنی محافل میں نعرہ تحقیق حق چاریار لگا کر اس عقیدے کا اظہار کرتے ہیں کہ چاروں حق ہیں، ان کی فضیلت بھی حق ہے اور وہ فضیلت ہے بھی ترتیب وار جتنی جو فضیلت اللہ تعالیٰ نے ان چاروں کو جس ترتیب سے دے رکھی تھی وہی ترتیب ان کی مخالفت میں بھی رکھی یعنی چاروں کی مخالفت حق ہے۔

یعنی اہل سنت و جماعت کی محافل میں نعرہ تحقیق حق چاریار لگا کر عقیدہ اہل سنت کا اظہار و پرچار کیا جاتا ہے۔ لیکن افسوس، بعض لوگوں نے حق چاریار کی اصطلاح کی مخالفت

(۱) حدائق بخشش ص ۵۰ مطبوعہ خزینہ علم و ادب لاہور

(۲) مہر منیر ص نمبر ۲۳۱ مقام اشاعت گولڑہ شریف ضلع اسلام آباد

شروع کر دی ہے۔ طرفہ تماشاً تو یہ کہ ان کی تحقیق کا خلاصہ کچھ اس انداز میں سامنے آیا ہے کہ:

- (۱) نعرہ تحقیق ۱۹۵۳ء کی ایجاد ہے اس سے پہلے اس کا کوئی ثبوت نہیں۔
- (۲) ایک صحابی ساری امت سے افضل ہے اور گنہگار بھی ہے۔
- (۳) پنج تن پاک ہی اہل بیت ہیں حضور ﷺ کی ازواج مطہرات اہل بیت میں داخل نہیں اور شان تطہیر پنج تن پاک کے ماسوا کسی کو بھی حاصل نہیں ہے۔
- (۴) اور کہا ہے کہ نعرہ تحقیق حق چاریار لگانے سے بغض اہل بیت کی بو آتی ہے۔

حالانکہ چار کی تخصیص رب ذوالجلال نے بھی فرمائی اور پھر یہ وضاحت تاجدار کائنات ﷺ کی احادیث مبارکہ میں بھی آئی ہے علاوہ ازیں صحابہ، تابعین، تبع تابعین اور اکابر اہل سنت و جماعت نے بھی ہمیں یہی راہ دکھائی۔

اصل میں ”چار یار“ کی اصطلاح کے مخالفین کی یہ انوکھی اور الیسی تحقیق مخالفین اہل سنت کی محافل میں جانے سے سامنے آئی اگر یہ لوگ ان سے دور رہتے تو یہ کیفیت سامنے نہ آتی جبکہ ہمارے اسلاف نے تو ہمیں یہ سبق دیا ہے کہ ان کی محافل میں جانا تو بڑے دور کی بات ہے ان سے ہاتھ تک نہیں ملانا چاہئے۔ جیسا کہ قبلہ عالم قطب وقت پروردہ اعلیٰ حضرت مولانا سردار احمد صاحب محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق مولانا محمد عنایت اللہ قادری سانگلہ ہل والے اکثر بیان کرتے تھے کہ ایک دفعہ لاکل پور (فیصل آباد) کا حاکم اعلیٰ شیخ ڈی سی، حضرت محدث اعظم پاکستان کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا اور آپ سے مصافحہ کرنے چاہا تو آپ نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ جس کے دل میں میرے آقا و مولا سیدنا صاحبزادے اکبر رضی اللہ عنہ کا بغض اور کینہ ہو، میرا ایمان اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ میں اس کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دوں۔ قیامت کے دن میں حضور ﷺ کی بارگاہ بے کس پناہ میں کون سا منہ لے کر حاضر ہوں گا۔ چنانچہ آپ کی استقامت اور غیرت ایمانی دیکھ کر وہ زار و قطار رونے لگے۔

اور آپ کے ہاتھ مبارک پر سابقہ مذہب سے توبہ کر کے سچا مسلمان اور آپ کا مرید ہو
(1)

اسی طرح ایک دفعہ کچھ لوگ حضرت محدث اعظم پاکستان کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو
عرض کرنے لگے کہ حضور ہم نے جلسہ کروانا ہے، آپ تشریف لے چلئے۔ تو حضرت
محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت فرمایا اور کون کون سے عالم یا مقرر آرہے ہیں؟ تو جب
آپ کو معلوم ہوا کہ ایک وہ مقرر بھی بلا یا گیا ہے جو سیدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے بغض
نادر رکھتا ہے تو آپ یعنی محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ نے اس جلسہ میں شمولیت سے انکار
دیا۔ (2)

راجو لوگ رافضیوں کے پاس جا کر تقریریں کرتے ہیں اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے
ناف خبث باطن کا اظہار کرتے ہوئے ان پر طعن کرتے ہیں اور پیسوں کے چند ٹکوں کی
طر عقیدوں کے تاجر بن جاتے ہیں ان کو ہوش کے ناخن لینے چاہیں کیونکہ کوئی سنی حنفی
یلوی پیسوں کی خاطر اپنا عقیدہ نہیں بیچتا عقیدوں کی تجارت کرنا یہ خارجیوں اور رافضیوں
کام ہے میرے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین و ملت فارق حق و باطل قاطع رافضیت
خارجیت امام احمد رضا خان قاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بڑے واضح الفاظ میں یہ درس دیا ہے
کہ پیسے کی خاطر کبھی نہ بکنا۔

کروں مدح اہل دول رضا پڑے اس بلا میں مری بلا
میں گدا ہوں اپنے کریم کا مرادین پارہ ناں نہیں

بہر حال مختصر یہ کہ صورت حال یہاں آہنچی ہے کے شریروں کے اس ٹولہ نے سستی
شہرت کمانے اور غیروں کی ہمدردیاں حاصل کرنے اور ہر دلعزیز بننے کیلئے

(1) سنی شیعہ بھائی بھائی کیسے ص ۳۱

(2) سنی شیعہ بھائی بھائی کیسے ص ۳۲

نعرۂ تحقیق حق چاریار کے عقیدہ اہل سنت کی پختہ دیوار میں شگاف ڈالنے کی ناپاک جسارت کی ہے۔ لہذا جب حالات اس طرح ہو جائیں تو دیکھنا چاہئے تاجدار کائنات ﷺ کے اس فرمان کی طرف کہ آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ میری امت میں ہر دور میں ایسے لوگ پیدا ہوتے رہیں گے جو غالیوں کی تحریف، مبطلین کی علمی چوری اور حامیوں کی جاہلانہ تاویل کرنے کی نفی کرتے رہیں گے:

"قال رسول الله ﷺ يحمل هذا العلم من كل خلف عدوله ينفون عنه تحريف الغالين وانتحال المبطلين وتاويل الجاهلين رواه البيهقي" (1)

یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس علم کو ہر پچھلی جماعت میں سے پرہیزگار لوگ اٹھتے رہیں گے جو غلو والوں کی تبدیلیاں اور جھوٹوں کی دروغ بیابیاں اور جاہلوں کی ہیر پھیر اس سے دور کرتے رہیں گے۔

اور ایک دوسری حدیث مبارکہ میں ہے کہ مصطفیٰ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

"انه ﷺ قال اذا ظهرت الفتن او قال البدع وسب اصحابي فليظهر العالم علمه فمن لم يفعل ذلك فعليه لعنة الله والملائكة والناس اجمعين لا يقبل الله منه صرفا ولا عدلا" (2)

بیشک جب فتنوں یا بدعتوں کا ظہور ہو اور میرے صحابہ کو گالیاں دی جانے لگیں تو علم والوں کو اپنا علم ضرور ظاہر کرنا چاہئے پس جو صاحب

(1) مشکوٰۃ شریف جزا ص ۳۶ رقم حدیث ۲۳۰ مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ لاہور، مسند الشامین ج ۳ ص ۳۳۳ رقم ۵۹۹ موسسة الرساله بیروت، الفتاویٰ الحدیثیہ ص ۴۸۵، تفسیر قرطبی ج ۱ ص ۳۶، دار عالمہ الکتب الریاض سعودیہ، شرح مشکل الآثار ج ۱ ص ۱۰ رقم ۳۸۸۳ موسسة الرساله بیروت، البدر المنیر ج ۱ ص ۵۹۹ مطبوعہ ریاض سعودیہ، الضعفاء ج ۱ ص ۹۱۰ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، الحاوی الکبیر ج ۱ ص ۱۶ دار الفکر بیروت، تہذیب اللغہ ج ۱ ص ۱۶۸ دار احیاء التراث العربی بیروت، قوت القلوب فروم معاملۃ المحبوب ج ۱ ص ۲۹۶ دار الکتب العلمیہ بیروت
(2) الصواعق المحرقة ص ۳ مطبوعہ کتب خانہ مجیدیہ ملتان، مکتوبات امام ربانی ج ۱ ص ۱۶ مکتوب نمبر ۲۵۱ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی

علم ایسا نہ کرے اس پر اللہ کی لعنت، اس کے فرشتوں کی لعنت، اور تمام لوگوں کی لعنت ہوگی اور اسکی کوئی فرضی و نقلی عبادت قبول نہ ہوگی۔

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ ہر دور میں جاہلانہ تاویلیں ہوں گی غالبانہ تحریفات ہوں گی اور علمی سرتے ہوں گے اور یہ حرکتیں کرنے والے خود کو مسلمان کہیں گے اور ان پر گرفت کرنے والے اس امت کے ذمہ دار لوگ ہوں گے۔ بنا بر این جب علماء سوء نے اپنی شیطنیت، فرعونیت، نمرودیت اور خاص کر سبائیت کا اظہار کرنا شروع کر دیا ہے تو فقیر نے بھی یہ سوچا کہ اپنی استطاعت کے مطابق احقاق حق اور ابطال باطل کا فریضہ سر انجام دیا جائے۔

ایسے حالات میں مذکورہ ذمہ داری تو علماء کی ہے لیکن عوام یہ نہ سمجھیں کہ وہ بری الذمہ ہے۔ بلکہ عوام کو ایسے حالات میں یہ کار خیر سر انجام دینا ہے کہ ایسے بد مذہبوں، یہودیت کے کاسہ لیسوں سے مکمل بائیکاٹ کرنا چاہئے کیونکہ رافضیوں کا جو بھی ٹولہ ہو چاہے وہ خال المؤمنین سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو کتوں کی طرح بھونک کر اپنی عاقبت خراب کرنے والا ہو یا شان امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بیان کرنے والوں کو پاگل کہنے والا ہو یا یہ کہنے والا نیم رافضی ہو کہ ہم سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو صرف صحابی مانتے ہیں شان نہیں بیان کرتے (کیونکہ جس کی شان اللہ تعالیٰ بیان کرے مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیان کریں اور صحابہ اور تابعین کریں تو پھر کسی کی کیا مجال کہ اس کو شان امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بیان کرنے سے قونج کا درد پڑے) یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کو انکی اہل بیت سے نکالنے والا ہو، چاہے۔ امام المشرق والمغرب اسد اللہ الغالب سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق مطلقاً حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر فضیلت دینے والا ہو، چاہے فضیلت ظاہری دے یا باطنی اور چاہے تو نعرہ تحقیق حق چار یار کی مخالفت کرنے والا کوئی ٹولہ ہو یا اس سے اوپر والی انکی جملہ اقسام ہوں ان سے دور رہو ان کے نزدیک نہ جاؤ ورنہ آج نہیں توکل اپنا ایمان گنوا بیٹھو گے کیونکہ رافضیت یہودیت کی

شاخ ہے ” کما يقال: الر فض ماخوذ من اليهودية “ یعنی رافضیت ماخوذ ہے یہودیت سے۔

روافضی یہود و نصاریٰ سے بھی دوہاتھ آگے ہیں:

” بلکہ یہ روافضی تو عیاریوں، مکاریوں، حیاداریوں کے اس سٹیج پر پہنچے ہوئے ہیں کہ یہود و نصاریٰ سے بھی بدتر ہیں۔“

مذکورہ بات کو عمرو بن شریحیل رضی اللہ عنہ کے اس عبرت آموز فرمان کی روشنی میں ملاحظہ فرمائیں۔ حضرت عمرو بن شریحیل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

” یا مالک تفاضلت اليهود والنصاری علی الرفضة
بخصلة سئلت اليهود من خیر اهل ملتکم فقالت
اصحاب موسی عليه السلام وسئلت النصاری من خیر اهل
ملتکم فقالوا حواری عیسی عليه السلام وسئلت الرفضة من شر
اهل ملتکم فقالوا اصحاب محمد صلى الله عليه وسلم۔“ (۱)

اے مالک رافضی، یہود و نصاریٰ سے بھی ایک قدم آگے ہیں (کیونکہ)
اگر یہود سے پوچھا جائے کہ تمہاری ملت میں سب سے افضل کون ہے؟
تو وہ جواب دیں گے اصحاب موسیٰ۔ عیسائیوں سے یہ سوال پوچھا جائے
تو وہ کہیں گے کہ عیسیٰ عليه السلام کے حواری لیکن اگر رافضیوں سے پوچھا

(۱) الصواعق المحرقة ص ۲۵۲ مطبوعہ کتب خانہ مجیدیہ ملتان، تفسیر قرطبی ج ۱۸ ص ۳۳ سورہ عشر زیر آیت ۱۰، الکشف والبیان عن تفسیر القرآن ج ۹ ص ۲۸۲ دار احیاء التراث العربی بیروت، تفسیر اللباب لابن عادل ج ۱۸ ص ۵۹۶ دار الکتب العلمیہ بیروت، تفسیر مظہری ج ۹ ص ۲۳۵ مکتبۃ الرشیدیہ کونہ پاکستان، لباب التاویل فی معانی التنزیل ج ۳ ص ۲۶۲ دار الکتب العلمیہ بیروت، تفسیر السراج المنیر ج ۳ ص ۲۶۱ بیروت

جائے کہ من شرفی ملتکم؟ تمہاری ملت میں بدترین لوگ کون ہیں؟ تو یہ بد بخت کہیں گے اصحاب محمد ﷺ۔

ی بات کو قدرے تفصیل سے صاحب نبراس نے یوں ذکر فرمایا ہے۔

امام عبدالعزیز پرہاروی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وذكر بعض الاكابر ان الروافض شر من اليهود والنصارى فان اليهود على ان خير الامم اصحاب موسى على نبينا ﷺ والنصارى على ان خيرهم اصحاب عيسى على نبينا ﷺ والروافض على ان شر الناس اصحاب محمد ﷺ وقال الامام الرازي نملة وادي النمل اعقل من الروافض فانها قالت ادخلوا مساكنكم لا يحطمنكم سليمان وجنوده وهم لا يشعرون فانها لم يجز الظلم من اصحاب سليمان على نبينا ﷺ عمدا على النمل والروافض يعتقدون الظلم من اصحاب محمدا على اهل بيته۔^(۱)

بعض اکابر نے ذکر فرمایا کہ روافض یہود و نصاریٰ سے زیادہ برے ہیں کیونکہ یہود کا عقیدہ یہ ہے کہ امت کے بہترین افراد وہ ہیں جو اصحاب موسیٰ علی نبینا ﷺ ہیں اور نصاریٰ کا عقیدہ یہ ہے کہ امت کے بہترین افراد وہ ہیں جو حضرت عیسیٰ علی نبینا ﷺ کے صحابہ ہیں اور روافض و شیعہ کا عقیدہ یہ ہے کہ تمام لوگوں سے بدترین اصحاب محمد ﷺ ہیں۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ۔)

(۱) نبراس شرح عقائد ص ۹۵، ۹۶ مطبوعہ مؤسسۃ الشرف بلاہور

وادئ نمل كئ چئونئ روافض سے زیادہ عقل مند تھی:

امام فخر الملت والدین امام رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں وادی نمل کی چوٹی روافض سے زیادہ عقل مند تھی کیونکہ اس نے چوٹیوں سے کہا تھا اپنے اپنے بلوں میں داخل ہو جاؤ کہیں سلیمان علی نبینا علیہ السلام کا لشکر عدم شعور کی وجہ سے تمہیں پاؤں تلے روند نہ ڈالے۔ تو انہوں نے اصحاب سلیمان علیہ السلام پر عداوت چوٹیوں پر ظلم جائز نہ رکھا لیکن روافض کا عقیدہ ہے کہ اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ظلم کیا۔

مذکورہ بالا اقوال آئمہ کی روشنی میں یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ روافض یہود و نصاریٰ کی لابی ہے بلکہ یہود و نصاریٰ سے بھی بدتر ہیں، یہود و ہنود کے متعلق اللہ رب ذوالجلال نے اپنی لاریب کتاب قرآن کریم میں فرمایا:

"يا ايها الذين امنوا لا تتخذوا اليهود والنصرى اولياء
عضهم اولياء بعض ومن يتولهم منكم فانه منهم ان الله
لا يهدي القوم الظلمين" (1)

اے ایمان والو یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ۔ وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں اور تم میں جو کوئی ان سے دوستی رکھے گا تو وہ انہی میں سے ہے بیشک اللہ بے انصافوں کو راہ نہیں دیتا۔ (2)

شان نزول: یہ آیت مقدسہ حضرت عبادہ بن صامت صحابی اور عبد اللہ ابن ابی منافق کے متعلق نازل ہوئی:

"حضرت عبادہ نے فرمایا کہ بڑے شان و شوکت والے یہودی میرے دوست ہیں۔ لیکن اب میں اللہ اور رسول کے سوا تمام کی دوستیوں

(1) سورة المائدہ ركوع ۸ آیت ۵۱

(2) ترجمہ كنز الایمان

سے بیزار ہوں۔ عبد اللہ ابن ابی بولا کہ مجھے یہود کے ساتھ تعلقات رکھنا ضروری ہیں مجھے ان سے محبت ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے ان دونوں کی گفتگو سن کر اس منافق سے فرمایا یہود سے دوستی رکھنا تیرا ہی کام ہے عبادہ کا کام نہیں۔^(۱)

اب اس آیت مقدسہ اور اس کا شان نزول جان لینے کے بعد یہ بات اظہر من الشمس ہو جاتی ہے کہ ان کو دوست نہیں بنانا چاہئے ان کے ساتھ اٹھنا، بیٹھنا، کھانا، پینا، دوستی یاری میل ملاپ انکو اپنی محفلوں میں بلانا اور انکی محفلوں میں جانا انکی تقریریں سننا اور باوجود علم کے انکی تعظیم کرنا انکے جنازوں میں جانا، ان سے جنازے پڑھوانا اور ان کے ساتھ کسی بھی لحاظ سے تعاون کرنا چاہے پیسے کے لحاظ سے ہو یا کسی اور اعتبار سے یہ سب مسلمانوں کا کام نہیں کیونکہ یہ عمل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نہیں کیا بلکہ ان معاملات میں ان سے تعلق رکھنا منافقوں کا کام ہے جو عبد اللہ ابن ابی کی اولاد اور جانشین ہیں ان کا کام ہے۔ مگر افسوس

جن سے حکم وصل تھا ان کے محلے سے گئے
جن سے حکم فصل تھا بیٹھے ہیں ان کی گود میں

اور بات صرف منافقت تک موقوف نہیں بلکہ قرآن کریم میں رب ذوالجلال نے فرما دیا ہے "ومن يتولهم منكم فانه منهم" کہ تم میں سے جو ان سے دوستی یاری رکھے گا تو وہ بھی انہی میں سے ہے کیونکہ انکی تعظیم کرنے والا اور جا کر ان کی گود میں بیٹھنے والا مسلمان نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ فیصلہ نص قرآنی کا ہے کسی عام مولوی کی بات نہیں ہے اور اسی پر احادیث نبویہ کو ذکر کر دوں تاکہ انکار کی گنجائش باقی نہ رہے۔ اور اگر کوئی انکار کرے تو کم از کم اسے قرآن اور حدیث رسول ﷺ کا منکر تو کہا جاسکے۔

(۱) نور العرفان۔ صفحہ ۱۴۰ مطبوعہ نعیمی کتب خانہ گجرات

روافض سے دوستی:

بعض ازگ خود تو صحیح العقیدہ ہوتے ہیں لیکن ان کی روافض کے ساتھ دوستی ہوتی ہے جس کی بنا پر روافض کی صحبت ان پر اثر کر جاتی ہے اور بالآخر وہ بھی اس گندے مذہب کی دلدل میں پھنس جاتے ہیں۔ مصطفیٰ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"المرء علی دین خلیلہ فلینظر احدکم من ینخالل"۔
یعنی آدمی اپنے دوست کے مذہب پر ہوتا ہے خوب غور کر لیا کرو کہ تمہارا اٹھنا بیٹھنا کن لوگوں کے ساتھ ہے۔ (۱)

مصطفیٰ کریم ﷺ کا فرمان حق اور اٹل ہے رافضی کا دوست آج نہیں تو کل ضرور رافضی ہوتا ہے بلکہ فقیر نے تو خود مشاہدہ کیا ہے کہ دوستی کی وجہ سے بڑے بڑے زاہد کثر رافضیوں کا دفاع کرتے ہیں اور ان کی خرافات کی تائید بھی کرتے ہیں۔

دارقطنی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

"عن علی رضی اللہ عنہ عن النبی ﷺ قال سیأتی من بعدی قوم لهم نبي يقال لهم الرافضة فان ادركتهم فاقتلهم فانهم مشركون قال قلت يا رسول الله ما العلامة فيهم قال يقرظونك بما ليس فيك ويطعنون على السلف وكذلك من طريق اخرى وزاد عنه ينتحلون حينا اهل البيت وليسوا كذلك وآية ذلك انهم يسبون ابا بكر وعمر رضی اللہ عنہما"۔ (۲)

(۱) ابوداؤد، ترمذی، مشکوٰۃ شریف ج ۱ ص ۲۲۷ مطبوعہ لاہور

(۲) الصواعق المحرقة ص ۵ مطبوعہ کتب خانہ مجید یہ ملتان، الصارم المسلول ص ۵۸۳ مطبوعہ سعودیہ، شم العواض فی ذم الروافض ص ۶۷ تا ۶۹، المعجم الاوسط ج ۶ ص ۳۵۳ حدیث نمبر ۶۶۰۵، السنة لابن ابی عاصم ج ۲ ص ۶۳، رقم ۹۷۹، المكتبة الاسلامی بیروت، السنن الواردة ج ۳ ص

عنقریب میرے بعد ایک قوم ہوگی جن کا بر القب ہو گا جنہیں را فضی کہا جائے گا۔ اگر تو انہیں پائے تو قتل کر دینا کیونکہ وہ مشرک ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ان کی نشانی کیا ہوگی؟ فرمایا کہ وہ آپ کی طرف ایسی چیزیں منسوب کریں گے جو آپ میں موجود نہیں اور سلف پر طعن کریں گے۔ اور ایک دوسری روایت میں یہ الفاظ زائد بیان کئے ہیں کہ وہ اپنے آپ کو اہل بیت کی طرف منسوب کریں گے حالانکہ انہیں ان سے کوئی نسبت نہ ہوگی اور ان کی علامت یہ ہوگی کہ وہ حضرت ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کو گالیاں دیتے ہوں گے۔

اسی طرح یہ روایت حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے بھی کئی طرق سے آئی ہے۔ آخر میں صاحب دار قطنی کہتے ہیں کہ یہ حدیث ہمارے پاس بہت سے طرق سے آئی ہے۔

مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارکہ سے اتنی بات واضح ہے کہ یہ اپنے آپ کو اہل بیت کی طرف منسوب کرتے ہیں اور اپنے آپ کو محب اہل بیت کہتے ہیں (۱) لیکن یہ اس دعوے میں جھوٹے ہیں۔ اسی لئے میرے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے میل جول کے متعلق فرمایا:

”عن انس رضی اللہ عنہ ان الله اختارني واختار لي اصحابا واصها
را وسيأتي قوم يسبونهم وينتقصونهم فلا تجالسوهم
ولا تشاربوهم ولا تواكلوهم ولا تناكحوهم“ (۲)

۲۱۶ الرياض السعوديه، مجمع الزوائد ج ۹ ص ۴۲۸ رقم ۱۶۳۳۱ دار الفكر بيروت، العلل الواردة في الاحاديث النبويه ج ۱۵ ص ۱۸۱ دار طيبه رياض، الكامل في الضعفاء ج ۳ ص ۵۴۵ دار الكتب العلميه بيروت، الاسامي والكنى ج ۵ ص ۳۳ دار الغرباء المدينه۔

(۱) ان کی تقریروں میں ہم اہل بیت کے دھڑے کے لوگ ہیں کے الفاظ واضح طور پر سنے جا سکتے ہیں۔

(۲) الصواعق المحرقة ص ۴ مطبوعه كتب خانہ مجيديہ ملتان، الفتح الكبير في ذم زياده النبي جامع الصغير ج ۱ ص ۲۹۶ رقم ۳۲۲۵ دار الفكر بيروت، الضعفاء ج ۱ ص ۱۲۶ دار الكتب العلميه بيروت، الجامع الاحاديث رقم ۶۶۲۵ كنز العمال رقم ۳۲۳۶۸، جمع الجوامع رقم ۲۰۶۲

بیشک اللہ تعالیٰ نے مجھے پسند فرمایا اور میرے لئے میرے صحابہ اور میرے سرال پسند فرمائے، عنقریب کچھ لوگ آئیں گے جو انکو گالیاں دیتے ہوں گے اور انکی تنقیص کرتے ہوں گے تم انکے ساتھ مت بیٹھنا اور نہ ان کے ساتھ کھانا پینا اور نہ ہی ان سے نکاح کا معاملہ کرنا۔ اور ایک روایت حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہے اس میں یہ الفاظ زائد ہیں کہ ”الا فلا تصلوا معهم، الا فلا تصلوا علیہم، علیہم حلت اللعنة“ خبر دار ان کے ساتھ نماز بھی نہ پڑھنا اور خبر دار انکی نماز جنازہ بھی نہ پڑھنا اور ان پر لعنت بھیجنا واجب ہے۔ (۱)

اعلیٰ حضرت کے قلم سے:

امام اہل سنت فارق حق و باطل محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کے متواتر حدیثیں آ سلف و خلف کے اقوال آئے ہیں کے بد مذہبوں سے میل جول منع ہے اور ان سے دور واجب ہے (چہ جائیکہ کہ ان کے جلسوں میں رونق افروز ہو) ایسا شخص جو روافض سے میل جول رکھتا ہے اگر خود رافضی نہیں تو کم از کم سخت فاسق ہے اور فاسق کے پیچھے نماز مکہ تحریمی اور اسے امام بنانا گناہ اور جو نمازیں اس کے پیچھے پڑھی ہوں ان کا پھیرنا (لوٹانا) واجب ہے۔ (۲)

اور ایک دوسرے مقام پر مجدد دین و ملت امام الشاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ مسلمانوں کے ضمیروں کو جھنجھوڑتے ہوئے فرماتے ہیں۔

مسلمانو: خدا اور سول (جبریل علیہ السلام، صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف متوجہ ہو کر، ایمان سے دل پرہا تھ کر دیکھو اگر کچھ لوگ تمہارے ماں باپ کو رات دن بلا وجہ گالیاں دینا اپنا شیوہ کر لیں بلکہ

(۱) غنیۃ الطالبین ج ۱ ص ۱۶۳ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت
(۲) فتاویٰ رضویہ شریف ج ۳ ص ۲۱۶ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور

وین ٹھہرا لیں کیا تم ان سے بکشادہ پیشانی ملو گے؟ حاشا ہرگز نہیں اگر تم میں نام کی غیرت باقی ہے اگر تم میں انسانیت ہے اگر تم اپنی ماں کو ماں سمجھتے ہو اگر تم اپنے باپ سے پیدا ہوئے ہو تو انہیں مخالفین والدین کو دیکھ کر تمہارے دل بھر جائیں گے، تمہاری آنکھوں میں خون اتر آئے گا، تم ان کی طرف نگاہ اٹھانا گوارا نہ کرو گے۔

اللہ انصاف:

صدیق اکبر و فاروق اعظم رضی اللہ عنہما مقام و مرتبہ میں زائد ہیں یا تمہارے ماں باپ اور ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا زائد ہیں یا تمہاری ماں ہم صدیق و فاروق کے ادنیٰ غلام ہیں اور الحمد للہ کہ ام المؤمنین کے بیٹے کہلاتے ہیں (پھر) ان کو گالیاں دینے (برا کہنے) والوں سے نرمی برتتے ہیں تو ہم نہایت نمک حرام غلام اور حد بھر کے برے ناخلف بیٹے ہیں ایمان کا تقاضہ یہ ہے آگے تم جانو یا تمہارا کام۔^(۱)

ارباب علم و دانش غور فرمائیں کہ حضور ﷺ کی احادیث مبارکہ اور امام اہل سنت کے اقوال سے یہ بات صراحتاً سمجھ آرہی ہے کہ انکے ساتھ اٹھنا، بیٹھنا، کھانا، پینا۔ انکی مجلسوں میں جانا "ان سے نکاح کرنا ان کے ساتھ نماز پڑھنا ان کے پیچھے نماز پڑھنا" اور دیگر جمیع امور میں ان کے ساتھ تعاون کرنا منع ہے۔

لہذا غور کریں وہ لوگ جو بڑے شوق سے انکے پیچھے نمازیں پڑھتے ہیں اور پھر نمازوں میں سے بھی نماز جمعہ جو مسلمانوں کیلئے عید کا دن ہے انکو ہوش سے کام لینا چاہئے۔ کہ کہیں وہ اپنی نمازیں ضائع تو نہیں کر رہے اور رافضیت کی دلدل میں تو نہیں پھنس رہے؟ آئیے انکے پیچھے نماز پڑھنے کے متعلق اعلیٰ حضرت سے پوچھ لیتے ہیں۔ کہ امام عشق و محبت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین و ملت امام الشاہ احمد رضا فاضل بریلوی کیا ارشاد فرماتے ہیں۔

(۱) خطرہ کی گنہشی ص ۱۱۴ مطبوعہ مکتبہ رضائے مصطفیٰ چوک دارالسلام گوجرانوالہ

عرض: ایک شخص نے وہابی کے جنازہ کی نماز پڑھی ایسے شخص کیلئے کیا حکم ہے؟

ارشاد: وہابی، رافضی، قادیانی وغیر ہم کفار مرتدین کے جنازہ کی نماز پڑھنا ایسا ہونے (کہ یہ رافضی یا وہابی ہے) کفر ہے۔ (۱)

لہذا جب نماز جنازہ جو فرض کفایہ ہے وہ منع ہے تو نماز جو فرض عین ہے بدرجہ اولیٰ منع ہے، بلکہ نماز پڑھنا اور نہ پڑھنا تو بڑے دور کی بات ہے تاجدار کائنات نے تو ان پر لعنت کرنے کا حکم دیا ہے جیسا کہ ترمذی شریف میں ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

”عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ إذا رأيتم الذين يسبون اصحابي فقولوا لعنة الله على شرکم“ (۲)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو میرے صحابہ کو برا بھلا کہتے ہیں تو کہو کہ تمہارے شر پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔

حدیث مبارکہ سے بڑے واضح طور پر یہ بات سمجھ آرہی ہے کہ ان پر لعنت کرنا اور کرنے کا حکم دینا خود تاجدار کائنات ﷺ کی سنت ہے۔

(۱) ملفوظات اعلیٰ حضرت، حصہ اول صفحہ ۳، مطبوعہ احمد رضا بریلوی کتب خانہ کراچی
(۲) ترمذی ابواب المناقب باب فی من سب اصحاب البنیاء ص ۲۲۵ مطبوعہ ایچ، ایم سعید کمپنی کراچی

ائمہ اہل سنت وجماعت کے ارشادات

یہ اہل سنت:

سنّت وجماعت کے نزدیک عقیدۃ الطحاویہ عقائد کی ایک مستند کتاب ہے جس میں حضرت امام ابو جعفر الطحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے عقائد اہل سنت کو محدثین کے مسلک اور آئمہ ثلاثہ امام اعظم، امام ابو یوسف، امام محمد رضی اللہ عنہم کے اقوال کے مطابق بڑی جامعیت سے ترتیب دیا ہے اور تمام اہلسنت نے اس بے نظیر مجموعہ عقائد کو سلفاً، خلفاً قبول کیا ہے اور اس کو پڑھتے پڑھاتے آئے ہیں آج بھی یہ رسالہ سعودی عرب میں درسا پڑھایا جاتا ہے اس رسالہ میں لکھا ہے:

”ونحب اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولا نفرط فی حب احد منهم ولا نتبرامن احد منهم ونیغض من یبغضهم بغیر الحق یدکرهم ولا نذکرهم الا بخیر وحبہم دین وایمان واحسان وبغضہم کفر ونفاق وطغیان۔ الی قولہ ،ومن احسن القول فی اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم وازواجه وذریاتہ فقد برئ من النفاق“ (۱)

اور ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت کرتے ہیں اور ان میں سے کسی کی محبت میں افراط و تفریط نہیں کرتے اور نہ ہی ان میں سے کسی سے بیزاری اور تبرّہ اختیار کرتے ہیں اور ہم ہر ایسے شخص سے بغض رکھتے ہیں جو صحابہ کرام سے بغض رکھتا ہے اور انکو برائی سے

(۱) شرح العقیدۃ الطحاوی ص ۴۳۸ مطبوعہ المكتبة الحقانیہ محلہ جنکی پشاور

یاد کرتا ہے اور ہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ذکر سوائے خیر کے نہیں کرتے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت دین ایمان اور احسان ہے اور ان سے بغض کفر، نفاق، اور سرکشی ہے اور جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب وازواج اور اولاد کے بارے میں حسن ظن رکھے وہ نفاق سے بری ہے۔

حضرت امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”ومن شتم اصحابه ادب وقال ايضا من شتم واحدا من اصحاب رسول الله ﷺ ابا بكر او عمر او عثمان او معاوية او عمرو بن العاص فان قال كانوا في ضلال قتل وان شتم بغير هذ امن مشامة الناس نكل نکالا شديدا“ (۱)

حضرت امام مالک فرماتے ہیں: کہ جو صحابہ کرام پر سب و شتم کرے تو اسکی تادیب کی جائے اور جو شخص حضور ﷺ کے اصحاب میں سے کسی ایک صحابی خواہ حضرت ابو بکر۔ حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت معاویہ یا حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہم ہوں کے حق میں یہ کہے کہ یہ لوگ گمراہ تھے تو اسے قتل کیا جائے اور اگر انہیں عام لوگوں کی گالیوں کی طرح برا بھلا کہے تو اسے سخت سزا دی جائے گی۔

حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”وقال الميموني سمعت احمد يقول ما لهم ولمعاوية رضي الله عنه نسل الله العافية وقال يا ابا الحسن اذا رايت احدا

(۱) رسائل ابن عابدین شامی ج ۱ ص ۳۵۸ مطبوعہ مکتبہ محمودیہ سرک روڈ کونہ

یذکر اصحاب رسول اللہ ﷺ بسوء فاتھمہ علی الاسلام۔“ (۱)

میمونی فرماتے ہیں کہ میں نے امام احمد رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ لوگوں کو کیا ہو گیا؟ کہ وہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی برائی کرتے ہیں ہم اللہ تعالیٰ سے عافیت کے طلبگار ہیں۔ اور پھر مجھ سے فرمایا اے ابوالحسن جب تم کسی شخص کو دیکھو کہ وہ صحابہ کرام کا ذکر برائی کے ساتھ کر رہا ہے تو اسکے اسلام کو مشکوک و متہم سمجھو۔

ت امام ابو زرعة رازی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”قال ابو زرعة الرازی اذا رايت الرجل ينتقص احدا من اصحاب رسول اللہ ﷺ فاعلم انه زنديق“ (۲)

جب تم کسی شخص کو دیکھو کہ وہ اصحاب رسول میں سے کسی کی تنقیص کر رہا ہو تو تم جان لینا کہ وہ یقیناً زندقہ ہے۔

ت امام ابو بکر السرخسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”ان اللہ تعالیٰ اثنی علیہم فی غیر موضع من کتاب کما قال اللہ تعالیٰ محمد رسول اللہ والذین معہ (الآیة) ورسولا وصفہم بانہم خیر الناس فقال خیر الناس قرنی الذین انا فیہم والشریعة انما بلغتنا بنقلہم فمن طعن فیہم فهو ملحد منا بذ للاسلام دواؤہ السیف ان لم یتب۔“ (۳)

(۱) الصارم المسلول ص ۲۱۹ تحت فصل فی حکم من سب احدا من الصحابة رضی اللہ عنہم مطبوعہ مکتبۃ العصریہ بیروت

(۲) الاصابہ ج ۱ ص ۲۲ ثناء اهل العلم علی الصحابة مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت

(۳) اصول السرخسی ج ۲ ص ۱۳۳ تحت من طعن فی الصحابة فهو ملحد مطبوعہ بیروت

بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کے متعدد مواضع میں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اوصاف بیان فرمائے، جیسے (محمد رسول اللہ والذین معہ الخ) اور رسول کریم ﷺ نے اپنے ارشادات میں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو خیر الناس فرمایا ہے کہ وہ لوگ اس عہد کے خیر الناس ہیں جس دور میں میں ہوں اور شریعت ہم تک حضرات صحابہ کرام کے ذریعے نقل ہو کر پہنچی ہے پس جو شخص ان کے حق میں طعن و تشنیع کا مرتکب ہو وہ ٹھنڈ اور بے دین دائرہ اسلام کو پس پشت ڈال دینے والا ہے، اگر وہ توبہ نہ کرے تو اس کا علاج صرف تلواریں ہیں۔

محدث شہیر ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”وقال لیضا من غاظ اصحاب محمد فهو کافر قال اللہ تعالیٰ لیغیظ بہم الکفار“ جو شخص اصحاب رسول پر غضب ناک ہو اوہ کافر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے ”لیغیظ بہم الکفار“ (۱)

روافض کی سبائیات اور ان کے بارے میں اہل سنت کے نظریہ کو واضح کر دینے کے بعد بھی اگر کوئی ان کے دامن سے لپٹا رہے تو اس کے متعلق امام اہل سنت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تو آخری وقت بھی یہ وصیت فرمادی تھی۔

پیارے بھائیو!

”تم مصطفیٰ ﷺ کی بھولی بھٹریں ہو اور بھٹریے تمہارے چاروں طرف ہیں یہ چاہتے کہ تمہیں بہکا دیں۔ فتنے میں ڈال دیں۔ تمہیں اپنے ساتھ جہنم میں لے جائیں۔ ان سے

(۱) شرح شفاء لعلی قاری ص ۹۸ ج ۲ مطبوعہ بیروت

رہا گو۔ دیوبندی ہوئے، رافضی ہوئے، نیچری ہوئے، قادیانی ہوئے، چکڑالوی ہوئے،
 مرض کتنے ہی فرقے ہوئے، یہ سب بھیڑے تمہارے ایمان کی تاک میں ہیں۔ ان کے
 لوگوں سے اپنا ایمان بچاؤ جس سے اللہ و رسول کی شان میں ادنیٰ توہین پاؤ پھر وہ تمہارا کیسا ہی
 را کیوں نہ ہو۔ فوراً اس سے جدا ہو جاؤ جس کو بارگاہ رسالت میں ذرا بھی گستاخ دیکھو۔ پھر
 تمہارا کیسا ہی بزرگ معظم کیوں نہ ہو؟ اپنے اندر سے اسے دودھ کی مکھی کی طرح نکال کر
 سینک دو۔ میں پونے چودہ برس کی عمر سے یہی بتاتا رہا اور اس وقت بھی یہی عرض کرتا
 رہا۔“ (۱)

ابراہیم اگر آج تم نے حضور ﷺ کے یاروں کے گستاخوں کے ساتھ دوستی رکھی تو قیامت
 کے دن رسول اللہ ﷺ کو کیا جواب دو گے، کیا حضور ﷺ تمہیں قبول فرمائیں گے؟
 مدارا ہوش کرو اور اپنی عاقبت خراب نہ کرو۔

علیٰ حضرت عجلیلہ کی صدائے دلنواز سنو اور بیدار رہو!

سونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے
 سونے والو جاگتے رہو چوروں کی رکھوالی ہے
 آنکھ سے کاجل صاف چرائیں یہاں وہ چور بلا کے ہیں
 تیری گٹھڑی تاکی ہے اور تو نے نیند نکالی ہے
 دنیا کو تو کیا جانے یہ بس کی گانٹھ ہے حرافہ
 صورت دیکھو ظالم کی تو کیسی بھولی بھالی ہے
 شہد دکھائے زہر پلائے قاتل ڈائن شوہر حش
 اس مردار پہ کیا للچایا دنیا دیکھی بھالی ہے
 مولا تیرے عفو و کرم ہوں میرے گواہ صفائی کے
 ورنہ رضا سے چور پہ تیری ڈگری تو اقبالی ہے

(۱) وصایا شریف ص ۱۲ مطبوعہ پروگیسو بکس لاہور

فقیر نے پیش نظر مقالہ میں حق چاریار کے اثبات میں قرآن و احادیث صحابہ کرام، تابعین و تابعین اور اولیاء کرام و علماء اسلام رضی اللہ عنہم کی تصریحات پیش کر دیں ہیں اس کے باوجود بھی اگر کوئی ”حق چاریار“ کی اصطلاح کی مخالفت کرے تو وہ سوچے کہ وہ کن لوگوں کی پرچل پڑا ہے کیا وہ انعام یافتہ لوگوں کی راہ چھوڑ تو نہیں رہا؟ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب دانا نبیوب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ہمیں انعام یافتہ لوگوں کی راہ پر ثابت رکھے۔ (آمین ثم آمین)

بجاء سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ واصحابہ اجمعین

احقر العبد

فدائے صحابہ و اہل بیت

فدا حسین رضوی غفر

باب اول

حق چاریار

پر اعتراضات کے جوابات

مجھے تو سب ہی کہتے ہیں کہ رکتھینے نظر اپنی
انہیں کوئی کیوں نہیں کہتا نہ نکلا تمہاریاں ہو

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سبحان من هو الاول والآخر وهو بكل شئ عليم والصلوة والسلام على من انزل فيه عزيز عليه ما عنتم حريص عليكم بالمؤمنين رؤف رحيم وعلى اهل بيته وعترته المطهرين بتطهيره وعلى اصحابه واحبابه الذين معه اشداء على الكفار رحماء بينهم الفائزة منهم بفضل جسيم وعلم عليم-

اما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم
بسم الله الرحمن الرحيم-

"وعد الله الذين امنوا منكم وعملوا الصالحات ليستخلفنهم في الارض كما استخلف الذين من قبلكم وليمكنن لهم دينهم الذي ارتضى لهم وليبدلنهم من بعد خوفهم امنا يعبدونني لا يشركون بي شيئا ومن كفر بعد ذلك فاولئك هم الفاسقون ٥"

اہل سنت وجماعت اور روافض کا اختلاف خلیفہ خامس جناب سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ میں نہیں ہے بلکہ خلفاء ثلاثہ میں ہے کیونکہ پانچویں خلیفہ راشد سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کو اہل سنت وجماعت بھی خلیفہ راشد بنی برحق تسلیم کرتے ہیں اور روافض بھی انکو خلیفہ برحق مانتے ہیں البتہ خلفائے ثلاثہ کے متعلق اہل سنت وجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ جس طرح خلیفہ چہارم سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اپنے وقت کے خلیفہ برحق تھے اسی طرح خلفائے ثلاثہ بھی اپنے اپنے وقت میں خلیفہ برحق تھے یعنی چاروں خلفاء کی خلافت راشدہ بنی برحق ہے۔ جبکہ روافض خلفائے ثلاثہ کی خلافت کو خلافت راشدہ بنی برحق تسلیم نہیں کرتے بلکہ

وہ سیدنا علی المر ترضی اللہ عنہ کو خلیفہ بلا فصل مانتے ہیں اور خلفائے ثلاثہ کے متعلق اپنی سبائیات کا اظہار کر کے جہنم کی طرف اپنی راہ ہموار کرتے ہیں۔

”اہل سنت وجماعت حق چار یار کا نعرہ لگا کر اس بات کا اظہار کرتے ہیں کہ چاروں خلفاء حق ہیں انکی فضیلت بھی حق ہے اور وہ بھی ترتیب وار ہے۔ یعنی اسی فضیلت کی ترتیب سے اللہ تعالیٰ نے انکو خلافت راشدہ پر اپنے اپنے وقت پر متمکن فرمایا اور اسی نعرہ سے رافضیوں کے عقیدہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ بلا فصل کا رد بھی ہو جاتا ہے اسی وجہ سے روافض نعرہ تحقیق حق چار کہنے سے روکتے ہیں کیونکہ جب حق چار یار کہا جائے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ چاروں خلفاء راشدین حق ہیں اور چاروں کی فضیلت ترتیب وار ہے تو اس سے ان کا مقصد حل نہیں ہوتا اس لئے کہ وہ حضرت علی المر ترضی اللہ عنہ کو سب سے افضل اور خلیفہ بلا فصل مانتے ہیں اور خلفاء ثلاثہ کی شان کی تنقیص کرتے ہیں۔“ (1)

اور حق چار یار سے بغض، جہالت اور خبث باطن کی وجہ سے بعض لوگ چار کے عدد سے چڑتے ہیں اور چار کا لفظ سن کر ان کو قونج کا درد پڑ جاتا ہے۔ جیسا کہ علامہ سید محمود احمد رضوی رحمۃ اللہ علیہ ”سابق مہتمم دارالعلوم حزب الاحناف لاہور“ فرماتے ہیں:

”رافضی عدد چار کی صرف اس لئے دشمنی کرتے ہیں کہ اہل سنت چار خلفاء کرام مانتے ہیں۔ یہ انکی کیسی گندی جہالت ہے حالانکہ آسمانی کتابیں بھی چار ہیں قرآن کریم، تورت، انجیل، زبور، اگلے مرسلین اولوالعزم بھی چار ہیں نوح، ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام، اور اس طرح اللہ عزوجل، محمد صلی اللہ علیہ وسلم، حیدر، بتول، حسین، شہید، عابد، سجاد، باقر، صادق، موسیٰ، کاظم، جواد، مہدی رضی اللہ عنہم آئمہ سب کے چار چار حروف

(1) نجوم الفرقان زیر آیت ان الذین امنوتم کفروا تم امنوا لکم

ہیں تو ان سب سے نفرت کریں اور چار سے انکو اتنی نفرت ہے کہ اگر روٹی کے چار ٹکڑے کر دیئے جائیں تو یہ روٹی نہیں کھاتے اور اگر تین ٹکڑے کریں تو اسکو ناپسند نہیں کرتے تو اس سے پتہ چلا کہ تین میں جب چوتھا شامل ہوا تو نفرت آئی تو یہ نفرت حقیقت میں تین سے نہ ہوئی بلکہ خاص چوتھے سے نفرت ہوئی۔ تو یہ ان کا مذہب خاص ناصبیوں کا ہے، چاریار کی مخالفت کیوجہ سے انکی عقل پر پردے آگئے ہیں اور اس بے عقلی میں جناب سیدنا علی المر تفضی رضی اللہ عنہ کی مخالفت بھی کر بیٹھے۔“ (۱)

خدا لعنت کند ایں پلید ان بد طینت را

اہل سنت و جماعت نہ تو رافضیوں، یہودیوں کے پٹھوؤں کی طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے گستاخ ہیں اور نہ ہی نجدیوں، خارجیوں لعینوں کی طرح اہل بیت کرام رضی اللہ عنہم کے گستاخ ہیں بلکہ اہل سنت و جماعت حضور کے تمام صحابہ کا بھی احترام کرتے ہیں کیونکہ وہ حضور ﷺ کے صحابہ ہیں اور ہم اہل سنت و جماعت حضور نبی کریم ﷺ کی تمام اہل بیت چاہے وہ حضور ﷺ کی تمام ازواج مطہرات ہوں یا سیدنا علی المر تفضی یا سیدہ فاطمہ الزہرا یا سیدنا حسنین کریمین ہوں سب کے غلام ہیں۔ کیونکہ یہ حضور ﷺ کی اہل بیت کرام ہیں۔ اسی عقیدہ کو میرے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین و ملت فارق حق و باطل قاطع خارجیت و رافضیت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمہ اللہ نے یوں بیان فرمایا کہ:

اہل سنت کا ہے بیڑا پار اصحاب حضور ﷺ

نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول ﷺ کی

بذا جو صحابہ کرام کا منکر ہو یا گستاخ وہ ملعون ہے اور جو اہل بیت کرام کا منکر ہو یا گستاخ وہ بھی اہل سنت سے خارج ہے (چاہے وہ ساری اہل بیت کا منکر ہے یا ازواج مطہرات کا) حق

(۱) شان صحابہ ص ۱۹ سید محمود احمد رضوی۔ ناشر مکتبہ رضوان دربار روڈ لاہور

پر وہی سے جو دونوں کی تعظیم کرے اور دونوں کی غلامی کا پٹہ اپنے گلے میں ڈالے۔ اسی لئے آج نعرہ تحقیق حق چار یار اور نعرہ حیدری یا علی اہل سنت کی پہچان بن چکا ہے۔

کسی شاعر نے بڑی زبردست ترجمانی کی ہے:

جینوں پنج تن نال پیار نسیں اوہدے کلمے دا اعتبار نسیں
 جیڑا چواں یاراں دا یار نسیں او جنت دا حقدار نسیں
 لکھ نقل نمازاں پڑھ بھاویں لکھ لمبے سجدے کر بھاویں
 جے توں آل رسول دا دشمن ہیں تیرا بیڑا ہونا پار نسیں

اور جو صحابہ کرام اور اہل بیت اطہار میں سے کسی ایک کا بھی منکر ہے وہ خارجی یا رافضی ہے کیونکہ نعرہ تحقیق سے روکنار افضیت اور نعرہ حیدری کی مخالفت کرنا خارجیت ہے۔ کیونکہ میرے آقا کریم ﷺ نے فرمایا:

"عن ام سلمة رضی اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ لا
 یحب علیا منافق ولا یبغضہ مؤمن" (1) "وہکذا بتغیر
 قلیل" (2)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ
 حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کوئی منافق محبت نہیں کرتا اور ان سے کوئی
 مؤمن بغض نہیں رکھتا۔

(1) ترمذی شریف ص ۲۱۳ ج ۲ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی
 (2) الصواعق المحرقة ص ۱۲۲ مطبوعہ کتب خانہ مجیدیہ ملتان، مسند ابی یعلیٰ حدیث ۶۹۳۱.
 المعجم الکبیر حدیث ۱۹۳۲۹، الفتح الکبیر ج ۳ ص ۳۲۰ حدیث ۱۳۸۴۴ دار الفکر بیروت، جامع الاحادیث
 حدیث ۱۴۵۳۱-۱۴۵۳۲، جامع الاصول من احادیث الرسول حدیث ۶۳۹۹، کنز العمال حدیث ۳۲۸۸۳،
 مناقب الاسد الغالب ص ۷، مکتبۃ القرآن مصر، جمع الجوامع للسیوطی حدیث ۱۵۹۶، مشکوٰۃ المصابیح
 حدیث ۶۰۹۱، سبل الہدی ج ۱۱ ص ۲۹۵، دار الکتب العلمیہ بیروت

حضرت حیدر کرار، مولیٰ مشکل کشاء رضی اللہ عنہ سے محبت صرف مؤمن ہی کرتا ہے اور علی پاک سے بغض صرف منافق ہی رکھتا ہے۔ کیونکہ کسی مؤمن کے دل میں بغض علی ہو ہی نہیں سکتا اسی وجہ سے نعرہ حیدری کی مخالفت کرنا خار جیوں کی علامت ہے۔ اور نعرہ تحقیق حق چاریار سے روکنا، رافضیوں کا شیوہ ہے کیونکہ مؤمن تو یہ نعرہ لگاتے رہے ہیں لگا رہے ہیں اور لگاتے رہیں گے اس لئے کہ یہ نعرہ قرآن و حدیث اور اسلاف امت سے ثابت ہے۔ اس سے اگر کوئی جلتا ہے تو رافضی ہے سنی نہیں جلتا کیونکہ سنیوں کے امام قاطع رافضیت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ نے تو فرمایا ہے:

جناں بنے گی محبان چاریار کی قبر
جو اپنے سینے میں یہ چار باغ لے کے چلے

اس لئے ہمیں کہنا پڑتا ہے:

کوئی سڑدالے سڑجاوے کوئی مردالے مر جاوے
سنیاں نے تے گج وچ کے چاریار دانعرہ لاؤ نزالے

اور اب رافضیوں نے اپنی تقریروں، وعظوں اور تحریروں میں ”حق چاریار“ کی مخالفت بڑھ چڑھ کر شروع کر رکھی ہے اور یہاں تک کہہ دیا کہ حق چاریار کے نعرہ سے بغض اہل بیت کی بو آتی ہے اور یہ بھی خیال نہ کیا کہ اس خباثت کا اظہار کر کے ہم قرآن و حدیث اور اسلاف کے منکر بن رہے ہیں۔ حال ہی میں اہل سنت کہلانے والوں میں سے چند لوگوں نے عوام اہل سنت کو دھوکہ دینے کیلئے ایک کتابچہ شائع کیا ہے جس میں نہایت پر فریب انداز میں نعرہ تحقیق کی مخالفت کی گئی ہے۔

س میں لکھا گیا کہ حق چار یار یہ چار حق ہیں تو باقی صحابہ کرام؟۔ یعنی اس کے لئے طلب یہ ہے کہ اگر کہا جائے کہ حق چار یار تو اس سے باقی صحابہ کرام کی حقانیت کی نفی ہوتی ہے۔

راہ ایک دوسرے مقام پر یہ بھی لکھا گیا کہ:

۱۹۵۱ء سے پہلے لکھی ہوئی کتابوں سے نعرہ تحقیق نکال کر دکھائیں، نعرہ تحقیق کا کوئی اشتہار، نو، کوئی اعلان لاؤ، کسی کتاب میں دکھاؤ۔^(۲)

روافض کا خیال پر ضلال:

روافض کا یہ کہنا کہ حق چار یار سے باقی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی حقانیت کی نفی ہوتی ہے اس کا خیال پر ضلال ہے یعنی محض گمراہی ہے کیونکہ ایسی بات وہی شخص کر سکتا ہے جو علم حدیث اور عربی گرامر سے بالکل نااہل ہو اور صحابہ کرام کے ساتھ بغض رکھتا ہو کیونکہ بخاری و مسلم اور دیگر احادیث کا مجموعہ ہم تک پہنچا ہے صحابہ کرام کے واسطے سے اور۔۔۔۔۔

بناں عشق صحابہ جو پڑھتے ہیں بخاری

آتا ہے بخار ان کو آتی نہیں بخاری

اور حضرت کا تو دعویٰ یہ ہے کہ میں نے بخاری سو مرتبہ پڑھی ہے جبکہ بخاری کا مرتبہ تو یہاں ہے مسلم شریف کو ہی دیکھ لیا ہوتا اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کو ہی پڑھ لیا ہوتا ان بدنامیوں تک نوبت نہ پہنچتی۔

(۱) نعرہ حیدری ص ۱۰۰ قادریہ جیلانیہ پبلی کیشنز

(۲) نعرہ حیدری ص ۱۰۰ قادریہ جیلانیہ پبلی کیشنز

اہل سنت و جماعت کے جلیل القدر محدث امام نووی رحمۃ اللہ علیہ شارح صحیح مسلم نے شرح صحیح مسلم شریف میں یہ قاعدہ بیان فرمایا ہے کہ "لانہ لیس فی ذکر القلیل نفی الكثير" (۱) یعنی عدد قلیل کے ذکر سے عدد کثیر کی نفی نہیں ہوتی۔

وضاحت:

عدد قلیل یعنی چار کی حقانیت کے ذکر سے عدد کثیر یعنی باقی صحابہ کی حقانیت کی نفی نہیں ہوتی۔ جب امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کے اس قاعدہ کے مطابق چار کے ذکر سے باقی صحابہ کرام کی حقانیت کی نفی نہیں ہوتی تو اس سے پتہ چلا کہ نعرہ تحقیق حق چار یار میں کوئی قباحت نہیں کوئی رافضی اب اسے منع کرتا پھرے اور تاریکی کی راہ دکھائے ہم نے تو آسمانِ رشد کے روشن ستاروں سے روشنی لی ہے۔

جواب دوم:

اگر یہ کہا جائے کہ حق چار یار کا مطلب یہ ہے کہ چار حق ہیں اور باقی صحابہ حق نہیں (معاذ اللہ) تو یہ مفہوم مخالف سے استدلال ہے اور مفہوم مخالف سے استدلال احناف کے نزدیک مردود ہے۔ اس بات کو مبتدی طالب علم بھی جانتا ہے لیکن جس کا علم کے ساتھ واسطہ ہی پڑا ہو اس بے چارے کا کیا قصور ہے؟ اسی لئے امام اہل سنت نے کیا خوب فرمایا:

جہالت	بھی	کیا	بدبلا	ہے
خصوصاً	مرکب	کہ	لا دوا	ہے

آئیے دیکھتے ہیں کہ مفہوم مخالف کی تعریف اور اس کے متعلق احناف کا موقف۔

(۱) حاشیہ صحیح مسلم ج ثانی ص ۵۷ مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز پبلشرز لاہور، نمبر ۱ ص ۲۱۷ مطبوعہ موسسۃ الشرف لاہور، ہدایہ ج ۳، الدولة المکیہ بالمادۃ الغیبیۃ بحوالہ ارشاد الساری علی البخاری کتاب التفصیل ص ۱۲۴

مخالف کی تعریف:

ان مفہوم المخالفة حکم یثبت للمسکوت عنه
مخالفاً ثبت للمذکور^(۱)
مفہوم مخالف یہ ہے کہ مسکوت عنہ کا حکم نفی اور اثبات بھی منطوق
کے خلاف ہو لہذا مسکوت عنہ کیلئے منطوق کے خلاف حکم ثابت ہو گا۔

مخالف کے متعلق امام صاحب کا مذہب:

امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک مفہوم مخالف کی کوئی قسم معتبر نہیں
ہے شیخ ابواسحاق شیرازی نے شرح اللمع میں علامہ قفال شاشی اور علامہ
ابوحامد مروزی سے اسی طرح نقل کیا ہے۔ اور شمس الائمہ سرخسی حنفی
عزائمیہ نے کتاب السیر میں لکھا ہے کہ خطابات شرع (قرآن و حدیث)
میں مفہوم مخالف حجت نہیں ہے۔^(۲)

بر حال اگر یہ کہا جائے کہ چار حق ہیں تو اس سے باقی صحابہ کی حقانیت کی نفی ہوتی ہے تو یہ
مفہوم مخالف سے استدلال ہے اور مفہوم مخالف سے استدلال احناف کے نزدیک معتبر
ہیں معترض صاحب کم از کم نور الانوار ہی پڑھ لیتے تو حالت یہاں تک نہ پہنچتی۔

جواب ثالث:

منطق منطق کی بڑی رٹ لگائی جاتی ہے اور لوگ تو اسلاف پر طعن کرتے ہوئے اپنی علمی
تعلی میں کپڑوں سے اتنے باہر ہو جاتے ہیں کہ یہاں تک کہہ دیتے ہیں کہ

(۱) نبراس ص ۳۷۲ موسسة الشرف لاہور شرح مسلم ج ۱ ص ۴۸۵ مطبوعہ نور محمد اصح

(۲) المطابع کراچی
علامہ یحییٰ بن شرف نووی ۶۷۶ شرح مسلم جلد ۱ ص ۴۸۵ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع
کراچی

امام جلال الدین السیوطی رحمۃ اللہ علیہ کو منطق نہیں آتی تھی اس لئے وہ ثقہ آدمی نہیں ہیں جب شخصیت کو حالت بیداری میں پچھتہہر مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار ہوا ہو وہ اگر آپ کے نزدیک بقول آپ کے منطق نہ آنے کی وجہ سے غیر ثقہ ہیں۔ تو حضرت صاحب آپکو منطق کہاں آتی ہے۔ ہم نے تو بڑا شور سنا تھا۔

بڑا شور سنتے تھے محلے میں رکشے کا

جو چیرا تو اک قطرہ پٹرول کا نہ نکلا

کیا آپ کو منطق میں یہ قاعدہ نہیں پڑھایا گیا کہ بعض کے ثبوت سے بعض کی نفی نہیں ہو یعنی چار کی حقانیت کے ثبوت سے باقی صحابہ کرام کی حقانیت کی نفی نہیں ہوتی۔ اگر منطق اور دیگر علوم شان صحابہ پر کام نہ دیں صرف لوگوں کو گمراہ کرنے کیلئے استعمال کیئے جائیں ایسا علم تو شیطان کے پاس بھی تھا لیکن اسکو راہ راست پر قائم نہ رکھ سکا اور محض علم آدمی بھٹکنے سے نہیں بچا سکتا بلکہ علم کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا کرم بھی شامل حال ہو تو تب کام بنتا ہے تو یہاں بھی یا تو آپ کے پاس علم غیر نافع ہے یا پھر رکشے کی طرح شور ہی شور ہے، کیوں چاریار کی نفی پر روافض کے پاس کوئی دلیل موجود نہیں ہے۔

اس سادگی پہ کون نہ شرمائے اے خدا

لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں

چاریار کی مناسبت سے جواب رابع:

"من كان عدوا لله وملئكته ورسله وجبريل وميكل فان الله
عدو للكافرين عطف الخاص على العام قوله من عطف
الخاص على العام فائدة هذا العطف التنبيه على فضلها
على غيرهما من الملائكة كأنهما من جنس افراد التغاير في

الوصف ينزل منزلة التغاير في الذات" (۱)

یعنی آیت مذکور میں پہلے تمام ملائکہ کا ذکر کیا اور پھر جبرئیل اور میکائیل علیہما السلام کی تخصیص کر کے ان کو الگ ذکر کیا گیا یعنی خاص کا عطف عام پر کیا اور خاص کا عام پر عطف کر کے اس بات پر تشبیہ کی کہ یہ دونوں باقی تمام ملائکہ سے افضل ہیں تو اس افضلیت کی وجہ سے گویا کہ یہ دوسری جنس سے ہیں اس وجہ سے تغاير فی الوصف کو تغاير فی الذات کے درجے میں رکھا گیا ہے۔

روافض کا فلسفہ:

روافض کے فلسفے کو اگر مد نظر رکھا جائے تو پھر تو (معاذ اللہ) یہ کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے دو کی تخصیص کی ہے لہذا باقی ملائکہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو بغض ہے، جب کے اہل سنت و جماعت کے نزدیک ان دو کی تخصیص ان کی فضیلت کی وجہ سے کی گئی ہے اسی طرح ہم اہل سنت و جماعت نبی کریم ﷺ کے تمام صحابہ کی حقانیت پر ایمان رکھتے ہیں، لیکن حق چار یار کا نعرہ لگا کر ان کی تخصیص کر کے یہ اعلان کرتے ہیں کہ یہ چار باقی تمام صحابہ سے افضل ہیں، لہذا چار کی تخصیص سے باقی صحابہ کرام کی حقانیت کی نفی نہیں ہوتی۔

جس طرح ہمارے ہاں ایک اصطلاح ”بیچ تن پاک“ کی ہے اگر کوئی اس سے یہ تاثر لے کہ صرف بیچ تن ہی پاک ہیں اور باقی ناپاک ہیں (معاذ اللہ) تو اسے احمق ہی کہا جائے گا۔ اسی طرح حق چار یار کی اصطلاح سے بھی اگر کوئی یہ تاثر لے کہ (نعوذ باللہ) صرف چار یار حق ہیں باقی صحابہ کرام ناحق ہیں تو اسے پاگل ہی کہا جائے گا۔

حق چار یار کی مناسبت سے چار جواب ذکر کر کے یہ بات واضح کر دی گئی ہے کہ حق چار یار کے نعرہ سے باقی صحابہ کرام کی حقانیت میں بال برابر بھی فرق نہیں آتا ہاں شور ڈالنا کچھ

(۱) تفسیر جلالین بمع حاشیہ جلالین بحوالہ مدارک ص ۱۵ مطبوعہ مکتبہ غوثیہ کراچی

لوگوں کا شیوہ ہے وہ اس کے پیسے لیتے ہیں لہذا وہ اپنا کام کریں۔ کیوں کہ فریب کاری دھوکہ دہی میں اپنا ثانی نہیں رکھتے اسی لیے تو ہم کہتے ہیں کہ۔

فریب کار و مکار اور بھی دیکھے ہیں مگر
سب پہ سبقت لے گئی ہے دھوکہ بازی آپ کی

البتہ اہل سنت و جماعت تو نعرہ تحقیق حق چاریار کا نعرہ لگاتے رہیں گے۔ اسی لئے تو بابا فریاد گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے آستانے پر ہر وقت یہ آواز دلنواز گونجتی رہتی ہے۔

اللہ ، محمد ، چاریار حاجی ، خواجہ ، قطب فرید

نعرہ تحقیق کی مخالفت کرنے والے کہتے ہیں کہ ”حق سب یار کہو اگر کوئی یہ کہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شان روکتے ہیں ہم صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شان کو نہیں روکتے جن صحابہ بے حرمتی کی گئی ہے جن کی شان میں فرق لایا گیا ہے انکو تحفظ مہیا کرنے کیلئے ہم کہتے ہیں (حق سب یار) نعرہ تحقیق کے جواب میں حق چاریار کہنے میں یا بغض اہل بیت کی بو آتی ہے کیونکہ اگر خلفاء سمجھ کر لگاتے ہیں تو حق پنج یار ہونا چاہئے کیونکہ امام حسن رضی اللہ عنہ خلیفہ برحق ہیں۔ (۱)

عبارت مذکورہ حقیقت کے آئینے میں:

اصل مسئلہ کو سمجھنے سے قبل تمہیدی طور پر یہ بات ذہن نشین کر لیں کہ سب یار کا مطلب ہے کل یار یعنی اردو میں جو سب یار کہا جاتا ہے یہ عربی میں کل یار کے مترادف ہے، اور کل ایک ہوتا ہے افرادی اور ایک ہوتا ہے مجموعی اور ایک ہوتا ہے کل بامعنی کلی۔

(۱) نعرہ حیدری ص ۶ قادریہ جیلانیہ پبلی کیشنز

علامہ عبدالحق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ شرح مرقاة میں فرماتے ہیں:

ان الكل يطلق على ثلاثة معان الاول الكل الافرادى اى كل واحد واحد الثانى الكل المجموعى اى الكل من حيث هو كل الثالث الكلى وهو ما لا يمنع نفس تصويره عن وقوع الشركة فيه۔^(۱)

کل کا اطلاق تین معانی پر ہوتا پہلا کل افرادی یعنی کل واحد واحد (ہر ایک ایک) دوسرا کل مجموعی یعنی مجموع من حیث المجموع تیسرا کل بمعنی کلی اور وہ یہ ہے کل جس کا نفس تصور اس میں وقوع شرکت سے مانع نہ ہو۔

وضاحت

کل افرادی: وہ ہے جس سے اس کے مدخول کا ہر ہر فرد مراد ہو جیسے کل انسان جزئی حقیقی انسان کا ہر ہر فرد جزئی حقیقی ہے جیسے زید، عمر، بکر وغیر ہم۔

کل مجموعی: وہ جس سے اس کے مدخول کا مجموعہ مراد ہو جیسے کل انسان الوف الوف تمام انسانوں کا مجموعہ بے شمار ہے۔

کل بمعنی کلی وہ ہے جس سے اس کے مدخول کی معیت مراد ہو جیسے کل انسان نوع ای الانسان کلی نوع یعنی معیت انسان نوع ہے۔

اب ان میں سے ہمارے موضوع کے متعلق کل مجموعی ہے یعنی وہ ایسا کل ہے کہ اس کے مدخول سے ہر ہر فرد مراد نہیں ہوتا بلکہ جمیع افراد مجموع من حیث المجموع ہوتے ہیں۔ اور کبھی اس سے بعض اور کچھ افراد مراد ہوتے ہیں جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

تدمر کل شیء بامر ربہا۔ (سورہ احقاف آیت ۲۵)
یہ آندھی ہر چیز کو اپنے رب کے حکم سے برباد کر ڈالے گی۔

(۱) شرح شمس العلماء علی المرقاة ص ۱۲۰

یہاں کل شے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ قوم عاد پر بصورت آندھی جو عذاب نازل ہونے سے تمام اشیاء کو تباہ کر دیا مگر اسی آیت میں ارشاد ہوا:

فاصبحوا لا یری الامساکنہم

ایسے ہو گئے کہ بجز ان کے گھروں کے کچھ نظر نہ آتا تھا یعنی ان کے گھر باقی رہے حالانکہ شے کا تقاضا یہ تھا کہ ان کے گھر بھی باقی نہ رہتے لہذا یہاں یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ آیت کریمہ میں کل مجموع من حیث المجموع کے معنی میں ہے اس کا ہر فرد مراد نہیں

اسی طرح جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے رب سے عرض کی مجھے دکھلا دے کہ تو مرد کو کس طرح جلاتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ کو یقین نہیں؟ عرض کیا کیوں نہیں اطمینان قلب کیلئے دیکھنا چاہتا ہوں اللہ تعالیٰ نے فرمایا آپ چار پرندوں کو اپنی طرف مانو کر لیں پھر ارشاد ہوا ثم اجعل علی کل جبل منہن جزاء۔ پھر ذبح کر کے پرندوں کا ایک ایک ٹکڑا ہر پہاڑ پر رکھ دیجئے پھر انہیں بھلائے تو وہ آپ کے پاس دوز ہوئے آجائیں گے آیت مذکورہ میں علی کل جبل منہن کے دو مفہوم ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ دنیا کے تمام پہاڑوں پر ان کا گوشت رکھ دیں یا یہ کہ ایک ہی پہاڑی کہ پوری پر ان چار پرندوں کا گوشت رکھ دیں حالانکہ یہ ممکن نہیں اور نہ اس طرح ہوا جیسا احادیث اس پر شاہد ہیں لہذا یہاں بھی کل مجموعی ہے جو بمعنی بعض یا کچھ ہے۔ اس طرح متعدد مثالیں قرآن مجید میں موجود ہیں لہذا کل مجموعی کا ہر فرد مراد نہیں ہوتا بلکہ اس کے جملہ افراد مجموع من حیث المجموع مراد ہوتے ہیں۔

خلاصہ کلام:

کل کے مدخول سے کبھی تو ہر فرد مراد ہوتا ہے اور کبھی اس کے جملہ افراد مجموع من حیث المجموع مراد ہوتے ہیں بصورت اول کل افرادی اور بصورت ثانی کل مجموعی ہے اس بات کو آسان الفاظ میں یوں سمجھیں کہ ایک کلاس میں پچاس افراد ہیں تو پچاس

اس آجائیں تو کہا جائے کہ سب آگئے ہیں یعنی ہر ہر فرد آگیا ہے تو یہ کل افرادی ہے اور پچاس ہیں اکثر آگئے ہیں چالیس، پینتالیس وغیرہ تو یہ کہا جائے کہ سب آگئے یعنی ہر ہر آگیا ہے تو یہ درست نہیں البتہ کل مجموعی کے اعتبار سے یہ کہا جائے کہ سب آگئے ہوں من حیث المجموع تو چونکہ یہاں ہر فرد مراد نہیں ہوتا بلکہ جمیع افراد مجموع من حیث المجموع مراد ہوتے ہیں اکثر آجائیں تو پھر بھی کل مجموعی کا اطلاق درست ہوتا ہے، لہذا درست ہے۔ یعنی کل افرادی کہ اطلاق کیلئے ہر ہر فرد کا ہونا ضروری ہے جبکہ کل مجموعی کیلئے ہر ہر فرد کا ہونا ضروری نہیں بلکہ اکثر موجود ہوں تو پھر بھی اس کا اطلاق درست ہے۔

صل مسئلہ : یہ ہے کہ جب یہ رافضی سب یار کہتے ہیں تو کل مجموعی مراد لیتے ہیں اور جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ انکو بغض ہے۔ عداوت ہے سب میں وہ مراد نہیں لیتے۔ یہ انکی ایک بہت بڑی سازش ہے جسکی بنا پر عوام کو دھوکہ دیکر اور غلا لیتے ہیں۔ کہ ہم سب کو مانتے ہیں۔ حالانکہ یہ سب کو نہیں مانتے جیسا کہ ان کی تقریروں اور تحریروں سے واضح ہے۔

دعویٰ مذکور پر دلیل (۱):

رافضی سب یار کہہ کر سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کو نکالتے ہیں:

محقق الاسلام مولانا محمد علی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ محدث ہزاروی کے متعلق رقم طراز ہیں جو نعرہ تحقیق کی مخالفت کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ نعرہ تحقیق حق چار یار جاہل بے علموں اور دین ایمان سے ناواقفوں کی ایجاد اور بدعت ہے لہذا نعرہ تحقیق حق چار یار نہیں کہنا چاہئے کیوں کہ حضور کے سب یار حق ہیں جو ناحق ہیں وہ آپ کے نہیں بلکہ مطلقاً باغی ہیں۔^(۱)

(۱) دشمنان امیر معاویہ کا علمی محاسبہ ج ۲ ص ۲۷۸، مطبوعہ لاہور

اور اسی ضال و مضل کی انٹرنیٹ پر یہ ویڈیو بھی موجود ہے کہ یہ نعرہ تحقیق نہیں بلکہ تفسیق ہے اور مذکورہ جملہ خرافات بھی اس بیان میں موجود ہیں ان صاحب کی تحریر و تقریروں میں سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو باغی طاغی کہنا کسی سے ڈھکی چھپی بات نہیں ملاحظہ ہو:

یہی شترے بے مہار اپنی کتاب (سوالات مومنین جو ابات ۳۳ علمائے دین) میں ایک یہ سبائی فکر پیش کرتے ہیں ”یہی ہوا کہ آج اہل بدعتہ مبتدعین بانی بغاوت و ظلم و بد معاویہ صاحب کو خلیفہ ششم الاپنے لگے۔“ (۱)

اور ایک دوسرے مقام پر اس کا تبر ابر سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ملاحظہ ہو: ”یوں ہی ملائے نئے پرانے و کلا وعدا اللہ الحسنی پر بھی رشوت کا حق نمک ادا کرنے میں مزہ طاغی، ظالم مبتدع سب کو جنت میں گھسانے کی سعی ناکام کرنے کے عادی ہیں۔۔۔ وعدہ منافق، طاغی، ظالم، فاسق، فاجر کیلئے ہر گز نہیں۔۔۔۔۔ طاغین، باغین کا ٹھکانہ جہنم۔۔۔۔۔ ملائے نئے پرانے نفاق کفر، بغاوت، ظلم، بدعت کے بانی و موجد معاویہ صاحب کو کی وکالت کا ذمہ لئے ہوئے ہیں۔“ (۲)

مزید دیکھئے اس محدث کا خبث باطنی کس طرح جوش مارتا ہے لکھتا ہے ”سوال: باغی ظالم بدعتیوں گمراہوں کے حمایتی کہتے ہیں صحابہ میں ان کو تصور کر کے ان کی بدی کا خیال چھوڑ دو تو اس میں حرج ہی کیا ہے صحابہ کی تعداد میں اضافہ ہی ہو گا۔“

جواب: یہ کہنا ایسا ہی ہے جیسے کوئی ابو جہل، ابو لہب، عبد اللہ ابن ابی کو بھی برائی، نفاق سے یاد کرنے کو چھوڑ دو بلکہ ان پر رضی اللہ عنہ پڑھنا شروع کر دو اس میں جرم ہی کیا

(۱) سوالات مومنین جو ابات ۳۳ علمائے دین ص ۵۱ ناشر ادارہ تحفظ ناموس ال واصل پاکستان
(۲) سوالات مومنین جو ابات ۳۳ علمائے دین ص ۵۲ ناشر ادارہ تحفظ ناموس ال واصل پاکستان

صحابہ میں ان کی تعداد کا اضافہ ہی ہو گا ایسے کافر باغی منافق لوگوں کی برائی سے کترانہ الٹا ان کو صحابہ میں رلانا نہ عقلاً صحیح ہے نہ دیانتاً درست ہے اس سے صحابہ کی توہین ہوگی اور ان کی عزت مشکوک ہو جائے گی یہ منع ہے۔ (۱)

اس کے علاوہ محقق اسلام مولانا محمد علی نقشبندی نے اپنی مذکورہ بالا کتاب میں اس خبیث کے متعدد سوالات ذکر کئے ہیں جس میں اس نے خال المؤمنین سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو باغی اور طاغی لکھا ہے۔

اس بحث سے اتنی بات پایہ ثبوت کو پہنچ جاتی ہے کہ یہ جو سب یار کہتے ہیں ان میں سے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو نکالتے ہیں اور دیگر متعدد صحابہ کرام کو بھی جیسا کہ آگے آئے گا لہذا یہ بات عیاں ہو جائے گی کہ یہ کل مجموعی مراد لیتے ہیں افراد کی نہیں کیوں کہ عبارات منقولہ بالا سے اتنی بات واضح ہو گئی کہ سب سے پہلے نعرہ تحقیق حق چاریار کی مخالفت کرنے والا اور اس کی تردید کرنے والا یہی بدترین خلاق شخص ہے یہی حضرت اس نظریہ کے موجد اور بانی ہیں اور سب یار کہہ کر وہ ایک گناہ کوئی سازش کرنا چاہتا ہے جس سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر طعن و تبراکا دروازہ کھلتا ہے جو کہ شیعہ کا مذہب ہے۔ تو اب آنکھیں کھول کر بنظر غائر یہ بھی پڑھ لیجئے اور دیکھ لیجئے کہ موجودہ گروہ تفضیلیہ کے شیخ اور اہل سنت و جماعت کی تنظیم کے آل پاکستان کے لیڈر کہلوانے والے اسی گمراہ شخص کے خلیفہ ہیں اور انہی کے افکار و نظریات پر کاربند ہیں اور آئے دن گھوم گھما کر اپنے امام و پیشوا کے مشن کو آگے بڑھا رہے ہیں آئیے دیکھئے محدث ہزاروی کی سیرت پر لکھی گئی کتاب میں خلفاء کی فہرست کے اندر ان نام نہاد سنیوں کے نام (سیرت محدث ہزاروی ص ۳۶۰ پر خلفاء کی فہرست میں ان کے نام ملاحظہ ہوں) ان صفحات کا عکس اگلے صفحات پر دیکھئے۔۔۔۔۔

(۱) سوالات مومنین جوابات ۲۳ علمائے دین ص ۵۳ ناشر ادارہ تحفظ ناموس آل واصحاب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

رحمت اللہ تعالیٰ علیہ

سیرتِ محمدؐ و کثرتِ ہزار روئی

مترجم:
 عالمی مجلسِ محدث ہزار روئی
 پاکستان

سیرتِ محدث ہزاروی

حسب الارشاد

حضرت مفکر اسلام بقیۃ السلف حجة الخلف قائد الثورة
انفاضل الكتاب والسنة امیر تحریک خلافت اسلامیہ نائب الاولیاء

ابوزین پیر سید محی الدین محبوب

حنفی قادری کاظمی بن محدث ہزاروی مدظلہ العالی
سجادہ نشین خانقاہ محبوب آباد شریف حویلیاں ہزارہ پاکستان

مؤلف: محقق محب الاولیاء

فرزند علی قادری محمودی
منشی فاضل بی۔ اے

(منجانب: عالمی مجلس محدث ہزاروی

ناشر:

مرکز فروغ علم و ادب و کتبہ محمودی، ۱۹۷۳ء، الف، گلستان کالونی، نیشنل آباد، پاکستان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

جملہ حقوق محفوظ ہیں۔

رحمت اللہ تعالیٰ علیہ

سیرتِ محدث پٹھان روگی

مؤلف: محقق محبت الاولیاء { فرزند علی قادری محمودی }
[منشی فاضل بی۔ اے]

متعارف عالمی مجلس محدث ہزاروی

صفحہ: ۵۱۲ سائز: ۱۸x۲۳

بار اول: تعداد: ۵۰۰

سن طبع: ۱۴۲۳ھ برطانیہ ۲۰۰۲ء

طبع: دھام پرنٹنگ پریس، ایمن پور بازار، فیصل آباد
کمپوزنگ: اعظم سکتی گراؤنگ، چیمبر بازار، فیصل آباد
ترجمین: عبدالشکور سبحانی، عبدالرحمن
روپے:

ملنے کا پتہ:

خانقاہ محبوب آباد شریف حویلیاں ہزارہ، ضلع ایبٹ آباد فون: 0992-810806

فرزند علی قادری محمودی، ۹۷۳-ایف، گلستان کالونی، فیصل آباد فون: 041-784890

قادریہ کمپوزرز، ۱۳-جاوید کالونی سرگودھا، فون: 0451-750824

ڈاکٹر محمد سلیم قادری محمودی، سردار درواخانہ، جی ٹی روڈ، پشاور

ڈاکٹر امجد علی قادری محمودی، چیف میڈیکل آفیسر، ہلکستان ہسپتال کراچی

Syed Jahangeer Saleem, 70-Kenwyn Drive, Neasdon London, U.K.

Muhammad Yaseen Rasool, Tootal Drive Post Office No.2

Tootal Road, Salford Greater, Manchester M-5 2FX England.

Mr. Habib Qureshi, 18 Canterbury LN. Tamarac, FL 3319-2404 USA

Amjad Ali Shah, 17-MAIL M. DE FONTENAY 93120 LA COURNEUVE FRANCE

Muhammad Saleem,

Socrties 157 MD 13671 MENIDI ATHENS GREECE Ph:0300-945561054

ناشر:

مرکز فروغ علم و ادب و مکتبہ محمودیہ، ۹۷۳-ایف، گلستان کالونی، فیصل آباد، پاکستان

Ph:041-784890 Mob. 0300-9864749

فہرست خلفاء

- ۱۔ مثلر اسلام بقیۃ السلف حجۃ الخلف عالم الکتاب والسنتہ امیر تحریک خلافت
اسلامیہ ابوزین پیر سیدی الدین محبوب حنفی قادری کاظمی بن محدث ہزاروی مدظلہ العالی
سجادہ نشین خانقاہ محبوب آباد شریف حویلیاں ہزارہ ضلع ایبٹ آباد
- ۲۔ محترم سید ارشاد حسین شاہ قادری محمودی لاہور
- ۳۔ محترم قاضی شبیر احمد قادری محمودی لاہور
- ۴۔ محترم قاضی محمد حسین قادری محمودی لاہور
- ۵۔ محترم فیضیاب خاں قادری محمودی لاہور
- ۶۔ محترم منصور علی شاہ قادری محمودی لاہور
- ۷۔ محترم مولانا ملک الرحمن قادری محمودی لاہور
- خطیب جامع شاہ محمد غوث
- ۸۔ محترم علامہ محمد ابراہیم صاحب چشتی قادری محمودی فیصل آباد
- ۹۔ محترم سید محمد امین علی شاہ نقوی قادری محمودی فیصل آباد
- ۱۰۔ محترم مہیاں امام علی قادری محمودی فیصل آباد
- ۱۱۔ محترم سید خورشید حسین شاہ قادری محمودی سیالکوٹ
- ۱۲۔ محترم کرنل محمد شفیع صاحب قادری محمودی سیالکوٹ
- ۱۳۔ محترم مولانا عبدالکریم قادری محمودی سیالکوٹ
- ۱۴۔ محترم محمد حسین قریشی قادری محمودی راولپنڈی
- ۱۵۔ محترم ممتاز اہی قادری محمودی راولپنڈی

- ۱۶- محترم حافظ قاری محمد رضا قادری محمودی
راولپنڈی
فاضل مدینہ یونیورسٹی
- ۱۷- محترم قاری خوشی محمد الازہری قادری محمودی
اسلام آباد
- ۱۸- محترم صوبیدار فضل داد قادری محمودی
جہلم
- ۱۹- محترم حاجی شیردل قادری محمودی
جہلم
- ۲۰- محترم مفتی عزیز اللہ قادری محمودی
دینہ جہلم
- ۲۱- محترم مولوی سلطان عالم قادری محمودی
جہلم
- ۲۲- محترم مفتی سید شبیر احمد غازی راجوروی قادری محمودی
راولاکوٹ آزاد کشمیر
- ۲۳- محترم علامہ محمد فاضل قادری محمودی
آزاد کشمیر
- ۲۴- محترم سید حیات علی شاہ قادری محمودی
کوبات
- ۲۵- محترم حافظ قاری محمد علی قادری محمودی
میانوالی
- ۲۶- محترم اللہ یار قادری محمودی
میانوالی
- ۲۷- محترم محمد شریف قادری محمودی
بدوعلی
- ۲۸- محترم صوبیدار میجر محمد صادق قادری محمودی
سرگودھا
- ۲۹- محترم گل محمد قادری محمودی
سرگودھا
- ۳۰- محترم صوبیدار عبدالحق قادری محمودی
خوشاب
- ۳۱- محترم غلام نبی قادری محمودی
گجرات
- ۳۲- محترم حاکم علی قادری محمودی
بھکر
- ۳۳- محترم سکندر خاں صاحب قادری محمودی
علاقہ چھچھ

۳۳	محترم مسید پھول شاہ قادری محمودی	نورانی
۳۵	محترم مسید غلام محمد شاہ قادری محمودی	نک
۳۶	محترم عبادت علی قادری محمودی	بانی و
۳۷	محترم مسید علی شاہ قادری محمودی	مرکبات
۳۸	محترم حاجی محمد شفیع قادری محمودی	محمود آباد راجپوت
۳۹	محترم حاجی امیر احمد قادری محمودی	کراچی
۴۰	محترم حاجی امیر احمد قادری محمودی	حسن ابدل
۴۱	محترم مسید سلطان محمود کاظمی قادری محمودی	مٹلہ منڈی ساہیوال
۴۲	محترم حاجی محمد دین قادری محمودی	اوسر شرفو واہ کینٹ
۴۳	محترم میاں طاہر شاہ عثمانی قادری محمودی	سوات
۴۴	محترم حاجی محمد شفیع بغدادی قادری محمودی	گوجرانوالہ
۴۵	محترم سید جمیل شاہ قادری محمودی	حویلیاں شریف
۴۶	محترم مسید سائدر شاہ قادری محمودی	موہن شریف
۴۷	محترم مسید محمد شاہ قادری محمودی	کیہال
۴۸	محترم مولانا عبدالحمید قادری محمودی	سلہٹ (بگلہ دیش)
۴۹	محترم بابا محمد شفیع قادری محمودی	حیدرآباد (سندھ)
۵۰	محترم مفتی عبد الطیف قادری محمودی	ٹھنڈہ سندھ
۵۱	محترم مسید مشتاق احمد شاہ قادری محمودی	میراتوت
۵۲	محترم مسید قاری بزرگ شاہ قادری محمودی	چترال

نو شہرہ	محترم حکیم محمود احمد قادری محمودی	- ۵۳
راولپنڈی	محترم علامہ سید ریاض حسین شاہ قادری محمودی	- ۵۴
بغداد شریف عراق	محترم شیخ عبدالکریم کردی قادری محمودی	- ۵۵
فتح پور تھہ	محترم سید محمود حسین شاہ قادری محمودی	- ۵۶
کورنگی کراچی	محترم ڈاکٹر سلطان محی الدین قادری محمودی	- ۵۷
نابور	محترم علامہ قربان نظامی قادری محمودی	- ۵۸
راولپنڈی	محترم علامہ قاضی اسرار الحق حقانی قادری محمودی	- ۵۹
امین آباد گجرات	محترم کرنل اصغر علی شاہین قادری محمودی	- ۶۰
منظف آباد	محترم زمان علی قادری محمودی	- ۶۱
کراچی	محترم شائق الخیری قادری محمودی	- ۶۲
منج بھادر راولپنڈی	محترم ڈاکٹر بیر سٹر علامہ محقق پیر سید عبدالقادر شاہ جیلانی	- ۶۳
کوبات	محترم ڈاکٹر محمد یوسف قادری محمودی	- ۶۴
افغانستان	محترم میاں محمد بلخی حنفی قادری محمودی	- ۶۵

حضرات کا صحابہ کرام کے گستاخ محدث ہزاروی کا خلیفہ ہونا فقیر کے دعویٰ کی دلیل ہے کہ جس طرح وہ سب یار سے کل مجموعی مراد لیتا ہے اور بعض صحابہ کو تبرا کرتا ہے یہ ہی اس کے خلفاء ہونے کی وجہ سے کل مجموعی مراد لیتے ہیں اور جن جن صحابہ کرام سے ان کو بغض ہے ان کو اس نعرہ کی صورت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی فہرست سے نکال کر سادہ وام کو دھوکہ دے کر عقیدہ اہل سنت میں ڈنڈی مارتے ہیں۔

لیل دوم ۲:

س کے باوجود اگر کوئی ان کا حامی اس بات پر مصر ہو کہ یہ کل مجموعی مراد نہیں لیتے تو وہ ان کی یہ گستاخیاں انٹرنیٹ پر دیکھ بھی سکتا ہے اور سن بھی سکتا ہے کہ یہ لوگ تبرا باز ہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے گستاخ ہیں پھر کس منہ سے سب یار کہتے ہیں؟

منکرین حق چار یار کی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان میں گستاخیاں

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے گستاخ ٹولہ نے اپنی خباثت کے اظہار کیلئے ایسے ایسے الفاظ کہے جو زبان پر لانے کو جی نہیں چاہتا لیکن ان کے فریب کے اظہار کیلئے مجبوراً ذکر کیئے دیتا ہوں کچھ عرصہ قبل ایک کتابچہ نعرہ حیدری نامی چھپا جس میں لکھا گیا ہے کہ ”فضلیت کسی گنہگار کو بھی دی جاسکتی ہے جیسا صحابی ہے گنہگار ہو کر بھی ساری امت سے افضل ہے“ (۱) اور بالاتفاق ساری امت سے افضل حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں تو یہاں پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو گنہگار کہا گیا ہے تو یہ شان صحابہ کی تنقیص نہیں تو اور کیا ہے؟ اور یہی لوگ کہتے ہیں کہ (معاذ اللہ) ابو بکر رضی اللہ عنہ نے چڑی بھی نہیں ماری تو ان کا پھر بھی پہلا نمبر اور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ہزاروں کافر مارے ہیں تو ان کا پھر بھی چوتھا نمبر ہے (حالانکہ

(۱) نعرہ حیدری ص ۹ مطبوعہ قادریہ جیلانیہ پبلیکیشنز

خود مولا علی رضی اللہ عنہ کا فرمان عالی شان ہے کہ جو مجھ کو چوتھا خلیفہ نہ مانے اس پر اللہ کی لعنت تو یہ لعنت بھی تو آپ نے ہی برداشت کی ہے (معاذ اللہ) یہ گستاخی نہیں تو کیا ہے؟ یہ کافرِ یب ہے کیونکہ یہ آسمان کذب و افتراء کے بدر منور ہیں اور بعد میں لکھا ہے کہ ”ہم صحابہ کرام کی بے حرمتی کی گئی جن کی شان میں فرق لایا گیا ہم تو انکو تحفظ مہیا کر ہیں۔“ (۱)

اور تعجب یہ ہے کہ ان کے ہاں تحفظ کس بلا کا نام ہے کیا یہ تحفظ فراہم کرتے ہو تم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کہ ایک کتاب لکھی گئی جس کا نام ”امام حسن اور خلافت راشدہ ہے“ جس صفحہ نمبر ایک سو نوے پر بڑا زور دے کر یہ بات ثابت کی گئی ہے کہ سیدنا امام حسن مجتبیٰ زہر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے دی ہے اور اسی کتاب میں مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے متعلق اپنی دریدہ دہنی اور خبث باطنی کا اظہار کیا گیا ہے۔

1- نبی کا غیر نبی کے ساتھ تقابل اور غیر نبی کی برتری کا دعویٰ :

کوئی ایسا نبی آپ کی اطلاع میں ہے کہ جس کے زمانے میں کفر بالکل نہ ہوا ہو؟ اگر آپ اطلاع میں ہو تو ممکن ہے میری اطلاع میں نہیں ہے۔ آدم علیہ السلام بھی اپنی اولاد میں کفر دیکھ گئے، ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء و مرسلین میں سے کسی نبی یا کسی رسول کے زمانے میں کبھی مٹا نہیں۔ یار جو کام نبیوں میں سے کسی نبی نے نہ کیا ہو اگر اولادِ فاطمہ کا ایک آدمی کے دکھلا دے تو ماننا تو پڑے گا کوئی چیز تو ہے۔ امام مہدی آخر الزمان جب آئیں گے تو پورے روئے زمین سے کفر مٹے گا کہ نہیں؟ کسی چھوٹے مرتبے والے سے بھی کوئی بڑا کام لے لے کیا اختلاف ہے۔

(۱) نعرہ حیدری ص ۶ مطبوعہ قادریہ جیلانیہ پبلیکیشنز

2- صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر رشوت خوری کا الزام:

بزید کے دور حکومت میں دھونس دھکے کے ذریعے لوگوں کو مار پیٹ کے اور پیسے دے کے جو نصیحتیں کرتے تھے امام حسین کربلا میں نہ جائیں ہر ایک نے ایک ایک لاکھ درہم بیا ہوا تھا۔ یہ نہیں بتاتے تھے ہم نے پیسے لیے ہوئے ہیں کہتے تھے تم نہ جاؤ۔ ان کی ڈیوٹی نہیں تھی؟ دوش رسول کا شاہسوار ہے خطرہ قبول کرتا ہے ساتھ خطرہ قبول کرو۔

3- جمیع صحابہ کرام بالخصوص خلفاء ثلاثہ رضی اللہ عنہم کی توہین:

اب نعروں کے ذریعے پلہ برابر کرتے ہو۔ نہیں، علی کی شجاعت لاؤ تو پھر علی کے برابر نعرے لاؤ۔

4- جمیع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی توہین:

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اَیْنَ عَلِیٌّ؟ اگر نظر آتا ہو تو پھر پوچھتے ہیں کہاں ہے؟۔۔۔۔۔۔ نظر کیوں نہیں آرہے تھے؟ نمبر بنانے کے لیے کئی لوگ آگے تھے پر اب جان دینے کا وقت ہے۔۔۔۔۔۔ اَیْنَ عَلِیٌّ؟ علی کہاں ہے؟ واہ میرے مصطفیٰ! جان دینے کے وقت سب سے پہلے جس کا نام نبی کی زبان پر آیا اس کا نام علی ہے۔

5- سیدنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی توہین:

فرمایا اَیْنَ عَلِیٌّ؟ علی کہاں ہے؟ اس کا مطلب یہ ہے وہاں اور لوگ آگے آگے تھے مگر یہ موت کا وقت تھا اس لیے علی کے خون کی ضرورت پڑی۔ کوئی دوسرا لے لے قد والا وہاں کام نہ آسکا۔ سمجھ آئی یہ بات!

6- حضرت سیدنا عمر فاروقِ اعظم اور حضرت سیدہ ام کلثوم بنتِ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم کے نکاح کا انکار:

نکاحِ ام کلثوم: نسائی شریف کے اندر حدیث ہے جس میں ام کلثوم کا نکاح حضرت عمر فاروقِ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا وہ اور علی کی بیٹی تھی، وہ اور ام کلثوم تھی کیونکہ وہ 55ھ میں اس کا بیٹا تھا اس کو بھی شہید کیا گیا تھا اور اس ماں کو بھی شہید کیا گیا تھا جنازہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پڑھایا تھا لیکن جو حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی بیٹی ام کلثوم تھی اس کا نکاح کر بلا شریف بعد حضرت جعفر طیار کے تین بیٹوں کے ساتھ ہوا ہے یکے بعد دیگرے۔ اس کا ذکر حضرت علامہ زر قانی نے زر قانی شرح مواہب اللدنیہ کے اندر کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ پہلے بیٹے کے ساتھ شادی ہوئی وہ فوت ہو گیا، دوسرے بیٹے کے ساتھ شادی ہوئی وہ فوت ہو گیا تیسرے بیٹے کے ساتھ شادی کرنے لگے تو میں بڑی پریشان تھی، جناب سیدہ کہتی ہیں کلثوم، کہ میری ساس کہے گی بڑی منحوس لڑکی ہے جس سے بھی اس کی شادی کرتے ہیں مرجاتا ہے۔ واقعہ یہ ہوا تھا کہ ان کی جو ساس تھیں ناں پہلے جعفر طیار کی اہلیہ محترمہ تھیں جب ان کی شہادت عمل میں آئی تو ان کا نکاح حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے پڑھا گیا جس ان کا وصال ہو گیا تو اس کے بعد جناب حیدر کرار کے ساتھ ان کا نکاح ہوا پھر یہ سو تیلی ماں بھی لگیں اور یہ ساس بھی لگیں۔ تیسرے ایک کے ساتھ بھی آپ کا نکاح ہوا۔ اب صاحبزادی ام کلثوم کے نام سے تھی کسی اور علی کی وہ تو شہید ہو گئی ہے 55ھ میں اور اس جنازہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے پڑھایا ہے تو پھر یہ ام کلثوم جو حضرت حیدر کرار کے صاحبزادی ہے اس کا تو خاندان میں رشتہ ہوا تھا ان رشتوں کے ساتھ ہوا ہے اگر اس جگہ وہ 55ھ میں شہید ہو گئی ہو اور اس کا جنازہ پڑھا لیا گیا ہو تو وہ کون سی ام کلثوم ہو گی جس کا بعد میں نکاح ہوا حضرت حیدر کرار کے بھتیجیوں کے ساتھ؟ معلوم ہوا یہ خود ساختہ سنوریوں سے بڑی سے بڑی کتاب میں لکھا۔۔۔ کون کون سی بات بڑی سے بڑی کتاب میں نہیں

ہی گئی؟ یزید کو جنتی بڑی سے بڑی کتاب نے نہیں کہا؟ کیا یزید جنتی ہے؟ اگر ایسا لعنتی جنتی ہو سکتا ہے پھر تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا پھر تو دوزخ بنائی کس کے لیے گئی؟

7- حضرت سیدہ ام کلثوم بنت حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کے حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم کے ساتھ نکاح کے حوالے سے شدید گستاخانہ بیان:

پہلے کہا کہ تم اپنی بیٹی کو سنوار کے میرے پاس بھیجو اگر مجھے پسند آگئی تو میں کر لوں گا تو حضرت حیدر کرار نے نکاح سے پہلے اپنی بیٹی کو سنوار کے بھیجا۔ یہ جتنے ام کلثوم کے نکاح کا ذکر کرنے والے ہیں ہم ان سے کہیں گے تم اپنی بیٹیوں کا یہ تجربہ کراؤ گے ہمیں جو حضرت علی مرتضیٰ کی بیٹی کا تجربہ بتاتے ہو کہ ان کو بنا سنوار کے بھیجا، حضرت عمر نے ان کو زانو پر بٹھایا، ان کے بوسے لیے، گلے سے لگایا، ان کی پنڈلی ننگی کر کے پکڑی تو انہوں نے کہا کہ تو امیر المؤمنین نہ ہوتا مار کے میں تیری ناک توڑ دیتی اور دوسرا جملہ ہے لَتَمَسْتُ عَيْنَكَ میں تیری آنکھیں نکال دیتی۔ اگر کوئی شائستہ بات کی ہوتی تو وہ یہ بات کہتیں؟ واپس آ کے کہتی ہیں ازلت الی شیخ سوئے ایک بڑے بدتر بوڑھے کی طرف تم نے مجھے بھیجا ہے۔ یہ نکاح سے پہلے کی روداد ہے۔

8- حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر دھوکہ دہی و جھوٹ اور خلفاء ثلاثہ رضی اللہ عنہم پر باغ فدک غصب کرنے کا الزام:

علامہ بدرالدین عینی نے عمدۃ القاری شرح بخاری کے اندر اس (مردان) کی ہسٹری لکھتے ہوئے لکھا ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے اس کو اور اس کے باپ کو شہر بدر کیا تھا اور خلفاء کو حکم دیا تھا کہ جو میرے بعد خلیفہ ہو گا اس کو ایک فرسنگ اور دور کرے گا۔ یہ حکم کا بیٹا ہے مروان بن حکم۔ یہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا سگا چچا زاد ہے اور پھر حضرت سیدہ عائشہ

رضی اللہ عنہا نے کہا کہ جو قرآن مجید میں آتا ہے ناں شجرہ ملعونہ، شجرہ ملعونہ جو ہے یہ مروان اور مروان کا باپ ہے اور خبیث ابن خبیث ابن خبیث کوئی سات پشتوں تک حضرت نے اس کا ذکر کیا ہے۔ علامہ بدرالدین عینی نے اس کا ذکر کیا ہے کہ یہ خبیث بن خبیث خبیث ہے اور یہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا چچا زاد لگتا تھا۔ جس وقت ان کی خلافت کا زمانہ اس کو یہ واپس لے آئے۔ صحابہ کرام اس پر معترض ہوئے، انہوں نے کہا اس کو کیوں واپس لے آئے ہو؟ انہوں نے کہا سرکار کا مجھ سے تنہائی میں وعدہ تھا میں اس کو واپس لوں گا۔ انہوں نے کہا اگر وعدہ تھا تو قوم کو بتلایا کیوں نہیں؟ آپ کے سوا کسی اور کو پتہ کیوں نہیں؟ لیکن تاہم صحابی رسول ہیں ان کے بارے میں کوئی ہلکی بات کہنا حرام ہے، نہ ہمارے مذہب میں درست ہے۔ اس کو بیٹی بھی دی اور وہ باغ فدک جو حضرت سیدہ خاتون جنت نہیں دیا گیا تھا وہ اس کو دیا گیا۔ خاتون جنت کی محرومی کی کوئی قانونی وجہ ہوئی ہوگی لیکن اس کو دیئے جانے کی کیا وجہ ہو سکتی ہے؟ عمر بن عبدالعزیز نے پھر اہل بیت کو وہ باغ واپس لے لیا تھا۔ عمر بن عبدالعزیز کے پاس کیسے آیا تھا؟ چونکہ اس بد بخت کے پاس وہ آیا تھا ناں، عمر بن عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رضی اللہ عنہ نے اپنے فتاویٰ عزیز کے اندر لکھا ہے کہ اہل بیت کی محبت کو زندہ رکھنے کے لیے مروان پر لعنت بھیجنا ضروری ہے یہ فتاویٰ عزیز کے اندر موجود ہے یعنی جو ملعون ہے اہل بیت کے کاغذات میں یہ اس آدمی کا نام ہے۔

9- حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر دھوکہ دہی و جھوٹ اور خلفاء ثلاثہ رضی اللہ عنہم پر باغ فدک غصب کرنے اور اسلامی قانون سے نابلد ہونے کا الزام ہے۔

وہ (ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا) اکیلی Two-third of Islam کی جاننے والی ہیں انہوں نے فرمایا یہ (مروان) ملعون بن ملعون بن ملعون ہے، صاحب روح المعانی نے بعد ذلک زینم اس کی تفسیر ایک ایسی تفسیر لکھی ہے جو میں اس وقت بیان نہیں کر سکتا۔ جتنے

علم حضرات ہیں صبح نکال کے دیکھیں۔۔۔ دنیا کا ذلیل ترین کام ہے جو اس آدمی کے لئے ہے، جب یہ (حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ) واپس لے آئے اس کو اس وقت صحابہ کرام نے پوچھا کہ آپ ان کو کیوں واپس لے آئے جب سرکار نے ان کو نکالا بھی تھا اور ہر ایک کو حکم دیا تھا اس کو دور کرنا۔ تو انہوں نے جواب میں ارشاد فرمایا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے کہ سرکار نے مجھ سے وعدہ فرمایا تھا میں نے درخواست کی تھی سرکار نے وعدہ فرمایا تھا کہ میں انہیں واپس بلا لوں گا، لیکن اس کے راوی اکیلے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ہیں، اب غلیفہ رسول ہیں ان کے بارے میں نہ کوئی کمزور رائے ہم قائم کر سکتے ہیں نہ کوئی بری بات کر سکتے ہیں لیکن صحابہ کرام نے اس پر بڑا جھگڑا رکھا کہ آپ کو یہ حق نہیں تھا ان کو واپس لاتے، اگر سرکار نے وعدہ کیا تھا تو سرکار کی زندگی میں دہراتے اور اگر نہیں دہرایا تھا تو پچھ ان کے وصال کے بعد آپ سے پہلے دو خلافتیں گزری ہیں ان کے زمانے میں کیوں نہیں دہرایا۔ بہر حال یہ صحابہ کرام اور خلفاء راشدین کی باہمی گفتگو ہے اس بارے میں ہم حصہ دار نہیں ہیں۔ ہم نے تو وہ سرکار کی زبان مبارک کی جو اطلاع ہے ماضی عثمان ماعمل بعد الیوم عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے نبی پاک ﷺ کے مشن کی وہ خدمت کی ہے اس کے بعد عثمان کچھ بھی کرے تو عثمان کا کچھ نہیں بگاڑا جاسکتا، تو وہ سرکار کے اس اختیار کو ہم تسلیم کرتے ہیں اس لیے اس بارے میں کوئی مزید بات نہیں کرتے۔ اس کو بلا کے بھی لائے اور اس کو بیٹی کا رشتہ بھی دیا، اس کے بعد علامہ بدرالدین عینی نے اس بات کا ذکر کیا کہ جو باغ فدک نبی کریم ﷺ کے حوالے سے جناب خاتون جنت نے مانگا تھا مولا مرتضیٰ ان کے ساتھ تھے ان کو کہا گیا تھا کہ اسلامک لاء کی رولنگ (ruling) یہ ہے، اس پر بھی محدثین کو کافی اختلاف ہوا کہ رولنگ کا سب سے بڑا جاننے والا تو حضرت علی مرتضیٰ ہے، قانون وراثت کے تو سارے فیصلے وہ کرتے رہے ہیں، ان کو کیوں پتا نہیں؟

10- حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پر طعنہ زنی:

بُلْعُو مِمْسِرِي گِردَن، ان کو دوسرے کی گردن کا تو صرفہ نہیں تھاناں، میری یہ گردن دی جاتی، یہ کس کے سامنے بیان کر رہے ہیں؟ مروان کے سامنے کر رہے ہیں، کہتے لَوْ شِئْتُ أَنْ أَسْمِيَ فُلَانًا وَفُلَانًا لَفَعَلْتُ اِگر میں چاہتا کہ میں نام لوں وہ فلاں شخص ہے وہ فلاں شخص ہے یعنی نبی پاک عليه السلام کے خاندان کے دشمنوں، حسد کریمین کے عداوت پرستوں اور خاندان نبوت کے خون آشاموں کے نام اگر میں لینا تو میں بڑی آسانی سے لے سکتا تھا لیکن وَأَمَّا الْآخِرُ فَلَوْ بَشَّتُهُ لَقَطَعْتُ الْبُلْعُومَ اِگر تمہارے سامنے وہ دوسرا علم بیان کر دوں تو میری حلق کاٹ دی جائے۔ یار! بات کرنے کی تو تھی پر کرنے کے ڈر حلقوم کے کٹنے کا تھا۔

11- حضرت سیدنا ابو ہریرہ و حضرت امام حسن بصری رضی اللہ عنہما کو غیر معیار انسان ہونے کا طعنہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ یا حضرت شاہ حسن بصری رضی اللہ عنہ کو مجرم گرداننے کا حق نہیں کیونکہ بات کے دو پہلو ہوتے ہیں؛ ایک رخصت، ایک عزیمت۔ جو نچلے سے نچلا درجہ کا ہوتا ہے اس کا نام ہے رخصت، اس پر وہ عمل کر گئے لیکن معیاری بندہ اپنے معیار مطابق خرید و فروخت کرتا ہے۔ کہا تم رخصت پر عمل کر سکتے ہو تم سرکار کی گردن چومنے والے ہو، میں سرکار کی زبان چومنے والا ہوں اس لیے میں رخصت پر عمل نہیں سکتا میں عزیمت پر عمل کروں گا۔

12- افضلیت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا انکار:

جنہیں گود میں لے کے بیٹھیں وہ افضل یا جو صرف جوتے چومیں وہ افضل ہیں؟ سمجھ آر ہے یہ بات؟ جو سرکار کو اٹھا کے چلیں ان کو زیادہ عزت ملی یا جن کو سرکار اٹھا کے چلیں؟

13- افضلیت دینی ضرورت کی چیز نہیں:

یہ کتاب (زبدۃ التحقیق) ہے اور اللہ کے فضل و کرم سے میں امید کرتا ہوں کہ اس کو کوئی نقیدی نقطہ نگاہ سے چیلنج نہیں کر سکے گا۔ اس کتاب کے اندر اس پر بحث کی ہے کہ افضلیت دینی کوئی ضرورت بھی ہے کہ نہیں۔ یہ دینی ضرورت کی چیز نہیں ہے، نہ قبر میں سوال ہو گا نہ قیامت کے دن، کون افضل ہے؟ افضلیت ضروریات دین میں سے نہیں ہے۔ 'کون کس سے کتنا افضل ہے' اس پر گفتگو ہے اور کوئی کتاب اہل سنت کی کتب کے سوا اس میں پیش نہیں کی۔

14- نبی کریم ﷺ کی ساس حضرت ہندہ رضی اللہ عنہا اور سسر حضرت سیدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی شدید توہین:

آپ کو یہ بھی بڑی حیرت ہوتی ہوگی کہ (حضرت ہندہ رضی اللہ عنہا) رہنے والی مکے کی ہیں، مدینہ میں کیا تلاش کرتی پھرتی ہیں؟ احد کی جنگ تھی یہ تو مدینہ طیبہ میں ہوئی تھی۔ آرمی آئے تو آئے یہ کس لیے آئی تھیں؟ یہ سیرت کا ایک بڑا تلخ باب ہے عربوں کی یہ عادت تھی کہ جتنے بزدل مرد ہیں ان کو اگر لڑانا ہو تو ان کی بیگم ساتھ لے جاؤ جس کتے کی بھونکڑیں نی عادت نسئیں ناں روٹی کی سل کری تے درختے ناں منگی سٹو بھونکی بھونکی مری گیسپی، جس جنزیں کی کلیوں دس جتیاں ماری کتوتے اف نہ ناں کرے بوہنی نے سامنزین کدے گل۔۔۔ او جنزاں نہ سمجھیں جے کدے ایہہ گل ہووے، کیہہ سمجھیا ای بوہنی تکلنزی پئی، ایہہ بزدلاں جنزیاں کی کھلانزیں نا طریقہ ایہہ آروٹی سلی کے منگی سٹو۔ (جس کتے کو بھونکنے کی عادت نہیں روٹی کو سوراخ کر کے درخت کے ساتھ لٹکا دو بھونک بھونک کر مر جائے گا۔ جس مرد کو تنہائی میں دس جوتے مار لو تو اف تک نہ کرے بیوی کے سامنے اگر بات۔۔۔ ایسا ہو جائے تو مرد نہ سمجھنا، کیا سمجھے ہو، بیوی دیکھ رہی ہے، بزدل مردوں کو کھڑا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ روٹی کو سوراخ کر کے لٹکا دو۔

15- حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر تبر ابازی کا بھونڈا الزام:

ایک مسئلہ آپ کا رہ گیا ہو گا کہ جناب امیر معاویہ کا جو سلسلہ ہے تبر ابازی کا اس کا نام شرائط صلح طے کرنا نہیں ہے نہ کوئی اصلاح کرنا نہ کوئی اپنا موقف بیان کرنا ہے بلکہ چالیس میں آپ نے تبر شروع کیا جو لگاتار صدی کے خاتمے تک جاری رہا اور حضرت بن عبدالعزیز نے اس کو آکر کے بند کیا۔ یہ خطبہ ان اللہ یا امر بالعدل والاحسان ایتاء ذی القربی یہ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اس جگہ اس کو replacement ہے لیکن ہم چونکہ اہل سنت و جماعت میں سے ہیں جناب امیر معاویہ کو برا بھلا نہیں کہتے

16- حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر اہل بیت کو گالیاں دینے کا الزام:

سب سے مراد یہ لعن طعن بھی ہے یعنی جو اس کی شان کے لائق نہ ہو، اس کو اذیت پہنچائے، اس کا جو معتقد اور سننے والا ہے سن کے اس کو اذیت پہنچے، یہ سب کے معنی میں ہے۔

سوال (منجانب منزل شاہ): اس کا آغاز جو منبر پر ہوا مولائے کائنات کے خلاف آپ کی اولاد کے خلاف یہ کب ہوا؟ کس نے کیا؟

جواب: یہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ابتدا شروع کیا۔ مگر جس وقت حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے صلح ہوئی سابقہ ان معاملات کو یہ بات دھوتی ہے۔ اگر اس کے بعد کسی کو کیا ہے تو یہ اس کا اپنا عمل ہے۔ صلح کے وقت یہ ساری باتیں طے ہوئی تھیں کہ آپ نے اس کے بعد کوئی سب و شتم بھی نہیں کرنا، جناب حیدر کرار شیر خدا کے حامیوں کے خلاف کوئی بات نہیں کرنی، ان کو کوئی اذیت نہیں پہنچانی اور جہاں جہاں وہ کہیں ہیں ان کو کوئی د

پہنچانا، اہواز کے علاقے سے اتنا ہمیں راتلٹی کے طور پر دینا وغیرہ وغیرہ یہ کافی شرائط میں طے ہوئی تھیں، یہ ہے کہ آپ نے اپنے بعد اپنا کوئی متولی یا اپنا crown prince بنا کر، ولی عہد نہیں بنانا، یہ باتیں اس وقت طے ہوئی تھیں۔ (مزل شاہ پھر سوال کرتا ہے) ولی عہد تو مقرر کیا ناں انہوں نے؟

جواب: اس کے بارے میں وہ ایک اور شق نکال لیتے ہیں کہ انہوں نے کہا ”میری زندگی میں نہیں بنانا“ حالانکہ یہ ”میری زندگی“ کا لفظ تنازعہ فیہ ہے، یہ ہے کہ نہیں ہے، مگر یہ کہ ایک طبقہ کہتا ہے کہ میری زندگی میں نہیں بنانا، چونکہ حضرت امام حسن کے وصال کے بعد انہوں نے بنایا لہذا اس کی خلاف ورزی نہیں ہوئی مگر یہ محل نظر ہے اس پر اتفاق کرنا مشکل ہے۔

17- صحابہ و تابعین پر شیعیت و تفضیل کا الزام:

پہلے شیعہ صحابہ و تابعین تھے شاہ عبدالعزیز صاحب نے تحفہ اثناء عشریہ میں لکھا ہے کہ صحابہ و تابعین پہلے شیعہ تھے جو حضرت حیدر کرار کے ساتھ تھے اور ان میں ایک طبقہ وہ تھا جو حضرت حیدر کرار کو باقیوں سے افضل سمجھتا تھا۔

18- امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کی طہارت کا انکار اور غیر انبیاء کی نبی کریم ﷺ کے ساتھ برابری کا دعویٰ:

آیت اتر چکی بعد میں سرکار نے تفسیر کر دی، اب جناب لغت کا سہارا لے کر کے معنی میں تبدیلی نہیں کی جاسکتی۔ ثبوت: جب خود صاحب تفسیر تفسیر کر دے، اب اہل بیت تو کئی قسم کی ہے، جو سرکار کے خادم ہیں واثلہ بن الاسقع الّست من اہل بیتک یارسول اللہ یارسول اللہ! کیا میں آپ کی اہل بیت میں سے نہیں ہوں؟ فرمایا نعم جی ہاں تو

میری اہل بیت میں سے ہے، لیکن کس معنی میں؟ خادم کی حیثیت سے، سَلْمَانٌ مِثْلًا أَهْلِ
 الْبَيْتِ حضرت سلمان فارسی ہم اہل بیت میں سے ہے، حضور کی ازواج لغت کے اعتبار سے
 حضور کی اہل بیت ہیں یقیناً حضور کی ازواج مطہرات اہل بیت میں سے ہیں، سرکارِ دو عالم
 نے پگڑی کے رشتہ داروں کو جو بنی ہاشم ہیں سب کو اپنی اہل بیت کہا، لیکن وہ کس معنی میں
 اہل بیت ہیں؟ حرمتِ صدقہ میں اور خمس میں شریک ہونے میں، صرف ان دو چیزوں میں
 شریک، حضور ﷺ کی ازواج مطہرات النَّبِيِّ أُولَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ
 أَزْوَاجَهُ أُمَّهَاتُهُمْ ان کو ماؤں کا درجہ ملا ہے صرف اس وجہ سے کہ سرکار کے گھر میں
 سرکار کی ازواج ہیں۔ سمجھے ہو بات! لیکن یہ جو اہل بیت ہیں یہ پانچ چیزوں میں شریک ہیں
 علامہ رازی نے کہا ہے کہ آلِ محمد جو ہے یہ پانچ چیزوں میں يُسَاوُونَهُ سرکار کے برابر ہیں
 یہ لفظ بولے ہیں انہوں نے امام رازی نے، اگرچہ میں یہ بولنے کی جرأت نہیں کرتا۔ امام
 رازی نے کہا یہ پانچ چیزوں میں یہ آلِ محمد جو ہے یہ سرکار کے ساتھ برابر ہے۔ کس چیز میں
 کہا پہلی بات صلاۃ میں یہ شریک ہیں۔ کہا کس طرح؟ کہا اللہم صل علی محمد
 علی آلِ محمد نماز کے اندر جو آل آتا ہے وہ یہی آل مراد ہے، یہ رازی لکھتے ہیں،
 دوسرا سلام میں سرکار کے ساتھ یہ برابر کے شریک ہیں، کہتے ہیں کیسے؟ السَّلَامُ
 عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ بھی ہے اور وَسَلَامٌ عَلَىٰ آلِ يَاسِينَ یہ بھی ہے، سلام میں
 برابر کے شریک ہوئے۔ تیسرا تطہیر میں کہتے ہیں یہ برابر کے شریک ہیں، اگر امام رازی کے
 نزدیک اہل بیتِ تطہیر میں ازواج بھی ہوتیں تو ان کو بھی کہتے وہ شامل ہیں، انہوں نے
 کہا اہل بیتِ تطہیر میں صرف یہ پانچ شخصیتیں ہیں جو شامل ہیں۔ اس کے بعد فرمایا اور کس
 چیز میں؟ کہا حرمتِ صدقہ میں بھی سرکار کے ساتھ برابر کے شریک ہیں، باقی جن کے
 صدقہ حرام ہو جب خمس بند کر دیا گیا صدقہ حلال ہو گیا، کہا ان کا صدقہ بند ہونے کے بعد
 بھی ان کے لیے صدقہ حلال نہیں ہوا خمس بند ہو گیا صدقہ پھر بھی حلال نہیں ہوا، وہاں ان
 کے لیے temporarily بند ہوا تھا، ایک cause تھی اس کی، ان کی cause تطہیر

ہے، تطہیر ہمیشہ قائم رہے گی اس لیے صدقات واجبہ ہمیشہ ان کے لیے ممنوع ہیں۔ سمجھ آ گئی ہے؟ اور آخری چیز کہا کہ یہ محبت میں یہ خاندان یہ پانچ حضور کی ذات پاک کے ساتھ یہ چاروں برابر کے شریک ہیں، کس طرح؟ کہا قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ سِرْكَارِ كِيْ مَحَبَّتِ وَاجِبِ هِيَ اِسْ لِيْ قُلْ لَا اَسْءَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى انہوں نے کہا محبت میں یہ خاندان شریک ہے۔ صلاۃ میں شریک ہونا ایک، سلام میں شریک ہونا دو، حرمت صدقہ میں شریک ہونا تین، تطہیر میں شریک ہونا سرکار کے ساتھ چار اور محبت میں شریک ہونا پانچ۔

19- جگر گوشہ حیدر کرار حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ پر رشوت خوری کا الزام اور حضرت حیدر کرار رضی اللہ عنہ اور آپکی اہلیہ حضرت سیدہ فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا و حضرت خولہ حنفیہ رضی اللہ عنہا کے لیے wheel کے رذیل لفظ کا گستاخانہ استعمال:

اب جناب یہ پہلی smuggling جو کی تھی وہ جناب حیدر کرار کے ایک بیٹے تھے محمد بن الحنفیہ یہ اس کنیز کے بطن سے تھے کہ جو جنگ یمامہ مسئلۃ الکذاب کے خلاف لڑی گئی تھی ان سے وہ صاحبزادے پیدا ہوئے تھے اور اکثر و بیشتر جنگوں میں جناب حیدر کرار کا بھی ساتھ دے دیا اور کربلا والی جنگ میں یہ زندہ خیر و عافیت سے تھے امام عالی مقام کے ساتھ انہوں نے ساتھ نہیں دیا تھا یزید سے بیعت کی تھی اور کثیر رقم بھی وصول فرمائی تھی۔ جب یزید سے بیعت کر لی تو لوگ بڑے پریشان ہوئے کہ بیٹا علی کا ہو یزید سے بیعت کر لے انوکھی بات ہے۔ انہوں نے کہا دراصل یہ بات ہے کہ یہ دونوں wheel اس کے work نہیں کرتے ناں۔ بیٹا فاطمہ کا ہو گا سر نیزے پہ بھی چڑھے گا لیکن یزید پلید کو کبھی تسلیم نہیں کرے گا۔ ان کا نام محمد تھا ان کے متعلق یزیدیوں نے جب بیعت اس نے کی ناں تو فوراً مشہور کر دیا یہ امام مہدی ہے اور کہا یہ شیعہ نے مشہور کر دیا یہ امام مہدی ہے۔

20- شعارِ اہل سنت ”نعرہ تحقیق حق چاریار“ کی مخالفت :

آپ کو یاد ہو گا کہ آج سے چند روز پہلے مجھے نعرہ تحقیق سے اختلاف ہوا۔ کس وجہ سے اختلاف ہوا؟ اس وجہ سے نہیں ہوا کہ نعرہ علی کو کوئی روکتا ہے یا نہیں روکتا، میں نے کہا اس میں ہر حالت میں ان دو باتوں میں سے ایک بات پائی جاتی ہے؛ یا بغض صحابہ یا بغض اہل بیت۔ کیوں؟ اگر خلیفہ سمجھ کے کرتے ہو تو امام حسن خلیفہ نہیں ہیں؟ وہ جو تیس برسوں والی حدیث ہے کہ میرے بعد خلافت تیس برس رہے گی حضرت امام حسن کو شامل نہ کریں تو تیس برس پورے بنتے نہیں۔ اگر خلافت کے لیے آپ ان کا نام استعمال کریں کہ وہ تیس ڈالیں تو بنتی ہے۔ ہیں؟ تیس سال پورے کرنے کے لیے تو امام حسن کا نام آپ استعمال کریں جب خلافت کا نعرہ آئے تو پانچ کیوں نہ کہیں، حق پانچ یار، اگر خلیفہ سمجھ کے کہتے ہیں تو، اور اگر صحابہ کی عظمت اور تقدس کو تحفظ دینا چاہتے ہو تو حق سب یار کہو تا کہ اس میں جناب امیر معاویہ بھی آئیں۔ یہ آج سے چند روز پہلے کا اختلاف ہے کہ نہیں؟ ہیں؟ یہ بات اس کا اختلاف ہوا تھا یہ اولڈ ہم کے مقام پر ہوا تھا۔ ہاں یہ آج کی بات نہیں میرا خیال ہے پندرہ سولہ روز پہلے۔ میں نے کہا اگر آپ خلفاء کی خلافت کا نعرہ لگانا چاہتے ہو حق پانچ یار کہو کہ حضرت امام حسن کی خلافت کو بیچ میں نہ ڈالو تو نبی پاک ﷺ کی وہ حدیث کہ میرے بعد تیس برس خلافت رہے گی وہ پوری نہیں ہوتی اور وہ حدیث صحیح ہے محدثین نے اس پر کوئی کلام نہیں کیا اور اسی بنیاد پر خلافت راشدہ کو تیس برس تک اسی سے مانتے ہیں۔ شیعہ کے مقابلے میں یہی حدیث پیش کی جاتی ہے کہ یہ تیس کی جو روایت ہے اس سے صدیق اکبر ص کی پہلی خلافت بنتی ہے۔ ہم حضرت امام حسن اور جناب حیدر کرار کی خلافت کو Valid قرار دیں تو وہ بیچ میں ڈالیں تو تیس بنتی ہے اگر وہ بیچ میں ڈالیں نہ تو تیس نہیں بنتے۔ اس وجہ سے ان کی خلافت کو بھی validate اسی حدیث سے کیا جاتا ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے کہ سنی ہو کر خلافت کو validate کرتے وقت تو حضرت امام حسن کی خلافت بیچ میں ڈالیں میٹھا میٹھا ہڑپ ہڑپ کڑوا کڑوا تھو تھو۔۔۔۔۔ ادھر تو تیس کا نام لے کر پوری

کرتے ہو خلافت تو امام حسن کا نام کیوں نہیں لیتے ہو۔ اگر نعرہ تحقیق خلافت کی غرض سے لگاتے ہو حق پنج یار کہو تا کہ پانچویں خلیفہ کا ذکر آئے۔ اگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تحفظ مہیا کرنا چاہتے ہو، یہ اولد ہم کے مقام پر ہوئی ہے یا نہیں؟ دھڑلے سے یہ بات ہوئی کہ نہیں کافی دیر تک اس پر گفتگو ہوئی، میں نے کہا پھر حق سب یار کہو۔ یہ چار یار صرف حق ہوں گے باقی باطل ہوں گے؟ اگر خلافت کے اعتبار سے کہو تو وہی خلافت راشدہ ان پانچ پر ختم ہوتی ہے اور اگر صحابہ کو تحفظ دینا چاہتے ہو تو حق سب یار کہو۔ یہ لفظ ہیں میرے، تا کہ امیر معاویہ بھی اس میں آئیں جو متنازع فیہ شخصیت بنا دی گئی ہے۔ وہ متنازع فیہ شخصیت ہوں گے تو اللہ کی بارگاہ میں ہوں گے، صحابہ کی بارگاہ میں ہوں گے۔

21- حضرت سیدنا غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ جھوٹ منسوب کرتے ہوئے اصحاب صحاح ستہ کی توہین:

حضرت والی بغداد اپنی کتابوں میں حدیثیں روایت کرتے ہوئے ان ائمہ میں سے کسی ایک کا نام نہیں لیتے، ہاں، یہ جتنے آپ کو صحاح ستہ وغیرہ والے نظر آتے ہیں ایک کا بھی نام نہیں لیتے۔ آپ سے پوچھا گیا ”آپ ان کا نام نہیں لیتے؟“ انہوں نے کہا ”مجھ سے کم استعداد کے آدمی ہیں، میں ان کا نام لے کر اپنی کتاب کو خراب کروں! میرا نام ان سے زیادہ وزنی ہے۔“

22- حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ پر اہل بیت کے ساتھ سوتیلی ماں والا سلوک کرنے کا الزام:

اور جو حضرت مفتی صاحب نے ذکر کیا ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ صحت حدیث میں شدت التزام کے ساتھ ثقہ راویان کا انتخاب کرتے ہیں اور جس آدمی کا ضبط بھی کامل ہو، جس آدمی کی صحبت بھی اپنے شیخ کے ساتھ کامل ہو اس آدمی کی حدیث لیتے ہیں مگر امام بخاری

رسول اللہ ﷺ نے اہل بیت کے بارے میں سوتیلی ماں والا سلوک کیا ہے۔ یہ جو حدیثِ قسطنطنیہ ہے اس کے بارے میں محدثین کی خدمتِ عالیہ میں انتہائی ادب سے عرض کروں گا کہ مجھے یہ سوچ کے بتلاؤ اس کا راوی کون ہے؟ اس کی راوی امِ حرام ہے۔ محدثین میں ان کا درجہ کیا بنتا ہے؟ حضرت امِ حرام کا کوئی درجہ محدثین کے طبقے میں نہیں بنتا، بہت کمزور راویہ ہے اور پھر وہ بیان کہاں کرتی ہیں؟ اس سلسلہٴ تعلیمات میں پوری بخاری میں ایک ہی روایت ہے اور وہ دمشق جا کے لی ہے۔ ایک حدیث کے لیے انہوں نے سفر کیا ہے اور کیا یزید کے لیے ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ امِ حرام کون ہیں؟ مدینہ طیبہ کی رہنے والی، حدیث کیا ہے کہ اول جیش من امتی یغزون مدینة قیصر مغفور لہم سب سے پہلی جماعت کہ جو شہر قیصر پر حملہ کرے گی وہ بخشش ہوئی ہے۔ یزید کو جنتی کہنے کے لیے انہوں نے یہ ساری تدبیر کی ہے۔ اس کا نام ہے حدیثِ قسطنطنیہ، حدیثِ مغفور لہم۔ دیکھنا یہ ہے کس نے روایت کی ہے؟ اس کی راویہ حضرت امِ حرام ہیں۔ رہنے والی کہاں کی ہیں؟ مدینہ طیبہ کی۔ مدینہ طیبہ میں آکر کے کسی نے ان سے یہ حدیث لی ہے یا جا کر کے دمشق؟ کہا دمشق جا کر کے انہوں نے یہ حدیث پیش کی ہے۔ محدثین کے نزدیک فضائل ہوں یزید کے، راوی ہوں سارے دمشق، محدثین کے نزدیک قابلِ احتجاج ہے؟ پھر یہ کہنا کہ بخاری صاحب نے بڑی مہربانی فرمائی ہے اچھا کیا ہو گا مہربانی کی ہو گی لیکن اولادِ رسول کے ساتھ تو انہوں نے باقاعدگی سے وہ سارے اقدامات کیے ہیں جو نہیں کرنے چاہئیں تھے۔

23- حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ پر یزید کی حمایت کا الزام:

آئیے! حد ثنا، کتنے افسوس کی بات ہے کہ امام بخاری نے اس پورے ملک میں جا کر کے کوئی دوسری حدیث روایت نہیں کی، صرف ایک روایت کی ہے۔ کس دور کا آدمی ہے؟ بندہ تیسری صدی کا ہے، حکومت اس وقت کس کی ہے؟ عباسیوں کی ہے، عباسیوں کی حکومت میں یزید کی فضیلت کی ضرورت کیا پڑی تھی؟ بات اصل میں یہ تھی جو کام یزید نے کیا تھا،

مسلمان اس کو کافر کہتے تھے اور اس پر لعنت کرتے تھے، وہ کام عباسیوں نے لاکھ مرتبہ کیا تھا، اگر وہ ایک مرتبہ لعنتی تھا تو یہ لاکھ مرتبہ لعنتی تھے۔ اس وجہ سے ان کو ضرورت تھی پہلے اس کے case کو justify کیا جائے۔ اس کی کیا وجہ ہوگی امام بخاری کا استاد ہے امام احمد بن حنبل، جو غوث الثقلین کا امام ہے، اس کی حدیث کو candalize نہ کیا جائے؟ پانچ جلدوں کی کتاب مسند امام احمد بن حنبل، استاد کی حیثیت زیادہ معتبر ہے، لاکھ میں سے ایک آدمی ایسا نہیں ملے گا جو کہے اگر ایک لاکھ بخاری ملایا جائے تو ایک امام احمد بن حنبل بنتا ہے، جب وہ آدمی معتبر ہے اس آدمی نے درے کھائے ہیں کلمہ حق کہہ کے، امام بخاری بھی اس زمانے میں بغداد میں موجود ہے اس نے کیوں نہیں کہا میرا بھی یہی عقیدہ ہے۔

شیریں سے گرچہ کوہکن بازی نہ لے سکا پر سر تو دے سکا
کس منہ سے کرتے ہو دعویٰ عشق سودا تم سے تو یہ بھی نہ ہو سکا

سمجھ میں آئی یہ بات! کاش میرا گلا ٹھیک ہوتا، لیکن بہر حال جیسی بھی حالت میں ہوں بات آپ کو سمجھ آرہی ہے۔ ان کے ہاتھ مضبوط کرتے ہو؟ جن کو روکنے کی تمہاری ڈیوٹی تھی ان کے آلہ کار بنے ہو؟

24- امام بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ پر بغض اہل بیت کا الزام:

جلد نمبر 16 ہے، اتفاق سے صفحہ نمبر 16 ہے، اس صفحے پر یہ حوالہ ہے، اوپر کی دس بارہ سطریں چھوڑ کے نیچے یہ حوالہ ہے، جناب حیدر کرار کی حدیث پر تفصیلی بحث ہے کہ یہ حدیث کمزور ہے لیکن سامنے والے صفحے پر علامہ بدرالدین عینی نے اس بحث کو چھیڑا اور اس کے اندر حضرت عبداللہ ابن عباس کے حوالے سے بھی اور حضرت عبداللہ ابن عمر کے حوالے سے بھی دونوں حدیثیں بیان کیں، ایک ابن ماجہ کے اندر بیان کی ایک ترمذی کے

اندر بیان کی اور دونوں بیان کر کے ان پر کوئی گفتگو نہیں کی، حدیث وہی ہے اس پر نہیں کہا کمزور، ادھر نام علی کا تھا بغض علی کی وجہ سے وہ نام چھیڑ گئے۔

25- گستاخ رسول دیوبندی مولوی قاری طیب کی سیادت کا اقرار اور حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ پر ناصبیت کا الزام:

قاری طیب صاحب یہ سادات میں سے ہیں انہوں نے بھی یہ لکھا ہے کہ امام غزالی ناصبی ہیں۔

26- حجۃ الاسلام امام غزالی، امام ابن جوزی و شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ پر ناصبیت و بغض اہل بیت کا الزام:

جن لوگوں نے اس پر لعنت نہیں کی یا اس کو کافر نہیں کہا، کہا کہ اس پر خلافت منعقد ہو گئی تھی ان کا نام ناصبی ہے ہماری اپنی زبان میں، یعنی حضرت علی مرتضیٰ شیر خدا کے خلاف اور امام حسین کے مخالف دھڑے کا نام ہے ناصبی، تو جو لوگ یزید کی حمایت کا جملہ بولتے ہیں اہل سنت میں ان کا شمار نہیں ہوتا، ان کا شمار ناصبیہ میں ہوا کرتا ہے۔ اور بہت سارے لوگوں نے بڑی موٹی موٹی کتابیں لکھی ہیں اور صوفی بن بیٹھے ہیں، یہ بڑی پرانی چور بازاری چلی آرہی ہے۔ جس وقت لوگوں نے دیکھا یہ آدمی بڑا بے ایمان ہے گمراہ ہے اس نے فوراً فقیر ہونے کا دعویٰ کیا، تصوف پر کتابیں لکھنی شروع کر دیں، تصوف پھیلا نا شروع کر دیا، محض اس دھوکے کو عام کرنے کے لیے کہ میں تو باقاعدہ صوفی ہوں، درویش ہوں، اہل اللہ ہوں، اور کتابیں باقاعدہ لکھی ہیں اور یہ کتابیں لکھنے کا کام ابن تیمیہ جیسے آدمی نے بھی کیا تصوف کی کتابیں، تصوف کے منکرین میں پہلا آدمی سمجھا جاتا ہے اس آدمی کو۔ ابن تیمیہ نے

تصوف پر بڑی کتابیں لکھی ہیں، جب ان کو یار سول اللہ کا منکر کہا گیا تو پھر ابن قیم نے جلاء الافہام میں جا بجا اس بات کا ذکر کیا کہ فلاں فلاں بزرگوں نے یار سول اللہ کہا تھا اور یار سول اللہ کہہ کے درود پڑھتے تھے، پھر تصوف پر بھی بڑی کتابیں لکھیں اور ابن جوزی نے سرکار بغداد کی قبر شریف کے بارے میں کہا کہ میں نے ان کی ہڈیاں نکال کے دریا میں بہا دی ہیں اب کس لیے سلام کے لیے آتے ہو، اس آدمی نے بھی بعد میں جب جوتے پڑے، شکل بدل گئی، اور نائے قد کا تھا، سر موٹا سا تھا، گردن چھوٹی سی تھی، قد نائسا تھا، رنگ کالا تھا، رنگ اور بھی سیاہ پڑ گیا، واڑھی کورنگنے کے لیے کوئی چیز لگائی تو واڑھی بھی جھڑ گئی اور صورت بھی بدل گئی، اس سے بہت گھبرایا اور۔۔۔۔۔ جس کے سہارے اس نے یہ ساری بد تمیزیاں کی تھیں وہ بھی اور یہ بھی، ان سے کوئی ایسا کام براہوا کہ گدھے پر سوار کر کے منہ کالا کر کے بغداد شریف میں پھرایا گیا اور بعد والے مولانا ؓ اللہ علیہ ؓ اللہ علیہ سب کتابوں میں لکھتے یعنی جوں جوں اہل بیت کا منکر اپنے جو بنوں پر آئے تو پیچھے ؓ اللہ علیہ کی مشین لگا دیتے ہیں تاکہ اس کی کوئی برائی ظاہر نہ ہو، تو اس نے بھی تصوف پر کتابیں لکھی ہیں، تقریباً یہ ساری کتابیں تصوف کی ہیں جو ان لوگوں نے لکھی ہیں۔ یہ امام غزالی صاحب جو ہیں یہ بھی ان کتابی مولویوں میں سے ہیں جنہوں نے وقت پر حضرت امام حسین کی مخالفت کا دم بھی بھرا۔ احياء العلوم جو بڑی مشہور، صوفیاء کرام میں مشہور مانی جاتی ہے اس کے اندر موجود ہے کہ یزید کو برا نہیں کہنا چاہیے یزید ٹھیک آدمی تھا اس پر خلافت منعقد ہو گئی تھی۔ انہوں نے کتابیں وغیرہ جو لکھی ہیں ناں سمجھا بہت بڑا تیر مارا ہے پیچھے بھی کافی لوگ۔۔۔ مگر آج تک ان کا کوئی مرید دیکھا ہے زندگی میں؟ ان کے سلسلہ طریقت کا کوئی نام آپ کی اطلاع میں ہے؟ جو کاغذی قسم کے پیر ہوتے ہیں ان کے آگے سلسلے نہیں چلتے۔۔۔ امام غزالی کا مرید بھی کبھی آپ نے دیکھا ہے؟ ان کے سلسلہ طریقت کا کوئی نام

ہے؟ بیماری یہی ہے کہ امام حسین کے مخالف دھڑے کے آدمی ہیں۔۔۔۔۔ یزید بارے میں اہل علم کے ایک طبقے نے کہا کہ اس پر لعنت درست ہے۔ کیوں درست ہے؟ اس وقت وہ کافر ہو گیا جب اس نے حضرت امام حسین کے قتل کا حکم دیا۔ یہ ایک pinch of case ہے۔ ایک طبقہ کہتا ہے کہ اس نے نہ قتل کا حکم دیا ہے جو تمہارے ہاں اس تکفیر کی بنیاد ہے وہی نہیں ہے، اس نے کوئی حکم نہیں دیا۔ جو امام غزالی ہیں وہ بھی اس دعوے کے مدعیوں میں سے ہیں کہ یہ بات ثابت نہیں ہے، یہ حاشیے میں لکھا ہے عبد العزیز صاحب نے، شاہ عبد العزیز صاحب جی اسی تھیلی کے چٹے بٹے ہیں ناں، اس نے وہ کہتے ہیں کہ جناب اس کا تو امر کرنا ثابت نہیں ہے۔ اب یہ ثابت کرنا کہ اس نے حکم دیا ہے یہ فیصلہ طلب بات ہے۔ اس جگہ ایک طرف حضرت علامہ تفتازانی ہوں اور ایک طرف کوئی اور مولوی صاحب ہوں کیا قیمت بنے گی اس کی؟ اس جگہ آپ فرماتے ہیں علامہ تفتازانی و اتفقوا علی جواز اللعن علی من قتله او امر به او اجازہ کہتے ہیں اس پر تمام اہل علم کا اتفاق ہے کہ جس آدمی نے امام حسین کو قتل کیا اس پر لعنت اور لعنت معنی یہ ہے کہ سوائے کافر کے نام لے کے کسی کو لعنت بھیجنی درست نہیں ہے اور من راجع منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبه فذلک اضعف الایمان جو آدمی کسی بدی کو دیکھے چاہیے کہ اس کو ہاتھ سے روکے اگر ہاتھ سے نہیں روک سکتا تو زبان سے تو برا کہے، یزید کے ساتھ لڑ نہیں سکتا یزید پر لعنت تو بھیج دے۔ یہ جنہوں نے کہا نہ بھیجنے اور چپ رہنے میں کوئی مضائقہ نہیں یہ تمہاری ماں کی عزت پر حملہ ہوا ہوتا پھر دیکھتے کیسے چپ رہتے ہو۔ ہیں؟ یہ حسین پر حملہ ہوا ہے اس لیے تمہیں سستا نظر آتا ہے۔

27- سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتراض:

تمثیل۔ نے اس سایہ کے دو حصے کیے
آدھے سے بنے حسن آدھے سے حسین

مجھے ایک حد تک اختلاف ہے اس وجہ سے میں سوچ رہا تھا میں کہوں مثل شے غیر شے ہوتی ہے اور اجزاء شے غیر شے نہیں ہوتے۔ حسین کریمین اجزائے رسول ہیں۔ میرا سر چکر کھانے لگا تھا مثل شے غیر شے ہوتی ہے۔ تمثیل نے دو حصے کیے کا مطلب یہ ان کا غیر تھے۔ قرآن مجید کی اندرونی شہادت بتاتی ہے فجعلوا له من عبادہ جزءا جس وقت مشرکین نے فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں کہا تو رب کریم نے کہا کہ انہوں نے خدا کے اجزاء بنا لیے ہیں یعنی اولاد کو جزو ذات۔۔۔ اس کو کہتے ہیں اشارۃ النص، تو مقصود کلام جزو ظاہر نہیں کرتا بلکہ یہ بتانا تھا کہ اولاد اس کی ہو سکتی ہے جو متجزی ہو تو جزو شے غیر شے نہیں ہوا کرتی مثل شے غیر شے ہوا کرتی ہے۔

28- توہین علماء پر مشتمل نعرہ کی بے ہودہ تعریف :-

جب بیل کھینچتے کھینچتے جوڑوں میں بیٹھ جاتا ہے ناں تو اس کا زمیندار اس کو اٹھانا چاہتا ہے، اس (بیل) کو پتہ چل گیا ہے کہ بہت کوشش کر کے دیکھی ہے آگے چلنے کا فائدہ کچھ نہیں ہے بیٹھ جانے کا فائدہ ہے، اس کی دم پہ دانت سے کاٹنا ہے زمیندار، اس وقت وہ مرتے مرتے بھی اٹھ جاتا ہے۔ یہ نعرہ جو ہے ناں جس وقت مولوی تقریر میں رہ جائے ناں اس وقت نعرہ لگایا جائے تو یوں سمجھیں کہ دم پہ کسی نے کاٹ لیا ہے۔

29- نماز روزہ کو ریسلنگ (Wrestling) کہہ کر ارکانِ اسلام کی توہین
ارتکاب :

مولانا فیض احمد صاحب گوٹروی مدظلہ العالی و دامت برکاتہم العالیہ اپنی تحریر میں لاتے ہیں کہ چونکہ فضائل اہل بیت کرام موہوبی ہیں ہے میں ملے ہوئے میں یہ کسب میں نہیں، یہ Wages نہیں ہیں یہ Gift ہیں اس لیے کوئی شخص ریاضات و مجاہدات سے خونِ نبوی کی تاثیر و فیوض و برکات کو نہیں پہنچ سکتا۔ بات پلے پڑی یا نہیں پڑی؟ یعنی نمازوں روزوں کی محنت سے، اس ریسلنگ (Wrestling) سے کوئی چاہے کہ اولادِ رسول کے برابر ہو جائے خواجہ گوٹروی کے بیان کے مطابق نہیں ہو سکتا۔

30- آیت کا حشر کر کے قرآن مجید کی شدید توہین :

انہوں نے (یعنی شیر اہل سنت علامہ مفتی محمد عابد جلالی مدظلہ نے مناظرہ راولپنڈی میں) آیتیں دو پیش کیں، ایک آیت پیش کی ایک حدیث، تو آیت کا جو حشر کیا ہم نے کہ وہ معنی ہی نہیں ہے، اللہ تعالیٰ کی یہ کتاب ہے اور اللہ تعالیٰ کی مقدس آیت ہے اس کا تم نے وہ ترجمہ کیا ہے جس کے ہم نے پر نچے اڑا کے رکھ دیئے ہیں اور آیتِ مکرم کے اصلی معنی پوری طرح واضح کر کے آپ کے سامنے چھوڑ دیئے ہیں۔

مذکورہ بالا گستاخیاں اس ویب سائٹ پر ملاحظہ کی جا سکتی ہیں

www.youtube.com/fikrerazapakistan

www.youtube.com/thezulfiqaar

31- سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کی گستاخی:

موصوف نے لکھا:

”حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ نبی پاک ﷺ کی بارگاہ میں جتنے کھرے آدمی تھے اتنے تجارتی میدان میں کھوٹے آدمی بھی تھے۔“ (۱)

سختی کی وجہ:

کچھ حضرات کو فقیر حقیر پر یہ شکوہ ہے کہ اس کتاب میں انداز بڑا سخت ہے طعن و تشنیع سے کام لیا گیا ہے تو نہایت مودبانہ التماس ہے کہ اس گستاخ ٹولہ کی مذکورہ گستاخیاں دیکھ اور سن کر فقیر کی غیرت ایمانی یہ گوارہ نہیں کرتی کہ ان کے بارے میں نرم لہجہ رکھا جائے۔ ہاں ہم کسی کو یہ نہیں کہتے کہ آپ نرمی کرتے ہیں سختی کریں لیکن بد مذہب فرقوں، صحابہ کرام کے گستاخوں اور اہل بیت کے دشمنوں سے نرمی برتناسیدی اعلیٰ حضرت امام اہل سنت کی فکر نہیں ہے۔

فکر اعلیٰ حضرت:

ایک مرتبہ صدر الافاضل فخر الاماثل حضرت علامہ سید نعیم الدین مراد آبادی رحمہ اللہ نے جب آپ سے کہا کہ حضور کی کتابوں میں وہابیوں اور دیوبندیوں اور غیر مقلدوں کے عقائد باطلہ کا رد ایسے سخت الفاظ میں ہوا کرتا ہے کہ آج کل جو تہذیب کے مدعی ہیں وہ چند ستریں دیکھتے ہیں حضور کی کتابوں کو رکھ دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان کتابوں میں گالیاں بھری ہیں اس طرح وہ حضور کے دلائل، براہین کو بھی نہیں دیکھتے اور ہدایت سے محروم رہ جاتے ہیں

(1) تاجدار صداقت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ص ۳۱ قادریہ جیلانیہ پبلیکیشنز

لہذا حضور نر می اور خوش بیانی کے ساتھ وہابیوں اور دیوبندیوں کا رد فرمائیں تو نئی روشنی کے دلدادہ جو اخلاق و تہذیب والے کہلاتے ہیں وہ بھی آپ کی کتابوں کے مطالعہ سے مشرف ہوں اور حضور کے لاجواب دلائل دیکھ کر ہدایت پائیں تو حضرت صدر الافاضل کی یہ بات سن کر آبدیدہ ہو گئے اور فرمایا میری تمنا تو یہ تھی کہ احمد رضا کے ہاتھ میں تلوار ہوتی اور احمد رضا کے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والوں کی گردنیں ہوتیں اور اپنے ہاتھ سے ان گستاخوں کے سر قلم کرتا اور اس طرح گستاخی اور توہین کا سدباب کرتا لیکن تلوار سے کام لینا تو اپنے اختیار میں نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے قلم عطا فرمایا ہے تو میں قلم سے ان بے دینوں کا شدت کے ساتھ اس لئے رد کرتا ہوں تاکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بدزبانی کرنے والے کو اپنے خلاف شدید رد دیکھ کر مجھ پر غصہ آئے تو پھر جل بھن کر مجھے گالیاں دینے لگے اور میرے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گالیاں بکنا بھول جائیں اس طرح میرے آباء و اجداد کی عزت آبروئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کے لئے سپر بن جائے۔^(۱)

قبلہ عالم فاتح قادیانیت پیر سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان:

فرمایا کفار کا مومنین کے ساتھ جنگ کرنا اور حقیقت اتنا مضر نہیں جتنا کہ بد اعتقاد لوگوں کی تقریر و تحریر۔۔۔۔۔ جو شخص اسلام کا دعویٰ کرے اور محراب میں منبر پر کھڑے ہو کر واعظانہ صورت میں ناصحانہ آیات و احادیث پڑھ کر بے جاتا ویلوں اور حیلہ بازیوں سے اہل اسلام کے عقیدوں میں خلل پیدا کرے تو ایسے شخص کا ضرر بہت زیادہ ہے کیونکہ اس کی زبان کا ڈھنگ روح اور ایمان کیلئے ایک خطرناک اثر دہا ہے جس سے متاع اسلام برباد ہوتی ہے صحبت بد کا اثر برے کام کرنے سے بھی برا ہوتا ہے ہم سے تو ایسی فقیری نہیں ہو سکتی کہ عقائد اسلامیہ متواترہ پر ایسے حملوں کے وقت خاموش بیٹھ کر تماشا دیکھا کریں اور ہم ایسے فقر سے ہزار دل سے بیزار ہیں جو عین مد اہنت اور بے غیرتی ہے۔^(۲)

(۱) مفتی اعظم ہند ص ۸۶۱ مطبوعہ شبیر برادرز لاہور

(۲) ملفوظات مہریہ ص ۱۱۸ مطبوعہ گولڑہ شریف

مجھے مشورہ دینے والوں کو بندہ ناچیز کی یہی گزارش ہے کہ:
مجھے تو سب ہی کہتے ہیں کہ رکھ نیچے نظر اپنی
انہیں کوئی کیوں نہیں کہتا نہ نکلو تم عیاں ہو کر

برذی عقل انسان اس بات کو جانتا ہے کہ مذکورہ بالا باتیں صحابہ کو تحفظ مہیا کرنے وان ہیں یا
ان کی شان میں گستاخیاں ہیں۔ لہذا جس طرح روافض مذکورہ دعوے میں جھوٹے ہیں اسی
طرح حق سب یار کے متعلق یہ کہنے میں کہ ہم سب صحابہ مراد لیتے ہیں بھی جھوٹے ہیں۔

مفتی عبدالرزاق بھترالوی کے قلم سے:

سب صحابہ کے حق ہونے یعنی کسی کے صحابی ہونے کا تو اہل سنت کو تو
کوئی انکار نہیں لیکن سب صحابہ کا ایک درجہ ثابت نہیں کیا جاسکتا، را
فضیوں کا یہ کہنا کہ نعرہ تحقیق کے جواب میں حق سب یار کہا جائے کیسے
صحیح ہو سکتا ہے؟ وہ بھی تو سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو برابر نہیں سمجھتے بلکہ
حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سب سے افضل مانتے ہیں پھر عجیب دورنگی ان کی یہ
کہ ادھر کہتے ہیں کہ حق چار یار نہ کہو ”بلکہ حق سب یار کہو“ اور ادھر
حضرت امیر معاویہ اور حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہما کی شان کو نہیں مانتے تو
کس منہ سے اہلسنت کو عقیدہ حقہ سے پھیرنے کے لیے مشورہ دیتے ہیں
کہ ”حق سب یار کہو“ (۱)

(1) نجوم الفرقان زیرایت ان اللذین آمنوا ثم كفروا ثم آمنوا

سب صحابہ کہہ کر عوام کو دھوکہ دینا روافض کا پرانا طریقہ ہے:

الحاج ابو داؤد محمد صادق صاحب رضوی یوں رقم فرماتے ہیں کہ:

نکتہ نمبر 5: میں شیعہ حضرات نے ڈنڈی ماری ہے کہ حضور اکرم ﷺ کہ جسے برگزیدہ صحابہ کرام اور امہات المؤمنین رضی اللہ عنہم کا ادب و احترام اور تعظیم و تکریم پوری امر مسلمہ کیلئے واجب ہے دیکھتے برگزیدہ صحابہ کے جملہ پر شیعہ نے خلفاء راشدین کے ذکر و اعراض کیا ہے برگزیدہ صحابہ شیعہ حضرات کے نزدیک صرف وہی چار پانچ ہیں جن کو خود صحابہ سمجھتے ہیں۔ اس سے طاہر صاحب نے اہل سنت کے عقیدہ خافت بلا فصل سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے انحراف کیا ہے اور شیعہ اپنا عقیدہ محفوظ رکھنے میں کامیا ہوئے ہیں امہات المؤمنین کے بارے میں بھی شیعہ کا اپنا مخصوص عقیدہ ہے جو ان کتابوں میں مرقوم ہے۔^(۱)

قارئین آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ جس طرح یہ باقی باتوں میں شیطان کے مرید ہیں اسی طرح یہ سب یار کے نعرہ میں بھی اس کی جانشینی کو نبھاتے ہوئے اپنی مذموم کوشش کو کامیا بنانا چاہتے ہیں لیکن مذکورہ بحث سے یہ بات پایا ثبوت کو پہنچتی ہے کہ یہ حق سب یار کہنے جھوٹے ہیں اور یہ اپنی اس مکاری میں کامیاب نہیں ہو سکتے کیونکہ امام احمد رضا رضی اللہ عنہ نے سگ ابھی زندہ ہیں جو روافض کی سبائیات کا پردہ چاک کر کے ان کی اصل صورت عوام اہل سنت کے سامنے آشکار کرتے رہیں گے۔

یہ رضا کے نیزہ کی مار ہے
عدو کے سینے میں غار ہے
کے چارہ جوئی کا دار ہے
کہ یہ وار وار سے پار ہے

(●) خطرہ کی گھنٹی ص ۲۲۳ مطبوعہ مکتبہ رضائے مصطفیٰ چوک دارالسلام گوجرانوالہ

نتیجہ میں یہ بھی کہا گیا کہ اگر خلفاء سمجھ کر نعرہ لگاتے ہیں تو حق پنج یار ہونا چاہئے۔ کیونکہ امام حسن علیہ السلام بھی خلیفہ برحق ہیں۔“

پہلی بات تو یہ ہے کہ اہل سنت و جماعت نعرہ تحقیق سے خلفاء مراد ہی نہیں لیتے نہ چار کی ہی حقانیت کہ کوئی جاہل مرکب اعتراض کرے لہذا جب اہل سنت حق چار یار سے دونوں مطلب مراد ہی نہیں لیتے تو اعتراض کیسے؟ پھر کیا دلیل اور کیا اس کا وزن؟ وہی وزن جو پائی کے بلبلے کا ہے اور یہی حیثیت انکی دلیل کی ہے۔ کیونکہ حق چار یار کا وہی مطلب ہے جو ابتداءً ذکر کر دیا گیا کہ چار یار سب صحابہ سے افضل ہیں وہ بھی ترتیب وار اسی سے ضمنی طور پر بالتبع ان کی خلافت بالترتیب کے حق ہونے کا بھی اعلان ہو جاتا ہے۔

اور ہم اہل سنت و جماعت کو تو امام حسن مجتبیٰ کی خلافت کے حق ہونے کا انکار ہی نہیں ہے لیکن اصطلاحی طور پر ان کے اوپر یار کا اطلاق درست نہیں بلکہ وہ تو ولد رسول اور نواسہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کیونکہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ظاہری حیات سے پردہ فرمایا تو اس وقت آپ کی عمر مبارک پونے چھ سال تھی۔ تو نواسہ اور بیٹا یار نہیں ہوتے۔

جہلاء اس وجہ سے پنج یار کی تبلیغ کرتے ہیں کہ ان کی عقل پر پردے ہیں جسکی وجہ سے یہ ولد اور یار میں فرق نہیں کر سکتے۔ یہ صرف یہاں نہیں انہوں نے تو کہیں بھی یار اور ولد میں فرق نہیں کیا جیسا کہ ”اخبار جہاں“ کے ایک انٹرویو سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ لہذا ان پر گلہ نہیں یہ ولد اور یار کا فرق کیا جانیں۔ قائل۔

قبلہ عالم گولڑوی فاتح مرزائیت سید الاولیاء پیر سید مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے حق چار یار کا نعرہ اور پنج یار کا رد:

خلفاء اربع (چار یاروں) اور سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کا زمانہ تیس سال ہے جس پر خلافت رحمت کا خاتمہ ہو گیا۔^(۱)

آپ نے خلفاء اربعہ چار یاروں کا ذکر کر کے امام حسن رضی اللہ عنہ کا علیحدہ ذکر فرمایا خلفاء خمسہ (پانچ یار) نہیں کہا لہذا تفضیلی رافضیوں کی دلیل کا قلع قمع ہو گیا کہ اگر خلیفہ مراد ہو تو پنج یار کہنا چاہئے۔ اصل میں ان کا یہ حربہ جاہل سنیوں کو رافضی بنانے کا ہے۔

اہل سنت تو کسی خلیفہ راشد کے منکر ہی نہیں بلکہ ہم خلیفہ راشد سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کو بھی مانتے ہیں چہ جائیکہ امام حسن کی خلافت راشدہ کا انکار کیا جائے۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی سے پوچھا گیا۔

عرض: خلافت راشدہ کس کس کی خلافت تھی؟

ارشاد: ابو بکر صدیق، عمر فاروق، عثمان غنی، مولا علی، امام حسن، امیر معاویہ، عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی خلافت راشدہ تھی اور اب سیدنا امام مہدی رضی اللہ عنہ کی خلافت راشدہ ہوگی۔^(۲)

سوالی: تفضیلی رافضیوں کا اعتراض ہے کہ نعرہ تحقیق حق چار یار حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو خلافت سے نکلنے کے لیے لگایا جاتا ہے اس لیے یہ درست نہیں۔

(۱) تصفیہ مابین سنی و شیعہ ص ۸ مقام اشاعت گولڑہ شریف

(۲) ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ سوم ص ۲۸۸ احمد رضا بریلوی کتب خانہ کراچی

جواب: اہل سنت و جماعت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ راشد مانتے ہیں حق چار یار کا مطلب ترتیب وار چار خلفاء کی افضلیت ہے نہ کہ خلفاء کہ امام حسن کو خلافت راشدہ سے نکلنے کے لیے یہ نعرہ لگایا جاتا ہو۔

تفصیلی رافضی نعرہ تحقیق سے روکنے پر یہ دلیل دیتے ہیں کہ اگر تم حق چار یار سے خلافت مراد لیتے ہو تو حق پنج یار کہنا چاہیے کیونکہ امام حسن بھی خلیفہ راشد ہیں اور اگر تم حق چار یار سے حق صحابی مراد لیتے ہو تو سب صحابہ حق ہیں لہذا حق سب یار کہو۔

حق چار یار کا مطلب:

یہ ہے کہ چار یاروں کی فضیلت حق ہے ترتیب وار ہے اور جو فضیلت اللہ تعالیٰ نے ان چاروں کو جس ترتیب سے دے رکھی تھی رب تعالیٰ نے وہی ترتیب ان کی خلافت میں بھی رکھی۔

حق چار یار کہنے کا عجیب فائدہ:

جب حق چار یار کہنے سے چار خلفاء راشدین کی فضیلت ترتیب وار کے ثبوت کا اقرار و اعلان کیا جاتا ہے تو ضمناً خود بخود ان کی خلافت کے ترتیب وار ہونے کا اقرار و اعلان بھی پایا جاتا ہے اور رافضی حضرات کے عقیدہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ بلا فصل کا رد بھی ہو جاتا ہے۔ لہذا جب حق چار یار سے اہل سنت و جماعت دونوں مطلب مراد ہی نہیں لیتے تو اعتراض کیسے اور ان کی دلیل کا کیا مطلب اور کیا وزن؟ ان کی دلیل پانی کے بلبلے سے کچھ زیادہ حیثیت نہیں رکھتی۔

حق چار یار سے روکنے کا مطلب:

روافض حضرات اس لیے حق چار یار کہنے سے روک رہے ہیں کہ جب حق چار یار کہا جائے تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ چار خلفاء راشدین کی فضیلت ترتیب وار ہے یعنی پہلے حضرت ابو بکر صدیق پھر حضرت عمر فاروق پھر حضرت عثمان غنی اور پھر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم حق چار یار کہنے سے رافضیوں کا مقصد پورا نہیں ہوتا کیونکہ وہ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سب سے افضل مانتے ہیں یہ تو اتقاقی امر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی خلافت میں بھی ان کی افضلیت کے مطابق ہی ترتیب رکھ دی۔^(۱)

اعتراض: نعرہ تحقیق دیوبندیوں کی ایجاد ہے سنی حضرات نعرہ تحقیق کیوں لگائیں مولوی مظہر چکوالی کی ایجاد ہے جو دیوبندی تھا؟

جواب: اگر یہ دیوبندی کی ایجاد ہے تو ہمیں اس سے بہت بڑا فائدہ حاصل ہو رہا ہے ادھر کہتے ہو کہ نعرہ رسالت بدعت ہے تو ادھر کبھی نعرہ تحقیق لگا رہے ہو کبھی ”تاج و ختم نبوت“ کا نعرہ لگا رہے ہو اگر یہ جائز ہیں تو نعرہ رسالت بھی جائز ہے۔

اور حق چار یار میں رافضیوں کا بھی رد ہے کہ وہ خلفاء ثلاثہ کے منکر ہیں اور خارجیوں کا بھی ہے کہ وہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے منکر ہیں لہذا حق چار یار سنیوں کا نعرہ ہے اس یا تو رافضی جلتا ہے یا خارجی کو فالج کا درد پڑتا ہے۔

(۱) نجوم الفرقان زیر آیت ان الذین آمنوا ثم کفروا ثم آمنوا الخ

نعرہ تحقیق کے جواب حق چار یار پر مزید اعتراضات کے جوابات

اعتراض: نعرہ تحقیق کا جواب جب ”حق چار یار“ دیا جائے تو اس میں ”حق“ خبر ہے اور ”چار یار“ مبتدا ہے اور خبر مبتدا سے پہلے لائی گئی ہے حالانکہ خبر کا مرتبہ مبتدا سے موخر ہوتا ہے اور قاعدہ یہ ہے کہ ”تقديم ماحقه التاخير يفيد الحصر“ کہ جس کا مرتبہ موخر ہو اسے مقدم کر دینا فائدہ حصر کا دیتا ہے، لہذا ”حق چار یار“ میں حق پہلے کہنے سے ”منی یہ نکلے کہ صرف یہی چار حق ہیں اور کوئی حق پر نہیں ہے حالانکہ سب صحابہ کرام حق پر ہیں چار کو حق کہنے میں کوئی مضائقہ نہیں باقیوں کو نکالنے میں مضائقہ ہے اور ”حق“ خبر کو ”چار یار“ مبتدا پر مقدم کرنے میں ”حق“ کا چار یار میں حصر ہو جاتا ہے اور یہ باقی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے حق کی نفی کر دیتا ہے کیونکہ حصر کا یہی مطلب ہے کہ اپنے محصور کے اندر جس چیز کو ثابت کر لے غیر سے اس کی نفی کرے اور یہ باقی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حق میں سخت گستاخی ہے لہذا نعرہ تحقیق کا جواب حق چار یار کی بجائے حق سب یار ہونا چاہئے؟

جواب: جواب سے پہلے بطور تمہید عرض ہے کہ قصر کا لغوی معنی ہے جس یعنی بند کرنا اور بلغاء کی اصطلاح میں قصر نام ہے ”تخصیص شیء بشیء بطریق مخصوص“۔^(۱)

کا یعنی ایک شیء کو دوسری شیء کے ساتھ ایک مخصوص طریقے سے خاص کرنا۔

مختصر المعانی کی شرح دسوتی میں اس عبارت کی شرح کرتے ہوئے اور اس میں مذکورہ شیء

(۱) مختصر المعانی باب القصر ص ۱۸۲ مطبوعہ المیزان لاہور

اول اور ثانی کی وضاحت کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

”ای تخصیص موصوف بصفة او صفة بموصوف فالباء داخله على المقصور والشیء الاول ان ارید به الموصوف كان المراد بالشیء الثانى الصفة والعکس وذلك لان التخصیص يتضمن مطلق النسبة المستلزمة لمنسوب ومنسوب الیه فان كان المخصص منسوباً فهو الصفة وان كان منسوباً الیه فهو الموصوف والمراد بتخصیص الشیء بالشیء الاخبار بثبوت الشیء الثانى للشیء الاول دون غیره فالقصر مطلقاً يستلزم النفی والاثبات“ (1)

موصوف کو صفت کے ساتھ خاص کرنا یا صفت کو موصوف کے ساتھ خاص کرنا پس باء مقصور پر داخل ہے اور ثانی سے اول سے اگر موصوف مراد ہو تو ثانی سے صفت مراد ہوگی اور اگر ثانی سے اول سے صفت مراد ہو تو ثانی سے موصوف مراد ہوگا اور ثانی میں ایک سے موصوف اور دوسری سے صفت اس لئے مراد لی ہے کہ تخصیص مطلق نسبت کو متضمن ہے جو کہ منسوب اور منسوب الیه کو مستلزم ہے پس اگر مخصص منسوب ہو تو وہ صفت ہوگی اور اگر منسوب الیه ہو تو وہ موصوف ہوگا اور ایک ثانی کی دوسری ثانی سے تخصیص سے مراد اس بات کی خبر دینا ہے کہ ایک ثانی دوسری ثانی کیلئے ہی ثابت ہے کسی اور کیلئے ثابت نہیں ہے پس قصر مطلقاً نفی اور اثبات کو مستلزم ہے۔

یعنی قصر میں مطلقاً دو دعوے ہوتے ہیں ایک ایجابی اور دوسرا سلبی۔ ایجابی یہ کہ یہ چیز چیز کے لئے ثابت ہے اور سلبی یہ کہ یہ چیز اس کے علاوہ (جس کیلئے ثابت ہے) کسی اور کے لئے ثابت نہیں ہے۔

(1) شروح التلخیص جلد ۲ ص ۱۶۶ باب القصر

اقسام قصر:

قصر دو قسم ہے:

۱۔ حقیقی ۲۔ اضافی

قصر حقیقی یہ ہے کہ جس چیز کو دوسری میں بند کیا ہے وہ نفس الامر میں بھی اسی میں محصور ہو اور اس کے علاوہ قطعاً اور کی طرف متجاوز نہ ہو جیسے ”ما خاتم الانبیاء والرسل الا محمد“ ﷺ یعنی ختم نبوت اور ختم رسالت حضرت محمد ﷺ میں ہی محصور ہے کسی اور کیلئے قطعاً ثابت و متجاوز نہیں ہے۔

قصر اضافی یہ ہے کہ جو چیز کسی دوسری چیز میں بند ہے اور اس کے غیر کی طرف متجاوز نہیں اس کا عدم تجاوز کسی مخصوص شیء کی بہ نسبت ہو اگرچہ اس مخصوص شیء کے علاوہ کسی اور شیء کی طرف اس کا تجاوز ممکن ہو، چنانچہ علامہ سعد الدین تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ مختصر المعانی میں ارشاد فرماتے ہیں:

”لان تخصیص الشیء بالشیء امان یكون بحسب الحقیقة وفي نفس الامر بان لا یتجاوزہ الی غیرہ اصلاً وهو الحقیقی او بحسب الاضافة الی شیء آخر بان لا یتجاوزہ الی ذالک الشیء وان امکن ان یتجاوزہ الی شیء آخر“ (1)

قصر کا دو قسموں حقیقی اور اضافی میں حصہ اس لئے ہے کہ ایک شیء کی دوسری شیء کے ساتھ تخصیص یا تو بحسب حقیقت یعنی نفس الامر میں ہوگی بایں طور کہ وہ شیء جو دوسری میں بند ہوئی ہے اس کے علاوہ کسی اور کی طرف قطعاً متجاوز نہ ہو تو وہ قصر حقیقی ہو گا یا ایک شیء کی دوسری شیء کیساتھ تخصیص کسی اور شیء کی بہ نسبت ہوگی بایں طور کہ شیء مقصود اپنے

(1) مختصر المعانی باب القصر ص ۱۸۳ مطبوعہ المیزان لاہور

مقصود علیہ کے علاوہ اس خاص شے کی طرف متجاوز نہ ہوگی اگرچہ اس کیلئے اپنے مقصود علیہ سے اس خاص شے کے علاوہ کسی اور شے کی طرف تجاوز ممکن ہے۔

پھر قصر حقیقی ہو یا اضافی ہر ایک دو دو قسم ہے:

۱۔ قصر الموصوف علی الصفة

۲۔ قصر الصفة علی الموصوف

قصر الموصوف علی الصفة کے متعلق علامہ تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ مختصر المعانی میں ارشاد فرماتے ہیں:

”هو ان لا يتجاوز الموصوف من تلك الصفة الى صفة

اخرى لكن يجوز ان تكون تلك الصفة لموصوف آخر“ (1)

یعنی قصر الموصوف علی الصفة یہ ہے کہ موصوف جس صفت میں بند کیا گیا ہے اس سے کسی اور صفت کی طرف متجاوز نہ ہو لیکن یہ جائز ہے کہ وہ صفت جس میں یہ موصوف بند ہے اس کے علاوہ کسی اور موصوف کے لئے بھی ثابت ہو۔

پس موصوف جس صفت میں بند کیا گیا ہے اگر اس سے کسی اور صفت کی طرف بالکل متجاوز نہ ہو اگرچہ اس خاص صفت کے علاوہ کسی اور صفت کی طرف متجاوز ہو یہ قصر الموصوف علی الصفة اضافی ہے لیکن ان دونوں صورتوں میں صفت کیلئے جائز ہے کہ وہ اس موصوف کے علاوہ کسی اور موصوف کی صفت بن سکے جیسے ”مازید الا قائم“ کہ اس میں زید موصوف کو صفت قیام میں بند کر دیا گیا ہے لیکن صفت قیام زید میں بند نہیں ہے۔

اور قصر الصفة علی الموصوف یہ ہے کہ

”ان لا يتجاوز تلك الصفة عن ذلك الموصوف الى

(1) مختصر المعانی باب القصر ص ۱۸۳ مطبوعہ المیزان لاہور

موصوف آخر لکن يجوز ان يكون لذالك الموصوف
صفات اخر" (1)

قصر الصفة علی الموصوف یہ ہے کہ وہ صفت اس موصوف سے جس میں بند ہے کسی اور موصوف کی طرف متجاوز نہ ہو لیکن یہ جائز ہو کہ اس موصوف کیلئے اور صفات ہوں جیسے 'ما قائم الا زید' نہیں کھڑا مگر زید یعنی صفت قیام زید ہی میں بند ہے اس کے علاوہ کسی اور کیلئے ثابت نہیں ہے اگرچہ زید کیلئے قیام کے علاوہ اور صفات سے متصف ہونا جائز ہے۔ یہاں بھی صفت کو جس موصوف میں بند کیا گیا ہے اگر اس کے علاوہ کسی اور موصوف کی طرف قطعاً متجاوز نہ ہو تو یہ قصر الصفة علی الموصوف حقیقی ہے جیسے "ما خاتم الانبیاء والرسول الا محمد" ﷺ کہ صفت ختم نبوت ورسالت حضرت محمد ﷺ میں محصور ہے کسی اور کی طرف بالکل متجاوز نہیں ہے جیسا کہ گذر چکا ہے لیکن آپ ﷺ صفت ختم نبوت کے علاوہ اور صفات مثلاً شفاعت وغیرہ سے بھی متصف ہیں اور اگر صفت جس موصوف میں بند ہے اس سے کسی خاص موصوف کی طرف متجاوز نہ ہو اگرچہ اس خاص موصوف کے علاوہ کسی اور کی طرف متجاوز ہو تو یہ قصر الصفة علی الموصوف اضافی ہے جس کی مثال "ما قائم الا زید" گذر چکی ہے کہ قیام جو کہ زید میں بند ہے یہ مثلاً عمرو اور بکر کی طرف متجاوز نہیں جو کہ خاص موصوف ہیں ان کے علاوہ خالد وغیرہ کی طرف اس کا تجاوز جائز ہے لیکن دونوں صورتوں میں موصوف اس صفت کے علاوہ اور صفات سے متصف ہو سکتا ہے۔ پھر قصر حقیقی موصوف کا صفت میں ہو یا صفت کا موصوف میں دو قسم ہے:

- ۱- قصر حقیقی تحقیقی یعنی غیر ادعائی
- ۲- قصر حقیقی ادعائی یعنی غیر تحقیقی

(1) مختصر المعانی باب القصر ص ۱۸۳ مطبوعہ المیزان لاہور

قصر الموصوف علی الصفة حقیقی تحقیقی یہ ہے کہ موصوف کو جس صفت میں بند کیا ہے اس کے علاوہ دیگر تمام صفات کی اس سے نفی ہو اور نفس الامر میں بھی اس کیلئے اس ایک صفت کے علاوہ کوئی اور صفت نہ ہو قصر کی اس قسم کا پایا جانا محال ہے کیونکہ کوئی ایسا موصوف نہیں کہ جس کی فقط ایک ہی صفت ہو اور وہ اسی میں بند ہو اس کے علاوہ کسی اور صفت کی طرف متجاوز نہ ہو اور اس کے علاوہ ہر صفت کی اس سے نفی ہو کیونکہ یہ ارتقاء نقیضین کو مستلزم ہے جو کہ محال ہے اور جو محال کو مستلزم ہو وہ خود بھی محال ہوتا ہے ہاں یہ قصر ادعائی طور پر ہو سکتا ہے بہر صورت قصر الموصوف علی الصفة حقیقی کی دو قسمیں ہوئیں:

اول: حقیقی غیر ادعائی دوم: حقیقی ادعائی

اول معدوم ہے اور اس کا پایا جانا محال ہے اور دوسری موجود ہے۔ اسی طرح قصر الصفة علی الموصوف حقیقی تحقیقی یعنی غیر ادعائی یہ ہے کہ صفت کو جس موصوف میں بند کیا ہے اس کے علاوہ دیگر تمام چیزوں سے اس کی نفی ہو اور نفس الامر میں بھی وہ صفت اسی ایک موصوف میں محصور ہو جیسے "ما خاتم الانبیاء والرسل الا محمد" ﷺ جیسا کہ مذکور ہو چکا ہے اور قصر کی یہ قسم ادعائی طور پر بھی ہو سکتی ہے وامثلته كثيرة۔ الحاصل قصر کی یہ دونوں قسمیں کلام میں پائی جاتی ہیں۔

اور قصر اضافی، قصر الموصوف علی الصفة یا قصر الصفة علی الموصوف ہر ایک تین تین قسم ہے:

۲۔ قصر قلب

۱۔ قصر افراد

۳۔ قصر تعیین

اس تمہید کے بعد ہم جو اباعرض کرتے ہیں کہ نعرہ تحقیق کے جواب "حق چاریار" پر مذکور اعتراض قواعد بلاغت سے جہالت پر مبنی ہے کیونکہ معترض نے یہ سمجھا کہ خبر کی مبتداء پر تقدیم، خبر کے مبتداء میں حصر کا فائدہ دیتی ہے حالانکہ یہ خیال بالکل باطل ہے کیونکہ خبر

مبتداء پر تقدیم خبر کے مبتداء میں محصور ہونے کا قطعاً فائدہ نہیں دیتی اور نہ ہی اس کا کوئی قائل ہے اور نہ ہی اس قسم کا کوئی قاعدہ ہے اور یہ جو قاعدہ بیان کیا ہے کہ "تقدیم ماحقہ التاخیر یفید الحصر" تو اس میں ہرگز یہ بات نہیں ہے کہ خبر کو مبتداء پر مقدم کریں تو خبر کے مبتداء میں بند ہونے کا فائدہ حاصل ہوتا ہے بلکہ قاعدہ میں تو یہ بیان کیا گیا ہے کہ جس چیز کا مرتبہ موخر ہو خواہ وہ خبر ہو یا معمولات فعل میں سے کوئی ہو اسے مقدم کر دینا حصر کا فائدہ دیتا ہے لیکن کس چیز کے کس چیز میں حصر کا فائدہ؟ اس امر کی وضاحت قاعدے میں نہیں ہے۔

پس اولاً ہم یہ کہتے ہیں کہ علمائے بلاغت کے ہاں مطلقاً یہ قاعدہ ہی مختلف فیہ ہے جیسا کہ دسوقی شرح مختصر المعانی میں ہے:

"قوله تقدیم ماحقہ التاخیر ہذا یشمل تقدیم بعض معمولات الفعل علی بعض کتقدیم المفعول علی الفاعل دون الفعل وفی افادته القصر کلام والمرجح عدم الفائدة" (1)

تقدیم ماحقہ التاخیر الخ یہ قاعدہ بعض معمولات فعل کی دوسرے بعض پر تقدیم کو بھی شامل ہے جیسے مفعول کی فاعل پر تقدیم نہ کہ فعل پر پس اس تقدیم کے حصر کا فائدہ دینے میں اختلاف ہے اور راجح مذہب فائدہ نہ دینا ہے۔

اور الاتقان فی علوم القرآن میں امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

کاد اہل البیان یطبقون علی ان تقدیم المعمول یفید

(1) دسوقی جلد نمبر ۲ ص ۲۰۲

الحصر سواء كان مفعولا او ظرفا او مجرورا و لهذا قيل في اياك نعبد و اياك نستعين معناه نخصك بالعبادة والاستعانة و خالف في ذلك ابن الحاجب فقال في شرح المفصل الاختصاص الذي يتوسمه كثير من الناس من تقديم المعمول وهم واستدل على ذلك بقوله فاعبد الله مخلصا له الدين ثم قال بل الله فاعبد و اعترض ابو حيان على مدعى الاختصاص بنحو افعير الله تامروني اعبد ورد صاحب الفلك الدائر الاختصاص بقوله كلا بدينا ونوحا بدينا من قبل وهو اقوى ما رد به واجيب بانه لا يدعى فيه اللزوم بل الغلبة وقد يخرج الشيء عن الغالب (1)

قریب ہے کہ اہل بیان اس بات پر متفق ہوں کہ معمول کو تقدیم خواہ وہ مفعول ہو یا ظرف یا مجرور، حصر کا فائدہ دیتی ہے اسی لئے "ایاک نعبد و ایاک نستعین" کے متعلق کہا گیا ہے کہ اس کا معنی یہ ہے کہ ہم تجھے عبادت اور استعانت کے ساتھ خاص کرتے ہیں اس بات میں ابن حاجب رحمۃ اللہ علیہ نے مخالفت کی ہے وہ شرح مفصل میں فرماتے ہیں کہ یہ اختصاص جو کثیر لوگوں کو معمول کی تقدیم سے متوہم ہوا ہے یہ محض وہم ہے اور اس پر وہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے استدلال کرتے ہیں۔ "فاعبد الله مخلصا له الدين" (پس تو اللہ تعالیٰ کی عبادت کر اس حال میں کہ تو دین کو اس کے لئے خالص کر نیوالا ہے) اور دوسرے مقام پر فرمایا "بل الله فاعبد" (بلکہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کر) اور ابو حیان نے بھی اختصاص کے دعویداروں پر رب تعالیٰ کے اس فرمان مقدس سے اعتراض کیا ہے "افعير الله تامروني اعبد" (پس کیا تم غیر اللہ کی عبادت کا مجھے حکم دیتے ہو) اور صاحب الفلك الدائر نے رب تعالیٰ کے

(1) الاتقان ملخصا ص ۵۲ جلد دوم

(1)

اس فرمان سے اختصاص کا رد کیا ہے یعنی "کلا ہدینا ونوحا ہدینا من قبل" (سب کو ہم نے ہدایت دی اور نوح علیہ السلام کو اس سے پہلے ہدایت دی) اور تقدیم معمول سے حصول اختصاص کے رد کی یہ سب سے قوی دلیل ہے اور قائلین اختصاص کی طرف سے اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ تقدیم معمول کی صورت میں ہم لزوم اختصاص کا دعویٰ نہیں کرتے بلکہ دعویٰ اس امر کا ہے کہ تقدیم معمول کی صورت میں غالباً اختصاص ہوتا ہے اور جو امر غالب و اکثر ہو اس سے کبھی کبھی شیء خارج بھی ہو جاتی ہے۔

پس ثابت ہوا کہ تقدیم ماحقہ التاخیر کا مفید حصر ہونا متفق علیہ امر نہیں ہے بلکہ اس میں اختلاف ہے اور جن کے ہاں یہ قاعدہ مسلمہ ہے وہ بھی اس کے کلیہ ہونے کے قائل نہیں ہیں بلکہ اس قاعدہ کے اکثر یہ ہونے کے قائل ہیں اور ثانیاً خبر کی مبتدا پر تقدیم کا مفید حصر ہونا تو بالخصوص مختلف فیہ امر ہے۔ چنانچہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ الاتقان کے اندر ہی ارشاد فرماتے ہیں:

"ذکر ابن الاثیر وابن النفیس وغیرہما ان تقدیم الخبر علی المبتداء یفید الاختصاص وردہ صاحب الفلک الدائر بانہ لم یقل بہ احد وهو ممنوع فقد صرح السکاکی وغیرہ بان تقدیم مراتبہ التاخیر یفیدہ ومثلہ بنحو تمیمی انا" (1)

ابن اثیر اور ابن نفیس وغیرہما نے ذکر کیا ہے کہ خبر کی مبتدا پر تقدیم اختصاص کا فائدہ دیتی ہے اور صاحب الفلک الدائر نے اس کا رد کرتے ہوئے کہا ہے کہ اس کا کوئی بھی قائل نہیں ہے مگر یہ بات درست نہیں

(1) الاتقان جلد ۲ ص ۵۱

(1)

ہے کیونکہ سکاکی وغیرہ نے صراحت کی ہے کہ جس کا رتبہ موخر ہو اس کو مقدم کر دینا حصر کا فائدہ دیتا ہے اور اس کی مثال انہوں نے "تمیمی انا" سے دی ہے یعنی میں تمہیں ہونے میں بند ہوں قیسی وغیرہ نہیں ہوں۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے مندرجہ بالا ارشاد سے واضح ہوا کہ خبر کی مبتداء پر تقدیم کا مفید حصہ ہونا بالخصوص ایک اختلافی امر ہے بعض اس کے قائل ہیں اور بعض اس کے قائل نہیں لیکن جو لوگ خبر کی مبتداء پر اس تقدیم کو مفید حصر مانتے ہیں وہ بھی سبھی اس بات پر اتفاق رکھتے ہیں کہ خبر کی مبتداء پر یہ تقدیم، مبتداء کے خبر میں بند ہونے کا فائدہ دیتی ہے اس خبر کے مبتداء میں بند ہونے کا ہر گز فائدہ نہیں دیتی۔ اور علامہ سکاکی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کی مذکورہ مثال یعنی "تمیمی انا" جسے انہوں نے خبر کی مبتداء پر تقدیم کے مفید حصر ہونے پر بطور دلیل پیش کیا ہے جس طرح اس بات کو ثابت کرتی ہے کہ خبر کی تقدیم حصر کا فائدہ دیتی ہے ساتھ اس بات کو بھی ثابت کرتی ہے کہ خبر کی تقدیم مبتداء کے خبر میں حصر کا فائدہ دیتی ہے نہ کہ خبر کے مبتداء میں حصر کا کیونکہ "تمیمی انا" میں "تمیمی" جز ہے جو کہ "انا" مبتداء پر مقدم ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ میں تمہیں ہونے میں بند ہوں قیسی یا طائی ہونیکے طرف متجاوز نہیں ہوں اس کا یہ ہر گز مطلب نہیں ہے کہ تمہیں ہونا صرف مجھ میں ہی بند ہے میرے علاوہ کوئی اور تمہیں ہی نہیں اور یہ معنی ظاہر ہے کہ مبتداء کے خبر میں منحصر ہونے پر دلالت کرتا ہے نہ کہ خبر کے مبتداء میں منحصر ہونے پر۔

اور مواہب الفتح شرح تلخیص المفتاح میں اس قاعدے کے تحت یہی مثال دیکر اس بات کی وضاحت بھی کر دی گئی ہے چنانچہ صاحب مواہب الفتح فرماتے ہیں:

"ومنها ای من طرق القصر التقديم ای تقدیم ماحقہ التأخیر مثل تقدیم الخبر علی المبتداء والمعمولات مثل المفعول والمجرور والحال علی العامل کقولک فی قصره ای قصر الموصوف علی الصفة تمیمی انا بتقدیم

الخبر على المبتداء فيفيد قصر المتكلم على التميمية
لايتعدى الى القيسية مثلاً" (1)

اور طرق قصر میں تقدیم ماحقہ التاخر بھی ہے جیسے خبر کی مبتداء پر تقدیم اور معمولات مثلاً مفعول مجرور اور حال کی عامل پر تقدیم جیسے موصوف کے صفت پر قصر کی صورت میں خبر کو مبتداء پر مقدم کرتے ہوئے ترا قول "تمیمی انا" پس اس خبر "تمیمی" کی مبتداء (انا) پر تقدیم نے اس بات کا فائدہ دیا کہ متکلم تمیمی ہونے میں محصور ہے مثلاً قیسی کی طرف متجاوز نہیں ہے۔

یعنی "تمیمی انا" میں "تمیمی" (خبر) کا مرتبہ "انا" (مبتداء) سے موخر تھا اور اصل میں "انا تمیمی" تھا پس جب خبر (تمیمی) کو مبتداء (انا) پر مقدم کیا تو اس سے حصر کا فائدہ حاصل ہوا لیکن یہ مبتداء (انا) کے خبر (تمیمی) میں حصر کا فائدہ حاصل ہوا نہ کہ اس کے برعکس کا۔

اسی طرح مختصر المعانی باب احوال المسند میں ہے:

"اما تقديمه اى المسند فلتخصيصه بالمسند اليه اى
لقصر المسند اليه على المسند على ماحققناه فى
ضمير الفصل لان معنى قولنا تمیمی انا هو انه مقصور
على التميمية لايتجاوزها الى القيسية" (2)

مسند (جز) کی مسند الیہ (مبتداء) پر تقدیم مسند کی مسند الیہ کے ساتھ بایں
معنی تخصیص کیلئے کی جاتی ہے کہ مسند الیہ مسند میں بند ہے جیسا کہ ضمیر

(1) شروح التلخیص جلد ۲ ص ۲۰۲ باب القصر
(2) مختصر المعانی باب احوال المسند ص ۱۶۳ المیزان لاہور

فصل میں ہم نے اس کی تحقیق کی ہے کیونکہ ہمارے قول "تمیمی انا" کا معنی یہ ہے کہ وہ مسند الیہ (انا یعنی متکلم) تمیمیہ میں بند ہے تمیمیہ سے مثلاً قیسیتہ کی طرف متجاوز نہیں ہے۔

اور اس کی شرح دسوتی میں ہے:

"فهو من قصر الموصوف علی الصفة قصر اضافیا" (1)

مسند کی مسند الیہ پر تقدیم سے جو مسند الیہ (مبتداء) کا مسند (خبر) پر قصر ہوتا ہے یہ قصر الموصوف علی الصفة ہے اور یہ قصر اضافی ہے یعنی نہ یہ قصر حقیقی تحقیقی یعنی غیر ادعائی کیونکہ ایسا قصر الموصوف علی الصفة محال ہے جیسا کہ تمہید میں مذکور ہو چکا ہے اور نہ ہی یہ قصر الموصوف علی الصفة حقیقی غیر تحقیقی یعنی ادعائی ہے بلکہ یہ قصر الموصوف علی الصفة اضافی ہے۔

اور علامہ سعد الدین تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ نے مختصر المعانی میں ہی اپنے مذکورہ بالا ارشاد کے تقسیم المسند علی المسند الیہ کی مزید مثالیں ارشاد فرمائیں اور اس کے بعد ارشاد فرمایا:

"فجميع ذالك من قصر الموصوف علی الصفة دون العکس"

ان تمام مثالوں میں موصوف (مسند الیہ) کا صفت (مسند میں حصر ہے) اس کا عکس صفت (خبر) کا موصوف (مبتداء) میں یہ حصر نہیں ہے۔

اس کی شرح دسوتی اور مطول کے حاشیہ چلپی میں ہے:

"قوله دون العکس ای لان الحمل علی العکس یستدعی جعل التقديم لقصر المسند علی المسند الیہ"

(1) مختصر المعانی باب احوال المسند ص ۱۶۳ المیزان لاہور

(2)

والقانون انه لقصر المسند اليه على المسند" (1)

شارح (علامہ تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ) کا قول دون العکس (کہ اس کے برعکس نہیں ہوگا) یہ اس لئے ہے کہ اس کے برعکس پر حمل کرنا اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ مسند کی مسند الیہ پر تقدیم مسند کو مسند الیہ میں بند کرنے کیلئے ہو جائے حالانکہ قانون یہ ہے کہ مسند (خبر) کی مسند الیہ (مبتداء) پر تقدیم مسند الیہ (مبتداء) کو مسند (خبر) میں بند کرنے کیلئے ہوتی ہے۔ اور دسوقی میں ہی مذکورہ بالا ارشاد کے چند سطور بعد ارشاد فرماتے ہیں:

"ان التقديم عندہم موضوع لقصر المسند اليه على المسند لالقصر المسند على المسند اليه" (2)

مسند کی مسند الیہ پر تقدیم بلغاء کے ہاں بیشک وضع ہی اس لئے ہوئی ہے کہ مسند الیہ (مبتداء) کا مسند (خبر) میں حصر ہونہ اس لئے کہ مسند کا مسند الیہ (مبتداء) میں حصر ہو۔

الحاصل: جو لوگ اس قاعدے یعنی "تقديم ما حقه التاخير يفيد الحصر" کو تسلیم ہی نہیں کرتے ان کے ہاں تو "حق چاریار" میں خبر مقدم کرنے کی صورت میں کسی کا کوئی بھی حصر ثابت نہیں ہوتا اور جو لوگ اس قاعدے کو تسلیم کرتے ہیں ان کے ہاں بھی جب حق چاریار کہا جائے تو حق (خبر) کا چاریار (مبتداء) میں حصر ثابت نہیں ہوتا بلکہ اس کے برعکس "چاریار" کا "حق" (خبر) میں حصر ثابت ہوتا ہے کیونکہ ان کے نزدیک خبر کو مبتداء پر مقدم کرنیکی صورت میں خبر کا مبتداء میں حصر ثابت نہیں ہوتا بلکہ مبتداء کا خبر میں حصر ثابت ہوتا ہے جیسا کہ مذکور ہو چکا ہے۔

(1) شروح التلخیص باب احوال المسند جلد ۲ ص ۱۱۳، حاشیہ چلپی علی المطول ص ۲۵۳
(2) دسوقی جلد ۲ ص ۱۱۳ باب تقديم المسند على المسند اليه

مزید بر آں نعرہ تحقیق کا جواب ”حق چاریار“ ہونے کی صورت میں ایک اور قاعدہ بھی اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ یہاں حق (خبر) کا چاریار (مبتداء) میں ہرگز حصر مراد نہیں ہو سکتا کیونکہ حق (خبر) نکرہ ہے یہ معرّفہ (مثلاً الحق) نہیں ہے اور متکلم خبر کو نکرہ لا کر اس بات کو واضح کرتا ہے کہ میں نے خبر کے مبتداء میں حصر کا ہرگز ارادہ نہیں کیا ہے جیسا کہ مختصر المعانی میں ہے:

”واما تنکیرہ ای تنکیر المسند فلارادة عدم الحصر
والعهد الدال علیہما التعریف کقولک زید کاتب وعمرو
شاعر“ (1)

مسند کو نکرہ لانا عدم حصر و عہد کے ارادہ کی بناء پر ہوتا ہے اور حصر و عہد پر
مسند کی تعریف دلالت کرتی ہے جیسے تیرا قول زید کاتب وعمرو
شاعر۔

اور اس کی شرح و سوتی میں ہے:

”قوله فلارادة الخ ای فلارادة افادة عدم الحصر ای فلارادة
المتکلم افادة السامع عدم حصر المسند فی المسند
الیہ وعدم العهد والتعین فی المسند حیث یقتضی
المقام ذالک وقوله الدال علیہما التعریف ای لانه اذا
ارید العهد عرف بال العہدیة او الاضافة وان ارید الحصر
عرف بال الجنسیة لما سیاتی من ان تعریف المسند بال
الجنسیة یفید حصره فی المسند الیہ وقوله زید کاتب
الخ ای حیث یراد مجرد الاخبار بالکتابة والشعر لاحصر
الکتابة فی زید والشعر فی عمرو ملخصاً“ (2)

(1) مختصر المعانی باب احوال المسند ص ۱۵۷ المیزان لاہور

(2) شروح التلخیص ج ۲ ص ۹۱

ماتن کے قول "فلارادة عدم الحصر والعهد" (عدم حصر و عہد کے ارادے کی بناء پر) سے مراد عدم حصر و عہد کے افادے کا ارادہ ہے یعنی مسند کو متکلم نکرہ اس لئے لاتا ہے کہ اس کا ارادہ یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے مخاطب کو اس بات کا فائدہ پہنچائے کہ مسند کا مسند الیہ میں حصر نہیں ہے اور نہ ہی مسند میں کوئی عہد و تعین ہے کیونکہ وہ مقام اس بات کا مقتضی ہوتا ہے اور شارح صاحب کا یہ کہنا کہ حصر و عہد پر مسند کی تعریف دلالت کرتی ہے یہ اس لئے کہ جب عہد مراد ہوتا ہے تو الف لام عہدی سے یا اضافت سے اسے معرفہ لایا جاتا ہے اور اگر مسند کا مسند الیہ میں حصر مقصود ہو تو اسے الف لام جنسی کے ساتھ معرفہ کر کے لایا جاتا ہے جیسا کہ عنقریب آجائے گا کہ مسند کو الف لام جنسی کے ساتھ معرفہ لانا اس کے مسند الیہ میں حصر کا فائدہ دیتا ہے اور ماتن صاحب کا اس کی مثال میں زید کاتب اور عمرو شاعر کہنا یعنی دونوں جملوں میں کاتب اور شاعر کو جو کہ مسند ہیں نکرہ لانا اس لئے ہے کہ متکلم کا ان دونوں جملوں میں مقصود زید اور عمرو کے لئے محض کاتب ہونے اور شاعر ہونے کی خبر دینا ہے کتابت کو زید میں اور شعر کو عمرو میں بند کرنا مقصود نہیں ہے۔

خلاصہ کلام یہ کہ معترض کا نعرہ تحقیق کے جواب "حق چار یار" پر مذکورہ قاعدے یعنی "تقدیم ماحقہ التاخیر یفید الحصر" کی بناء پر یہ اعتراض کرنا کہ اس میں "حق" (خبر) کی "چار یار" (مبتداء) پر تقدیم "حق" کے "چار یار" میں حصر کا فائدہ دیتی ہے جس سے لازم آتا ہے کہ حق انہیں چار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں بند ہے اور یہی چار صحابہ کرام حق پر ہیں اور کوئی حق پر نہیں حالانکہ سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حق پر ہیں پس نعرہ تحقیق کے جواب میں "حق چار یار" کی بجائے "حق سب یار" کہنا چاہئے، متعدد وجوہ سے باطل و مردود ٹھہرا۔

اولاً: اس لئے کہ مذکورہ قاعدہ یعنی "تقدیم ماحقہ التاخیر یفید الحصر" چونکہ متفق علیہ نہیں ہے۔ لہذا جنہیں یہ قاعدہ تسلیم ہی نہیں ان کے ہاں تو حق چاریار کہنے میں کسی قسم کا کوئی حصر ثابت ہی نہیں ہوتا۔

ثانیاً: اس لئے کہ جو لوگ اس قاعدے کو تسلیم کرتے ہیں وہ بھی اسے "قاعدہ کلیہ" تسلیم نہیں کرتے بلکہ "قاعدہ اکثریہ" تسلیم کرتے ہیں اور قاعدہ اکثریہ ہر جگہ جاری نہیں ہوتا پس ہم کہتے ہیں کہ ان لوگوں کے مذہب پر بھی یہ قاعدہ "حق چاریار" میں جاری نہیں ہے کہ جس سے یہاں کسی قسم کا حصر ثابت ہو۔

ثالثاً: اس لئے کہ اگر بالفرض قاعدہ مذکورہ کا حق چاریار میں جاری ہونا تسلیم کر بھی لیا جائے تو قاعدہ یہ نہیں کہ خبر کی مبتداء پر تقدیم، خبر کے مبتداء میں حصر کا فائدہ دیتی ہے بلکہ اس کے برعکس قاعدہ یہ ہے کہ خبر کی مبتداء پر تقدیم مبتداء کے خبر میں حصر کا فائدہ دیتی ہے پس اس قاعدہ کی رو سے حق چاریار کہنے کی صورت میں حق چاریار میں بند ہونا لازم نہ آیا بلکہ چاریار کا حق کے اندر حصر ثابت ہوا اور یہ قصر الموصوف علی الصفة ہے اور یہ قصر حقیقی تحقیقی بھی نہیں کہ ایسا قصر الموصوف علی الصفة محال ہے جیسا کہ تمہید میں گذر چکا ہے بلکہ یہ قصر اضافی ہے پھر یا تو اضافی قلبی ہے اور یہ رافضیوں کے رد کیلئے ہے جو کہ چاریار کی اس ترتیب خلافت اور ترتیب افضلیت کو باطل سمجھتے ہیں پس اہل سنت و جماعت نے ان کے اس باطل عقیدے کا رد کرنے کیلئے حق چاریار کا نعرہ لگا کر اس بات کا اظہار کیا کہ ان چاریار کی یہ ترتیب خلافت و ترتیب افضلیت قطعاً صفت باطل سے متصف نہیں بلکہ اس کے بجائے صفت حق میں ہی بند ہے اور یہ چاروں خلفاء کرام اسی ترتیب خلافت و ترتیب افضلیت میں حق پر ہی ہیں نہ کہ باطل پر اور یا پھر یہ قصر الموصوف علی الصفة اضافی قصر تعیین ہے اور جو لوگ ان چاروں خلفاء

کرام کی اس ترتیب خلافت و ترتیب افضلیت میں شک اور تردد میں مبتلا تھے کہ آیا یہ ترتیب حق ہے یا باطل ان کا رد کرتے ہوئے یہ نعرہ لگایا گیا کہ یہ چاروں خلفاء کرام رضی اللہ عنہم اس ترتیب خلافت و ترتیب افضلیت کے اعتبار سے صفت حق میں محصور ہیں اس کے برعکس صفت باطل کی طرف قطعاً متجاوز نہیں ہیں اور اس سے خارجوں کا بھی رد ہو گیا جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ برحق نہیں مانتے اور اس مقام پر قصر الموصوف علی الصفة حقیقی ادعائی بھی ہو سکتا ہے یعنی ان چاروں خلفاء کرام رضی اللہ عنہم سے صفت حق کے علاوہ باقی جمیع صفات کی نفس الامر میں حقیقتہً نفی تو نہیں مگر ان کی صفت حق کے دوسری صفات مادحہ پر غلبہ ظاہر کرنے کیلئے ادعاء انہیں صفت حق میں ہی محصور کر دیا گیا۔

رابعاً: اس لئے کہ تکمیر مسند والا قاعدہ بھی ثابت کرتا ہے کہ حق چار یار کہنے کی صورت میں حق کا چار یار میں قطعاً حصہ مراد نہیں لیا جاسکتا جیسا کہ سابقاً مذکور ہو چکا ہے۔

خامساً: اس لئے کہ اگر معترض کے بقول نعرہ تحقیق کا جواب ”حق چار یار“ کی بجائے ”حق سب یار“ ہو اور ”حق چار یار“ سے ممانعت ان کے مذکورہ قاعدہ کو اس انداز سے بیان کرنے کی وجہ سے ہو کہ حق چار یار میں خبر (حق) کی تقدیم نے خبر (حق) کے مبتداء (چار یار) میں حصر کا فائدہ دیا ہے تو اس طرح قاعدہ بیان کرنے سے جیسے حق چار یار پر اعتراض لازم آتا ہے ”حق سب یار“ پر بھی وہی اعتراض لازم آئے گا کہ پھر تو حق تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اندر ہی بند ہو گیا اور لازم آیا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے علاوہ انبیاء کرام علیہم السلام، اولیاء کرام، ائمہ مجتہدین اور دیگر تمام مومنین میں سے کوئی بھی حق پر یعنی سچا مومن نہ ہو کیونکہ تمہارے اس طرح قاعدہ بیان کرنے سے یہاں بھی خبر (حق) کا مبتداء

(سب یار) میں حصر ہو چکا ہے اور اس کا بطلان تو اظہر من الشمس ہے لہذا نفسہ حق سب یار بھی اسی صورت میں درست ہو سکتا ہے جب کہ مذکورہ قاعدے کا وہی مفہوم لیا جائے جو کہ بلغاء کے ہاں درست ہے کہ خبر کی مبتداء پر تقدیم نے مبتداء کے خبر میں حصر کا فائدہ دیا ہے اور یہ قصر الموصوف علی الصنف اضافی ہے اور مطلب یہ ہے کہ سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حق پر ہی ہیں اور کوئی صحابی باطل پر نہیں ہے پس اس طرح جیسے حق سب یار درست ہو گا حق چار یار بھی درست ہو گا مگر نعرہ تحقیق کے جواب میں حق چار یار ہی متعین ہو گا کیونکہ اگرچہ تمام صحابہ کرام صفت حق میں ہی محصور ہیں اور باطل کے شائبہ سے بھی پاک ہیں مگر نعرہ تحقیق سے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مطلقاً صفت حق میں حصر ظاہر کرنا مقصود نہیں بلکہ رافضیوں اور خارجیوں کا رد کرنے کیلئے ان چاروں خلفاء کرام رضی اللہ عنہم کے ترتیب افضلیت و ترتیب خلافت کے لحاظ سے صفت حق میں حصر کو ظاہر کرنا مقصود ہے اور ظاہر ہے کہ اس امر کا تعلق خلفاء اربعہ رضی اللہ عنہم سے ہی ہے پس نعرہ تحقیق سے جو کچھ مقصود ہے اس لحاظ سے اس کا جواب صرف حق چار یار ہی درست ہو گا اور اس کا مطلب یہ ہو گا کہ یہ چاروں صحابہ کرام یعنی سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ، سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ اور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ جس ترتیب سے خلیفہ بنے ہیں اسی ترتیب سے خلیفہ ہونے کے لحاظ سے اور اسی ترتیب سے امت میں افضل ہونے کے اعتبار سے صفت حق میں ہی محصور ہیں باطل کا ان میں شائبہ تک نہیں ہے۔

سادساً: اس لئے کہ بالفرض بقول معترض مذکورہ قاعدے کا یہی معنی تسلیم کر لیا جائے کہ خبر کی مبتداء پر تقدیم خبر کے مبتداء میں حصر کا فائدہ دیتی ہے اگرچہ بلغاء کے ہاں ایسا کوئی قاعدہ نہیں اور یہ محض معترض کی اختراع یا جہالت ہے تو پھر بھی نعرہ تحقیق کے جواب میں حق چار یار پر مذکورہ اعتراض لازم نہیں آتا کیونکہ حق

چار یار میں حق سے مراد مطلقاً حق نہیں بلکہ ”ترتیب خلافت اور ترتیب افضلیت کے اعتبار سے حق“ مراد ہے اور یہ مقید حق والی صفت انہیں خلفاء اربعہ رضی اللہ عنہم میں محصور ہے کسی اور کی طرف متجاوز نہیں اور اس مقید حق کے خلفاء اربعہ رضی اللہ عنہم میں حصر سے باقی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مطلقاً حق کی نفی لازم نہیں آتی اور اگر بالفرض حق چار یار میں حق سے مراد مطلقاً حق لیا جائے اور خبر کا مبتداء میں حصر مراد ہو تو اس صورت میں حصر حقیقی تحقیقی نہ ہو گا بلکہ حصر حقیقی ادعائی ہو گا جس سے دوسرا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مطلقاً حق کی نفی لازم آئیگی اور حق چار یار کا مطلب یہ ہو گا کہ اگرچہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم صفت حق سے متصف ہیں لیکن ان پر چاروں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اس صفت جن میں شان اس قدر ظاہر اور بلند و بالا ہے کہ گویا یہ صفت حق ان میں ہی بند ہے۔

سابعاً: اگر معترض تمام علماء بلاغت کے خلاف خبر کی مبتداء پر تقدیم سے خبر کا ہی مبتداء میں حصر مراد لے اور اسی ضد پر اڑا رہے کہ یہ قصر الصفة علی الموصوف حقیقی تحقیقی ہے اور حق سے بھی مطلقاً حق مراد لینے پر اصرار کر لے اور حق چار یار کا معنی یہ کر لے کہ صرف یہی چار صحابہ کرام حق پر ہیں یعنی سچے مومن ہیں اور کوئی صحابی حق پر یعنی سچا مومن نہیں ہے تو اگرچہ اس بات کو ہم متعدد وجوہ سے غلط ثابت کر چکے ہیں لیکن اگر وہ اسی پر مصر ہے تو بعینہ یہی اعتراض اس کے بیان کردہ متبادل جواب ”حق سب یار“ پر بھی ہو گا پس فما جوابہ فہو جوابنا۔ واللہ اعلم بالصواب

اعتراض ۱:

نعرہ تحقیق کا جواب اگر ”حق چار یار“ ہو تو اس میں ”چار“ عدد ہے اور یہ سور قضیہ ہے کیونکہ اعداد بھی ”کل“ اور ”بعض“ کی طرح سور قضیہ ہوتے ہیں یہ بات حمد اللہ کے

ص ۳ پر موجود ہے اور سور قضیہ وضع واضح میں وضع ہی اس لئے کیا گیا ہے کہ جس کے اول میں آئے اور جو چیز اس کے اندر محصور کرے غیر سے اس کی نفی کرے اس لئے اسے محصورہ بھی کہتے ہیں اور مسورہ بھی۔ محصورہ اس لئے کہتے ہیں اس بات کا حصر لازم آتا ہے پس جب کہیں گے ”حق چاریار“ تو اس میں ”چار“ کا لفظ بطور سور قضیہ کے واقع ہوا ہے پس قاعدے کے مطابق ”حق“ کا ان چار میں حصر ہو گیا کہ صرف یہی چار حق ہیں اور کوئی حق پر نہیں حالانکہ سب صحابہ کرام حق ہیں صرف یہی چار حق نہیں ہاں یہ سب حق والوں کے سردار ہیں ہمیں اس سے کوئی اختلاف نہیں باقیوں کو نکالنے سے اختلاف ہے اس لئے ہم کہتے ہیں کہ ”حق سب یار“ کہنا بمقابلہ ”حق چاریار“ کہنے کے زیادہ صحیح ہے۔

الجواب: معترض کے مذکورہ اعتراض کا خلاصہ اور اس کی دلیل کا حاصل یہ ہے کہ ”حق چاریار“ قضیہ محصورہ ہے کیونکہ اس میں اسم عدد ”چار“ سور قضیہ ہے اور قضیہ محصورہ معمول کے موضوع میں حصر پر دلالت کرتا ہے کیونکہ سور قضیہ کی وضع نے وضع ہی حصر کیلئے کی ہے اور یہ بات معترض کے اس قول ”پس جب کہیں گے حق چاریار“ تو اس میں ”چار“ کا لفظ بطور سور قضیہ کے واقع ہوا ہے پس قاعدے کے مطابق ”حق“ کا ان چار میں حصر ہو گیا کہ صرف یہی چار حق ہیں اور کوئی حق پر نہیں سے بالکل واضح ہے جس کا مختصر اور آسان جواب یہ ہے کہ قضیہ محصورہ میں معمول کا موضوع میں حصر نہیں ہوتا یہ معترض کی محض جہالت ہے یاد دل و فریب ہے بلکہ قضیہ محصورہ میں موضوع کے افراد کا کلا یا بعض حصر یعنی احاطہ ہوتا ہے ورنہ لازم آئے گا کہ مثلاً ”کل انسان حیوان“ (حیوان کا ثبوت ہے انسان کے ہر ہر فرد کیلئے) کہنے سے ”حیوان“ کا انسان میں حصر ہو جائے اور انسان کے علاوہ باقی تمام حیوانات مثلاً فرس، غنم، بقر وغیرہا سے حیوان کی نفی ہو جائے حالانکہ ہر ذی شعور پر اس کا بطلان واضح ہے مگر ہم اس پر قدرے تفصیل سے گفتگو کریں گے تاکہ قارئین کرام کو اس بارے میں فائدہ تامہ حاصل ہو اور اس کے ساتھ ساتھ معترض کی جہالت و بطالت اور دل و فریب کے بھی خوب پور کھل جائیں اور یہ بات اچھی طرح واضح

ہو جائے کہ معترض نے اپنے اعتراض میں اگرچہ حوالہ ”حمد اللہ“ کا دیا ہے مگر حمد اللہ کی عبارت کو سمجھنا تو کجا یہ تو منطق کی ابتدائی کتب مثلاً مجموعہ منطق و مرقاات وغیرہ کو بھی نہیں سمجھ پایا یا پھر جان بوجھ کر اس نے دھوکے اور دجل و فریب سے کام لیا ہے پس یہاں بھی اولاً بطور تمہید عرض ہے۔

تمہید:

قضیہ کی تعریف:

قضیہ علمائے منطق کے ہاں ایسے قول سے عبارت ہے جو صدق و کذب کا احتمال رکھتا ہو یا اس کے قائل کو اس میں سچا یا جھوٹا کہا جاسکتا ہو چنانچہ مرقاات میں ہے:

”القضية قول يحتمل الصدق والكذب وقيل هو قول يقال لقائله انه صادق فيه او كاذب“ (1)

قضیہ وہ قول ہے جو صدق و کذب کا احتمال رکھتا ہے اور یوں بھی کہا گیا ہے کہ قضیہ ایسا قول ہے جس کے قائل کے بارے میں یہ کہا جاسکے کہ وہ اس قول میں سچا ہے یا جھوٹا ہے۔

اقسام قضیہ: قضیہ دو قسم ہے:

۱۔ قضیہ حملیہ

۲۔ قضیہ شرطیہ

چنانچہ سلم العلوم میں اس امر کی وضاحت کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

”والقضية ان حکم فیہا بشبوت شیء لشیء او نفیہ عنہ

فحملیۃ والافشرطیۃ" (1)

قضیہ میں اگر ایک چیز کا دوسری چیز کیلئے ثبوت یا ایک چیز کی دوسری چیز سے نفی کا حکم کیا گیا ہو تو وہ قضیہ حملیہ ہے ورنہ قضیہ شرطیہ ہے۔

پس اگر قضیہ حملیہ میں ایک چیز کا دوسری چیز کیلئے "ثبوت" کا حکم ہو تو وہ قضیہ حملیہ موجب ہے اور اگر ایک چیز کی دوسری چیز سے "نفی" کا حکم ہو تو وہ قضیہ حملیہ سالبہ ہے موجدے کی مثال جیسے "زید قائم" (قیام کا ثبوت زید کیلئے) اور سالبے کی مثال جیسے "زید لیس بقائم" (قیام کا سلب ہے زید سے) قضیہ حملیہ میں محکوم علیہ کو موضوع کہتے ہیں اور محکوم بہ کو محمول چنانچہ مذکورہ مثالوں میں "زید" موضوع ہے اور "قائم" محمول ہے۔

موضوع کے لحاظ سے قضیہ حملیہ کی اقسام:

اس لحاظ سے قضیہ حملیہ چار قسم ہے:

- | | | | |
|----|----------------------|----|-------------|
| ۱۔ | قضیہ شخصیہ یا مخصوصہ | ۲۔ | قضیہ طبعیہ |
| ۳۔ | قضیہ مہملہ | ۴۔ | قضیہ محصورہ |

کیونکہ قضیہ حملیہ کا موضوع یا تو جزئی حقیقی اور شخص معین ہو گا یا کلی ہو گا بصورت اول قضیہ شخصیہ اور مخصوصہ ہے جیسے "زید قائم" (قیام کا ثبوت ہے زید کیلئے) اور بصورت ثانی دو حال سے خالی نہیں کہ حکم موضوع کی نفس ماہیت پر ہو گا یا افراد پر اگر نفس ماہیت پر ہو پس اگر ماہیت من حیث ہی یعنی لا بشرط شیء پر ہو جسے مطلق الشیء سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے تو یہ قضیہ حملیہ مہملہ قدامیہ ہے جیسے الانسان فی خسر بشرطیکہ "الانسان" پر الف

(1) سلم العلوم ص ۱۱۸

لام جنسی ہو اور حکم ماہیت من حیث ہی ہی پر ہو اور اگر وہ ماہیت من حیث الاطلاق والعموم یعنی بشرط لاشیء ملحوظ ہو جسے اشیء المطلق سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے تو یہ قضیہ حملیہ طبیعیہ ہو گا جیسے الانسان نوع۔ اور اگر حکم افراد پر ہو پس اگر افراد موضوع کی کمیت بیان نہیں کی گئی تو یہ قضیہ حملیہ مہملہ عند المتأخرین ہے جیسے الانسان فی خسر بشرطیکہ "الانسان" پر الف لام عہد ذہنی کیلئے ہو اور اگر افراد کی کمیت کلا یا بعضا بیان کر دی گئی ہو تو یہ قضیہ حملیہ محصورہ اور مسورہ ہے جیسے کل انسان حیوان اور بعض حیوان انسان چنانچہ سلم العلوم مع شرح بحر العلوم میں ہے:

"الموضوع ان كان جزئيا فالقضية شخصية ومخصوصة وان كان کلیا فان حکم علیہ بلازيادة شرط من العموم والخصوص مہملہ عند القدماء وان حکم علیہ بشرط الوحدة الذہنية فطبعیة الفرق بین موضوع الطبعیة والمہملہ ان المہیة ربما یلاحظ من حیث الاطلاق لابان یكون الاطلاق قیدا فی الملحوظ فیہ بل قیدالہ فی اللحاظ فقط فہی من بذہ الحیثیة لا یسری الیہا احکام الافراد اصلا لانہا احکام بالنظر الی الخصوصیة وربما یلاحظہ من حیث ہی مع قطع النظر عن العموم والخصوص والاطلاق والتقیید لافی اللحاظ ولا فی الملحوظ ویجرى فیہ احکام العموم والخصوص والاطلاق والتقیید فالمہیة بالاعتبار الثانی موضوع المہملہ وبالاعتبار الاول موضوع الطبعیة ویعبر عنہ بالمہیة من حیث الاطلاق وبشرط الوحدة الذہنية ومن حیث العموم وبذہ عبارات وعنوانات والمعنون واحد وان حکم علی افرادہ ای علی الکلی من حیث السریان فی الافراد فان بین کمیة افراد الموضوع کلا او بعضا فمحصورة وسورة وما بہ البیان ای بیان الكمیة یسمى سورا وان لم یبین کمیة الافراد فمہملہ عند المتأخرین اعلم ان القدماء لم یعتبروا لان اعتبار الجزئیة یغنی عن اعتبارها

لكن ما فعله المصنف احسن فمن ثم قالوا انها تلازم
الجزئية" (1)

اگر قضیہ حملیہ کا موضوع جزئی حقیقی ہو تو وہ قضیہ شخصیہ اور مخصوصہ ہے اور اگر کلی ہو پس اگر موضوع پر حکم نفی موضوع پر کوئی شرط یعنی عموم و خصوص کو زائدہ کئے بغیر لگایا گیا ہو تو وہ قضیہ عند القدماء مہملہ ہے اور اگر موضوع پر حکم وحدت ذہنیہ کی شرط کے ساتھ ہو تو یہ طبعیہ ہے قضیہ طبعیہ اور مہملہ عند القدماء کے موضوع کے درمیان فرق یہ ہے کہ ماہیت کبھی من حیث الاطلاق ملحوظ ہوتی ہے مگر بایں معنی نہیں کہ اطلاق اس میں "ملحوظ" کے اندر قید بنے بلکہ وہ اس کیلئے فقط لحاظ میں قید ہوتا ہے پس جب ماہیت بایں طور ملحوظ ہو تو احکام افراد اصلا اس کی طرف جاری نہیں ہوتے کیونکہ یہ ایسے احکام ہیں جو بنظر خصوصیت ہوتے ہیں اور کبھی ماہیت لحاظ اور ملحوظ دونوں میں عموم و خصوص اور اطلاق و تقييد کے اعتبار سے قطع نظر کر کے من حیث ہی ہی ملحوظ ہوتی ہے پس جب ماہیت بایں طور ملحوظ ہو تو اس میں عموم و خصوص اور اطلاق و تقييد کے احکام جاری ہوتے ہیں پس ماہیت باعتبار ثانی قضیہ مہملہ (عند القدماء) کا موضوع ہوتی ہے اور باعتبار اول قضیہ طبعیہ کا موضوع بنتی ہے اور اسے (جب قضیہ طبعیہ کا موضوع ہو تو) ماہیت من حیث الاطلاق اور ماہیت بشرط الوحدة الذہنیۃ اور ماہیت من حیث العموم سے تعبیر کیا جاتا ہے اور یہ تمام (مختلف) عبارات و عنوانات ہیں مگر معنوں ایک ہی ہے اور اگر حکم کلی کے افراد پر ہو یعنی حکم تو کلی پر ہی ہو مگر بایں حیثیت کہ اس (کلی) کے افراد میں سریان ہے پس اگر موضوع کے افراد کی کیت کلا یا بعضا بیان کر دی گئی ہو تو وہ قضیہ محصورہ اور مسورہ ہے اور جس سے (موضوع کے افراد کی)

(1) بحر العلوم علی سلم العلوم ملخصا ص ۱۳۹

(1)

کیسے بیان کی گئی ہے اس کا نام سور ہے اور اگر موضوع کے افراد کی کیسے بیان نہیں کی گئی تو وہ قضیہ مہملہ عند المتاخرین ہے جان لو کہ متقدمین نے اس قضیہ کا اعتبار نہیں کیا کیونکہ جب (محصورہ میں) جزئیہ کا اعتبار کر لیا تو اس نے اس کا اعتبار کرنے سے بے نیاز کر دیا لیکن مصنف (صاحب سلم العلوم) کا فعل مستحسن ہے اس لئے انہوں نے کہا ہے کہ یہ (قضیہ مہملہ عند المتاخرین) قضیہ (محصورہ) جزئیہ کو متلازم ہے۔

جس طرح متقدمین نے مہملہ عند المتاخرین کا علیحدہ اعتبار نہیں کیا بلکہ محصورہ جزئیہ میں مندرج قرار دیا ہے اسی طرح متاخرین نے بھی مہملہ قدامیہ کا علیحدہ اعتبار نہیں کیا بلکہ اسے قضیہ طبعیہ میں داخل مانا ہے چنانچہ شمس العلماء علامہ عبدالحق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ مرقات کی اس عبارت "ان كان الحكم فيها على نفس الحقيقة تسمى القضية طبيعية" (اگر قضیہ حملیہ میں حکم موضوع (کلی) کی نفس حقیقت پر ہو تو اس کا نام قضیہ طبعیہ رکھا گیا ہے) کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"المراد من نفس الحقيقة اعم من ان يكون من حيث هي
هي او من حيث العموم فيدخل المهملة القدمائية في
الطبعية" (1)

نفس حقیقت سے مراد عام ہے کہ حقیقت من حیث ہی ہو یا من حیث
العموم پس مہملہ قدامیہ بھی قضیہ طبعیہ میں داخل ہو گا۔

اور حمد اللہ شرح سلم العلوم میں ہے:

"يمكن العذر للقضايا بان تختلف وتتنوع
بحسب اختلاف المصداق ومصداق مهملة المتأخرين
والجزئية واحد فليس في اعتبارها مع اعتبار الجزئية فائدة

(1) شرح شمس العلماء عبدالحق علی المرقات ص ۱۱۶

معتد بہا وللمتاخرین بادخال المهملة القدمائية في الطبيعية فانه يمكن الاصطلاح في الطبيعية بانها ما حکم فيها على الطبيعية اما من حيث هي ہی او مقيدة بالعموم وكلام البعض" (1)

متقدمین (جنہوں نے مہملہ عند المتأخرین کا اعتبار نہیں کیا) کا یہ عذر ممکن ہے (کہ وہ یوں کہیں کہ قضایا کا مختلف ہونا اور متنوع ہونا اختلاف مصداق کے حساب سے ہوتا ہے اور مہملہ عند المتأخرین اور محصورہ جزئیہ کا مصداق ایک ہی ہے پس محصورہ جزئیہ کا اعتبار کر لینے کے بعد اس (مہملہ عند المتأخرین) کا علیحدہ اعتبار کرنے میں کوئی معتد بہا فائدہ نہیں ہے اور متأخرین (جنہوں نے مہملہ قدمائے کا اعتبار نہیں کیا) کیلئے یوں عذر ممکن ہے کہ وہ مہملہ قدمائے کو قضیہ طبیعیہ میں داخل مانتے ہیں کیونکہ قضیہ طبیعیہ میں یوں اصطلاح قائم کرنا ممکن ہے کہ وہ قضیہ حملیہ جس میں حکم موضوع کی طبیعت پر ہے یا تو یہ حکم طبیعت من حیث ہی ہی پر ہے اور یا پھر طبیعت پر یہ حکم اس حال میں ہے کہ وہ عموم کی قید کے ساتھ مقید ہے اور بعض کی کلام (جیسے قطب الدین رازی کی کلام شرح شمسہ قطبی) میں اور میر سید شریف کی کلام حاشیہ شرح شمسہ (میر قطبی) میں اس امر پر دلالت بھی کرتی ہے۔

صاحب سلم العلوم نے اپنے مذکورہ بیان میں قضیہ حملیہ کی موضوع کے لحاظ سے تقسیم میں متقدمین اور متأخرین دونوں کا مذہب جمع کیا ہے اور خالص متأخرین کے مذہب کے مطابق قضیہ حملیہ کی یہ تقسیم دیگر کتب منطق میں ہے چنانچہ شرح تہذیب میں ہے:

(1) کلام قطب الدین الرازی والسید الشریف فی شرح الشمسية وحاشيته شریف خان علی حمد لله ص ۳۱ ال علیہ ایضا حمد الله شرح سلم العلوم ص ۳۱

”ان الموضوع اما جزى حقيقى كقولنا بذنا انسان او كلى
وعلى الثانى فاما ان يكون الحكم على نفس حقيقة بذنا
الكلية وطبيعته من حيث بى بى او على افراده وعلى
الثانى فاما ان يبين كمية افراد المحكوم عليه بان يبين
ان الحكم على كلها او على بعضها او لا يبين ذلك بل
يهمل فالاول شخصية والثانى طبيعية والثالث محصورة
والرابع مہملۃ“ (1)

قضیہ حملیہ کا موضوع یا تو جزئی حقیقی ہو گا جیسے ہمارا قول ”بذنا انسان“
(یہ انسان ہے) اور یا پھر کلی ہو گا بصورت ثانی (جبکہ موضوع کلی ہو) حکم
یا تو اس کلی کی نفس ماہیت و نفس طبیعت من حیث ہی ہی پر ہو گا یا اس کے
افراد پر بصورت ثانی (جب کہ حکم کلی کے افراد پر ہو) محکوم علیہ
(موضوع) کے افراد کی کمیت بیان کر دی گئی ہوگی بایں طریق کہ یہ بیان
کر دیا گیا ہو گا کہ حکم موضوع کے کل افراد پر ہے یا بعض پر یا اسے بیان
نہیں کیا گیا بلکہ اسے مہمل رکھا گیا ہو گا پس اول قضیہ شخصیہ ہے اور دوم
طبیعیہ سوم محصورہ اور چہارم مہملہ ہے۔

قضیہ محصورہ کی اقسام:

قضیہ محصورہ چار قسم ہے:

۱۔ موجبہ کلیہ

۲۔ موجبہ جزئیہ

۳۔ سالبہ کلیہ

۴۔ سالبہ جزئیہ

شرح شمس العلماء علی المرقات میں ہے:

”المحصورات اربع لان الحكم فيها اما بالايجاب او
بالسلب وعلى التقديرين اما على كل الافراد او على

(1) شرح تہذیب لعبد اللہ یزدی

(1)

بعضها فان حکم بالایجاب علی کل الافراد فموجبة
کلیة وان حکم بالایجاب علی بعضها فموجبة جزئية وان
حکم بالسلب علی کلها فسالبة کلیة وان حکم بالسلب
علی بعضها فسالبة جزئية" (1)

محسورات چار قسم ہیں کیونکہ قضیہ محصورہ میں حکم ایجابا ہو گا یا سلبا ہو گا
اور دونوں تقدیر پر یا تو کل افراد پر ہو گا یا بعض افراد پر پس اگر حکم ایجابا ہو
اور کل افراد پر ہو تو وہ موجبہ کلیہ ہے اور اگر حکم ایجابی بعض افراد پر ہو تو
موجبہ جزئیہ ہے اور اگر حکم سلبا ہو اور کل افراد پر ہو تو سالبہ کلیہ ہے اور
اگر حکم سلبی بعض افراد پر ہو تو وہ سالبہ جزئیہ ہے۔

سور قضیہ: جو چیز قضیہ محصورہ میں موضوع کے افراد کی کیت بیان کرے اور اس
کے افراد کا کلا یا بعضا احاطہ کرے اسے قضیہ محصورہ کا سور کہتے ہیں چونکہ قضایا محسورات
چار ہیں پس ان میں سے ہر ایک کا سور علیحدہ علیحدہ ہے چنانچہ سلم العلوم میں ہے:

"المحسورات اربع الموجبة الكلية وسورها كل ولام
الاستغراق والموجبة الجزئية وسورها بعض وواحد والسالبة
الكلية وسورها لاشيء ولاواحد ووقوع النكرة تحت النفي
والسالبة الجزئية وسورها ليس كل وليس بعض وبعض
ليس وفي كل لغة سور يخصصها" (2)

قضایا محسورات چار ہیں موجبہ کلیہ اور اس کا سور "کل" اور "لام"
استغراق" ہے اور موجبہ جزئیہ اور اس کا سور "بعض" اور "واحد" ہے
اور سالبہ کلیہ اور اس کا سور "لا شيء" اور "لا واحد" اور نکرہ کا تحت النفی

(1) شرح شمس العلماء علی المرقات ص ۱۱۸

(2) سلم العلوم ص ۱۲۸

واقع ہونا ہے اور سالبہ جزئیہ اور اس کا سور "لیس کل" اور "لیس بعض" اور "بعض لیس" ہے اور ہر لغت میں (اسی طرح کے) سور ہیں جو اسی لغت کے ساتھ خاص ہیں۔

اس تمہید کے بعد ہم کہتے ہیں کہ نعرہ تحقیق کے جواب میں بولا جانے والا قضیہ "حق چاریار" بالفرض اگر قضیہ محصورہ ہی ہو اور اس میں اسم عدد چار سور قضیہ ہی ہو تب بھی "حق" کا ان "چار" کے اندر حصر لازم نہیں آتا کیونکہ قضیہ محصورہ تمام متقدمین و متاخرین کے نزدیک بالاتفاق ایسا قضیہ ہے جس میں حکم کا تعلق موضوع کے افراد سے ہوتا ہے پھر بعض کے نزدیک یہ حکم بالذات موضوع کے افراد پر ہی ہوتا ہے اور بعض کے نزدیک موضوع کی طبیعت پر ہوتا ہے مگر اس حیثیت سے کہ وہ افراد میں جاری ہے بہر حال قضیہ محصورہ میں حکم کا تعلق موضوع کے افراد سے ضرور ہوتا ہے اور ساتھ ان افراد کی کلا یا بعضا کیت بھی بیان کی گئی ہوتی ہے اور یہی اس قضیہ کو "محصورہ" کہنے کی وجہ ہے کہ اس میں افراد موضوع کا کلا یا بعضا حصر یعنی احاطہ ہوتا ہے قضیہ محصورہ کو قطعاً اس لئے محصورہ نہیں کہا جاتا کہ اس میں محمول کا موضوع میں حصر ہوتا ہے جیسا کہ معترض کا زعم باطل ہے اور اسی طرح سور قضیہ کو بھی واضح نے قطعاً اس لئے وضع نہیں کیا کہ جس کے اول میں آئے اور جو چیز اس کے اندر محصور کر لے غیر سے اس کی نفی کرے یعنی جب موضوع کے شروع میں آئے تو محمول کو موضوع میں بند کر دے اور غیر موضوع سے اس کی نفی کر دے یہ معترض کا ایک من گھڑت مسئلہ ہے اور قواعد منطق سے جہالت پر مبنی ہے یا پھر اس نے جان بوجھ کر دھوکہ دہی سے کام لیا ہے مگر حقیقت یہی ہے کہ سور قضیہ کو واضح نے اس لئے وضع کیا ہے کہ وہ موضوع کے افراد کی کیت بیان کرے اور ان کا کلا یا بعضا احاطہ کرے اور یہ بات منطق کی چھوٹی بڑی تقریبات تمام کتابوں میں موجود ہے معترض نے حمد اللہ تو درکنار اگر مجموعہ منطق بھی سمجھ کر پڑھی ہوتی تو ایسی بات ہرگز منہ سے نہ نکالتا مجموعہ

منطق میں ہی موجود رسالہ میزان المنطق میں ہے:

”فموضوعها ان كان كليا فان بين فيها مقدار افراد الموضوع سميت محصورة ومسورة واللفظ الدال عليه يسمى سورا“ (1)

قضیہ حملیہ کا موضوع اگر کلی ہو پس اگر اس قضیہ میں موضوع کے افراد کی مقدار (کلا یا بعضا) بیان کی گئی ہو تو اس کا نام محصورہ اور مسورہ رکھا گیا ہے اور جو لفظ موضوع کے افراد کی مقدار پر دلالت کرے اس کا نام سورا رکھا گیا ہے۔

اور مجموعہ منطق میں ہی موجود ایک اور رسالے ”الجوهرة المضیة فی شرح الدرّة البیہ لشیخ عبدالحق الدہلوی“ میں ہے:

”والقضیة الحملیة ان لم یکن الموضوع شخصا ولا نفس الحقیقة فمحصورة ومسورة ان بین فیها کمیة الافراد ای قدر الافراد فیها کلا او بعضا سمیت محصورة لحصر افراد موضوعها و المسورة مشتقة من سور البلدة كما انه یحیط به كذلك اللفظ الدال علی کمیة الافراد یحصرها“ (2)

قضیہ حملیہ کا موضوع اگر شخص معین اور نفس حقیقت نہ ہو تو اگر اس میں افراد موضوع کی کیت بیان کی گئی ہے تو وہ محصورہ اور مسورہ ہے یعنی اگر اس میں موضوع کے افراد کی کلا یا بعضا مقدار بیان کی گئی ہے تو اس کا نام محصورہ ہے کیونکہ اس کے موضوع کے افراد کا حصر یعنی احاطہ کیا گیا ہے

(1) مجموعہ منطق ص ۶۸

(2) مجموعہ منطق ص ۱۲۷

اور (مسورہ نام ہونے کی وجہ یہ کہ) سور مشتق ہے "سور البلد" (شہر کی فصیل) سے تو جیسے فصیل شہر، شہر کا احاطہ کئے ہوئے ہوتی ہے۔ اسی طرح افراد موضوع کی کیت پر دلالت کرنے والا لفظ (سور قضیہ) افراد موضوع کا حصر احاطہ کئے ہوئے ہوتا ہے۔

اسی میں موجود مشہور رسالہ "ایسا غوجی" کی شرح "البیان الشافی" میں ہے:

"وجیہ تسمیہ قضیہ محصورہ و مسورہ اینکہ محصورہ برائے حصر کردن افراد موضوع و مسورہ برائے اشتمال بر سور و سور ماخوذ است از سور البلد کہ قلعه رامی گویند و این سور اصطلاحی کہ داخل می شود بر محصورہ ایضا احاطہ می کند افراد موضوع را کلا و بعضاً" (1)

قضیہ محصورہ اور مسورہ کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اسے افراد موضوع کا حصر یعنی احاطہ کرنے کی وجہ سے محصورہ اور سور پر مشتمل ہونے کی وجہ سے مسورہ کہتے ہیں اور لفظ سور سور البلد سے ماخوذ ہے جو کہ قلعه کا نام ہے اور یہ سور اصطلاحی جو کہ قضیہ محصورہ پر داخل ہوتا ہے بھی موضوع کے افراد کا کلا اور بعضاً احاطہ کرتا ہے۔

مرقات میں علامہ فضل امام خیر آبادی ارشاد فرماتے ہیں:

"الذی یبین بہ کمیة الافراد من الكلية والبعضیة یسمى
سورا وبو ماخوذ من سور البلد" (2)

(1) البیان الشافی فی حل ایسا غوجی ص ۱۴
(2) مرقات ص ۶۶

وہ امر جس سے موضوع کے افراد کی کلا یا بعضا مقدار بیان کی جائے اس کا نام سور ہے اور وہ سور البلد (فصیل شہر) سے ماخوذ ہے۔

اور اس کی شرح ”ہدیہ شاہجہانیہ“ میں ہے:

”یعنی چنانکہ فصیل حاصر و محیط بلکہ بود ہمچنین
این لفظ دال بر کمیت احاطہ کنندہ و حصر نمائندہ افراد
موضوع است“ (1)

جیسے فصیل شہر، شہر کا حصر اور احاطہ کرنے والی ہوتی ہے اسی طرح یہ لفظ
جو افراد موضوع کی کمیت پر دلالت کرتا ہے موضوع کے افراد کا احاطہ
کرنے والا اور انہیں گھیرنے والا ہوتا ہے۔

مجموعہ منطق میں ہی موجود علامہ سعد الدین تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ کے مشہور و متداول درک
رسالہ تہذیب المنطق کی شرح فارسی میں علامہ جمال الدین محمد بن محمود حسنی شہرستان
فرماتے ہیں:

”واگر حکم بر نفس حقیقت نکرده باشند بلکه حکم بر
افراد کرده باشند اگر بیان کمیت افراد کرده باشند کلا یا
بعضا یعنی گفته باشند کہ (حکم) بر ہر ایک از افراد است
یا بر بعضے از افراد است این قضیہ را محصورہ می گویند
و مسورہ نیز می گویند اما آنکہ محصورہ اش می گویند
بواسطہ آن کہ حصر افراد کرده است اگرچہ بطریق تعداد
نکرده اما بطریق کلیہ و بعضیہ کرده و اما آنکہ مسورہ
اش می گویند بواسطہ آنکہ مشتمل بر سور است و سور
آن چیز است کہ بآن بیان کمیہ افراد کلا یا بعضا کنند

(1) ہدیہ شاہجہانیہ شرح مرقات میزانیہ ص ۵۴

مثل لفظ کل وبعض واین سور را از سور بلد گرفته اند
بمچنان حصار شهر احاطه شهر می کند این لفظ نیز
احاطه افراد کرده" (1)

اگر قضیہ حملیہ میں (موضوع کی) نفس حقیقت پر حکم نہ ہو بلکہ (اس کے)
افراد پر حکم ہو اگر افراد کی کیت کلا یا بعضا بیان کی گئی ہو یعنی یہ بیان کیا گیا
ہو کہ حکم موضوع کے افراد میں سے ہر ایک فرد پر ہے یا ان میں سے
بعض افراد پر ہے تو اس قضیہ کو محصورہ کہتے ہیں اور مسورہ بھی کہتے ہیں
اسے محصورہ اس لئے کہتے ہیں کہ اس نے موضوع کے افراد کا حصر و احاطہ
کیا ہوا ہوتا ہے اگرچہ اس کا یہ احاطہ گنتی کے اعتبار سے تو نہیں ہوتا مگر
کلیت اور بعضیت کے اعتبار سے ضرور ہوتا ہے اور اسے مسورہ کہنے کی وجہ
یہ ہے کہ یہ سور پر مشتمل ہوتا ہے اور سور ایسی چیز کا نام ہے جس کے
ساتھ موضوع کے افراد کی کلا یا بعضا کیت بیان کی جاتی ہے جیسے لفظ کل
اور لفظ بعض اور یہ سور سور البند (فصیل شہر) سے ماخوذ ہے جیسے فصیل
شہر، شہر کا احاطہ کئے ہوئے ہوتی ہے اسی طرح اس لفظ نے موضوع کے
افراد کا احاطہ کر رکھا ہوتا ہے۔

اور اسی تہذیب المنطق کی مشہور و متداول اور برصغیر پاک و ہند کے تقریباً تمام مدارس
اسلامیہ میں سبقا پڑھائی جانے والی عبداللہ یزدی کی تحریر کردہ عربی شرح میں ہے:

"لابد فی کل من تلک المحصورات الاربع من امر یبین
کمیة افراد الموضوع یسمی ذالک الامر بالسور اخذ من
سور البلد اذ کما ان سور البلد محیط به کذا لک ہذا الامر
محیط بما حکم علیہ من افراد الموضوع" (2)

(1) شرح تہذیب فارسی ص ۵۱
(2) شرح تہذیب ص ۸۳

محصورات اربعہ میں سے ہر ایک کے اندر ایک ایسے امر کا ہونا ضروری ہے جو اس کے موضوع کے افراد کی مقدار بیان کرے اس امر کا نام سور رکھا گیا ہے یہ سور البلد سے ماخوذ ہے کیونکہ جیسے سور البلد (فصیل شہر) شہر کو محیط ہوتی ہے اسی طرح یہ امر بھی موضوع کے ان افراد کا احاطہ کرنے والا ہوتا ہے جس پر حکم لگایا جاتا ہے۔

معروف درستی کتاب قطبی میں ہے:

"واللفظ الدال علیہا ای علی کمية الافراد یسمى سورا اخذ من سور البلد كما انه یحصر البلد و یحیط به کذا لک اللفظ الدال علی کمية الافراد یحصرها و یحیط بها فان بین فیہا کمية افراد الموضوع سمیت القضية محصورة و مسورة اما انها محصورة فلحصر افراد موضوعها و اما انها مسورة فلاشتمالها علی السور" (1)

جو لفظ افراد موضوع کی کیت پر دلالت کرتا ہے اس کا نام سور ہے اور یہ سور البلد (شہر کی فصیل) سے ماخوذ ہے جس طرح فصیل شہر، شہر کا حصر و احاطہ کرتی ہے اسی طرح افراد موضوع کی کیت پر دلالت کرنے والا لفظ ان افراد کا حصر و احاطہ کرتا ہے پس اگر قضیہ میں موضوع کے افراد کی کیت بیان کر دی گئی ہو تو ایسے قضیے کا نام محصورہ اور مسورہ رکھا جاتا ہے محصورہ اس لئے کہ یہ اپنے موضوع کے افراد کا حصر و احاطہ کئے ہوئے ہوتا ہے اور مسورہ اس لئے کہ یہ سور پر مشتمل ہوتا ہے۔

مرآة الشروح شرح سلم العلوم میں ملا مبین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"وان حکم فیہا ای فی القضية علی افرادہ ای افراد

(1) قطبی شرح شمسہ ص ۱۵۱

الموضوع فان بين كمية الافراد اى كون الحكم على كل الافراد او بعضها بلفظ يدل على بيانها من الكل الافرادى او البعض كذالك فمحصورة اى فهذه القضية يسمى محصورة لحصر افراد الموضوع بالمبين لكميتها ومسورة لاشتمالها على السور المبين الكمية وما به البيان اى ما يبين به بذه الكمية يسمى سورا ماخوذ من سور البلد وبو ما يحيطها ولما كان بذا محيطا للافراد كلها او بعضها يسمى به" (1)

اگر قضیہ حملیہ میں حکم موضوع کے افراد پر ہو پس اگر اس کے افراد کی کیفیت بیان کر دی گئی ہو یعنی اس میں حکم کا کل افراد موضوع پر ہونا یا بعض پر ہونا کل افراد یا اس طرح بعض افراد میں سے کسی لفظ کے ساتھ بیان کر دیا گیا ہو جو کہ بیان افراد پر دلالت کرتا ہے تو وہ قضیہ محصورہ ہے یعنی اس قضیے کا نام محصورہ رکھا گیا ہے کیونکہ اس میں ایسی چیز کے باعث افراد موضوع کا حصر و احاطہ پایا جاتا ہے جو ان کی کیفیت بیان کرتی ہے اور وہ قضیہ مسورہ بھی ہے کیونکہ وہ افراد موضوع کی کیفیت بیان کرنے والے سور پر مشتمل ہے اور وہ چیز جس کے ساتھ افراد موضوع کی یہ کیفیت بیان کی جاتی ہے اس کا نام سور رکھا گیا ہے اور یہ سور البلد (فصیل شہر) سے ماخوذ ہے اور سور البلد (فصیل شہر) وہ ہے جس نے شہر کا احاطہ کر رکھا ہو اور چونکہ یہ (سور قضیہ) بھی کل افراد موضوع یا بعض افراد موضوع کو محیط ہوتا ہے اسی لئے اس کا بھی یہی (سور) نام رکھا گیا ہے۔

الفرض قضیہ محصورہ کا ایک ایسا قضیہ ہونا جس میں حکم افراد موضوع پر ہوتا ہے خواہ

(1) مرآة الشروع على سلم العلوم حصہ دوم ص ۳۳

بالذات ہو بالواسطہ ماہیت اور اس کا ایک ایسے امر پر مشتمل ہونا جو افراد موضوع کا کلیا بعضاً حصر یعنی احاطہ کرتا ہے جسے سور کہا جاتا ہے اور سور قضیہ کو واضح کا فقط افراد موضوع کے حصر و احاطے کیلئے ہی وضع کرنا نہ اس لئے کہ وہ محمول کو موضوع میں بند کر دے اور غیر موضوع سے اس کی نفی کر دے اور قضیہ محصورہ کا نام ”محصورہ“ ہونے کی وجہ بھی فقط یہی ہونا کہ اس میں افراد موضوع کا حصر یعنی احاطہ پایا جاتا ہے نہ یہ کہ اس میں محمول کا موضوع میں حصر ہوتا ہے یہ ایک ایسا امر ہے جو مناطقہ کے ہاں متفق علیہ ہے جس پر بیسیوں حوالہ جات پیش کئے جاسکتے ہیں مگر ہم نے فقط درسی اور متداول کتابوں کے حوالہ جات پر اکتفاء کیا تاکہ واضح ہو جائے کہ یہ بات علماء تو درکنار مبتدی طلباء سے بھی پوشیدہ نہیں ہے مگر نہ جانے بزعم خویش مفکر اسلام کیوں اس سے نا آشنا ہے۔

پس ثابت ہو گیا کہ اگر بالفرض بقول معترض ”حق چار یار“ کہنے سے ”حق“ کا ان چار کے اندر حصر ہو جاتا ہے جس سے باقی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے حق کی نفی لازم آجاتی ہے کیونکہ یہ امر اس وقت ثابت ہو سکتا ہے جب قضیہ محصورہ ”محمول“ کے ”موضوع“ میں حصر کا فائدہ دے حالانکہ یہ بات سرے سے ہی باطل ہے اور نہ ہی علمائے منطق میں سے کوئی اس کا قائل ہے۔

مگر تحقیق یہ ہے کہ نہ تو حق چار یار قضیہ محصورہ ہے اور نہ اسمائے اعداد چار وغیرہ سور قضیہ ہو سکتے ہیں بلکہ یہ قضیہ شخصیت ہے یا مہملہ جس کی تفصیل یہ ہے کہ اگر اسے محصورہ تسلیم کر لیا جائے تو ظاہر ہے کہ یہ موجب کلیہ ہو گا یا موجب جزئیہ کیونکہ سالبہ تو مطلقاً ہو ہی نہیں سکتا اور موجب کلیہ کا سور کل افرادی ہوتا ہے یا جو لفظ کل افرادی کے معنی پر مشتمل ہو کل مجموعی اور کل مخفف یا کل بمعنی کلی موجب کلیہ کا سور نہیں ہو سکتے اور اسی طرح موجب جزئیہ کا سور بعض افرادی ہوتا ہے یا جو لفظ بعض افرادی کے معنی پر مشتمل ہو بعض مجموعی موجب جزئیہ کا سور نہیں ہو سکتا اور بعض کلی سرے سے ہوتا ہی نہیں اور یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں بلکہ یہ علم منطق کا ایک متفق علیہ مسئلہ ہے اور کتب منطق میں خوب شرح ہے کہ کل

ن قسم ہے:

- کل افرادی
- کل مجموعی
- کل بمعنی کلی یا مخفف کلی

کل افرادی: وہ ہے جس سے اس کے مدخول کے افراد مراد ہوں جیسے کل انسان تنزیہی حقیقی، انسان کا ہر فرد جزئی حقیقی ہے جیسے زید بکر و عمر وغیر ہم۔

کل مجموعی: وہ ہے جس سے اس کے مدخول کا مجموعہ مراد ہو جیسے کل انسان لوف الوف، تمام انسانوں کا مجموعہ بیٹھا ہے۔

کل مخفف کلی: وہ ہے جس سے اس کے مدخول کی ماہیت مراد ہو جیسے کل انسان نوع ای الانسان الکلی نوع یعنی ماہیت انسان نوع ہے۔

اور یہی حال بعض کا ہے مگر بعض صرف دو قسم ہے:

- ۱۔ بعض افرادی
- ۲۔ بعض مجموعی

بعض کلی نہیں ہوتا اور وہ کل اور بعض جو قضیہ محصورہ کا سور بنتے ہیں وہ ”کل“ اور ”بعض“ افرادی ہوتے ہیں اس کے علاوہ کوئی اور نہیں ہوتے چنانچہ شمس العلماء و علامہ عبد الحق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ شرح مرقات میں فرماتے ہیں:

”ان الكل يطلق على ثلاثة معان الاول الكلى الافرادى
ای کل واحد واحد الثانی الكل المجموعی ای الكل من
حيث هو كل الثالث الكلى وهو مالا يمنع نفس تصورہ

عن وقوع الشركة فيه والفرق بين المفهومات الثلاثة انه يصدق على الاول انه شخص واحد بخلاف الثاني والثالث اذا الثاني مجموع الاشخاص والثالث ليس بشخص اصلا وعلى الثاني انه يتمكن من حل الف من مثلا ولا يصدق على الباقيين وعلى الثالث انه لا يخلو عن احد الكليات الخمس وايضا الثالث جزء للاول والاول للثاني والمغايرة بين الكل والجزء ظاهر وايضا الثالث ينقسم الى الجزئيات والثاني الى الاجزاء والجزئيات غير الاجزاء اذا عرفت هذا فاعلم ان المعتبر في القياسات والعلوم هو المعنى الاول اذ لو كان المعتبر احد المعنيين الاخيرين يلزم ان لا ينتج الشكل الاول فضلا عن سائر الاشكال اذ على تقدير اعتبار احد المعنيين الاخيرين لم يتعد الحكم من الاوسط الى الاصغر كما هو مشروح في شرح المطالع واما الثاني فالقضية المشتملة عليه شخصية عند البعض ضرورة ان مجموعه الاشخاص لا يحتمل التعدد ومهملة عند البعض زعما منهم ان لفظ كل عنوان الموضوع وليس بسور ولعل الحق ما قيل انه ان كان ما يضاف اليه لفظ كل امرا شخصا فالقضية شخصية نحو كل زيد حسن وان كان كليا فمهملة وما يشتمل على الثالث فطبيعية لان الموضوع من حيث اعتبار الكلية موضوع القضية الطبيعية" (1)

”كل“ کا اطلاق تین معانی پر ہوتا ہے پہلا کل افرادی یعنی کل واحد واحد (ہر ایک ایک) دوسرا کل مجموعی یعنی مجموع من حیث المجموع۔ تیسرا کل بمعنی کلی اور وہ یہ ہے کہ جس کا نفس تصور اس میں وقوع شرکت سے مانع نہ ہو اور ان تینوں مفہومات کے درمیان فرق یہ ہے کہ مفہوم اول پر یہ

(1) شرح شمس العلماء علی المرقات ص ۱۲۰

بات صادق آتی ہے کہ وہ شخص واحد ہے (یعنی یوں کہا جاسکتا ہے کہ کل واحد واحد شخص واحد) بر خلاف ثانی اور ثالث کے (یعنی نہ یہ کہہ سکتے ہیں المجموع من حیث ہو مجموع شخص واحد) اور نہ ہی یہ کہہ سکتے ہیں (الکل ای ما لایمنع نفس تصورہ عن وقوع الشركة فیہ شخص واحد) کیونکہ ثانی مجموعہ اشخاص ہے اور ثالث سرے سے شخص ہی نہیں اور مفہوم ثانی پر یہ بات صادق آتی ہے کہ وہ ہزار من (سیر) اٹھانے پر قادر ہے اور باقی دونوں پر یہ بات صادق نہیں آتی (یعنی یوں کہا جاسکتا ہے کہ "المجموع من حیث ہو مجموع یتمکن من حمل الف من مثلاً" اور یوں نہیں کہہ سکتے کہ "کل واحد واحد یتمکن من حمل الف من" اور نہ ہی یوں کہہ سکتے ہیں "الکلی ای ما لایمنع نفس تصورہ عن وقوع الشركة فیہ یتمکن من حمل الف من" اور تیسرے مفہوم پر یہ بات صادق آتی ہے کہ وہ پانچ کلیوں میں سے کسی نہ کسی ایک سے خالی نہیں (یعنی یوں کہہ سکتے ہیں "ما لایمنع نفس تصورہ عن وقوع الشركة فیہ لایخلو عن احد الکلیات الخمس اور دوسرا فرق یہ ہے کہ مفہوم ثالث جزء ہے اول کا اور اول جزء ہے ثانی کا اور کل اور جزء کے درمیان مغائرت ظاہر ہے اور تیسرا فرق یہ ہے کہ مفہوم ثالث جزئیات کی طرف منقسم ہوتا ہے اور مفہوم ثانی اجزاء کی طرف اور جزئیات، اجزاء کا غیر ہوتی ہیں جب تم یہ پہچان چکے تو جان لو کہ قیاسات اور علوم میں معتبر "کل" کا پہلا معنی ہی ہوتا ہے کیونکہ اگر باقی دونوں معانی میں سے کوئی معتبر ہو تو لازم آئے گا کہ شکل اول (جو کہ بدیہی الانسان ہے) بھی نتیجہ نہ دے چے جائے کہ باقی اشکال کیونکہ دوسرے دونوں معانی میں سے کسی کا اعتبار کرنے کی صورت میں (اکبر کا) حکم حد اوسط (کے واسطے) سے اصغر کی طرف متعدی نہیں ہوتا جیسا کہ شرح مطالع میں یہ امر مشروح ہے رہا کل

کے معنی تو یہ تفسیر ان پر مشتمل ہو وہ اشکال کے نزدیک تو شخصیت ہوتا

ہے جو بدیہی ہونے اس بات کے کہ مجموعہ اشخاص کا تعدد کا احتمال نہیں رکھتا اور بعض کے نزدیک مہملہ ہے کیونکہ ان کا گمان یہ ہے کہ لفظ "کل" موضوع کا عنوان ہے یہ سور قضیہ نہیں ہے اور امید ہے کہ حق بات وہی ہے جو اس طرح بیان کی گئی ہے کہ اگر لفظ کل کا مضاف الیہ امر شخصی ہوا تو قضیہ شخصی ہو گا جیسے کل زید حسن اور اگر اس کا مضاف الیہ کوئی امر کلی ہو تو وہ قضیہ مہملہ ہے اور (کل مستعمل در معنی) ثالث پر مشتمل قضیہ، طبعیہ ہے کیونکہ موضوع کلیت اعتبار کرنے کی حیثیت سے قضیہ طبعیہ کا موضوع ہوتا ہے۔

مرقات کی فارسی شرح ہدیہ شاہجہانیہ میں ہے:

"وسور الموجبة الكلية كل كه افراديست نه كل كلي وكل مجموعي چرا كه قضيه كه مصدر بكل كلي بود طبعيه بود مثل كل انسان نوع و برچه بر كل مجموعي اشتمال دارد اگر مدخولش جزئی حقیقی ست شخصیہ بود مثل كل زید حسن وكل الدمان ماکول واگر مدخولش كلي است مہملہ است مثل كل انسان لایسعه بذه الدار وكدامی ازیں بر دو برائے حصر افراد نیست زیرا کہ در اول حکم بر افراد نباشد تا بحصر آن چہ رسد و در ثانی حصر اجزا است نه حصر افراد" (1)

قضیہ موجبہ کلیہ کا سور "کل" ہے جو کہ افرادی ہے نہ کل مخفف کلی اور نہ ہی کل مجموعی کیونکہ یہ قضیہ کل مخفف کلی کے ساتھ مصدر ہو وہ طبعیہ ہوتا ہے جیسے کل انسان نوع (انسان جو کہ کلی ہے نوع ہے) اور جو قضیہ کل مجموعی پر مشتمل ہو اگر اس کا مدخول جزئی حقیقی ہو تو وہ شخصیہ ہو گا

(1) ہدیہ شاہجہانیہ شرح مرقات میزانیہ ص ۵۵

جیسے کل زید حسن (زید کا مجموعہ اجزاء حسین ہے) اور کل الرمان
 ماکول (معین انار کا مجموعہ اجزاء ماکول ہے) اور اگر کل مجموعی کا مدخول
 کوئی امر کلی ہے تو وہ قضیہ مہملہ ہے جیسے کل انسان لایسعه بذہ
 الدار (تمام انسانوں کے مجموعے کی یہ دار گنجائش نہیں رکھتا) اور ان ہر
 دو کل (کل کلی اور کل مجموعی) میں سے کوئی بھی موضوع کے افراد کے
 احاطے کیلئے نہیں ہے کیونکہ پہلے (کل کلی) میں حصہ افراد تو درکنار سرے
 سے افراد پر حکم ہی نہیں اور دوسرے (کل مجموعی) میں حصہ اجزاء ہے نہ
 کہ حصہ افراد۔

”حاشیہ حسن عطار علی شرح ایسا عوجی شیخ الاسلام زکریا الانصاری رحمہما اللہ تعالیٰ میں ہے:

”السور فی الموجبة الكلية کل ای الدال علی کمیة
 الافراد حتی تكون القضية محصورة لانه لو بین کلیة
 الموضوع المجموعية کقولنا کل الرمان ماکول وکذا
 يقال فی البعض ای البعضية الافرادية فان دل علی
 البعضية المجموعية کقولنا بعض الرمان ماکول
 لاتسمى القضية محصورة بل شخصية أو مہملة قطعاً
 علی ما قال المحقق الطوسی فی شرح الاشارات“ (1)

اور موجب کلیہ میں سور ”کل“ ہے یعنی ایسا کل جو کیت افراد پر دلالت
 کرنے والا ہو تاکہ وہ قضیہ محصورہ ہو سکے کیونکہ اگر اس نے موضوع کی
 کلیت مجموعیہ بیان کی جیسے ہمارا قول ہے ”کل الرمان ماکول“
 (معین) انار کا مجموعہ کھائی جانے والی چیز ہے اور اسی طرح ”بعض“ میں
 بھی یہی کہا جائے گا کہ وہ بعضیت افراد پر دلالت کرنے والا ہو پس اگر

(1) حاشیہ شیخ حسن عطار علی شرح شیخ الاسلام زکریا الانصاری علی ایسا عوجی ص ۴۰

اس نے (موضوع کی) بعضیت مجموعیہ پر دلالت کی جیسے ہمارا قول بعض الرمان ما کول (معین) انار کا بعض مجموعہ کھائی جانے والی چیز ہے تو اس کل اور بعض مجموعی پر مشتمل قضیہ کا نام محصورہ نہ ہو گا بلکہ وہ قطعی طور پر قضیہ شخصیہ ہو گا یا مہملہ جیسا کہ محقق طوسی نے شرح اشارات میں کہا ہے۔

میر ایسا غوجی اور اس کے حاشیہ الحاشیہ الجدیدہ میں ہے:

"والسور فی الموجبة الكلية لفظ الكل بمعنى الكل الافرادى الذى هو لشمول الافراد بمعنى كل واحد واحد لا الكل المجموعى الذى هو لشمول الاجزاء بمعنى المجموع من حيث هو مجموع نحو كل الرمان ما کول ولا الكل الذى هو مخفف الكلى نحو كل انسان نوع اى الكلى الذى هو الانسان نوع وذلك لان القضية المشتملة على الكل المجموعى ليست بمحصورة بل هى شخصية لامتناع صدق موضوعها على كثيرين ذہنا وخارجا لان الرمان فى المثال المذكور امر مشخص وهو ما وقع عليه الاكل المخصوص فهو لا يَحتمل الاشتراك والقضية المشتمل على الكل المخفف طبيعية" (1)

اور موجبہ کلیہ میں سور ایسا لفظ کل ہے جو بمعنی کل افرادى ہو جو کہ احاطہ افراد بمعنی کل واحد واحد کیلئے ہوتا ہے نہ کہ کل مجموعی جو کہ شمول اجزاء بمعنی مجموع من حیث المجموع کیلئے ہوتا ہے جیسے کل الرمان ما کول اور نہ ہی وہ کل جو کہ کلی کا مخفف ہوتا ہے جیسے کل انسان نوع یعنی کلی جو کہ انسان ہے وہ نوع ہے اور وہ اس لئے کہ کل مجموعی پر مشتمل قضیہ

(1) الحاشیة الجدیدة على میر ایسا غوجی ص ۱۰۵

(۱)

محصورہ نہیں ہوتا بلکہ وہ شخصیہ ہوتا ہے کیونکہ اس کے موضوع کا ذہنا اور
خارج اکثرین پر صدق ممتنع ہوتا ہے کیونکہ مذکورہ مثال میں الرمان (انار)
ایک مشخص امر ہے یعنی وہ جس پر اکل مخصوص واقع سے پس وداشتر اس
کا احتمال نہیں رکھتا اور جو قضیہ کل مخفف کلی پر مشتمل ہو وہ طبیعہ ہوتی ہے۔

حاشیہ جدیدہ کی تشریح سے یہ بات واضح ہوئی کہ کل مجموعی پر مشتمل قضیہ سلفاً شخصیہ ہوتا
ہے خواہ کل مجموعی کا مدخول امر کلی ہو یا جزئی حقیقی۔ چنانچہ مفتی عبداللہ رکنی رحمہ اللہ حاشیہ
جدیدہ پر اپنی تعلیقات میں اس بات پر دیکھ دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں

”لان مدخول الكل المجموعی اما جزئی فالقضیة
شخصیة لامحالة او کلی فالحكم على كل افرادہ من
حيث الاجتماع والمجموع من حيث به مجموع متحد
فی فرد واحد غیر محتمل للتعدد اصلاً وبہ المعنی من
الشخصیة فما قيل ان مدخوله ان كل امه كذب

(۱)

فالقضية مہملہ لیس عنی ما ینبغی

کس جموں پر مشتمل قضیہ محصورہ نہیں ہوتا بلکہ شخصیہ ہوتا ہے کیونکہ کل
مجموعی کا مدخول یا تو جزئی حقیقی ہو گا پس لامحالہ ایسا قضیہ شخصیہ ہو گا یا پھر
اس کا مدخول کلی ہو گا پس حکم بحیثیت مجموعی اس کے تمام افراد پر ہو گا اور
مجموع من حیث المجموع فرد واحد میں ہی بند ہوتا ہے بہ تعدد کا بالظن، اختصار
نہیں رکھتا اور یہی معنی شخصیہ کا ہے پس یہ جو کہا گیا ہے کہ اگر اس کا
مدخول امر کلی ہو تو وہ قضیہ مہملہ ہے یہ کوئی مناسب بات نہیں ہے۔

قطبی میں ہے:

”فان كان الحكم فیها على كل الافراد فهي کلیة اما
موجبة وسوریا كل ای كل واحد واحد لا الكل

(۱) تعلیقات، مفتی عبداللہ التونکی عنی انسانیة الحدیث، علی بیروت، سوس، سوریا

المجموعی"۔ (1)

پس اگر قضیہ محصورہ میں حکم موضوع کے کل افراد پر ہو تو وہ کلیہ ہے پھر یا تو موجب ہے اور اس کا سور "کل" ہے یعنی (کل افرادی بمعنی) کل واحد واحد نہ کہ کل مجموعی۔

اور اس کے حاشیہ دسوتی میں ہے:

"قوله لا الكل المجموعی ای الهيئة المجتمعه لانه من قبیل الشخصية"۔ (2)

شارح کے اس قول کہ قضیہ محصورہ موجب کلیہ کا سور کل مجموعی نہیں ہوتا کا مطلب یہ ہے کہ اس کا سور ایسا کل نہیں ہوتا جو ہیئت مجتموعہ کے معنی میں ہو کیونکہ یہ شخصیت کے قبیلے سے ہے۔

اور قطبی کے ہی حاشیہ عبدالحکیم سیالکوٹی میں ہے:

"سور الموجبة الكلية الكل الافرادى الذى يشمل الافراد لا الكل المجموعى الذى هو عبارة عن شمول الاجزاء فان القضية المشتملة عليه شخصية لامتناع صدقه على كثيرين ذبنا وخارجا وما قيل بهى مهمة فوبهم ملخصا"۔ (3)

موجبہ کلیہ کا سور کل افرادی ہوتا ہے جو کہ (موضوع کے) افراد کا احاطہ

(1) قطبی

(2) شروح الشمسیہ ج ۲ ص ۲۱

(3) حاشیہ عبدالحکیم علی القطبی وعلی حاشیہ المیر علی القطبی ص ۱۹۳، شروح الشمسیہ

ج ۲ ص ۲۲

کرتا ہے نہ کہ کل مجموعی جو شمول اجزاء سے عبارت ہے پس بیشک وہ قضیہ جو کل مجموعی پر مشتمل ہو، شخصیہ ہوتا ہے کیونکہ اس کا ذہن اور خارجا کثیرین پر صدق ممتنع ہے اور یہ جو کہا گیا ہے کہ وہ (کل مجموعی پر مشتمل قضیہ) مہملہ ہوتا ہے یہ وہم ہے۔

تحریر کنڈیا شرح سلم العلوم میں ہے:

"ان الكل على ثلاثة اقسام الاول ان الكل يطلق بمعنى الكلى وهو الذى يعبر عنه بالكلى ويراد به الطبيعية من حيث العموم والمنعقدة منه قضية طبيعية مثل كل انسان نوع اى الكلى الذى هو الانسان نوع والثانى الكل بمعنى الكل المجموعى وهو الذى يعبر بالمجموع ويراد به مجموع من الافراد من حيث هو مجموع وشىء واحد نحو كل انسان لايسعه بذه الدار اى مجموع جميع افراد الانسان لايسعه بذه الدار والثالث الكل بمعنى الكل الافرادى وهو الذى يعبر عنه بكل فرد ويعنى به كل فرد من افراد الموضوع بالاستقلال والفرق بين المفهومات الثلاثة ظاهر كما عرفته آنفا والمعتبر فى القياسات والعلوم هو المعنى الثالث دون الاولين لان القضية المشتملة على كل واحد منهما ليست مفتحة فى الشكل الاول الذى هو بديهى الانتاج فضلا عن سائر الاشكال مثل زيد انسان وكل انسان نوع ينتج زيد نوع وهو كاذب وزيد انسان وكل انسان لايسعه بذه الدار فزيد لايسعه بذه الدار وهو كاذب والمشتمل عليه اى على المعنى الثالث بى المحصورة لان الحكم فيها على الافراد مع بيان كميتها وكلمما هو كذا لك فهى المحصورة واما الاولى اى القضية التى اشتملت على المعنى الاول فطبيعية لان الحكم فيها على الطبيعية من حيث العموم وكلمما هو كذا لك فطبيعية والثانية اى القضية التى اشتملت على المعنى الثانى شخصيته ان كان

المضاف اليه لكل جزئيا مثل كل زيد حسن لان
مجموع اجزاء الشخص شخص وكلما حكم فيها على
الشخص فهي شخصيته او مهمله ان كان المضاف اليه
للكل كليا مثل كل انسان لا يسعه هذه الدار لان
المجموع من حيث المجموع وان كان شيئا واحدا في
الواقع لكن يحتمل الزيادة والنقصان عند العقل
فيحتمل التعدد ولم يبين كمية الافراد فصارت مهمله
ففيه رد على الفاضل اللاهوري والعلامة التفتازاني لان
الفاضل اللاهوري قال بان القضية المشتملة على
المعنى الثاني شخصية مطلقا سواء كان المضاف اليه
للكل جزئيا او كليا لان المجموع من حيث المجموع
شيء واحد وشخص فصارت القضية المشتملة عليه
شخصية والعلامة التفتازاني حكم بان القضية
المشتملة على المعنى الثاني مهمله مطلقا سواء كان
المضاف اليه لكل جزئيا او كليا لان المجموع من
حيث المجموع شيء واحد لكن يحتمل الزيادة عند
العقل فيحتمل التعدد عنده ولم يبين فيها كمية الافراد
فصارت القضية المشتملة عليه مهمله وجه الرد ان
مجموع الافراد يحتمل الزيادة والنقصان عند العقل
لعدم انحصارها عنده فظهر عدم صحة قول الفاضل
اللاهوري ومجموع الاجزاء للشخص لا يحتملها عنده
لانحصارها عنده فظهر عدم صحة حكم العلامة
التفتازاني والتي اشتملت على البعض المجموع
فمهمله لان البعض المجموع متعدد ولم يبين فيها
كمية الافراد فصارت مهمله ففيه اشارة الى ان البعض
على قسمين احدهما افرادي والآخر مجموعي كما ان
الكل على ثلاثة اقسام - (1)

(1) تقرير كنديا شرح مسلم العلوم - صدره روم ص 16

(1)

”کل“ تین قسم ہے اول کل بمعنی کلی اور وہ وہ ہے جسے کلی سے تعبیر کیا جاتا ہے اور اس سے طبیعت من حیث العموم مراد لی جاتی ہے اور اس سے منعقد ہونے والا قضیہ طبعیہ ہوتا ہے جیسے کل انسان نوع یعنی کلی جو کہ انسان ہے وہ نوع ہے اور دوم کل بمعنی کل مجموعی اور وہ وہ ہے جسے مجموع کے ساتھ تعبیر کیا جاتا ہے اور اس سے مجموع افراد مراد لئے جاتے ہیں اس حیثیت سے کہ وہ مجموع ہیں اور شئیء واحد ہیں جیسے ”کل انسان لایسعہ ہذہ الدار“ یعنی تمام انسانوں کے مجموعے کی یہ گھر گنجائش نہیں رکھتا اور تیسری قسم کل بمعنی کل افرادی ہے اور وہ وہ ہے جسے کل فرد کے ساتھ تعبیر کیا جاتا ہے اور اس سے موضوع کے افراد میں سے ہر ہر فرد بالاستقلال مراد لیا جاتا ہے اور ان تینوں مفہومات کے درمیان فرق ظاہر ہے جیسا کہ تم ابھی پہچان چکے ہو اور قیاسات اور علوم میں صرف تیسرا معنی معتبر ہے پہلے دونوں معتبر نہیں ہیں کیونکہ پہلے دونوں میں سے ہر ایک پر مشتمل قضیہ شکل اول میں بھی نتیجہ نہیں دیتا جو کہ بدیہی الانتاج ہے چہ جائے کہ باقی اشکال جیسے زید انسان وکل انسان نوع تو نتیجہ آئے گا زید نوع اور یہ نتیجہ کاذبہ ہے اور زید انسان وکل انسان لایسعہ ہذہ الدار تو نتیجہ آئے گا زید لایسعہ ہذہ الدار اور یہ نتیجہ بھی کاذبہ ہے اور کل بمعنی ثالث پر مشتمل قضیہ محصورہ ہوتا ہے کیونکہ اس میں حکم موضوع کے افراد پر ہوتا ہے اور ساتھ ان افراد کی کیت بھی بیان کر دی گئی ہوتی ہے تو جو اس قسم کا قضیہ ہو وہ محصورہ ہوتا ہے اور پہلا یعنی جو قضیہ کل بمعنی اول پر مشتمل ہو وہ طبعیہ ہے کیونکہ اس میں حکم طبیعت من حیث العموم پر ہوتا ہے اور جب وہ قضیہ ایسا ہے تو طبعیہ ہے اور دوسرا یعنی وہ قضیہ جو کل بمعنی ثانی پر مشتمل ہو وہ شخصیہ ہے جبکہ کل کا مضاف الیہ جزئی ہو جیسے کل زید حسن کیونکہ کسی شخص کے اجزاء کا مجموعہ ایک شخص ہے اور جب کسی

قضیہ میں حکم شخص پر ہو تو وہ شخصیہ ہوتا ہے یا پھر (کل بمعنی ثانی پر مشتمل قضیہ) مہملہ ہے جبکہ کل کا مضاف الیہ کلی ہو جیسے کل انسان لایسعه ہذہ الدار کیونکہ مجموعہ من حیث المجموع اگرچہ فی الواقع شیء واحد ہی ہے لیکن عند العقل اس میں زیادتی اور نقصان کا احتمال موجود ہے پس اس میں تعدد افراد کا احتمال پایا گیا اور چونکہ کیت افراد بیان نہیں کی گئی پس یہ قضیہ مہملہ ہو اور اس میں فاضل لاہوری (عبد الحکیم سیالکوٹی) اور علامہ تفتازانی رحمہما اللہ تعالیٰ کا رد کیا گیا ہے کیونکہ فاضل لاہوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو قضیہ کل بمعنی ثانی پر مشتمل ہو وہ مطلقاً شخصیہ ہوتا ہے خواہ اس میں ”کل“ کا مضاف الیہ جزئی ہو یا کلی کیونکہ مجموعہ من حیث المجموع شیء واحد ہے اور شخص ہے پس اس پر مشتمل قضیہ شخصیہ ہو اور علامہ تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ نے کل بمعنی ثانی پر مشتمل قضیہ پر مطلقاً مہملہ ہونے کا حکم لگایا تھا خواہ اس کل بمعنی ثانی کا مضاف الیہ جزئی ہو یا کلی کیونکہ مجموعہ من حیث المجموع اگرچہ شیء واحد ہے لیکن عند العقل اس میں زیادتی کا احتمال ہے پس اس میں عند العقل احتمال تعدد پایا گیا اور چونکہ کیت افراد بیان نہیں ہوئی پس اس کل پر مشتمل قضیہ مہملہ ٹھہرا اور وجہ رد یہ ہے کہ چونکہ مجموعہ افراد، عند العقل زیادتی اور کمی کا احتمال رکھتا ہے کیونکہ عقل کے ہاں ان کا انحصار نہیں ہے پس فاضل لاہوری کے قول کی عدم صحت ظاہر ہو گئی اور چونکہ مجموعہ اجزاء شخص عند العقل کمی و زیادتی کا احتمال نہیں رکھتا کیونکہ عند العقل ان کا انحصار ہے پس علامہ تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کی عدم صحت بھی ظاہر ہو گئی اور جو قضیہ ”بعض“ مجموعی پر مشتمل ہو وہ مہملہ ہے کیونکہ مجموعی متعدد ہیں اور کیت افراد اس میں بیان نہیں کی گئی پس یہ قضیہ مہملہ ہو اور اس میں اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ ”بعض“ دو قسم ہوتا ہے (۱) بعض افرادی (۲) بعض مجموعی (بعض کلی نہیں ہوتا) جس طرح کہ ”کل“ تین قسم ہوتا ہے۔

تب منطق کی مذکورہ تصریحات سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو گئی کہ تمام علمائے منطق کا اس بات پر اتفاق ہے کہ قضیہ محصورہ اگر موجب کلیہ ہو تو اس کا سور وہ "کل" ہے جو افرادی ہو یا جو امر کل افرادی کے معنی پر مشتمل ہو کل مجموعی اور جو امر کلی مجموعی کے معنی پر مشتمل ہو اور اسی طرح کل بمعنی کلی ہرگز اس کے سور نہیں ہو سکتے اور قضیہ محصورہ اگر موجب جزئیہ ہو تو اس کا سور وہ "بعض" ہوتا ہے جو افرادی ہو یا اس کا سور وہ امر ہو سکتا ہے جو بعض افرادی کے معنی پر مشتمل ہو بعض مجموعی اور جو امر بعض مجموعی کے معنی پر مشتمل ہو ہرگز اس کا سور نہیں ہو سکتے اس مسئلہ میں کسی منطقی کو قطعاً کوئی اختلاف نہیں ہے اور کل بمعنی کلی پر مشتمل قضیہ طبعیہ ہوتا ہے یہ بھی ایک اتفاقی مسئلہ ہے اس میں بھی کسی کو کوئی اختلاف نہیں۔ یہی حال بعض مجموعی کا ہے یعنی جو بعض "مجموع بعض الافراد" کے معنی میں ہوتا ہے اس پر مشتمل قضیہ مہملہ ہوتا ہے اس امر میں بھی کوئی اختلاف مذکور نہیں بلکہ بحر العلوم علامہ عبدالعلی فرنگی محلی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح سلم العلوم میں اس کے متفق علیہ امر ہونے کی صراحت فرمائی ہے چنانچہ فرماتے ہیں:

"والقضیة التي اشتملت علی البعض المجموعی
مہملہ اتفاقاً" (1)

اور وہ قضیہ جو بعض مجموعی پر مشتمل ہو بالاتفاق مہملہ ہے۔

ہاں اگر اختلاف ہے تو کل مجموعی پر مشتمل قضیہ میں ہے اس میں تین اقوال ہیں ایک قول یہ ہے کہ کل مجموعی پر مشتمل قضیہ مطلقاً مہملہ ہوتا ہے خواہ اس کا مضاف الیہ جزئی حقیقی ہو یا کلی ہو یہ علامہ سعد الدین تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ کا مختار ہے جیسا کہ تحریر کندیا کے حوالہ سے بیان ہو چکا ہے دوسرا قول یہ ہے کہ اس پر مشتمل قضیہ مطلقاً شخصیہ ہوتا ہے خواہ اس کا مضاف

(1) بحر العلوم شرح سلم العلوم ص ۱۴۴

الیہ جزئی حقیقی ہو یا کلی ہو اور یہ علامہ عبد الحکیم سیالکوٹی، علامہ محمد بن غلام محمد صاحب حاشیہ
جدید علی میر ایسا غوثی اور مفتی عبداللہ ٹونگی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کا قول ہے ان کے ارشادات بھی
مذکور ہو چکے ہیں۔

ور تیسرا قول صاحب سلم العلوم علامہ محب اللہ بہاری، شارحین سلم اور دیگر محققین
رحمۃ اللہ علیہم کا ہے کہ اگر نکل مجموعی پر مشتمل قضیہ میں "کل" کا مضاف الیہ کوئی ایسا امر ہے جو
کہ کلی سے تو وہ قضیہ مہملہ ہے اور اگر اس کا مضاف الیہ کوئی امر جزئی ہے تو پھر یہ قضیہ
شخصیہ ہے تحریر لندیا شرح سلم العلوم اور شرح شمس العلماء علی المرقات کے حوالہ سے یہ
بات بھی بالتفصیل نزر بھی ہے۔ حمد اللہ نے بھی شرح سلم العلوم میں اسی تیسرے قول کو
مختار قرار دیتے ہوئے اور اس کی تائید کرتے ہوئے اسے اشبه بالحق کہا ہے چنانچہ حمد اللہ
میں ہے:

فإنه والثانية شخصية او مہملة اعلم ان بعضهم ذہب
الی انہا شخصية مطلقا وبعضہم الی انہا مہملة مطلقا
فاشار المصنف الی ان الحکمہ الکلی من کل منہما خطأ
وہو الاشبه فان المضاف الیہ للفظ الكل ان کان جزئیا
فالقضية شخصية ککل زید حسن فان مجموع اجزاء
زید لیس الا زیدا وانکان کلیا فالقضية مہملة لان
مجموع الانسان بحیث لایشذ عنہ شیء وان کان
منحصرا فی شخص لکنہ یحتمل الزیادة والنقصان
فیحتمل التعدد عند العقل وہو مدار الکلیة" (1)

اور نکل بمعنی ثانی یعنی کل مجموعی پر مشتمل قضیہ شخصیہ ہوتا ہے یا مہملہ۔
جان لو کہ بعض علمائے منطق (علامہ سیالکوٹی وغیرہ) اس طرف گئے ہیں

(1) حمد اللہ شرح سلم العلوم ص ۳۹

کہ کل مجموعی پر مشتمل قضیہ مطلقاً شخصیہ ہوتا ہے اور بعض مناطقہ (علامہ تفتازانی وغیرہ) اس کے مطلقاً مہملہ ہونے کی طرف چلے گئے ہیں پس مصنف (علامہ محب اللہ بہاری) نے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ فریقین میں سے ہر ایک کا حکم کلی لگا دینا (یعنی اسے مطلقاً شخصیہ کہہ دینا یا مطلقاً مہملہ کہہ دینا) خطا ہے اور یہی بات اشبہ بالحق ہے کیونکہ لفظ کل کا مضاف الیہ اگر جزئی ہے تو قضیہ شخصیہ ہے جیسے کل زید حسن (مجموعہ اجزائے زید حسین ہے) پس بیشک زید کے اجزاء کا مجموعہ بھی تو زید ہی ہے (جو کہ جزئی حقیقی ہے) اور اگر اس کا مضاف الیہ کلی ہو تو وہ قضیہ مہملہ ہے کیونکہ (ہمارے قول کل انسان لایسعہ بذہ الدار میں) بیشک انسانوں کا مجموعہ بایں حیثیت کہ اس سے کوئی بھی باہر نہ ہو اگرچہ (خارج میں) ایک ہی شخص میں بند ہے لیکن یہ مجموعہ کمی اور زیادتی کا احتمال رکھتا ہے پس عقل کے ہاں اس میں تعدد کا احتمال ہے اور یہی کلیت کی مدار ہے (اور کلیت افراد کا بیان نہ کیا جانا اس کے مہملہ ہونے کی مدار ہے)۔ الغرض کسی منطقی نے قطعاً یہ نہیں کہا کہ کل مجموعی پر مشتمل قضیہ، محصورہ بھی ہو سکتا ہے کلیہ ہو یا جزئیہ اور نہ ہی کسی نے بعض مجموعی پر مشتمل قضیے کے متعلق محصورہ ہونے کا قول کیا ہے۔

پس ثابت ہوا کہ حق چار یار کا قضیہ محصورہ ہونا اس بات پر موقوف ہے کہ اس میں اسم عدد "چار" سور قضیہ ہو اور اسم عدد چار کا سور قضیہ ہونا اس بات پر موقوف ہے کہ اسمائے اعداد کل یا بعض افرادی کے معنی پر مشتمل ہوں اگر ان کا کل یا بعض افرادی کے معنی میں ہونا ثابت نہ ہو سکا تو یہ ہرگز سور قضیہ نہیں ہو سکتے۔ حالانکہ تحقیق یہ ہے کہ اسمائے اعداد کل یا بعض افرادی کے معنی میں ہوتے ہی نہیں بلکہ مجموعہ کے معنی میں ہوتے ہیں اور کل یا بعض مجموعی پر مشتمل قضیہ قطعاً محصورہ نہیں ہوتا جیسا کہ بالتفصیل گزر چکا ہے یہی وجہ ہے کہ جمہور مناطقہ نے اسمائے اعداد کو اسوار قضیہ میں شمار نہیں کیا صرف علامہ تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ نے

انہیں اسوار قضیہ میں ذکر کیا ہے مگر محققین نے ان کی اس بات کو قبول نہیں کیا اور اس کا سخت تردید کی ہے کیونکہ خود علامہ تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی یہ بات تسلیم ہے کہ قضیہ محصور موجبہ کلیہ کا سور کل افرادی ہوتا ہے کل مجموعی نہیں ہوتا چنانچہ سعدیہ شرح شمسہ میں جہاں لفظ اثنین اور ثلاثہ کو اسوار قضیہ میں شمار کیا ہے اسی میں ایک سطر قبل اس بات کا صراحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”وسورالموجبة الكلية لفظ كل الافرادى لا المجموعى“ (1)

موجبہ کلیہ کا سور لفظ کل افرادی ہے کل مجموعی نہیں۔

اور یہی حکم بعض کا ہے کہ بعض افرادی ہی موجبہ جزئیہ کا سور ہو سکتا ہے مجموعی نہیں ہو سکتا تو انہوں نے انہیں یعنی اسمائے اعداد کو بمعنی افرادی سمجھتے ہوئے اسوار قضیہ میں شمار کیا مگر چونکہ عند تحقیق اسمائے اعداد کا بمعنی افرادی ہونا ثابت نہیں ہو سکا اس لئے محققین نے ان کی اس بات کا رد کر دیا ہے حتیٰ کہ خود حمد اللہ (جس کا حوالہ معترض نے دیا ہے) نے نزدیک بھی اسمائے اعداد کا اسوار قضیہ میں سے ہونا یقینی طور پر ثابت نہیں ہے بلکہ یہ محل تامل ہے اور ایک کمزور موقف ہے یہ بات حمد اللہ کی عبارت سے بالکل واضح ہے اور شارحین حمد اللہ نے تو اعداد کے اسوار قضیہ میں سے ہونے کا قول رد ہی کیا ہے چنانچہ حمد اللہ کی اصل عبارت ذکر کرتے ہیں پھر اس کی اغراض کی تقریر کرتے ہیں تاکہ اس مسئلہ میں حمد اللہ کا موقف پوری طرح واضح ہو جائے اور اس کے ساتھ ساتھ معترض جہالت اور دجل و فریب کی بھی اچھی قلعی کھل جائے۔

(1) سعیدیہ شرح شمسہ ص ۳۱

حمد اللہ کی اصل عبارت:

"قوله وسوريا كل ولام الاستغراق وقد عد ايضا نحو الاثنتين والثلاثة من الاسوار قال بعض الاذكياء وفيه نظر لان المعترف في المحصورات الكل والبعض الافراديان دون المجموعيين على ما صرحوا به ولو كان الامر كما ذكره لكان قولنا سبعون رجلا حاملا لهذا الحجر منافيا لقولنا كل رجل منهم ليس حاملا لهذا الحجر مع انه ليس منافيا له انت تعلم انه لا يبعدان يقال ان الكل والبعض كما انهما يستعملان تارة في معنى المجموعى وتارة في معنى الافرادى وبهذا المعنى يعدان من السور كذا لك الاعداد فانها تستعمل باستعمالين ايضا فانها قد تستعمل بمعنى المجموع من حيث المجموع كما في هذا المثال وقد تستعمل بمعنى الكل الافرادى ايضا كما في قوله جائنى سبعون رجلا فانه بمعنى جاءنى كل واحد واحد من السبعين وعدبا من السور اذا استعمل بهذا الاستعمال فتامل" (1)

حمد اللہ کی عبارت کے اغراض:

حمد اللہ کی عبارت "وقد عد ايضا نحو الاثنتين والثلاثة من الاسوار" (مثلاً دو اور تین کو بھی اسوار قضیہ میں شمار کیا گیا ہے) کا مطلب حمد اللہ کے بین السطور یوں مرقوم ہے کہ "ان اسماء العدد عدت من الاسوار" یعنی اسمائے عدد اسوار قضیہ میں شمار کئے گئے ہیں اور حمد اللہ کی اس عبارت سے غرض سلم العلوم میں علامہ محب اللہ بہاری رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول "وسوريا كل ولام الاستغراق" (موجبہ کلیہ کا سور کل اور الف لام

(1) حمد اللہ شرح سلم العلوم ص ۳۷

(1)

استغراقی ہے) پر اعتراض کرنا ہے۔ اعتراض کا حاصل یہ ہے کہ صاحب مسلم کی عبارت اسوار قضیہ کے بیان میں ناقص ہے کیونکہ اس نے اسمائے اعداد کو اسوار قضیہ میں ذکر نہیں کیا حالانکہ یہ بھی اسوار قضیہ میں شمار کئے گئے ہیں۔ شروع حمد اللہ مثلاً مصباح الدجی شرح حمد اللہ، ازالۃ الخفاء شرح حمد اللہ، فتح اللہ شرح حمد اللہ اور رفع الغواشی شرح حمد اللہ میں حمد اللہ کی اس عبارت کی یہی غرض بیان کی گئی ہے، پھر شارحین حمد اللہ کا اس بات میں اختلاف ہے کہ جن کے نزدیک اسمائے اعداد اسوار قضیہ میں سے ہیں آیا یہ موجب کلیہ سور ہیں یا موجب جزئیہ کا؟ فاضل علامہ عماد الدین البکینی نے حمد اللہ پر اپنے حاشیہ میں اسمائے اعداد کو موجب جزئیہ کا سور قرار دیتے ہوئے کہا ہے:

"وقوله سبعون رجلا حاملون لهذا الحجر موجبة جزئية
على مذهبه" (1)

حمد اللہ کا قول سبعون رجلا حاملون لهذا الحجر (ستر مرد اس پتھر کو اٹھانے والے ہیں) اس کے مذہب کے مطابق موجب جزئیہ ہے۔

اور رفع الاشتباه شرح حمد اللہ، فتح اللہ شرح حمد اللہ، رفع الغواشی شرح حمد اللہ اور ازالۃ الخفاء شرح حمد اللہ میں بھی اسی کو اختیار کیا گیا ہے چنانچہ رفع الاشتباه میں ہے:

"قوله وقد عد ايضا نحو الاثنین الخ ای عدد اسماء
العدد من اسوار الجزئية كما قال الفاضل العماد" (2)

حمد اللہ کے قول وقد عد د نحو الاثنین الخ کا مطلب یہ ہے کہ اسمائے اعداد کو اسوار جزئیہ میں شمار کیا گیا ہے جیسا کہ فاضل عماد نے کہا ہے۔

(1) حمد اللہ ص ۳۷ حاشیہ نمبر ۱۶
(2) رفع الاشتباه شرح حمد اللہ ص ۵۲

فتح اللہ شرح حمد اللہ میں ہے:

"قوله قد عد نحو الاثنین الخ ای قد عد بعض الفضلاء
سائر اسماء الاعداد من اسوار الموجبة الجزئية لانها تدل
على بعض افراد الموضوع كلفظ بعض وواحد كقولنا
ثلاثة رجال ضاربون فان الرجال تحتها افراد وبی ثلاثة
واربعة وغيره ذالك فالثلاثة من بعض الافراد فكان كلام
المصنف فی بیان اسوار الموجبة الجزئية قاصرا لبقاء بدأ
القسم عنها ويمكن دفعه بان المصنف فی صدر بیان
الاسوار التي بی مما اتفق العلماء عليها واسماء الاعداد
مما اختلفوا فی عدبا من الاسوار" (1)

حمد اللہ کے قول قد عد نحو الاثنین الخ سے مراد یہ ہے کہ بعض فضلاء نے تمام اسمائے اعداد
کو موجبہ جزئیہ کے اسوار میں شمار کیا ہے کیونکہ یہ موضوع کے بعض افراد پر دلالت کرتے
ہیں جیسے لفظ بعض اور واحد ہے جس طرح کہ ہمارا قول ثلاثة الرجال ضاربون (مارنے کا
ثبوت ہے مردوں میں سے تین کیلئے) پس بیشک الرجال کے تحت کئی افراد ہیں جیسے تین
چار وغیر ذالک پس ثلثہ (تین) مردوں کے افراد میں سے بعض ہوئے پس صاحب سلم کا
کلام موجبہ جزئیہ کے اسوار کے بیان میں ناقص ہے کیونکہ ان اسوار کی یہ قسم ان میں بیان
نہیں ہوئی اور اس اعتراض کا جواب یوں بھی ممکن ہے کہ مصنف رحمۃ اللہ علیہ فقط انہیں اسوار کے
بیان کے درپے ہیں جن کے سور قضیہ ہونے پر تمام علماء کا اتفاق ہے اور اسمائے اعداد کو
اسوار قضیہ میں شمار کرنے میں علماء کا اختلاف ہے۔

رفع الغواشی شرح حمد اللہ میں ہے:

"فاسماء الاعداد لو كانت اسوارا فانها تكون من اسوار

(1) فتح اللہ شرح حمد اللہ ص ۱۱۱

الجزئية الايجابية او السلبية" (1)

اسمائے اعداد کا اگر اسوار قضیہ میں سے ہونا ثابت ہو جائے تو وہ موجبہ جزئیہ یا سالبہ جزئیہ کے اسوار میں سے ہوں گے۔

ازالة الخفاء شرح حمد الله میں ہے:

"وقد عد ايضا نحو الاثنین الخ بذا اعتراض علی المصنف بان فی عبارته قصورا لان من اسوار الموجبة الجزئية اسماء العدد وكلام المصنف غير شامل لها فكان فی كلامه وبيانه قصور" (2)

یعنی حمد اللہ کا قول قد عد نحو الاثنین الخ مصنف پر اعتراض ہے کہ مصنف عبارت میں کوتاہی ہے کیونکہ موجبہ جزئیہ کے اسوار میں سے اسمائے اعداد بھی ہیں مصنف کی کلام انہیں شامل نہیں ہے پس مصنف کی کلام اور اس کے بیان میں نقص ہے اور ان کے علاوہ حمد اللہ کے دیگر شارحین مثلاً استاذ من علامہ احمد حسن کانپوری رحمۃ اللہ علیہ مفتی عبد اللہ ٹونکی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے اسماء اعداد کو موجبہ کلیہ کے سور شمار کیا ہے اور لوگوں نے ان کو موجبہ جزئیہ کا سور کہا تھا انہوں نے انکار دیا ہے چنانچہ علامہ احمد کانپوری رحمۃ اللہ علیہ حمد اللہ پر اپنی تعلیقات میں حمد اللہ کے اس قول "وقد تستعمل بمعنی الكل الافرادى ايضا كما فى قوله جاء نى سبعون رجلا ف بمعنی جاء نى كل واحد واحد من السبعین" سے استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"بذا صریح فی ان من جعل اسماء العدد من الاسوار انما

(1) رفع الغواشى شرح حمد الله ص ۱۰۵

(2) ازالة الخفاء شرح حمد الله ص ۲۱۳

جعل من اسوار الكلية كما يدل تعرضه في شرح اسوار
الكلية فما قال مولنا العماد من انها من اسوار الموجبة
الجزئية على مذبه ليس عليه الاعتماد" (1)

حمد اللہ کا یہ (مذکورہ بالا) قول اس امر کے بیان میں صریح ہے کہ جس
نے اسمائے اعداد کو اسوار قضیہ میں شمار کیا ہے اس نے انہیں محصورہ کلیہ
کے اسوار میں شمار کیا ہے حمد اللہ کا اسوار کلیہ کی شرح میں اسماء اعداد سے
تعرض پکڑنا خود اسی امر پر دلالت کرتا ہے پس جو کچھ مولانا عماد الدین
البکئی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اسمائے اعداد اس کے مذہب پر موجب جزئیہ
کے اسوار میں سے ہیں یہ کوئی قابل اعتماد بات نہیں ہے۔

اسی طرح مفتی عبداللہ ٹونکی رحمۃ اللہ علیہ نے حمد اللہ پر اپنی تعلیقات میں فرمایا ہے:

"ان الاعداد انما بسی اسوار الموجبة الكلية وبو الظاہر من
ذکر الشارح العلام ایابا تحت سور الموجبة الكلية" (2)

بیشک (اسمائے) اعداد موجبہ کلیہ ہی کے اسوار ہیں اور یہ بات شارح علام
کے ان کو موجبہ کلیہ کے سور (کے بیان) کے تحت ذکر کرنے سے ظاہر
ہے۔

پھر صاحب رفع الاشتباہ نے علامہ احمد حسن کانپوری رحمۃ اللہ علیہ کے دلائل کا جواب دیا ہے اور
ثابت کیا ہے کہ اسمائے اعداد موجبہ جزئیہ ہی کے سور ہوتے ہیں موجبہ کلیہ کے سور نہیں
ہوتے۔ (والتفصیل فی رفع الاشتباہ فرجع الیہ)۔

(1) تعلیقات علامہ احمد حسن علی حمد اللہ ص ۵۵
(2) تعلیقات مفتی عبداللہ ٹونکی علی حمد اللہ ص ۴۵

اور "قال بعض الاذکفاء وفيه نظر۔۔۔ الی قوله لیس منافیا له" سے
اللہ کی غرض بعض الاذکفاء کے قول سے مذکورہ اعتراض کا جواب دینا ہے اور ساتھ
بات کا رد کرنا ہے کہ اعداد بھی سور قضیہ ہوتے ہیں۔ بعض الاذکفاء سے بعض شارحین
اللہ نے محقق میرزا ہدیروی رحمۃ اللہ علیہ مراد لئے ہیں۔

جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ اسمائے اعداد اسوار قضیہ میں سے نہیں ہو سکتے کیونکہ اسوار قضیہ
میں جو کل اور بعض معتبر ہیں وہ کل اور بعض افرادی ہوتے ہیں مجموعی نہیں ہوتے مناط
نے اپنی کتب میں اس بات کی صراحت کی ہے (ہم اس مسئلہ میں ان کی تصریح سے
بالتفصیل پہلے نقل کر چکے ہیں) جبکہ اسمائے اعداد کل یا بعض مجموعی کا معنی دیتے ہیں کل
بعض افرادی کے معنی میں استعمال نہیں ہوتے کیونکہ اگر ان کا استعمال کل یا بعض افرادی
کے معنی میں ہوتا تو ان دو قضیوں یعنی "سبعون رجلا حاملون لہذا الحجر" (سور
مرد اس پتھر کو اٹھانے والے ہیں) اور "کل رجل منہم لیس حامل لہذا الحجر
(ہر ایک مرد ان ستر میں سے اس پتھر کو اٹھانے والا نہیں ہے) کے درمیان ضرور منافات
ہوتی حالانکہ ان میں منافات نہیں ہے منافات اس لئے ضروری تھی کہ قضیہ اول یعنی
"سبعون رجلا حاملون لہذا الحجر" میں اسم عدد "سبعون" کو جب سور قضیہ
کیا جائے گا تو یہ علی اختلاف القولین کل یا بعض افرادی کے معنی میں ہو گا پس اس وقت
قضیہ محصلہ موجب کلیہ یا موجبہ جزئیہ ہو گا جبکہ دوسرا قضیہ یعنی "کل رجل منہم لیس
حامل لہذا الحجر" موجب کلیہ معدولہ الحمول ہے اور موجب کلیہ محصلہ یا موجبہ جزئیہ
محصلہ اور موجب کلیہ معدولہ الحمول میں تناقض نہیں ہو سکتا کیونکہ دونوں قضیے (موجبہ کلیہ
محصلہ یا موجبہ جزئیہ محصلہ اور موجب کلیہ معدولہ الحمول) موجبے ہیں اور تناقض کیلئے ایسا
وسلب میں اختلاف ضروری ہے لیکن ان میں منافات ضرور ہوگی کیونکہ اسم عدد
"سبعون" کو سور قضیہ قرار دینے کی صورت میں قضیہ اول یعنی "سبعون رجلا
حاملون لہذا الحجر" کا معنی یہ ہو گا کہ "ستر مردوں میں سے ہر ایک مرد کیلئے اس پتھر

کے اٹھانے کا ثبوت ہے“ اور قضیہ ثانی یعنی ”کل رجل منہم لیس حاملہ لہذا لہجر“ کا معنی یہ ہو گا کہ ستر مردوں میں سے ہر ایک مرد کیلئے اس پتھر کے نہ اٹھانے کا ثبوت ہے۔ اور اٹھانے کے ثبوت اور نہ اٹھانے کے ثبوت میں منافات ظاہر ہے۔ حالانکہ ان دونوں قضیوں میں منافات نہیں ہے کیونکہ اگر کوئی ایسا پتھر ہو کہ جسے ستر آدمی اکٹھے اٹھا کر تو اٹھا سکتے ہوں لیکن ان میں سے ہر ایک اکیلا اکیلا نہ اٹھا سکتا ہو تو ایسے پتھر کے متعلق اگر یہ کہا جائے کہ ”سبعون رجلا حاملون لہذا الحجر“ (ستر مرد اس پتھر کو اٹھانے والے ہیں) ”وکل رجل منہم لیس حاملہ لہذا الحجر“ (اور ہر ایک مرد ان ستر میں سے اس پتھر کو اٹھانے والا نہیں ہے) تو ان دونوں قضیوں میں قطعاً منافات نہ ہوگی بلکہ یہاں دونوں صادق ہونگے اور ان دونوں کا صدق اس بناء پر ہے کہ قضیہ اول میں سبعون رجلا سے اکٹھے ستر مرد مجموع من حیث المجموع مراد لئے گئے ہیں اور ظاہر ہے کہ یہ کل یا بعض مجموعی کا معنی ہے جس سے ثابت ہوا کہ اسمائے اعداد اسوار قضیہ میں سے نہیں ہوتے اگر یہ اسوار قضیہ میں سے ہوتے تو مثال مذکور میں لفظ سبعون ہرگز کل یا بعض مجموعی کے معنی میں استعمال نہ ہوتا بلکہ افرادی کے معنی میں استعمال ہوتا۔

اور انت تعلم انه لا یبعد الخ سے حمد اللہ کی غرض اپنی طرف سے بعض الاذکیاء کے مذکورہ جواب کو رد کرنا ہے اور اسمائے اعداد کو اسوار قضیہ میں سے شمار کرنیوالوں کی تائید کرنا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ یہ بات کچھ بعید نہیں کہ جس طرح کل اور بعض کا استعمال دونوں طرح ہوتا ہے بمعنی افرادی بھی اور بمعنی مجموعی بھی اور بمعنی افرادی استعمال ہونے کی صورت میں سور قضیہ ہوتے ہیں اور بمعنی مجموعی استعمال ہونے کی صورت میں سور قضیہ نہیں ہوتے اسی طرح اسماء اعداد کا استعمال بھی دونوں طرح ہو سکتا ہے یعنی کبھی بمعنی مجموع من حیث المجموع استعمال ہوتے ہیں جیسا کہ مثال سابق یعنی ”سبعون رجلا حاملون لہذا الحجر“ میں ہے اور کبھی کل افرادی کے معنی میں استعمال ہوتے ہیں جیسے اس قول ”جاءنی سبعون رجلا“ (آئے میرے پاس ستر مرد) میں ہے کیونکہ یہ ”جاءنی

کل واحد واحد من السبعین" (میرے پاس آنے کا ثبوت ستر مردوں میں سے ہے ایک ایک مرد کیلئے ہے) کے معنی میں ہے اور اسمائے اعداد کا اسوار قضیہ میں شمار کیا جانا ان کے اس بمعنی افرادی استعمال کے لحاظ سے ہے۔

اور آخر میں فتاقل سے اس دلیل کی کمزوری کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس میں دعوت تامل دی ہے کہ یہ دلیل قابل اعتراض ہے لہذا اسمائے اعداد کے سور قضیہ ہونے کا دعویٰ باطل ہو جائے گا۔ استاذ من علامہ احمد حسن کانپوری رحمۃ اللہ علیہ نے حمد اللہ پر اپنے حاشیہ میں حمد اللہ کے قول فتاقل کی یہی غرض بیان کی ہے چنانچہ فرماتے ہیں :

"قوله فتامل لعله إشارة الى ان بذا الرد ليس بشيء لان العدد على المشهور هو مجموع الوحدات والهيئة الوحدانية وعلى تحقيق بعض الاذكياء هو الوحدات المعروضة الوحدة واما الكثرة المحضة او كل واحد واحد من الوحدات فلا كما نص عليه السيد الزايد فكيف يكون العدد بمعنى الكل الافرادى الذى هو بمعنى كل واحد واحد فعلم ان لفظ سبعين فى بذا المثال بمعنى الكل المجموعى غاية ما فى الباب ان مجيء المجموع انما يتصور بمجىء كل واحد واحد فمجىء كل واحد لازم لمجىء المجموع فهو مدلول التزامى وهو لا يكون مستعملا فيه بل مفهوما تبعا وبالعرض دون قصد وبالذات" (1)

امید ہے کہ حمد اللہ کا قول فتاقل اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ (یہ جو اس نے اسمائے اعداد کو سور قضیہ ثابت کرنے کے لئے "انت تعلم الخ" سے بعض الاذکیاء کی کلام کار دیا ہے) اس کا یہ رد لاشیء محض ہے

(1) التعليقات على حمد الله ملخصا لملا احمد حسن كانپورى ص 55

کیونکہ عدد قول مشہور کی بناء پر وحدات اور ہیئت وحدانیہ دونوں کے مجموعے کا نام ہے اور بعض اذکیاء کی تحقیق کے مطابق عدد ایسی وحدات سے عبارت ہے جو ہیئت وحدانیہ کی معروضہ ہوں اور ہیئت وحدانیہ انہیں عارض ہو فقط "کثرت محضہ" یا فقط "وحدات میں سے ہر ایک ایک" کا نام عدد نہیں جیسا کہ میرزا ہر وی رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر نص فرمائی ہے پس عدد کل افرادی کے معنی میں کیونکر ہو سکتا ہے۔ جو کہ فقط ہر ایک ایک کے معنی میں ہوتا ہے پس معلوم ہوا کہ اس مثال (جاء نی سبعون رجلا) میں لفظ "سبعون" کل مجموعی کے معنی میں ہے غایت مافی الباب یہ کہ مجموع کا آنا ہر ایک ایک کے آنے کے ساتھ متصور ہوتا ہے پس ہر ایک کا آنا مجموع کے آنے کو لازم ہے پس وہ مدلول التزامی ہو اور لفظ سبعون اس (کل افرادی) میں مستعمل نہیں ہے بلکہ وہ تبعاً اور بالعرض مفہوم ہو رہا ہے نہ کہ قصد اور بالذات۔

اسی طرح دوسرے شارحین حمد اللہ نے بھی حمد اللہ کی اس دلیل کو قابل اعتراض قرار دیتے ہوئے اس کا رد کیا ہے اور ثابت کیا ہے کہ اسمائے اعداد کا اسوار قضیہ میں سے ہونا قطعاً درست نہیں ہے چنانچہ مجاہد تحریک آزادی بطل حریت المعلم الرابع فی العلوم العقلیہ علامہ فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے لخت جگر شمس العلماء خاتم المحققین فی العلوم العقلیہ علامہ عبدالحق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مایہ ناز شرح حمد اللہ میں فرماتے ہیں:

"واورد علیہ بعض الاعلام بما محصله ان القول باستعمال الاعداد قارة للمجموع وقارة لكل واحد واحد كلفظ الكل مخالف للعرف واللغة وبيانه ان العدد عبارة عن الكثرة مع الهيئة الصورية او عنها من حيث انها معروضة للهيئة الصورية وعلى كلا التقديرين يكون العدد عبارة عن المجموع فلا معنى لاستعمالها بمعنى الكل الافرادى وما يقال قولنا جاء ني سبعون رجلا بمعنى

جاء نى كل واحد واحد من السبعين فهو فى هذا المثال
بمعنى الكل الافرادى ففیه انه ليس سبعون فى هذا
المثال بمعنى الكل الافرادى بل الكل الافرادى
والمجموع قد يختلفان فى الحكم كما فى قولنا سبعون
رجلا حاملون لهذا الحجر وقد يتحدان فيه كما فى
هذا المثال فان ثبوت المجئى للمجموع انما هو من جهة
ثبوته لكل واحد واحد فهما متلازمان صدقا فى هذا
المثال لا ان لفظ سبعون فى هذا المثال ليس بمعنى
الكل المجموعى" (1)

بعض علام نے حمد اللہ کی اس (مذکورہ) دلیل پر اعتراض کیا ہے اور اس کا
رد کیا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ (اسمائے) اعداد کے لفظ کل کی طرح
کبھی مجموعے کے معنی میں استعمال ہونے اور کبھی "ہر ایک ایک" کے معنی
میں استعمال ہونے کا قول عرف اور لغت دونوں کے خلاف ہے کیونکہ
عدد یا تو "ہیت صورت" سمیت کثرت کا نام ہے اور یا یہ نام ہے کثرت کا
اس حیثیت سے کہ وہ ہیت صورت کی معروضہ ہے (اور ہیت صورت یہ اس
کثرت کو عارض ہے) پس دونوں طریق پر عدد مجموعے سے عبارت ہوگا
پس اس کے کل افرادى کے معنی میں استعمال ہونے کا کوئی معنی نہیں ہے
اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ ہمارا قول "جاءنى سبعون رجلا" (آئے
میرے پاس ستر مرد) یہ "جاءنى كل واحد واحد من
السبعين" (میرے پاس آنے کا ثبوت ہے ستر مردوں میں سے ہر
ایک مرد کیلئے) کے معنی میں ہے پس "سبعون" اس مثال (جاءنى
سبعون رجلا) میں کل افرادى کے معنی میں ہے تو اس کا رد یہ ہے کہ
سبعون اس مثال میں کل افرادى کے معنی میں نہیں ہے بلکہ کل افرادى

(1) شرح بعبد الحق خیر آبادی علی حمد اللہ ص ۸۳

(1)

اور مجموع (من حیث المجموع) کبھی تو حکم میں مختلف ہوتے ہیں جیسے ہمارے قول سبعون رجلا حاملون لهذا الحجر (ستر مرد اس پتھر کو اٹھانے والے ہیں) میں ہے اور کبھی حکم میں متحد ہوتے ہیں جیسے اس مثال (جاء نبي سبعون رجلا) میں ہے کیونکہ ستر کے مجموعے کیلئے آنے کا ثبوت یہ ان میں سے ہر ایک کیلئے آنے کے ثبوت کی جہت سے ہے پس وہ دونوں اس مثال میں صدقاً متلازم ہیں نہ یہ کہ لفظ سبعون اس مثال میں کل مجموعی کے معنی میں ہی نہیں ہے۔

اس کے علاوہ دیگر شروح حمد اللہ مثلاً مصباح الدجی شرح حمد اللہ ص ۸۹، فتح اللہ شرح حمد اللہ ص ۱۱۲، حاشیہ اسد اللہ علی حمد اللہ ص ۷۳ اور حاشیہ مفتی عبد اللہ ٹونگی علی حمد اللہ ص ۳۶ پر بھی اسمائے اعداد کے سور قضیہ ہونے پر حمد اللہ کی مذکورہ دلیل کا رد موجود ہے اور اکثر شارحین حمد اللہ کا موقف یہی ہے کہ حمد اللہ نے اپنے قول فاعل سے خود اپنی اس دلیل کے مردود ہونے کی طرف ہی اشارہ کیا ہے۔

علاوہ ازیں علامہ عبد الحق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مرقات میں بھی اس بحث کا ذکر کیا ہے اور وہاں بھی اس دلیل کا رد کیا ہے چنانچہ فرماتے ہیں:

"وقال بعضهم ان اسماء العدد نحو الاثنين والثلاثة ايضا من الاسوار واعترض عليه بعض المدققين بان المعتبر في المحصورات الكل والبعض الافراديان دون المجموعيين ولو كان الامر كما ذكر لكان قولنا سبعون رجلا حاملون لهذا الحجر منافيا لقولنا كل رجل منهم ليس حاملا لهذا الحجر مع انه ليس منافيا له واجيب عنه بان الكل والبعض كما انهما يستعملان تارة بمعنى المجموعى وتارة بمعنى الافرادى كذالك الاعداد فانها تستعمل استعمالين ايضا فقد تستعمل بمعنى المجموع من حيث هو كذالك وقد تستعمل بمعنى

الكل الافرادى وعدوه من السور اذا استعمل بهذا الاستعمال وفيه نظر اذا العدد عبارة عن الكثرة مع الهياة الصورية او عنها من حيث انها معروضة للهياة الصورية وعلى التقديرين يكون العدد عبارة عن المجموع فلا معنى لاستعمالها بمعنى الكل الافرادى فان قلت قولنا جاء نى سبعون رجلا بمعنى جاء نى كل واحد واحد من السبعين فهو فى هذا المثال بمعنى الكل الافرادى قلت ليس لفظ سبعون فى هذا المثال بمعنى الكل الافرادى لا المجموعى بل الكل الافرادى والمجموعى قد يختلفان فى الحكم كما فى قولنا سبعون رجلا حاملون لهذا الحجر وقد يتحدان فيه كما فى هذا المثال فان ثبوت المجنى للمجموع انما هو من جهة ثبوته لكل واحد واحد فهما متلازمان صدقا فى هذا المثال لان لفظ سبعون فى هذا المثال ليس بمعنى الكل المجموعى" (1)

بعض مناطق نے کہا ہے کہ اسمائے اعداد مثلاً دو اور تین بھی اسوار قضیہ میں سے ہیں بعض مدققین نے ان پر اعتراض کیا کہ محصورات میں معتبر کل اور بعض افرادى ہوتے ہیں مجموعی نہیں ہوتے اور اگر یہ امر ایسے ہی ہو جیسے ذکر کیا گیا ہے تو ہمارا قول "سبعون رجلا حاملون لهذا الحجر" (ستر مردوں کیلئے اس پتھر کے اٹھانے کا ثبوت ہے) ہمارے اس قول "کل رجل منهم ليس حاملا لهذا الحجر" ان ستر مردوں میں سے ہر ایک مرد کیلئے اس پتھر کے نہ اٹھانے کا ثبوت ہے) کے منافی ہو گا حالانکہ منافی نہیں ہے اور اس اعتراض کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ کل اور بعض جس طرح کبھی بمعنی مجموعی استعمال ہوتے ہیں اور کبھی بمعنی افرادى اسی طرح اعداد بھی دو طرح استعمال ہوتے ہیں کبھی

(1) شرح شمس العلماء على المرقات ص ۱۱۹

بمعنی مجموع من حیث المجموع استعمال ہوتے ہیں اور کبھی بمعنی کل افراد ہی اور ان کا انہیں اسوار قضیہ میں سے شمار کرنا اس وقت سے جبکہ یہ اس (دوسرے) استعمال کے ساتھ مستعمل ہوں مگر یہ جواب محل نظر ہے کیونکہ عدد عبارت ہے "کثرت مع ہیئت صوریہ" سے یا "کثرت اس حیثیت سے کہ وہ ہیئت صوریہ کی معروض ہے" اس سے اور ان ہر دو تقدیر پر عدد مجموع سے عبارت ہو اپس اس کے کل افرادی کے معنی میں استعمال ہونے کا کوئی مطلب نہ ہو اپس اگر تم یہ کہو کہ ہمارا قول جاء نی سبعون رجلا (آئے میرے پاس ستر مرد) یہ جاء نی کل واحد واحد من السبعین کے معنی میں ہے اور وہ (سبعون) اس مثال میں کل افرادی کے معنی میں ہے تو میں اس کے جواب میں یہ کہوں گا کہ لفظ سبعون اس مثال میں کل افرادی کے معنی میں ہو مجموعی کے معنی میں نہ ایسی بات نہیں ہے بلکہ کل افرادی اور کل مجموعی کبھی حکم میں مختلف ہوتے ہیں جیسے ہمارے قول "سبعون رجلا حاملون لهذا الحجر" میں ہے اور کبھی حکم میں متحد ہوتے ہیں جیسے اس مثال (جاء نی سبعون رجلا) میں ہے کیونکہ مجموع کیلئے آنے کا ثبوت ان میں سے ہر ایک ایک کیلئے آنے کے ثبوت کی جہت سے ہے پس وہ دونوں اس مثال میں صدقاً متلازم ہیں نہ یہ کہ لفظ سبعون اس مثال میں کل مجموعی کے معنی میں ہی نہیں رہا۔

علاوہ ازیں اسمائے اعداد کا کل یا بعض افرادی کے معنی میں استعمال ہونا اہل زبان کی طرف سے ان کے اس معنی میں استعمال ہونے کی روایت پر موقوف ہے حالانکہ اہل زبان نے ان کے اس استعمال کی کوئی روایت نہیں کی چنانچہ مفتی عبد اللہ ٹونگی رحمۃ اللہ علیہ حمد اللہ پر اپنے حاشیہ میں حمد اللہ کے اس قول "فانہا تستعمل باستعمالین" کے

تحت فرماتے ہیں:

"اقول بذا الاستعمال موقوف على الرواية من ابل اللسان
ولم توجد" (1)

میں کہتا ہوں یہ استعمال اہل زبان کی طرف سے روایت پر موقوف ہے
جبکہ ایسی کوئی روایت موجود نہیں ہے۔

اسی طرح بحر العلوم علامہ عبدالعلی فرنگی محلی رحمۃ اللہ علیہ شرح سلم العلوم میں فرماتے ہیں:

"وقد عد اسماء العدد ايضا منه وبذا انما يتم لو كانت
افرادية وهو في حيز الخفاء عند اصحاب فن اللغة" (2)

بعض مناطقہ نے اسمائے اعداد کو بھی سور قاضیہ میں شمار کیا ہے مگر یہ بات
تب تام ہو سکتی ہے جبکہ یہ افراد یہ ہوں حالانکہ ان کا افراد یہ ہونا فن
لغت والوں کے ہاں محل خفاء میں ہے۔

پس مذکورہ بحث سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو گئی کہ اسمائے اعداد کسی صورت میں
سور قاضیہ ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتے اور معترض کا حمد اللہ کے حوالہ سے انکار اسوا
قاضیہ میں سے ہونا ثابت کرنا یہ محض اس کی جہالت اور دھوکہ بازی ہے اگر حمد اللہ کے
فرمان فتاویٰ پر عمل کرتے ہوئے اس میں ذرا تامل سے کام لیا جائے تو انکا سور قاضیہ نہ ہو
خود حمد اللہ سے ہی ثابت ہو رہا ہے۔

(1) تعلیقات عبد اللہ نونکی علی حمد اللہ ص ۴۶

(2) بحر العلوم علی سلم العلوم ص ۱۳۳

لحاصل:

مرہ تحقیق کے جواب ”حق چار یار“ پر معترض کا یہ اعتراض کہ حق چار یار قضیہ محصورہ ہے اور اس میں اسم عدد ”چار“ سور قضیہ ہے کیونکہ اسمائے اعداد بھی سور قضیہ ہوتے ہیں یہ بات حمد اللہ میں موجود ہے اور سور قضیہ کو واضح نے فقط اسی لئے وضع کیا ہے کہ جس کے شروع میں آئے اور جو چیز اس کے اندر محصور کرے غیر سے اس کی نفی کرے یعنی جب موضوع کے شروع میں آئے تو محمول کو موضوع میں بند کر دے اور غیر موضوع سے اس کی نفی کر دے اسے محصورہ کہنے کی یہی وجہ ہے کہ اس میں محمول کا موضوع میں حصر ہوتا ہے پس جب حق چار یار کہا جائے تو حق کا ان چار کے اندر حصر ثابت ہو جاتا ہے اور باقی صحابہ کرام سے حق کی نفی ہو جاتی ہے یہ قابل اعتراض بات ہے پس حق سب یار کہنا بمقابلہ حق چار یار کہنے کے زیادہ صحیح ہے متعدد وجوہ سے باطل و مردود اور معترض کی جہالت و بطالت اور دجل و فریب کا آئینہ دار ہے۔

اولاً: اس لئے کہ جمہور مناطقہ کے نزدیک قضیہ حق چار یار قطعاً محصورہ نہیں اور نہ ہی ان کے نزدیک اسمائے اعداد سور قضیہ ہو سکتے ہیں اور عند تحقیق یہی مذہب حق ہے کیونکہ اسمائے اعداد کل یا بعض افرادی کے معنی میں نہیں ہوتے بلکہ کل یا بعض مجموعی کے معنی میں ہوتے ہیں اور سور قضیہ وہ کل اور بعض ہوتے ہیں جو افرادی ہوں یا اسی طرح جو امر ان کے معنی پر مشتمل ہو جس کی تفصیل سابقاً مذکور ہو چکی ہے لہذا جو امر کل یا بعض مجموعی کے معنی پر مشتمل ہو گا اس کا وہی حکم ہو گا جو خود کل اور بعض مجموعی کا ہے اور کل مجموعی پر مشتمل قضیے میں تین مذہب ہیں علامہ عبد الحکیم سیالکوٹی المعروف الفاضل اللابوری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ مطلقاً شخصیت ہوتا ہے خواہ اس کا مدخول کلی ہو یا جزئی اور علامہ سعد الدین تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ مطلقاً مہملہ ہوتا ہے اور صاحب السلم العلوم اور دیگر محققین جن میں حمد اللہ بھی داخل ہے کے نزدیک اگر اس کا مدخول کلی

ہو تو مہملہ ہوتا ہے اور اگر اس کا مدخول جزئی ہو تو شخصیہ ہوتا ہے اور بعض مجموعی پر مشتمل قضیہ بحر العلوم علامہ عبدالعلی فرنگی محلی رحمۃ اللہ علیہ کی تصریح کے مطابق بالاتفاق مہملہ ہوتا ہے پس اسمائے اعداد چونکہ جمہور کے نزدیک کل بعض مجموعی کے معنی میں ہوتے ہیں لہذا اگر کل مجموعی کے معنی میں ہوں تو ان پر مشتمل قضیہ کا وہی حکم ہو گا جو کل مجموعی پر مشتمل قضیہ کا ہے اور اگر بعض مجموعی کے معنی میں ہوئے تو بعض مجموعی پر مشتمل قضیہ والا حکم ہو گا پس اسمائے اعداد کے کل مجموعی کے معنی پر مشتمل ہونے کی تقدیر پر علامہ سیالکوٹی وغیرہ کے مذہب کے مطابق حق چار یار قضیہ شخصیہ ہو گا۔ اور علامہ تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ اگرچہ اسمائے اعداد کو اسوار قضیہ میں شمار کرتے ہیں اور ان پر مشتمل قضیہ کو محصورہ قرار دیتے ہیں لیکن عندا للتحقیق جب اسمائے اعداد کا بمعنی افرادی ہونا ثابت نہیں ہو سکا تو لا محالہ بمعنی مجموعی ہونگے اور کل مجموعی کے معنی میں ہونے کی صورت میں علامہ تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کے مطابق حق چار یار کا قضیہ مہملہ ہونا لازم آئے گا اور صاحب سلم، حمد اللہ اور دیگر محققین کے مذہب کے مطابق بھی اسمائے اعداد کے کل مجموعی کے معنی پر مشتمل ہونے کی صورت میں حق چار یار قضیہ مہملہ ہی ٹھہرا کیونکہ اس میں چار کا مدخول یار ایک کلی امر ہے اور اگر اسمائے اعداد کو بعض مجموعی کے معنی پر مشتمل مانا جائے تو اس صورت میں حق چار یار بالاتفاق قضیہ مہملہ ہو اپس معترض کا یہ دعویٰ کہ حق چار یار قضیہ محصورہ ہے جمہور کے مذہب کے مطابق قطعاً باطل و مردود ٹھہرا اور نہ ہی اس میں کسی قسم کا کوئی حصر ثابت ہو سکا۔

ثانیاً:

اس لئے کہ معترض کا اسمائے اعداد کو حمد اللہ کے حوالہ سے سور قضیہ ثابت کرنا بھی باطل و مردود ہے بلکہ اس کے برعکس حمد اللہ کی عبارت سے تو اسماء اعداد کے سور قضیہ ہونے کا رد ثابت ہوتا ہے کاش کہ معترض نے حمد اللہ کے قول

فائل پر عمل کرتے ہوئے اس میں کچھ تامل کیا ہوتا حمد اللہ کی عبارت کی تقریر میں یہ بات بالتفصیل آچکی ہے۔

ثالثاً: اس لئے کہ شارحین حمد اللہ اور دیگر محققین نے اسمائے اعداد کے سور قضیہ ہونے کے قول کا دلائل کے ساتھ پر زور رد فرمایا ہے پس جب مناطقہ کے ہاں یہ قول مردود ہو چکا ہے تو ایک مردود قول سے استدلال کرنا بذات خود مردود ہے جو قطعاً اثبات دعویٰ کو مفید نہیں ہو سکتا محققین کی اس امر میں تصریحات اور ان کے دلائل سابقہ کو رہ چکے ہیں۔

رابعاً: اس لئے کہ معترض کا سور قضیہ کی وضع کی یہ علت بیان کرنا کہ سور قضیہ کو واضح نے وضع ہی اس لئے کیا ہے کہ جس (موضوع) کے شروع میں آئے اور جو چیز (محمول) اس میں محصور کرے غیر (موضوع) سے اس کی نفی کرے، معترض کی قواعد منطق سے جہالت کی بدترین مثال ہے ایسی بات کوئی مبتدی طالب علم بھی منہ سے نہیں نکال سکتا۔ کیونکہ تمام علمائے منطق کا اس بات پر اتفاق ہے اور چھوٹی بڑی تقریباً تمام کتب منطق میں اس بات کی صراحت موجود ہے کہ سور قضیہ کو واضح نے افراد موضوع کی کیت بیان کرنے اور ان کا کلا یا بعضاً احاطہ کرنے کیلئے وضع کیا ہے نہ کہ محمول کو موضوع میں بند کرنے کیلئے جیسا کہ معترض نے یہ مسئلہ گھڑ رکھا ہے اس پر بھی منطق کی چھوٹی بڑی کتابوں کے متعدد حوالہ جات گذر چکے ہیں معترض کو چاہئے کہ کم از کم مجموعہ منطق ہی کسی استاد سے صحیح سمجھ کر پڑھ لے۔

خامساً: اس لئے کہ معترض کا قضیہ محصورہ کے محصورہ ہونے کی یہ وجہ تسمیہ بیان کرنا کہ محصورہ کو محصورہ اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں محمول کا موضوع میں حصر ہوتا ہے پس جب حق چاریار کہا جائے تو حق کا چار کے اندر حصر ہو جاتا ہے بھی

معارض کی جہات اور دجل و فریب کا ایک شاہکار ہے کیا کسی منطق کی کتاب میں قضیہ محصورہ کی یہ وجہ تسمیہ لکھی ہوئی ہے؟ تمام کتب منطق میں تو اس کی یہ وجہ تسمیہ بیان کی گئی ہے کہ اسے محصورہ اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں افراد موضوع کا کلا یا بعضاً حصر یعنی احاطہ پایا جاتا ہے اس پر ہم نے گذشتہ سطور میں متعدد کتب منطق کے حوالہ جات پیش کئے ہیں کیا معارض یہ جرات رکھتا ہے کہ جو اسے من گھڑت ”سور قضیہ کی وضع کی غرض“ بیان کی ہے اور اسی طرح جو اسے من گھڑت ”قضیہ محصورہ کی وجہ تسمیہ“ بیان کی ہے اس پر کسی ایک بھی منطق کی کتاب کا حوالہ پیش کر سکے یا خود ہی دلائل سے اس بات کو ثابت کر سکے۔

سادساً: اس لئے کہ اگر بقول معارض حق چاریار کو قضیہ محصورہ تسلیم کر بھی لیا جائے اگرچہ عند التحقیق یہ بات مردود ہے تو یہ اسمائے اعداد بمعنی افرادی تسلیم کر کی تقدیر پر ہو گا پس یہ علامہ عماد الدین البکینی وغیرہ کے مذہب کے مطابق ”بعض افرادی“ کے معنی میں ہوں گے اور موجبہ جزئیہ کا سور بنیں گے اور علامہ احمد حسن کانپوری اور مفتی عبداللہ ٹونکی کے مذہب کے مطابق یہ ”کل افرادی“ کے معنی میں ہوں گے اور موجبہ کلیہ کا سور بنیں گے پس قضیہ حق چاریار علامہ عماد الدین البکینی کے مذہب کے مطابق موجبہ جزئیہ ہو گا اور علامہ احمد حسن کانپوری رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کے مطابق موجبہ کلیہ ہو گا پس خواہ موجبہ کلیہ ہو یا موجبہ جزئیہ ان میں سے کسی میں بھی محمول کا موضوع میں قطعاً حصر نہیں پایا جاتا بلکہ موجبہ کلیہ میں افراد موضوع کی کیت کلا بیان کی جاتی ہے اور موجبہ جزئیہ میں افراد موضوع کی کیت بعضاً بیان کی جاتی ہے یعنی یہ بیان کیا جاتا ہے کہ محمول کا حکم کل افراد موضوع پر ہے یا بعض پر یہ مطلب ہرگز نہیں ہوتا کہ موجبہ کلیہ میں محمول کل افراد موضوع میں بند ہوتا ہے اور افراد موضوع کے غیر سے اس کی نفی ہوتی ہے یا موجبہ جزئیہ ہونے کی صورت میں محمول بعض

افراد موضوع میں بند ہے اور باقیوں سے اس کی نفی ہے جیسا کہ معترض کا خیال باطل ہے پس حق چاریار کو قضیہ محصورہ تسلیم کر لینے کی صورت میں بھی اس کی یہ غرض فاسد ہر گز پوری نہیں ہوتی کہ اس میں حق کا ان چاریار کے اندر حصر لازم آتا ہے اور باقی صحابہ کرام سے حق کی نفی لازم آتی ہے۔

سابعاً: اس لئے کہ معترض نے نعرہ تحقیق کے جواب میں حق ”چاریار“ کہنے کی بجائے ”حق سب یار“ کہنے کو زیادہ صحیح کہا ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ معترض کے نزدیک نعرہ تحقیق کا جواب ”حق چاریار“ بھی صحیح ہے اور ”حق سب یار“ بھی لیکن حق سب یار زیادہ صحیح ہے جبکہ معترض کی سابقہ دلیل کی رو سے چونکہ معترض کے نزدیک ”حق چاریار“ کہنے سے حق کا چاریار میں حصر ہو جاتا ہے پس اس کے نزدیک اس قضیہ کا یہ معنی بنتا ہے کہ صرف یہی چار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حق پر ہیں اور کوئی حق پر نہیں اور یہ بات قطعاً درست نہیں مگر معترض اسے صحیح تسلیم کر رہا ہے تو اسے صحیح تسلیم کر کے گویا خود معترض نے اس بات کا اقرار کر لیا کہ صرف یہی چار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حق پر اور کوئی حق پر نہیں (معاذ اللہ) پس معترض اس قضیہ کی رو سے جو الزام اہل سنت و جماعت پر لگانا چاہتا تھا وہ خود اپنے اوپر عائد کر لیا مگر اہل سنت و جماعت پر ہر گز یہ الزام عائد نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ حق چاریار میں حق کے چاریار کے اندر باقی معنی حصر کے قطعاً قائل نہیں ہیں۔

لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

اور اگر معترض یہ کہے کہ میں نے قضیہ حق چاریار کو اسی معنی میں صحیح کہا ہے جس میں یہ اہل سنت و جماعت کے نزدیک صحیح ہے تو پھر تو اختلاف ہی ختم ہو جاتا ہے اب معترض کو اس شور و غوغائے کا کیا فائدہ؟ اور نہ ہی اب اس کا یہ دعویٰ درست رہا کہ حق سب یار زیادہ صحیح ہے۔

ثامناً: اس لئے کہ معترض نے نعرہ تحقیق کے جواب میں جب حق چار یار کی بجائے حق سب یار کو اختیار کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ زیادہ صحیح ہے تو اس میں چونکہ لفظ سب ہے اور یہ لفظ کل کا ترجمہ ہے پس اگر معترض اسے کل افرادی کے معنی میں لیتا ہے اور اس قضیہ کو محصورہ موجب کلیہ قرار دیتا ہے تو چونکہ معترض کے نزدیک سور قضیہ محمول کو موضوع میں بند کرنے کیلئے وضع کیا گیا ہے اور اس کے نزدیک قضیہ محصورہ میں محمول موضوع کے اندر محصور ہوتا ہے اور غیر موضوع سے اس کی نفی ہوتی ہے پس معترض کے اس من گھڑت اصول کے مطابق لازم آئے گا کہ حق سب یار کہنے کی صورت میں حق صرف اور صرف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ہی بند ہو جائے اور ان کے علاوہ باقی تمام اہل حق مثلاً انبیاء کرام اور اولیاء عظام وائمہ دین وغیرہم رضی اللہ عنہم سے حق کی نفی ہو کیونکہ معترض کی مذکورہ دلیل کے پیش نظر حق سب یار کا یہی معنی بنتا ہے اور یہی حاصل نکلتا ہے کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تو حق پر ہیں اور کوئی حق پر نہیں (معاذ اللہ) اور اگر معترض اپنے اختیار کردہ جواب حق سب یار میں لفظ سب کو کل مجموعی کے معنی میں لیتا ہے پس اگر معترض کا وہی عقیدہ ہے جو اہل سنت وجماعت کا ہے کہ حضور ﷺ اکابر ایک ایک صحابی بالاستقلال حق پر ہے اور اس کے اظہار کیلئے یہ نعرہ لگانا چاہتا ہے تو یہ اس کے دعوے کو قطعاً مفید نہیں کیونکہ یہ معنی کل افرادی کی صورت میں حاصل ہوتا ہے نہ کہ کل مجموعی کی صورت میں۔ اور اگر اس کا یہ عقیدہ نہیں بلکہ اس کے برخلاف مجموع من حیث المجموع کی حقانیت کا قائل ہے اور بالاستقلال ہر ایک ایک صحابی رسول اللہ ﷺ کو حق پر نہیں جانتا تو یہ سراسر اہل سنت وجماعت کے عقیدہ سے انحراف ہے مزید برآں حمد اللہ اور دیگر محققین کی تصریح کے مطابق مجموع من حیث

المجموع میں جب عند العقل کمی و زیادتی کا احتمال ہونے کی وجہ سے تعدد ہے تو اس صورت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے کسی بھی مجموعے کو لیکر حق سب یار کہا جا سکتا ہے خواہ وہ جمیع صحابہ کرام کا مجموعہ ہو یا بعض کا کیونکہ اس میں مجموعہ ہائے صحابہ کی کیت تو بیان ہی نہیں کی گئی اسی بناء پر تو علامہ تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ نے مطلقاً اور صاحب سلم اور دیگر محققین نے جب کل مجموعی کا مدخول کلی ہو تو اس پر مشتمل قضیہ کو مہملہ قرار دیا ہے پس اگر معترض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے کسی مخصوص مجموعے کو ذہن میں رکھ کر حق سب یار کہتا ہے تو یہ سراسر عقیدہ رافضیت کا اظہار ہے علاوہ ازیں ایک اور خرابی یہ کہ کل مجموعی کی صورت میں جب حق سب یار محققین کے مذہب کے مطابق بھی اور علامہ تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کے مطابق بھی قضیہ مہملہ ہو تو چونکہ قضیہ مہملہ اور محصورہ جزئیہ آپس میں متلازم ہیں کتب منطق مثلاً حاشیہ عبد الحکیم علی حاشیہ امیر علی نقطہ سلم العلوم حمد اللہ اور دیگر شروح سلم اور حمد اللہ کی شرح عبد الحق خیر آبادی اور ان کے علاوہ متعدد کتب منطق میں اس بات کی تفصیل موجود ہے پس قضیہ مہملہ، محصورہ جزئیہ کے حکم میں ہو اور محصورہ کلیہ و جزئیہ میں چونکہ معترض کے نزدیک محمول کا موضوع میں حصر ہوتا ہے لہذا معترض کے اس اصول کے تحت لازم آئے گا کہ حق سب یار کہہ کر وہ صحابہ کرام کے جس مجموعے کیلئے حق ثابت کرتا ہے اس مجموعے کیلئے تو حق ثابت ہو اور اس کے علاوہ باقی تمام مجموعہ ہائے صحابہ اور دیگر تمام اہل حق سے حق کی نفی ہو تو بھلا ایسے عقیدے کے کفر و ضلالت ہونے میں بھی کسی کو شک ہو سکتا ہے۔ نعوذ باللہ من سوء الاعتقاد

قضیہ حق چاریار پر ایک اور اعتراض کا جواب

اعتراض: گذشتہ بحث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اگر اسمائے اعداد کو اسوار قضیہ میں شمار کر لیا جائے تو قضیہ ”حق چاریار“ میں دو مذہب ہیں:

۱- محصورہ موجبہ کلیہ

۲- محصورہ موجبہ جزئیہ

اور اگر اسمائے اعداد کو اسوار قضیہ میں شمار نہ کیا جائے تو پھر بھی دو مذہب ہیں۔

۱- قضیہ شخصیہ

۲- قضیہ مہملہ

پس اس قضیہ میں کل چار مذہب ہوئے جبکہ ان چار میں سے جو مذہب بھی اختیار کیا جائے نعرہ تحقیق کے جواب میں ”حق چاریار“ کہنا درست نہیں بنتا۔ کیونکہ اگر اسے محصور موجبہ کلیہ قرار دیا جائے تو ”حق“ کا حکم جن کل افراد موضوع پر ہے وہ یہی چار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں اور اس قضیہ کا مطلب یہ ہے کہ کل ان چار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ہر ایک ایک صحابی بالاستقلال حق پر ہے پس اس صورت میں ان چار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کیلئے تو بالاستقلال حق ثابت ہو گیا لیکن باقیوں کیلئے چونکہ حق ثابت نہیں کیا گیا لہذا ان سے حق کی نفی لازم آئی اور یہ بات درست نہیں ہے اور موجبہ جزئیہ ہونے کی صورت میں معنی یہ ہو گا کہ چار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ہر ایک صحابی بالاستقلال حق پر ہے جو کل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے بعض ہیں تو یہاں بھی بعض صحابہ کرام یعنی ان چار کیلئے ہی حق ثابت ہو اور بقیوں سے اسی طرح حق کی نفی لازم آئی اور یہ بات بھی درست نہیں اور اگر اسمائے اعداد کو اسوار قضیہ میں شمار نہ کرتے ہوئے اسے قضیہ شخصیہ قرار دیا جائے تو اس صورت میں حکم

جس شخص معین پر ہو گا وہ یہی چار خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کا مجموعہ ہے جو مجموع من حیث المجموع مراد ہیں پس اس صورت میں دو خرابیاں لازم آئیں اول یہ کہ ان چار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ہر ایک ایک کیلئے بالاستقلال حق ثابت نہ ہو اب تک مجموع من حیث المجموع کیلئے حق ثابت ہو اور دوم یہ کہ جب باقی صحابہ کرام کیلئے حق ثابت نہیں کیا گیا تو ان سے بدستور حق کی نفی لازم آئی اور اگر یہ قضیہ مہملہ ہو تو اس صورت میں حکم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جس مجموعے پر ہو گا اس کا مصداق یہی چار خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم ہیں جو مجموع من حیث المجموع مراد ہیں لہذا اس صورت میں بھی مذکورہ دونوں اعتراض لازم آئے پس اس لئے اعداد کو اسوار قضیہ میں شمار کر کے اسے محصورہ قرار دینے کی صورت میں تو ایک خرابی تھی کہ باقی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے حق کی نفی ہوتی تھی مگر تمہارے مختار کے مطابق جب اس لئے اعداد کو اسوار قضیہ میں شمار نہ کیا گیا اور حق چار یار کو قضیہ شخصیت یا مہملہ قرار دیا گیا تو دونوں صورتوں میں دو خرابیاں لازم آئیں یعنی باقی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے حق کی نفی بھی لازم آئی اور ان چار کیلئے بالاستقلال حق ثابت بھی نہ ہوا۔

الجواب بتوفیق اللہ الوباب:

قبل از جواب تمہد اعرض ہے کہ بعض افراد کیلئے کسی حکم کا ثبوت باقیماندہ بعض سے اس حکم کی نفی پر دلالت نہیں کرتا جب تک کہ صراحتہ باقیماندہ بعض سے اس حکم کی نفی نہ کر دی جائے شمس العلماء علامہ عبدالحق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے حاشیہ حمد اللہ میں صاحب مسلم کے اس قول ”و سورہا بعض و واحد“ (قضیہ موجبہ جزئیہ کا سورہ بعض اور واحد ہے) کی شرح کرتے ہوئے اس بات کی خوب وضاحت فرمائی ہے چنانچہ فرماتے ہیں:

”اعلم ان الحكم على البعض لا ينافي الحكم على الكل فان بعض الناس حيوان كما ان كلهم حيوان بل الحكم الكلي يصدق معه الحكم الجزئي من غير عكس ولذلك كان الجزئي اعم صدقا وزعم البعض ان تخصيص الحكم

بالبعض يدل على كون الباقي بخلافه والا فلافائدة في التخصيص ورده المحقق الطوسي في شرح الاشارات بان ذلك لا يجب ان يحكم على امثاله انما الواجب ان يحكم على ما يدل الكلام عليه بالقطع دون ما يحوطه والحاصل ان صيغة المحصورة الجزئية تدل على الحكم الجزئي بالقطع مع احتمال الكلي ان لم يتعرض للباقي ومع عدم احتمال ان تعرض وذكر ان الباقي بخلافه (1)

جان لو کہ بعض پر حکم کل پر حکم کے منافی نہیں ہوتا (پس مثلاً بعض الانسان حیوان یعنی حیوان کا ثبوت ہے انسان کے بعض افراد کیلئے، کہنے سے اور بعض انسانوں کیلئے حیوانیت ثابت کرنے سے باقیوں سے حیوانیت کی نفی نہیں ہوگی) کیونکہ بعض انسان بھی حیوان ہیں جیسے کل انسان حیوان ہیں بلکہ حکم کلی کے ساتھ حکم جزئی ضرور صادق ہوتا ہے اس کے برعکس نہیں ہوتا (یعنی جہاں حکم جزئی صادق ہو وہاں کبھی تو ساتھ حکم کلی بھی صادق ہوتا ہے اور کبھی نہیں ہوتا مگر جہاں حکم کلی صادق ہو وہاں ساتھ حکم جزئی ضرور صادق ہوتا ہے) یہی وجہ ہے کہ جزئی صدق میں کلی سے اعم مطلق ہے (یعنی حکم جزئی اور حکم کلی میں صدقاً منافات نہیں بلکہ عموم و خصوص مطلق ہے) اور بعض نے گمان کیا تھا کہ حکم کی بعض کے ساتھ تخصیص اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ باقیوں کا حکم اس کے برخلاف ہے ورنہ (بعض کے ساتھ) تخصیص کا کچھ فائدہ ہی نہیں مگر محقق طوسی نے شرح اشارات میں ان کا بایں طور رد کر دیا کہ اس قسم کے گمانوں پر حکم لگایا جانا ضروری نہیں بلکہ ضروری یہ ہے کہ ایسے امر پر حکم لگایا جائے جس پر کلام قطعی طور پر دلالت کرتی ہو نہ یہ کہ صرف اس کا احتمال ہی ہو (تو حکم لگادیا جائے) حاصل کلام یہ ہے کہ قضیے محصورے

(1) حاشیہ عبد الحق علی حمد اللہ ص ۸۳

جزیے کے صیغے کی حکم جزئی پر دلالت قطعی ہوتی ہے اور حکم کلی کا اس میں احتمال ہوتا ہے جب تک کہ باقیوں سے تعرض نہ ہو ہاں اس وقت حکم کلی احتمال نہیں ہوتا جب باقیوں سے تعرض کیا گیا ہو اور اس بات کا ذکر کر دیا گیا ہو کہ باقی ماندہ افراد کا حکم اس کے برخلاف ہے۔

پس اس تمہید کے بعد ہم جو اب اعراض کرتے ہیں کہ مذکورہ اصول کی روشنی میں یہ بات واضح ہو گئی کہ قضیہ حق چاریار میں اگرچہ حق کا صراحۃً ثبوت چار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کیلئے ہے لیکن باقی ماندہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے حق کی نفی پر اس قضیہ کی قطعاً کسی قسم کی کوئی دلالت نہیں بلکہ اگر باقی ماندہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کسی قسم کا کوئی تعرض ہی نہ کیا جائے یعنی نہ تو ان سے حق کی نفی کی جائے اور نہ ہی ان کیلئے حق کو ثابت کیا جائے تو اس وقت بھی اس قضیہ میں باقی ماندہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کیلئے حق کے ثبوت کا احتمال موجود ہے ہاں باقی ماندہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے حق کی نفی اس وقت ہوتی ہے جب ان سے صراحۃً حق کی نفی کی جائے اور مثلاً یوں کہا جائے کہ باقی ماندہ صحابہ کرام حق پر نہیں ہیں (معاذ اللہ) حالانکہ اہل سنت وجماعت میں سے کوئی شخص ایسا کہنا تو کجا ایسا خیال بھی نہیں کر سکتا اور اگر (معاذ اللہ) کوئی شخص ایسا عقیدہ رکھتا ہے تو وہ قطعاً اہل سنت وجماعت سے خارج ہے کیا کوئی شخص کسی ایسے سنی کی نشاندہی کر سکتا ہے کہ جو نعرہ تحقیق کے جواب میں حق چاریار کہنے کے ساتھ یہ بھی کہتا ہو کہ (معاذ اللہ) باقی صحابہ کرام حق پر نہیں ہیں بلکہ اس کے برعکس اہل سنت وجماعت کا عقیدہ تو یہ ہے کہ حضور ﷺ کا ہر ایک ایک صحابی بالاستقلال حق پر ہے اور اہل سنت وجماعت کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق یہ عقیدہ کچھ ڈھکا چھپا نہیں بلکہ ان کی کتب عقائد مثلاً شرح مواقف، شرح مقاصد، شرح عقائد جلالی، شرح عقائد نسفی، شرح فقہ اکبر، مسامرہ و مسائرہ المعمد فی المعقد، امام ربانی سیدنا مجدد الف ثانی قدس سرہ النورانی کے عقائد اہل سنت پر مشتمل متعدد مکتوبات، اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا خان تاجدار بریلی کی متعدد تصانیف اور دیگر ان گنت ائمہ اہل سنت وجماعت کی عقائد پر مشتمل کتابوں میں

ملاحظہ کیا جاسکتا ہے اور تمام اہل سنت وجماعت خود بھی اپنے اس عقیدے کا برملا اظہار کرتے ہیں اور شروع سے ہی بانگِ دہل اپنے اس عقیدے کو بیان کرتے چلے آ رہے ہیں پس جب ایسی صورت حال میں ان کی طرف سے حق چاریار کا نعرہ بلند ہوتا ہے تو اب اس نعرہ کی باقی ماندہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے حق کی نفی پر دلالت تو درکنار اس میں تو باقی ماندہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے حق کی نفی کا احتمال اور وہم و گمان بھی نہیں رہتا بلکہ اس کے برعکس باقی ماندہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کیلئے بھی حق کا ثبوت ظاہر ہوتا ہے۔

پس اسمائے اعداد کا اسوار قضیہ میں سے ہونا جمہورِ مناطقہ کے تو مذہب کے ہی خلاف ہے اور جن بعض منطقیوں نے انہیں اسوار قضیہ میں شمار کیا تھا پہلے ہم محققین کے دلائل کی روشنی میں ان کے مذہب کو باطل و مردود ثابت کر چکے ہیں لیکن علی سبیل التّنزیل اگر ہم اسمائے اعداد کو اسوار قضیہ میں شمار کر بھی لیں اور قضیہ حق چاریار کی علی اختلاف القولین محصور موجب کلیہ یا محصورہ موجبہ جزئیہ مان ہی لیں تو پھر بھی یہ اعتراض قطعاً لازم نہیں آتا کہ یہ قضیہ باقی ماندہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے حق کی نفی پر دلالت کرتا ہے کیونکہ اس قضیہ کی باقی ماندہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے حق کی نفی پر دلالت کہاں یہ تو ان سے حق کی نفی کا احتمال بھی نہیں رکھتا یہاں تو معاملہ ہی برعکس ہے کہ باقی ماندہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی حقانیت کا بھی ظہور ہو رہا ہے جس پر اس نعرہ لگانے والے کا عقیدہ و حال دلالت کر رہا ہے اور اسی طرح جب اسمائے اعداد کو اسوار قضیہ میں شمار نہ کیا جائے اور انہیں کل مجموعی یا بعض مجموعی کے معنی میں لیا جائے اور اس قضیہ کو علامہ عبد الحکیم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کے مطابق شخصیت کہا جائے اور جمہور کے مذہب کے مطابق اسے مہملہ قرار دیا جائے تو بھی باقی ماندہ صحابہ کرام سے حق کی نفی کا اعتراض ختم ہو گیا اور باقی رہا یہ اعتراض کہ اسے قضیہ شخصیت مہملہ قرار دینے کی صورت میں ان چار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کیلئے بالاستقلال حق ثابت نہیں ہوتا بلکہ مجموع من حیث المجموع کیلئے ثابت ہوتا ہے حالانکہ ان چار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ہر ایک بالاستقلال حق پر ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہم پہلے حمد اللہ کی عبارت کی

تقریر میں شارحین حمد اللہ خصوصاً علامہ عبد الحق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے بیان کر چکے ہیں کہ کل افرادی اور کل مجموعی کبھی حکم میں متحد بھی ہوتے ہیں جیسے جاء نسی سبعون رجلاً (آئے میرے پاس ستر مرد) میں ہے کیونکہ ستر کے مجموعے کیلئے آنے کا ثبوت ان میں سے ہر ایک ایک کیلئے آنے کے ثبوت کی جہت سے ہے پس جیسے اس مثال میں کل مجموعی و افرادی صدقاً متلازم ہیں اسی طرح حق چار یار میں بھی یہ دونوں صدقاً متلازم ہیں کہ ان چار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مجموعے کیلئے حق کا ثبوت ان میں سے ہر ایک ایک کیلئے بالاستقلال حق کے ثبوت کی جہت سے ہے پس اس وقت استغراقی مجموعی استغراقی افرادی سے مستنبط ہوگا جس طرح کہ رب تعالیٰ کے فرمان "کل الینا راجعون" میں ہے جیسا کہ علامہ نور محمد قنق رحمۃ اللہ علیہ نے عبد الغفور کے حاشیہ میں اور سید السند رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مواقف میں اس امر کی تحقیق فرمائی ہے پس قضیہ حق چار یار بہر صورت بالکل بے غبار ہے اس پر کسی قسم کا کوئی اعتراض لازم نہیں آتا۔

علمائے نحو کی تصریحات کہ عدد حصر پر دلالت نہیں کرتا:

یہاں تک علمائے بلاغت اور علمائے منطق کے ارشادات کی روشنی میں یہ بات خوب واضح ہو گئی کہ حق چار یار کہنے کی صورت میں حق کا ان چار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اندر حصر لازم نہیں آتا اور نہ ہی باقی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے حق کی نفی لازم آتی ہے بلکہ اس قضیہ میں تو باقی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے حق کی نفی کا احتمال بھی نہیں پایا جاتا۔ اس کے بعد ہم علمائے نحو کے ارشادات سے یہ بات ثابت کرتے ہیں کہ عدد نہ تو حصر پر دلالت کرتا ہے اور نہ ہی حصر کیلئے اس کی وضع ہے یہ اداة حصر میں سے ہے ہی نہیں جس سے روز روشن کی طرح ثابت ہو جائے گا کہ علمائے نحو کے نزدیک بھی قضیہ حق چار یار میں کسی قسم کا کوئی حصر نہیں ہے۔ علم نحو کی مشہور و متداول اور بنیادی کتاب "الکافیہ" میں امام النحو علامہ ابن حاجب رحمۃ اللہ علیہ

نے جب مفعول بہ کے عامل کے وجوباً حذف کے مواضع بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا

"وقد يحذف الفعل لقيام قرينة وجوبا في اربعة مواضع" (1)
اور (مفعول بہ میں عامل) فعل کو بوقت قیام قرینہ چار مواضع میں وجوباً
حذف کر دیا جاتا ہے۔

تو علامہ ابن حاجب رحمۃ اللہ علیہ کے اس ارشاد "اربعة مواضع" سے وہم ہوتا تھا کہ شاید مفعول بہ کے عامل کے وجوباً حذف کے مواضع کا ان کے نزدیک انہی چار میں حصر ہے حالانکہ بات درست نہیں کیونکہ مفعول بہ کے عامل کے وجوباً حذف کے مواضع کی تعداد چار سے زیادہ ہے پس علامہ عبدالرحمن جامی قدس سرہ السامی نے اس وہم کا رد کرتے ہوئے کافیہ مشہور و معروف اور برصغیر پاک و ہند کے تقریباً تمام مدارس اسلامیہ میں داخل نصاب شرح "الفوائد الضائیہ" المعروف شرح ملا جامی میں ارشاد فرمایا:

"تخصیصها بالذكر ليس للحصر بل لكثرة مباحثها" (2)
بالخصوص چار کو ذکر کرنا حصر کیلئے نہیں بلکہ ان کی کثرت مباحث کی بناء پر ہے۔

شارح جامی رحمۃ اللہ علیہ کے مذکورہ ارشاد کی تائید کرتے ہوئے اور اس بات پر دلیل دیتے ہوئے کہ علامہ ابن حاجب رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد "اربعة مواضع" سے مواضع حذف کا چار کے اندر حصر لازم نہیں آتا علم نحو کے بحر ذار علامہ عبدالغفور لاری رحمۃ اللہ علیہ اپنے شرح جامی پر عظمت دو قیغ حاشیہ میں ارشاد فرماتے ہیں:

"ذكر الجمهور ان ذكر العدد لا يقنضي الحصر" (3)
جمہور علماء نے یہ اصول بیان کیا ہے کہ عدد کا ذکر کرنا حصر کا تقاضا نہیں کرتا۔

(1) کافیہ ملخصا
(2) شرح ملا جامی ملخصا ص ۱۰۱
(3) حاشیہ عبدالغفور علی الجامی ص ۳۲۷

اسی طرح شرح ملا جامی کی مشہور و معتبر شرح محرم آفندی میں شارح جامی نے اس کے مذکورہ
قوال کی تائید کرتے ہوئے اور اس امر کو خوب واضح کرتے ہوئے کہ عدد نہ تو الفاظ حصر میں
سے ہے اور نہ ہی اس سے حصر کا فائدہ حاصل ہوتا ہے، ارشاد فرماتے ہیں:

"تخصیصہا بالذکر ای ذکر المصنف بذہ المواضع
الاربعۃ دون ما عداہا لیس للحصر لانہ لیس فی کلامہ
ما یفید الحصر والعدد لایفیدہ لاتفاق الجمهور لعی ان
العدد لایفید الحصر لانہ لیس من الفاظ الحصر علی ما
بین فی موضعہ" (1)

بالخصوص ان چار مواضع کا ذکر یعنی مصنف رحمۃ اللہ علیہ کا ان چار مواضع کو ہی
ذکر کرنا اور باقی ماندہ کو ذکر نہ کرنا حصر کیلئے نہیں ہے کیونکہ مصنف رحمۃ اللہ علیہ
کی کلام میں کوئی ایسا امر ہی نہیں جو حصر پر دلالت کرے اور عدد حصر کا
فائدہ ہی نہیں دیتا کیونکہ جمہور علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ عدد حصر کا
فائدہ نہیں دیتا کیونکہ یہ الفاظ حصر میں سے ہے ہی نہیں۔

اسی طرح شرح ملا جامی کے حاشیہ ملا عبد الرحمن میں ہے:

"تخصیصہا بالذکر لیس للحصر فان ذکر الاعداد عند
الجمهور لیس للحصر فانہ لوقیل فی ہذا البیت عشرون
رجلا لیس ذالک للحصر بل للتکثیر لانہ یصح وان کان
فیہ اکثر من عشرين رجلا" (2)

بالخصوص چار کو ذکر کرنا حصر کیلئے نہیں کیونکہ اعداد کا ذکر جمہور کے
نزدیک حصر کیلئے نہیں ہوتا پس اگر کہا جائے کہ بیشب اس گھر میں ہیں

(1) محرم آفندی علی شرح الجامی جلد اول ص ۲۵۵
(2) حاشیہ ملا جمال و عبد الرحمن علی شرح الجامی ص ۱۵۱

مرد ہیں تو وہ (بیس کا عدد ذکر کرنا) حصر کیلئے نہ ہو گا بلکہ تکثیر کیلئے ہو گا
کیونکہ اگر گھر میں بیس سے زیادہ مرد بھی ہوں تب بھی یہ کہنا درست ہے
کہ گھر میں بیس مرد ہیں۔

پس ملا عبد الرحمن رحمہ اللہ کی تقریر سے یہ بات واضح ہو گئی کہ اگرچہ جمیع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم
حق پر ہیں اور یقیناً ان کی تعداد چار سے کہیں زیادہ ہے لیکن اس کے باوجود چار کیلئے حصر
ثابت کرنا اور حق چار یار کا نعرہ لگانا بالکل درست ہے اس سے ان چار میں حق کا حصر
باقیمانہ سے حق کی نفی لازم نہیں آتی۔

اسی طرح شرح ملا جامی کے حاشیہ ملا عصام الدین فاضل اسفرائینی میں ہے:

"ذكر الجمهور على ان العدد لا يفيد الحصر فان قلت في
فائدة في ذكره قلت لينضبط المذكور عند السامع
ولا ينفلت شيء" (1)

جمہور علماء کے متعلق بیان کیا گیا ہے کہ ان کا مذہب یہ ہے کہ عدد حصر کا
فائدہ نہیں دیتا پس اگر تم یہ اعتراض کرو کہ پھر عدد کو ذکر کرنے کا فائدہ
کیا ہے تو اس کا جواب دیتے ہوئے میں کہتا ہوں کہ عدد کو ذکر کرنے کا
فائدہ یہ ہے تاکہ جو چیز ذکر کی گئی ہے وہ سامنے کے نزدیک منضبط ہو جائے
اور کوئی شیء اس سے رہ نہ جائے۔

شرح ملا جامی کے حاشیہ علامہ محمد بن موسیٰ البسنوی میں ہے جو کہ محرم آفندی کے ساتھ
مطبوعہ ہے:

"تخصيصها بالذكر ليس للحصر فان الجمهور على ان
العدد لا يفيد الحصر" (2)

(1) حاشیہ ملا عصام الدین اسفرائینی علی الجامی ص ۱۰۰

(2) حاشیہ محمد بن موسیٰ البسنوی علی ہامش محرم آفندی علی الجامی جلد اول ص ۶۵

ذکر میں چار کی تخصیص حصر کیلئے نہیں کیونکہ جمہور علماء کا مذہب یہ ہے کہ عدد حصر کا فائدہ نہیں دیتا۔

علمائے نحو کی تصریحات سے یہ بات اظہر من الشمس ہو گئی کہ عدد نہ حصر کیلئے وضع کیا ہے اور نہ اس کی حصر پر دلالت ہے اور نہ ہی یہ الفاظ حصر میں سے ہے پس جب مولانا قدس سرہ السامی اور شرح ملا جامی کے شرح و محشیین بانگ دھل اس بات کا اعلان رہے ہیں کہ صاحب کافیہ کے قول "ووجوباً فی اربعة مواضع" میں لفظ اربعہ (ر) کا ذکر حصر کیلئے نہیں کیونکہ جمہور علماء اس بات پر متفق ہیں کہ عدد حصر پر دلالت کرتا تو نعرہ تحقیق کے جواب "حق چار یار" میں لفظ چار کس طرح حصر پر دلالت سکتا ہے۔

آخر میں ہم اہل سنت و جماعت کے دو عظیم اماموں کی اس امر پر تصریح ذکر کرتے ہیں کہ قرآن و سنت سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ عدد حصر پر دلالت نہیں کرتا۔

م احمد قسطلانی شارح بخاری کا ارشاد:

م احمد قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد الساری شرح بخاری میں بخاری شریف کے باب التفسیر کی شرح سورہ رعد کی تفسیر کے دوران ارشاد فرماتے ہیں:

"ذکر خمساً وان كانت الغیب لا یتناہی لان العدد لا ینفی الزیادة" (1)

پانچ کا ذکر فرمایا اگرچہ غیب غیر متناہی ہیں یہ اس لئے کہ عدد زیادہ کی نفی نہیں کرتا۔

(1) ارشاد الساری علی البخاری کتاب التفسیر بحوالہ الدولة المکیہ، بالمعادۃ الغیبیہ ص ۱۲۲

علی حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد:

امام اہل سنت مجدد دین و ملت علی حضرت الشاہ احمد رضا خاں تاجدار بریلی قدس سرہ العالیہ
ارشاد فرماتے ہیں:

"علی لقدیر افادہ العدد الحصر یلزم تنافی الاحادیث
الصحیحة المقبولة کلها غیر الائمة بوجوه شتی" (1)

اگر یہ بات تسلیم کریں کہ عدد حصر کا فائدہ دیتا ہے تو صحیح احادیث جو کہ
ساری کی ساری ائمہ کے ہاں مقبول ہیں متعدد وجوہ سے ایک دوسرے کی
نفی کریں گی۔

پس ان دونوں جلیل القدر اماموں کے فرمان سے یہ بات خوب واضح ہو گئی کہ عدد میں
قسم کا کوئی حصر نہیں ہوتا اور قرآن و سنت سے بھی یہی اصول مفہوم ہو رہا ہے ورنہ
نصوص کا کئی وجوہ سے ایک دوسرے کی نفی کرنا لازم آتا ہے۔

پس معترض سے گزارش ہے کہ ذرا ہوش کے ناخن لے لے اور خواہ مخواہ معتقدات اہل
و جماعت پر بے جا اعتراضات کرنے سے باز آئے۔

(1) الدولة المکیة بالمادة الغیبیة ص ۱۲۶

باب دوم

قرآن کریم سے حق چاریار پر دلائل

چاریار رسول دے خاص سچے سچے امتاں وچہ سردار ہوئے
 صفت انہاندی وچہ قرآن اچی حق خاص تے جانثار ہوئے
 باطل توڑ کے موڑیا خلق تائیں حق دین دے خاص معمار ہوئے
 باری باری سن گئے آزمائے چارے صبر، شکر وچہ سپہ سالار ہوئے
 نبی آکھیا اے اصحاب میرے پہلے مرسلان نال شمار ہوئے
 میرے بعد انجام رسالتاں دے اے ہو دیونے دے حق دار ہوئے
 سلسل وار چارے کر دے رہے ایویں نبی پاک تھیں جیویں اظہار ہوئے
 حیدر شاہ نے غیاں چوہاں تائیں جیویں مومناں وچہ بہار ہوئے

(علوم الاولیاء ص ۹ از سلطان العاشقین حضرت پیر حیدر شاہ صاحب گیلانی مست قلندر
 مکتبہ مطبوعہ دربار عالیہ پناگ شریف تحصیل و ضلع کوٹلی آزاد کشمیر)

سوال: کہا جاتا ہے کہ ۱۹۵۳ء سے پہلے نعرہ تحقیق کا کوئی اعلان لاؤ کوئی اشتہار لاؤ کسی کتاب میں دکھاؤ؟

جواب: حق چاریار کے نعرہ کو ۱۹۵۳ء کی ایجاد وہی شخص کہہ سکتا ہے جو تنگ نظر ہو اور اس کے مطالعہ میں کمی ہو کیونکہ اکابرین اہل سنت و جماعت نے اس موضوع پر درجنوں کتابیں تصنیف فرمائی ہیں مقام افسوس تو یہ ہے کہ ادھر آدمی علامہ، فہامہ بننے کا دعویٰ دار بھی ہو اور ادھر اپنے اسلاف کی لکھی ہوئی کتابوں کے اسماء سے بھی نا آشنا ہو۔

منہ میں جو آتا ہے فی الفور کہہ دیتے ہیں
بات کہنے کی نہیں اور وہ کہہ دیتے ہیں

اکابرین اہل سنت میں سے غلام دستگیر نامی جو بہترین مضمون نگار، مصنف، شاعر، تاریخ گو، ماہر قانون وراثت اور ماہر علم الانساب تھے (غلام دستگیر رحمۃ اللہ علیہ کے مذکورہ اوصاف علامہ عبدالحکیم شرف قادری رحمۃ اللہ علیہ نے ”مذکرہ اکابر اہل سنت“ کے صفحہ نمبر ۱۳ پر ذکر کیے ہیں) نے ۱۹۳۵ء میں ”مناقب خلفاء راشدین“ کے نام سے کتاب لکھی جس میں چاریاروں کے فضائل بیان فرمائے۔ ”کما سیجیء“

اسی طرح اکابرین اہل سنت میں سے حضرت علامہ مولانا غلام دستگیر قصوری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۸۹۷ء) جن کے متعلق شرف ملت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ”بزرگ صغیر پاک و ہند میں کوئی مناظر آپ کا ہمسر نہ تھا۔ مناظرہ بہاولپور وہ یاد گار مناظرہ ہے جس میں آپ کو مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کے مقابلہ میں زبردست کامیابی ہوئی۔“^(۱)

(۱) تذکرہ اکابر اہل سنت ص ۳۰۸ مطبوعہ لاہور

آپ نے روافض و خوارج کے رد میں ایک کتاب لکھی جس کا نام ہے
 "بدیۃ الشیعتین منقبت چار یار مع حسنین" (۱۲۹۵ء) (۱)

علاوہ ازیں اکابرین اہل سنت میں سے سید میر محمد اسد اللہ شاہ بن اعلیٰ حضرت قبلہ مولانا مولانا
 سید میر احمد قادری بخاری ثم جلال پوری رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۹۳۱ء میں "فضائل چار یار" کے نام
 سے روافض کے رد میں ایک کتاب لکھی۔

علاوہ ازیں اکابرین اہل سنت نے روافض کے رد میں اس نام سے موسوم دور جنوں کتب تحریر
 فرمائیں اس وقت بوجہ عجلت اور مانع اختصار تین کتابوں کا سرورق بمع سن اشاعت آئندہ
 صفحات پر ملاحظہ فرمائیں۔ لیکن اس کے باوجود چمگاڈ اور الو کو دان کی روشنی میں سورج نظر
 نہ آئے تو اس میں سورج کا کیا قصور ہے۔

بقول شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ:

بروز گرنہ بیند شپره چشم
 چشمہ آفتاب را چہ گناہ

اور بقول کے:

آنکھیں گر بند ہوں تو پھر دن بھی رات ہے
 اس میں قصور کیا ہے بھلا آفتاب کا

(۱) تقدیس الوکیل ص ۷ مطبوعہ نوری کتب خانہ لاہور

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا لِهَذَا وَمَا كُنَّا لِنَشْكُرَهُ لَوْلَا رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْنَا لَكُنَّا مِنَ الْخَاسِرِينَ

مَحَلُّ سَوَالِ اللَّهِ الَّذِي رَمَعَهُ أَشَدُّ عَلَى الْكُفَّارِ رَجَاءَ بَيْنِهِمْ
تَرَاهُمْ يَكْفُرُونَ كَيْدًا

أَمْ أَيْرِيدُ اللَّهُ لِيَذَرَ هَيْبَتَ عَنَّا الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ يُطْفِرُ مِنْ تَطَهُّرًا

اچھو نہ دے رب الشریعین رب العزیزین کہ یہاں کہ بیت مفاہمسی

ہدیۃ الشیعین

چاریار حسین
میں
۱۲۹۵

ایضاً مصنف عباد اللہ القدیر الفقیہ غلام شکر الہاشمی القسوسی کان اللہ لہ

درمطبع حیدرآباد واقع لاہور

مناقب
خلفائے راشدین

جلد سوم

ملک بین محمد زین العابدین

کشتیری بازار دہلی روڈ لاہور۔

مناقب کے میں لائق چار گور ابو بکر و عمر و عثمان و علیؓ

الحمد للہ کہ کتاب ہذا

موسوم ہے

مناقب خلیفہ راشدین

جس میں

قدیم و جدید نامی گرامی شعرا کا کلام حقیقت انبیاء شتمل بر مناقب چار جلیل القدر صحابہ کرام نبی علیہ السلام جمع کیا گیا ہے اور یہ اس مضمون پر غائب ہیں پہلا مجموعہ ہے

خواجہ صحابہ کرام ابوالفضل پیر غلام دستگیر نامی لاہوری

برائے فرم

ملک شاہین محمد ایدہ ٹرنسکر پبلسٹر اور ناشران کتب اشاعت منسٹری لاہور

ملک شاہین محمد ایدہ ٹرنسکر نے دین محمد کو لاہور میں چھپوا کر کشمیری بازار لاہور سے شائع کیا ہے۔

حوالہ عبورہ اسوۂ نبی علیہ السلام سے ثابت ہے کہ حضور نے حضرتنا جنان سے مجلس میں مقبت
سبزیں اکیڑی اور خوش بوئے سلا اس کا ترجمہ اس مجموعے میں تبرکات شامل کروا گیا ہے، پس
ثابت ہو گیا کہ مناقب صحابہ بیان کرنا باعث خوشنودی سرور کونین اور موجب برکت و ثواب
ہے۔ جو مسلمان اس پر ہمیشہ حامل رہتے ہیں۔ چونکہ ایسی مجلسوں کا رواج پنجاب میں کم ہے۔ اس لئے
اس فلاف شعرائے اسلام کی توجیہ بھی کم ہے۔ اگر یہ رواج عام ہو گیا تو مناقب نویس شاعر یہاں
بھی پیدا ہو جائیں گے۔

میں نے حسب مشورہ مولانا عبدالجبار صاحب مالک اخبار انقلاب کوشش کی ہے کہ ایسی
تفہیم فریتم کی بنائیں جن میں قیجہ خیز جمع تاریخی واقعات مذکور ہوں۔ الحمد للہ میں اس میں بھی ایک
حزب کامیاب ہو گیا ہوں۔

ایسے سینے پیکر و روح شعرائے اسلام کی تزیین کا موجب ہو گا اور ہم زسی مریضوں پر
چہ سراجتہ بھی پیش کر سکیں گے۔ چند ایک پید و نعتیں بھی تبرکات شامل کی گئی ہیں، اور بعض اس
لئے بھی کہ ان کے مذاق ہی مناقب پرستہ تھے۔

ابوالفضل غلام و شگیر نامی مکاندار چلہ بی بیال لاہور
مولائی ہوقاب اشرف نذیل رتہ پیراں شہر شیخوپورہ

مشنبہ ۲ رمضان ۱۳۶۴ھ • مطابق اراکست ۱۹۴۵ء

قصائد مکتوبات



ملک دین محمد سعید
پیشتر و تاجران



پہلی بار دہلی، ۱۹۵۷ء

حق چاریار کا ثبوت قرآن کریم سے

دلیل اول:

”ومن يطع الله والرسول فأولئك مع الذين انعم الله عليهم من النبيين والصديقين والشهداء والصالحين وحسن أولئك رفيقا“ (۱)

اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے تو اسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔

وقال عكرمة ان النبيون بهنا محمد ﷺ والصديقون ابوبكر والشهداء عمرو وعثمان وعلي رضی اللہ عنہم۔ (۲)

عکرمہ کہتے ہیں یہاں نبیوں سے مراد محمد ﷺ ہیں صدیقوں سے مراد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں اور شہداء سے مراد حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم ہیں۔

(۱) سورة النساء آیت ۶۹ پارہ ۵

(۲) تفسیر بغوی سورة النساء آیت ۶۹، زاد المسیر آیت مذکور، الكشف والبيان عن تفسیر الج ۳ ص ۲۳۴۲ دار احیاء التراث العربی بیروت

ت مذکور کی تفسیر میں سید محمود احمد آلوسی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

”ونقل بعض تلامذہ مولانا الشیخ خالد النقشبندی قدس سرہ عنہ انه قریوما ان مراتب الکمل اربعة نبوة وقطب مدارها نبینا صلی اللہ علیہ وسلم ثم صدیقته وقطب مدارها ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ ثم شهادة وقطب مدارها عمر الفاروق رضی اللہ عنہ ثم ولاية وقطب مدارها علی کرم اللہ وجہہ وان الصلاح فی الایة اشارة الی الولاية فسأله بعض الحاضرين عن عثمانص فی ای مرتبة هو من مراتب الثلاثة بعد النبوة فقال انه رضی اللہ عنہ قدنال حظامن رتبة الشهادة وحظا من رتبة الولاية وان معنی كونه ذالنورین هو ذلك عندالعارفین“ (۱)

مولانا شیخ خالد نقشبندی قدسی سرہ کے بعض تلامذہ نے ان سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے ایک دن تقریر میں فرمایا کہ مراتب کمال چار ہیں:

- (۱) نبوة اور نبوة کے مدار کے قطب ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔
- (۲) پھر صدیقیہ اور صدیقیت کے مدار کے قطب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔
- (۳) پھر شہادۃ ہے اور شہادت کے مدار کا قطب عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں۔
- (۴) پھر ولایت ہے اور ولایت کے مدار کے قطب علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ ہیں۔

اور آیت کریم میں صالحین کا لفظ مذکور ہے اس سے اشارہ ہے ولایت کی طرف پس بعض حاضرین نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق سوال کیا کہ وہ نبوة کے بعد مراتب ثلاثہ میں کسی مرتبہ پر ہیں تو انہوں نے فرمایا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مرتبہ شہادت سے

(۱) روح المعانی الجزء الخامس ص ۷۶ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان

بھی حصہ پایا ہے اور مرتبہ ولایت سے بھی حصہ پایا ہے اور عارفین کے نزدیک ذوالنورین یہ مطلب ہے یعنی دونوں طرف سے حصہ پانے کی وجہ سے ان کو ذوالنورین کہا جاتا ہے۔

صاحب تفسیر خازن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”والصديقين الصديق الكثيرالصدق فعيل من الصدق
والصديقون هم اتباع الرسل الذين اتبعوهم على منها جهم
بعدهم حتى الحقوا بهم وقيل الصديق مع الذي صدق بكل
الذين حتى لا يخالطه في شك والمراد بالصديق في هذه
الآيت افاضل اصحاب رسول ا كابي بكر فانه هو الذي سمي
بالصديق من هذه الامت وهو افضل اتباع الرسل وقيل المراد
بالنبيين ههنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم وبالصديقين ابو بكر والشهداء
عمر وعثمان وعلي رضی اللہ عنہم“ (۱)

”والصديقين“ صديق بہت زيادہ سچ بولنے والا کثیر الصدق اور
”الصديقون“ وہ جو رسولوں کی اتباع کرنے والے ہیں، اور یہ وہ لوگ ہیں جو
ان انبیاء کے بعد ان کے منہاج پر ان کی اتباع کرتے رہے ہیں، یہاں تک کہ
ان کے ساتھ مل جاتے رہے، اور فرمایا ”الصديق“ تمام دین میں سچائی ہے
یہاں تک کہ اس میں شک وریب خلط ملط نہ ہو سکے اور اس آیت میں صديقين
سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے افاضل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جیسا کہ حضرت ابو بکر
صديق رضی اللہ عنہ ہیں پس ان کا نام ہی اس امت میں صديق ہے اور وہ اتباع رسل
میں افضل ہیں اور کہا گیا ”النبيين“ سے مراد حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور
”الصديقين“ سے مراد حضرت ابو بکر صديق رضی اللہ عنہ اور ”الشهداء“ سے
مراد حضرت عمر و عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں۔

(۱) تفسیر خازن جلد اول ص ۲۶۳

صدق ان کو ملا عدل ان کو ملا
وہ غنی ہو گئے یہ علی ہو گئے

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ اور صاحب تفسیر خازن کی نقل کردہ تفاسیر سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے۔ آیت مذکورہ کا مصداق اولیٰ حق چار ہیں جب حق چاریار آیت قرآنی کا مصداق میں آتا ہے چلا کہ یہ نعرہ منزل من السماء اور قرآنی نعرہ ہے اور کامل وہ ہی ہے جو حق چاریار کی محبت کو سینے میں سما کر ان کے دامن کو مضبوطی سے تھام کر اہل سنت پر قائم و دائم ہے اور منکرین حق چاریار جن کی آنکھوں پر رافضیت کے پردے پڑھے ہوئے ہیں اور بظاہر اہل سنت کے ٹھیکیدار بن کر یہ کہتے پھرتے ہیں کہ یہ منزل من السماء نہیں اس سے بغض اہل بیت کی بو آتی ہے جو قادیانیوں کے پیسے پے پلتے ہوں اور صرف بھینسے کی طرح رہ سگھنا جانتے ہوں ان کے منہ سے ایسی ہی سبائیات کا اظہار ہوتا ہے تو چونکہ ان کے سینوں میں حق چاریار کا بغض ہے جس کی بنا پر یہ اسی قابل ہیں کہ عمر بھر پینتے رہیں اور بالآخر جہنم کا ایندھن بن جائیں۔

حق چاریار کے ثبوت پر قرآن کریم کی دوسری دلیل :

"ونزعنا ما فی صدورہم من غلی" (1)

اور ہم نے ان کے سینوں میں جو کچھ کہنے تھے سب کھینچ لیئے۔ (2)

مذکورہ آیت کی تفسیر امام المفسرین حضرت عبداللہ ابن عباس کی زبانی:

"عن عکرمۃ رضی اللہ عنہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ما فی قولہ
تعالیٰ "ونزعنا ما فی صدورہم من غلی الایۃ قال اذا کان
یوم القیامۃ یؤتی بسریر من یا قوتہ حمراء طولہ عشرون

(1) سورة الحجرات پارہ ۱۲ آیت ۴۷

(2) ترجمہ کنز الایمان شریف

میلا فی عشرين ميلاً ليس فيه صدع ولا وصل معنق
 بقدره الله تعالى فيجلس عليه ابو بكر الصديق رضي الله عنه ثم
 يؤتى بسرير من يا قوته صفراء على صفة السرير الاول
 فيجلس عليه عمر رضي الله عنه ثم يؤتى بسرير من يا قوته خضراء
 على صفة الاول فيجلس عليه عثمان رضي الله عنه ثم يؤتى
 بسرير من يا قوته بيضاء على صفة الاول فيجلس
 عليه علي رضي الله عنه ثم يأمر الله الاسرة ان تطير بهم فتطير
 بهم الاسرة الى تحت ظل العرش ثم تسبل عليهم خيمة
 من الدرر الرطب لوجمعت السموات السبع والارضون
 السبع وكل ما خلق الله تعالى لكانت في زاوية من زوايا
 تلك الخيمة ثم يرفع اليهم اربع كأسات كأس لابي بكر
 وكأس لعمر وكأس لعثمان وكأس لعلي رضي الله عنهم فيسقون
 وذلك قوله تعالى "ونزعنا ما في صدورهم من غل اخوانا
 على سرر متقبلين ثم يأمر الله جهنم ان تمخض
 بامواجهاتقذف الرافض" والكافر على وجهها فيكشف
 الله عن ابصارهم فينظرون الى منازل امة محمد صلى الله عليه وسلم
 في الجنة فيقولون هؤلاء الذين سعد بهم الناس ونحن
 شقينا ثم يردون الى جهنم" (۱)

حضرت عكرمة رضي الله عنه نے حضرت عبد اللہ ابن عباس رضي الله عنه سے روایت کی
 ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد گرامی "ونزعنا ما في
 صدورهم من غل (الآية)" کے متعلق فرمایا کہ جب قیامت کا
 دن ہو گا سرخ یا قوت سے بنا ہوا ایک تخت لایا جائے گا جس کا طول بیس
 (۲۰) میل ہو گا اس میں کوئی جوڑو غیرہ نہیں ہو گا اسکی ترکیب اللہ تعالیٰ
 کی قدرت کاملہ سے ہوگی۔ سیدنا صدیق اکبر رضي الله عنه اس تخت پر تشریف

(۱) نورالابصار صفحہ نمبر ۱۳-۱۳ دارالمعارفہ بیروت لبنان - مکتبہ اسامہ بن زید نزہۃ
 المجالس ص ۳۰۹ مکتبہ فاروقیہ پشاور

فرما ہوں گے پھر زرد یا قوت سے بنا ہوا ایک اور تخت لایا جائے گا جو پہلے تخت کی طرح ہو گا اس پر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ تشریف فرما ہوں گے پھر اسی طرح سبز یا قوت سے بنا ہوا ایک تخت لایا جائے گا اس پر سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ تشریف فرما ہوں گے پھر اس طرح کا سفید یا قوت سے بنا ہوا ایک تخت لایا جائے گا اس پر سیدنا شیر خدا علی المر تفضی رضی اللہ عنہ تشریف فرما ہوں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ ان چاروں تختوں کو اترنے کا حکم دے گا وہ چاروں تخت عرش کے سایہ میں اتریں گے پھر رونق بھرے موتیوں کا خیمہ ان پر لٹکایا جائے گا اور وہ خیمہ اتنا وسیع ہو گا کہ اگر سات آسمان اور سات زمینیں اور ساری مخلوق کو جمع کر دیا جائے تو اس خیمہ کے ایک کونہ میں سما جائیں پھر چار پیالے پیش کیے جائیں گے ایک پیالہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کیلئے اور ایک پیالہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کیلئے اور ایک پیالہ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کیلئے اور ایک پیالہ حیدر کرار علی المر تفضی رضی اللہ عنہ کیلئے ان پیالوں سے یہ حق چار یار نوش فرمائیں گے اس لئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا "ونزعنا ما فی صدورہم من غل اخوانا علی سرر متقبلین" پھر رب ذوالجلال دوزخ کو حکم دے گا کہ اپنے شعلوں کے جوش و خروش سے تمام روافض اور کفار کو باہر پھینک دے اور اللہ تعالیٰ انکی آنکھوں سے پردے ہٹا دے گا وہ کافر اور روافض تاجدار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے مقامات جنت میں دیکھیں گے اور کہیں گے کہ ان (چار یاروں کی محبت و الفت) کی وجہ سے لوگ نیک بخت ہو گئے اور ان (چار یاروں سے دشمنی اور نفاق) کی وجہ سے ہم بد بخت رہے ہیں پھر انکو جہنم میں واپس پھینک دیا جائے گا۔ مذکورہ تفسیر قرآن کریم سے واضح ہے کہ جو حق چار یار کا منکر ہو اس کا ٹھکانا کیا ہے؟ لہذا ابھی وقت ہے حق چار یار کا انکار چھوڑ دو اور چار یار کے نعرہ کو عام کرو تا کہ کل تمہاری بھی خلاصی ہو سکے۔ کیونکہ یہ روایت

حضور ﷺ کے عظیم صحابی عبد اللہ ابن عباس سے مروی ہے اور انہوں نے قرآن کی تفسیر فرمائی ہے جو کسی صورت میں بھی جھٹلائی نہیں جاسکتی تم کہاں تک حق چاریار کی مخالفت کرو گے یہ نعرہ تو قیامت میں بھی انشاء اللہ العزیز لگایا جائے گا۔

حق چار پر قرآن کریم سے تیسری دلیل:

”وعد الله الذين امنوا منكم وعملوا الصالحات ليستخلفنهم في الارض كما استخلف الذين من قبلهم وليمكنن لهم دينهم الذي ارتضى لهم وليبدلنهم من بعد خوفهم امنا، يعبدونني لا يشركون بي شيئا ومن كفر بعد ذلك فاولئك هم الفسقون“ (1)

اللہ نے وعدہ دیا انکو جو تم میں سے ایمان لائے اور اچھے کام کیے کہ ضرور انہیں زمین میں خلافت دے گا جیسے ان سے پہلوں کو دی اور ضرور ان کے لئے جمادے گا ان کا وہ دین جو ان کے لئے پسند فرمایا ہے اور ضرور ان کے اگلے خوف کو امن سے بدل دے گا میری عبادت کریں میرا شریک کسی کو نہ ٹھہرائیں اور جو اس کے بعد ناشکری کرے تو وہی لوگ بے حکم ہیں۔ (2)

ارشاد باری تعالیٰ ”ليستخلفنهم“ میں استخلاف یعنی خلیفہ بنانے کو حق سبحانہ و تعالیٰ نے طرف منسوب کیا ہے اور مہاجرین لایحین میں سے بعض کو اپنا جانشین بنانے کا وعدہ فرمایا ہے کیونکہ

(1) سورة النور آیت نمبر ۵۵

(2) کنز الایمان

استخلاف کے معنی بادشاہ بنانا بھی ہیں اگر کسی گروہ میں سے ایک شخص کو بادشاہ بنا دیا جائے تو اس کا فائدہ سارے گروہ کو پہنچتا ہے۔⁽¹⁾

اور یہاں مہاجرین میں سے خلفاء اربعہ مراد ہیں یعنی حضور ﷺ کے چار یار جن کا نعرہ اہل سنت و جماعت نعرہ تحقیق حق چار یار کی صورت میں لگاتے ہیں۔ کیونکہ آیت استخلاف میں جن اوصاف کا ذکر کیا گیا وہ ان چاروں میں پائے جاتے ہیں۔ لہذا اس آیت کریمہ کا مصداق حضور کے چار یار ہیں۔

آیہ مذکور کی وضاحت علامہ رازی کی طرف سے:

”دلت الایة علی امامة الائمة الاربعة وذلك لانه تعالیٰ وعد الذین امنوا و عملوا الصالحات من الحاضرین فی زمان محمد ا وهو المراد بقوله لیستخلفنہم فی الارض کما استخلف الذین من قبلہم“⁽²⁾

یہ آیہ کریمہ چار خلفاء (چار یار) کی امامت پر دلالت کرتی ہے اور یہ اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے وعدہ کیا تھا جو حضور نبی کریم ﷺ کے سامنے اس وقت موجود تھے اور ایمان لائے نیک اعمال کیے خدا تعالیٰ کا یہ کہنا کہ انہیں زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اس سے یہی لوگ مراد ہیں۔

”ثبت بھذا صحة امامة الائمة الاربعة وبطل قول الرافضة الطاعنین علی ابی بکر وعمر وعثمان، وعلی بطلان قول الخوارج الطاعنین علی عثمان وعلی“⁽³⁾

(1) تصفیہ مابین سنی و شیعہ ص ۳ مقام اشاعت گولڑہ شریف
(2) تفسیر کبیر للامام فخر الدین رازی الجزء الثالث والعشرون ص ۲۵ مطبوعہ بیروت
(3) تفسیر کبیر الجزء الثالث والعشرون ص ۲۶ مطبوعہ بیروت

پس اس آیت کریمہ سے چاروں خلفاء چار یار کی امامت صحیح ثابت ہو جاتی ہے اور رافضی جو حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر، حضرت عثمان رضی اللہ عنہم پر طعن کرتے ہیں انکی بات باطل ہو گئی اور خارجی جو حضرت عثمان اور علی رضی اللہ عنہم کے خلاف زبان کھولتے ہیں انکی بات بھی باطل قرار پاتی ہے۔

پتہ چلا کہ حق چار یار کا نعرہ امام المفسرین امام فخر الدین رازی نے قرآن کریم سے ثابت ہے لہذا ان کا منکر قرآن کا منکر ہے اور ہے بھی یوں کہ یہ قرآن کریم کو مانتے ہی اگر مانتے تو حق چار یار کو بھی مانتے اور خلفاء ثلاثہ پر طعن کر کے اپنی عاقبت خراب نہ کر

صاحب تفسیر قرطبی کی طرف سے آیت مذکور کی وضاحت:

”قال الضحاك في كتاب النقاش هذه الآية تتضمن خلافة ابي بكر وعمر وعثمان وعلي لانهم اهل الايمان وعملوا الصالحات“ (۱)

ضحاک نے کتاب النقاش میں فرمایا ہے کہ یہ آیت مقدسہ متضمن ہے سیدنا ابو بکر صدیق سیدنا عمر فاروق، سیدنا عثمان غنی اور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم کی خلافت کو کیونکہ وہ اہل ایمان ہیں اور انہوں نے اچھے عمل کیے۔ لہذا معلوم ہو گیا کہ صاحب تفسیر قرطبی کے نزدیک بھی اس آیت کریمہ سے مراد حق چار یار ہیں۔

تفسیر ابن کثیر سے وضاحت:

”فاما هؤلاء فانهم يكونون من قريش يلون فيعدلون وقد وقعت بشارة بهم في الكتب المتقدمة ثم لا يشترط ان

(۱) تفسیر الجامع لاحکام القرآن۔ تفسیر قرطبی۔ ج ۶ ص ۲۹۶ مطبوعہ دار احیاء التراث بیروت

يكونوا متتابعين بل يكون وجودهم في الامّة متتابعوا
متفرقا وقد وجد منهم اربعة على الولاء“ (1)

حافظ ابن کثیر نے لکھا ہے کہ وہ حضرات جن کے خلیفہ بنانے کا اللہ تعالیٰ نے ان سے وعدہ فرمایا ہے وہ قریش میں سے ہوں گے عدل و انصاف کرنے والے ہوں گے اور ان کے متعلق پہلی کتابوں میں بھی بشارات دی جا چکی ہیں پھر ان کیلئے پے درپے ہونا شرط نہیں بلکہ کچھ کی خلافت پے درپے ہوگی اور کچھ کی متفرق طور پر اور تحقیق ان خلفاء میں سے حضور کے چار یار ہیں جو خلافت کر چکے ہیں۔

چار یار کی وضاحت حافظ ابن کثیر نے بھی کر دی ہے یہ نعرہ کتب متقدمہ میں بھی مذکور تھا اور انشاء اللہ قیامت تک لگتا رہے گا اور رافضیوں کے سینوں میں آگ کے شعلے جلاتا رہے گا۔

بحر العلوم السمرقندی رحمۃ اللہ علیہ:

”يقال نزلت في شان ابي بكر وعمر وعثمان وعلي رضي الله عنهم
ليست خلفتهم يعني: يكونوا خلفاء بعد رسول الله واحدا
بعد واحد“ (2)

یعنی کہا گیا ہے کہ آیت استخلاف حضرت ابو بکر صدیق حضرت عمر فاروق حضرت عثمان غنی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ ان کو خلیفہ بنائے یعنی وہ حضور ﷺ کے بعد یکے بعد دیگرے خلفاء ہوں گے۔

(1) تفسیر ابن کثیر جلد ۴ ص ۵۶۹ مطبوعہ دارالکتب العربیہ بیروت
(2) تفسیر السمرقندی جلد ۲ ص ۲۴۷ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت

بحر العلوم کی وضاحت سے بھی یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ آیت استخلاف
مصدق حق چار یار ہیں۔

قبلہ عالم پیر سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی وضاحت:

سب کو وقتاً فوقتاً اوصاف موجود بہا کے ظاہر ہونے پر صاف صاف معلوم
ہو گیا کہ آیت استخلاف وغیرہ میں موعود کھم بالخلافت اور مالک اوصاف
مذکورہ فی النصوص یہی حضرات اربعہ (حق چار یار) رضی اللہ عنہم ہیں۔
واقعات پر غور کرنے سے ہر ایک کو معلوم ہو گیا کہ وعدہ استخلاف کے
متحقق اور موجود ہونے کے لئے (آدم علیہ السلام کے زمانہ سے لیکر موجودہ
زمانہ تک) کوئی اور خلافت بغیر خلافت خلفاء اربعہ رضی اللہ عنہم مستحق
نہیں۔ (۱)

حق چار یار کو آیت استخلاف کا مصداق تسلیم نہ کرنے کے مفاسد:

فاتح قادیانیت پیر سید مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آیت استخلاف کو اگ
خلفاء اربعہ رضی اللہ عنہم کے حق میں نہ مانا جائے تو مفاسد ذیل کا سامنا ہوتا ہے۔

۱۔ خلف در وعدہ الہیہ یعنی معاذ اللہ حق سبحانہ و تعالیٰ نے سیدنا علی کرم اللہ وجہہ
حسب اعتقاد شیعہ) و سائر آئمہ کے ہاتھوں پر دین مرتضیٰ و پسندیدہ کے قائم
کرنے کا وعدہ فرما کر پھر اسے پورا نہ فرمایا اور مستخلفین موعودین کے بجائے
ظالمین اور غاصبین دین غیر مقبول کی اشاعت کرتے رہے۔ حالانکہ قرآن
شہادت دیتا ہے کہ کبھی وعدہ خداوندی کے خلاف واقعہ نہیں ہوتا۔

(۱) تصفیہ ما بین سنی و شیعہ ص ۲ قبلہ عالم گولڑوی مقام اشاعت گولڑہ شریف

حق سبحانہ و تعالیٰ کا اپنے افضل الانبیاء ﷺ کے دین سے ایسا برتاؤ کرنا جو دیگر انبیاء و مفضولین سے جائز نہیں رکھا گیا حالانکہ ”لیظہرہ علی الدین کلہ“ (تاکہ اسے سب دینوں پر غالب کرے) اور انا لہ لحافظون“ (بے شک ہم اس کے محافظ ہیں) اسی دین کے غلبہ اور محفوظ رکھنے کے لیے وارد ہو چکے ہیں یعنی وفات شریف نبوی ﷺ کے روز ہی قبل از تکفین و تدفین غضب و ظلم شروع ہو گیا۔

حق سبحانہ و تعالیٰ کا پیشین گوئی مندرجہ آیت استخلاف میں (معاذ اللہ) جھوٹا اور کاذب ہونا۔

آنحضرت ﷺ کی تربیت اور تعلیمات اور آپ ﷺ کی صحبت مبارک کا (معاذ اللہ) اس قدر بے اثر و بے فیض ثابت ہونا کہ آپ ﷺ کے فوراً بعد سوائے چند اشخاص قلیل التعداد کے آپ ﷺ کے جمیع اصحاب مرتد ہو گئے۔ (نعوذ باللہ)

اگر خلفاء ثلاثہ غاصب و ظالم ٹھہرائے جائیں تو سب روایات واردہ در مدح و ثنائے مہاجرین اولین و اہل بیعت شجرہ و انصار جو ان خلفاء ثلاثہ کے معاون و ناصر تھے (معاذ اللہ) بے معنی اور غلط ہوں گی۔ اور کلام الہی میں تدلیس ماننا پڑے گی۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ تدلیس سے منزہ ہے۔ ایسے ہی وہ آیات و احادیث جو بالخصوص شخصی طور پر فرداً فرداً ان خلفاء کے بارے میں ہیں وہ بھی غلط ہو جائیں گی۔ (۱)

(۱) تصفیہ ما بین سنی و شیعہ ص ۱۱ مطبوعہ گولڑہ شریف

جہلاء متوجہ ہوں:

بعض جہلاء اور ہٹ درم ذاکرین کو یہ کہتے ہوئے سنا گیا ہے۔ کہ حق چاریار کوئی قرآن آیت تھوڑی ہی ہے۔ تو فقیر ان سے اتنی بات پوچھ سکتا ہے کہ مفسرین کی تصریحات مطابق تو حق چاریار قرآن کی آیت سے ثابت ہے اور آفتاب گولڑہ نے تو یہاں تک دیا کہ اگر آیت استخلاف کا مصداق حق چاریار کو نہ مانا جائے تو اللہ تعالیٰ کی پیشین گوئی کا جھوٹ اور کاذب ہونا لازم آتا ہے۔ لہذا ایسے جاہل ذاکرین کو چاہیے کہ رافضیت کا پردہ آنکھوں سے ہٹا کر سنیت کی آنکھ سے دیکھیں تو انشاء اللہ حق چاریار قرآن کریم سے ثابت شدہ آئے گا۔

آیت کریمہ کی تفسیر آئمہ مفسرین کی زبانی کرنے سے یہ بات اظہر من الشمس ہو جاتی کہ چاریاروں کی تخصیص کرنا اور حق چاریار کا نعرہ لگانا قرآن کریم کا فیصلہ ہے۔ جیسا کہ گیا اور یہ کہنا کے حق چاریار قرآن کی آیت تھوڑی ہی ہے ان کا خیال پر ضلال ہے۔

اس زلف پہ پھبتی شب دیجور کی سو جھی
اندھے کو اندھیرے میں بڑی دور کی سو جھی

لہذا روافض ایران کا جو خمس بذریعہ برطانیہ لیتے ہیں اگر سارا بھی خرچ کر دیں تو حق چاریار کا نعرہ بند نہیں کروا سکتے کیونکہ اعلیٰ حضرت کے سگ زندہ ہیں اللہ تعالیٰ ان کی زبانوں سے یہ نعرہ لگواتا رہے گا۔ لہذا ہم تو کہیں گے۔

صدیق ہیں جان صداقت کی فاروق ہیں شان عدالت کی
عثمان ہیں کان مروت کی حیدر کی ولایت کیا کہنا

حق چاریار پر قرآن کریم سے چوتھی دلیل:

”وهو الذى خلق من الماء بشرا فجعله نسبا وصهرا وكان ربك قديرا“⁽¹⁾

اور وہی ہے جس نے پانی سے بنایا آدمی پھر اس کے رشتہ دار اور سسرال مقرر کیے اور تمہارا رب قدرت والا ہے۔⁽²⁾

آیت مذکور کی تفسیر حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے:

”وعن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال رسول الله ﷺ اخبرني جبرئيل قال يا محمد لما خلق الله آدم وادخل الروح في صدره امرني ان اخرج تفاحة من جنات عدن فاخرجتها وعصرتها في حلق آدم خمس نقط فالنقطة لاولي خلقك منها والثانية ابوبكر والثالثة عمرو والرابعة عثمان والخامسة علي وهو قوله تعالى وهو الذى خلق من الماء بشرا فجعله نسبا وصهرا وكان ربك قديرا“⁽³⁾

سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جبرئیل امین نے مجھے خبر دی ہے کہ اے محمد ﷺ جب اللہ تعالیٰ نے آدم ﷺ کی تخلیق فرمائی اور روح کو ان کے سینے میں داخل فرمایا تو مجھے حکم دیا کہ میں جنت عدن سے ایک سیب لے آؤں پس میں ایک سیب لے آیا اور اس سے آدم ﷺ کے حلق میں پانچ قطرے

(1) پارہ ۱۹ سوال الفرقان آیت ۵۴

(2) ترجمہ کنز الایمان

(3) نور الابصار ص ۱۴ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت

نچوڑے پس پہلے قطرے سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو پیدا فرمایا دوسرے قطرے سے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو تیسرے سے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اور چوتھے سے عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو اور پانچویں سے علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اور یہی مراد ہے اللہ تعالیٰ کے ارشاد گرامی وهو الذی خلق من الماء بشرا فجعله نسبا وصہرا او کان ربک قدیرا۔ پس ”بشر“ اور ”نسب“ اور ”صہر“ سے مراد ابو بکر و عمر و عثمان و علی رضی اللہ عنہم ہیں۔ (حق چاریار)

قرآن کریم سے حق چاریار کا ثبوت پیش کرنے کے بعد بھی اگر کوئی یہ کہے کہ حق چاریار ۱۹۵۳ء کی ایجاد ہے تو پھر ثابت ہوا کہ یہ قرآن کے منکر ہیں اور ان کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ اصل قرآن پاک سیدنا امام مہدی رضی اللہ عنہ لیکر آئیں گے جیسے یہ رافضی خبیث کہتے ہیں کہ کفر کو تاجدار کائنات ابھی ختم نہیں کر سکے البتہ اہل بیت کا ایک شخص آئے گا جو ختم کرے گا (معاذ اللہ) تو وہ امام مہدی ہیں تمام انبیاء بلکہ خود قرآن کے متعلق بھی رافضیوں کا یہی عقیدہ ہے کہ قرآن کریم کے چالیس پارے ہیں جن میں سے دس سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بکری کھا گئی تھی اور موجودہ قرآن اصل نہیں بلکہ قرآن سیدنا امام مہدی رضی اللہ عنہ لیکر آئیں گے۔ ماننا تو انکی قسمت میں نہیں مگر کم از کم عوام اہل سنت پر تو انکی اصلیت ظاہر ہو کہ یہ اصل میں کیا ہیں اور لبادہ کون سا اوڑھا ہوا ہے۔ فاضل بریلوی ان کی اصلیت کا پردہ چاک کرتے ہوئے حقیقی آئینہ یوں دکھاتے ہیں۔

ذیاب فی ثیاب سب پہ کلمہ دل میں گستاخی
سلام اسلام ملحد کو کہ تسلیم زبانی ہے

حق چاریار پر بیچ تن پاک کی مناسبت سے قرآن کریم سے پانچویں دلیل:

"محمد رسول الله والذين معه اشداء على الكفار رحماء
بينهم تراهم ركعا سجداً"

محمد ﷺ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت
ہیں اور آپس میں نرم دل تو انہیں دیکھے گا رکوع کرتے سجدے میں
گرتے۔ (1)

آیت مذکور سے حق چاریار پر استدلال:

وقال بعضهم والذين معه يعني ابا بكر اشداء على الكفار
يعني عمر رحماء بينهم يعني عثمان تراهم ركعا سجداً
يعني علي رضوان الله عليهم اجمعين۔ (2)

اس آیت مقدسہ کی تفسیر کرتے ہوئے بعض حضرات فرماتے ہیں کہ
والذين معه سے مراد ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اشداء علی الکفار
سے مراد فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ہیں رحماء بینہم سے مراد سیدنا عثمان
رضی اللہ عنہ ہیں تراہم رکعا سجداً سے مراد مولیٰ مشکل کشا سید علی
المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں۔

(1) ترجمہ کنز الایمان
(2) تفسیر سمرقندی ج ۳ ص ۲۵۹ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ۔ شرف المصطفیٰ ج ۶ ص ۲۴
مطبوعہ دار البشار الاسلامیہ۔ تفسیر نور العرفان ص ۸۲۱ مطبوعہ نعیمی کتب خانہ کجرات۔۔ تفسیر
الحسنات ج ۶ ص ۹۰ مطبوعہ ضیاء القرآن لاہور۔ ملفوظات مہریہ ص ۱۱۲ مطبوعہ گولڑہ شریف۔۔
فضائل چہار یار ص ۴۱ مطبوعہ لاہور۔ غنیۃ الطالبین ص ۱۶۲، ۱۶۳ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
۔۔ منقبت چاریار معہ حسنین غلام دستگیر قصوری ص ۸۴ مطبوعہ لاہور۔

تاجدار گولڑہ عرشید کی وضاحت

خلفاء راشدین کی خلافت کی ترتیب کا لطیف استخراج:

حضرت فرماتے تھے کہ آیت ”محمد رسول اللہ والذین معہ
اشدآء علی الکفار الخ“ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے خلفائے اربعہ
رضی اللہ عنہم کی ترتیب خلافت کی طرف واضح اشارہ ہے۔ چنانچہ ”والذین
معہ“ سے خلیفہ اول ”اشدآء علی الکفار“ سے حضرت خلیفہ ثانی
رحماء بینہم سے حضرت خلیفہ ثالث اور تراہم رکعاً سجداً الی
آخرہ سے حضرت خلیفہ رابعہ کی صفات مخصوصہ کی طرف اشارہ ہے
کیونکہ معیت اور صحبت میں صدیق اکبر کفار پر شدت میں حضرت عمر
فاروق حلم و کرم میں حضرت عثمان غنی اور عبادت و اخلاص میں حضرت
مولائے علی خصوصی شان رکھتے تھے۔ (۱)

حق چاریار پر قرآن کریم سے چھٹی دلیل:

”ومثلہم فی الانجیل کزرع اخرج شطأہ فزرہ فاستغلظ
فاستوی علی سوقہ“۔

اور ان کی صفت انجیل میں جیسے ایک کھیتی اس نے اپنا سا نکالا پھر اسے
طاقت دی پھر دبیز ہوئی پھر اپنی ساق پر سیدھی کھڑی ہوئی۔ (۲)

(۱) مہر منیر ص ۳۲۵، ۳۲۴ مقام اشاعت گولڑہ شریف

(۲) ترجمہ کنز الایمان شریف سورۃ الفتح۔ آیت نمبر ۲۹ پارہ ۲۶

آیت مذکور کی تفسیر امام المفسرین عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے:

”عن ابن عباس رضی اللہ عنہما فی قوله تعالیٰ ومثلهم فی الانجیل
کزرع اخرج شطاه الزرع محمد اوشطوه ابو بکر فازره عمر
فاستغظ بعثمان فاستوی بعلى رضى الله عنهم
اجمعين۔ (۱)“

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آپ اللہ تعالیٰ کے ارشاد
گرامی مثلهم فی الانجیل کزرع اخرج شطاه کے متعلق ارشاد
فرماتے ہیں کہ الزرع سے مراد محمد ﷺ ہیں اور شطوہ سے مراد سیدنا
ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں اور فازرہ سے مراد سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں
اور فاستغظ سے مراد سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ ہیں فاستوی سے مراد
سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں۔

قرآن کریم کی چھٹی آیت مقدسہ سے بھی ثابت ہو گیا عبد اللہ ابن عباس کی تفسیر سے کہ
حق چاریار کا نعرہ ۱۹۵۳ء سے نہیں نکلا بلکہ قرآن کریم اور حدیث رسول اور اقوال صحابہ سے
ثابت ہے۔ ۱۹۵۳ء سے کہنے والا جاہل بھی ہے بد طینت اور ضال مضل بھی ہے۔

تیرے چاروں ہمد ہیں یکجان و یکدل
ابو بکر و فاروق عثمان علی ہے رضی اللہ عنہم

(۱) الرياض النضرة حصہ اول ص ۵۶ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت — غنیة الطالبین ص ۱۶۳ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت

حق چاریار پر قرآن کریم سے ساتویں دلیل:

”وجعلنا علی ذات الواح ودرتجری باعیننا“ (۱)

اور بنایا ہم نے اسکو (نوح علیہ السلام کو سوار کیا کشتی پر) جو تختوں اور کیلوں والی تھی ہماری نگاہوں کے سامنے چلتی رہی۔

آیت مذکور کی تفسیر امام کسائی رحمۃ اللہ علیہ:

”ذکر الکسائی فی کتابہ (قصص الانبیاء) علیہم الصلوٰۃ والسلام ان نوحا علیہ السلام کان لما صنع فی السفینۃ شیئا تأکلها الارضۃ (دودۃ اودویبۃ تأکل الخشب ونحوہ) لیل افشکا الی اللہ فاوحی اللہ تعالیٰ الیہ اکتب علیہا عیونی من خلقی قال یارب وما عیونک من خلقک قال ہم اصحاب نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر و عمرو عثمان علی فکتبہم نوح علی جوانبہا الاربعۃ فحفظت“ (۲)

امام کسائی نے اپنی کتاب قصص الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں ذکر کیا ہے کہ بے شک نوح علیہ السلام جب کشتی بناتے تھے تو اسکورات کے وقت کیڑا کھا جاتا تھا۔ جناب نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کی شکایت کی تو اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ اے نوح علیہ السلام اس کشتی پر میری مخلوق کے خاص اکابرین کے نام لکھ دو جناب نوح علیہ السلام نے عرض کی کہ اے رب ذو الجلال تیری مخلوق کے مخصوص اکابرین کون

(۱) القمر آیت ۱۳ پارہ ۲۰

(۲) نور الابصار صفحہ ۱۴ مطبوعہ بیروت۔ قصص الانبیاء ص ۲۳، ۲۴ مطبوعہ شبیر برادرز لاہور

سے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا وہ مصطفیٰ کریم ﷺ کے اصحاب ابو بکر، عمر، عثمان، علی رضی اللہ عنہم ہیں پس نوح علیہ السلام نے کشتی کے چاروں کناروں پر چار یاروں کے نام لکھ دیئے تو اللہ تعالیٰ نے ان چار یاروں کی برکت سے اس کشتی کی حفاظت فرمائی (یعنی اس کو کیزے سے محفوظ فرمایا)۔

آیت مذکور کی تفسیر سے معلوم ہوا کہ جس طرح کشتی کو کیزے سے بچانے کیلئے چار یار کے نام اس پر لکھنا ضروری ہیں اسی طرح اپنا ایمان بچانے کیلئے چار یار کی محبت کو دل میں سمانا ضروری ہے۔ کیونکہ یہ محبت آتی ہی مومن کے دل میں ہے منافق تو اس سے چڑتا ہے لہذا اظہار ایمان اور رافضیوں کو جلانے کیلئے حق چار یار کا نعرہ لگانا ضروری ہے کیونکہ چار یار کا نعرہ جناب نوح کے دور میں بھی لگ چکا ہے اور یہ نعرہ لگانا مسلمانوں کا کام ہے۔

حق چار یار پر قرآن کریم سے آٹھویں دلیل:

”والعصر ان الانسان لفي خسر الا الذين امنوا وعملوا الصالحات وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر“ (1)

اس زمانہ محبوب کی قسم بے شک آدمی ضرور نقصان میں ہے مگر جو ایمان لائے اور اچھے کام کیئے اور ایک دوسرے کو حق کی تاکید کی اور ایک دوسرے کو صبر کی وصیت کی۔ (2)

سورة العصر کی تفسیر بزبان مصطفیٰ ﷺ:

”وفي تفسير الخطيب يروي عن ابي ابن كعب انه قال قرأت على النبي ﷺ ”والعصر“ ثم قلت ما تفسيرها

(1) سورة العصر پارہ نمبر ۳۰
(2) ترجمہ کنز الایمان شریف

یا رسول اللہ: فقال والعصر قسم من الله تعالى اقسام ربکم
بآخر النهار "ان الانسان لفي خسر" ابو جهل "الا الذين
امنوا ابوبکر وعملوا الصالحات عمر وتواصوا بالحق
عثمان وتواصوا بالصبر علی" (۱)

تفسیر خطیب میں حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے کہ وہ
فرماتے ہیں کہ میں نے مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں سورہ عصر کی
تلاوت کی پھر عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (میرے ماں باپ آپ پر
قربان ہوں) اس کی تفسیر کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ "والعصر" اللہ
تعالیٰ کی طرف سے دن کے آخری حصہ کی قسم ہے۔ "ان الانسان
لفی خسر" سے مراد ابو جهل ہے۔ "الا الذين امنوا" سے مراد
ابو بکر ہیں "وعملوا الصالحات" سے مراد عمر فاروق ہیں "وتواصوا
بالحق" سے مراد عثمان غنی ہیں "وتواصوا بالصبر" سے مراد علی
المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں۔

اب فقیر نے قرآن کریم کی تفسیر صاحب قرآن سید العرب والعجم کی زبان سے نقل کی جس
میں تاجدار کائنات نے صراحتاً فرمادیا کہ الا الذين امنوا سے لیکر آخر تک اس سے مراد
اس سورۃ کا مصداق میرے چار یار ہیں ابو بکر، عمر، عثمان، علی رضی اللہ عنہم تو حق چار یار تو قرآن
سے ثابت ہے۔

فقیر نے قرآن کریم کی آٹھ آیات سے حق چار یار کا ثبوت پیش کر دیا ہے۔ مگر کوئی یہ سمجھے
کہ صرف یہی آیات حق چار یار پر بطور دلیل موجود ہیں۔ نہیں بلکہ اگر کوئی محبت سے دیکھے

(۱) نورالابصار صفحہ ۱۴۳ دارالمعافہ بیروت لبنان۔۔۔ نزہتہ المجالس مکتبہ فارقیہ ملہ جنک
پشاور۔۔۔ الرياض النضرہ جز اول ص ۵۷ دارالکتب العلمیہ بیروت۔ لبنان۔۔۔ ۴ تفسیر بحر العلوم سم
قندی ج ۳ ص ۵۰۹ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت

تو اسے پتہ چل جائے گا کہ کثرت نصوص قرآنیہ حق چار یار پر دلالت کرتی ہیں۔ اور آیات قرآنیہ سے حق چار یار کی صدا آتی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔

”جیسا کہ سید الاولیاء آفتاب گولڑہ پیر سید مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک نص کیا بلکہ بکثرت نصوص قرآنیہ واحادیث نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام نہ صرف خلافت شیخین رضی اللہ عنہم بلکہ خلافت خلفاء اربع رضی اللہ عنہم پر شاہد ہیں۔“ (۱)

اعلیٰ حضرت گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت سے ایک تو یہ بات ثابت ہو گئی کہ حق چار یار پر بکثرت نصوص قرآنیہ موجود ہیں اور نصوص قرآنیہ کا منکر کون ہے یہ کسی سے چھپی ڈھکی بات نہیں اور خلفائے اربعہ کا لفظ استعمال کر کے یہ وضاحت فرمادی کہ حق چار کا نعرہ سنیوں کا نعرہ ہے اس سے روکنے والے سنی نہیں ہو سکتے۔

(۱) تصفیہ ما بین سنی و شیعہ ص ۱۷ مطبوعہ گولڑہ شریف

باب سوم

حق چاریار

بزبان مصطفیٰ کریم ﷺ

یعنی احادیث نبویہ علیہا السلام سے حق چاریار کا ثبوت

حدیث نمبر ۱:

”عن عبد الله ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم انا مدينة العلم وابو بکر اساسها وعمر حیطانها وعثمان سقفاها وعلی بابها لا تقولوا فی ابی بکر وعمر وعثمان وعلی الا خیر“ (۱)

مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں علم کا شہر ہوں اور ابو بکر اس کی بنیاد ہیں اور عمر اسکی دیواریں ہیں اور عثمان اسکی چھت ہیں اور علی المر ترضی رضی اللہ عنہم اس کا دروازہ ہیں تم ابو بکر، عمر، عثمان، علی رضی اللہ عنہم کے بارے میں سوائے خیر کے کچھ نہ کہو۔

حدیث مبارکہ میں تاجدار کائنات نے چار یار کا تذکرہ فرمایا لہذا ثابت ہوا کہ حق چار یار ۱۹۵۳ء سے نہیں چلا بلکہ یہ حدیث رسول سے مستفاد ہے۔

عارف کھٹری میاں محمد بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ:

نے اسی حدیث کو بصورت شعریوں نقل فرمایا ہے:

مسند الفردوسی اندر دیلمی نے آندا
سرور عالم شاہ نبیان ایہہ آیا فرماندا

(۱) مسند الفردوس ۴۳ حدیث رقم ۱۰۵۔ مرقاة المفاتیح ملا علی قاری جلد ۱۱ ص ۲۵۳ مطبوعہ مکتبہ عثمانیہ کانسی روڈ کوئٹہ پاکستان۔ نزہۃ المجالس۔ عبد الرحمن صفوری شافعی حصہ ثانی ص ۳۰۵۔ مکتبہ فاروقیہ محلہ جنگی پشاور۔ حواشی اشعة اللمعات لعبد الحکیم شرف قادری ج ۱ ص ۲۵۸۔ فتاویٰ بہرہند ج ۱ ص ۱۲۔ مرآة المناجیح ج ۸ ص ۳۷۲ مطبوعہ لاہور۔ مناقب خلفاء راشدین از غلام دستگیر نامی ص ۲ مطبوعہ لاہور۔ تعہید ابوشکور سالمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ص ۳۶۵ مطبوعہ فرید بک سنال لاہور۔ الصواعق المحرقة ص ۲۲ مطبوعہ کتب خانہ مجیدیہ ملتان۔ سخن رضا ص ۲۵۱ مطبوعہ مکتبہ دانیال لاہور۔ میلاد خیر الانام للامام غزالی ص ۷۵ مطبوعہ کرمانوالہ بک شاب لاہور۔ المقاصد الحسنیة ص ۲۲۲ مطبوعہ مرکز اہل سنت برکات رضا انڈیا۔ الفتح المبین ص ۳۸ مطبوعہ دار الفکر بیروت۔ اتحاف السادة المتقین ج ۶ ص ۲۲۲۔ کشف الخفا ج ۱ ص ۲۳۵۔ تہذیب تاریخ دمشق ابن عساکر ج ۲ ص ۳۸۔ الفتاویٰ الحدیثیة ص ۳۵۵ دار احیاء التراث العربی بیروت۔ اللالی المصنوعہ ج ۱ ص ۳۳۶۔ بتصرف قلیل حضرات القدس ج ۱ ص ۳۰ مطبوعہ قادری رضوی کتب خانہ لاہور

شہر علم دا میں ہاں یارو ابوبکر بنیاداں
عمر دیوار تے چہت عثمان در حیدر شاداں^(۱)

حدیث مذکور کو مقدم کرنیکی وجہ:

اس حدیث رسول ﷺ کو سب سے مقدم کرنیکی وجہ یہ ہے کہ میں نے بعض رافضیوں کو سنا ہے کہ انہوں نے حق چاریار کی مخالفت میں یہاں تک جرأت کر دی ہے کہ حدیث پاک صرف انا مدینہ العلم وعلی بابہا ہے کچھ لوگوں نے اپنی طرف سے تہمید چھتھا گھڑ رکھا ہے۔ (نعوذ باللہ من ہذہ السبائیات)

حضرات ایک ہے حدیث مبارکہ کو صرف انا مدینہ العلم وعلی بابہا تک ذکر کر اپنے موضوع کے متعلق بات کرنا یہ تو الگ رہا۔ لیکن حدیث مبارکہ کو جھٹلانا اس کا مذاق اڑانا اور یہ کہنا کہ یہ لوگوں نے اپنی طرف سے گھڑ رکھی ہے اور پھر انداز بھی گستاخانہ، کہ ان لوگوں نے حضور ﷺ کی یہ حدیث مبارکہ نہیں پڑھی کہ نبی کریم ﷺ فرمایا:

"ترکت فیکم امرین لن تضلوا ما تمسکتہما بہما کتاب
اللہ وسنة نبیہ"۔^(۲)

میں تم میں دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں اگر تم انہیں مضبوطی سے تھامے
رہو گے تو گمراہ نہیں ہو گے ان میں ایک تو اللہ کی کتاب ہے۔ اور
دوسری سنت رسول اللہ ﷺ۔

تاریخ شاہد ہے کہ جب تک مسلمانوں نے کتاب و سنت سے قلبی رابطہ قائم رکھا اور انکی
اہمیت و عظمت کو پیش نظر رکھا تو کسی فتنے کو سر اٹھانے کی جرأت نہ ہوئی لیکن جب سے

(۱) ہدایت المسلمین ص ۶، مطبوعہ چودری برادرز دینہ

(۲) موطا امام مالک۔ باب النہی عن القول فی القدر ص ۶۰۲ ایضا مستدرک حاکم ج ۱ ص ۹۳

ض کو تاہ اندیشوں نے حدیث رسول ﷺ کو جھٹلانے اور اسکی شرگ کو کاٹنے کی پاک جسارت کی ہے۔ اسلامی نظام حیات کی برکات سے لوگ محروم ہو گئے ہیں۔ افسوس اس امر کا ہے کہ ایسے خبیث الفطرۃ لوگ تاریخی واقعات کو بڑے کھلے دل کے ساتھ تسلیم لیتے ہیں حالانکہ وہ معتبر اور متصل اسانید سے منقول نہیں ہوتے لیکن احادیث نبویہ ﷺ کو نہیں مانتے جبکہ انکی اسانید معتبرہ اور متصلہ ہیں۔ تو منکرین حدیث کی عجیب دورنگی ہے کہ ادھر مصطفیٰ کریم ﷺ کے ساتھ محبت کا دعویٰ بھی ہے۔ اور ادھر حدیث رسول ﷺ کا انکار بھی۔ حدیث رسول ﷺ کو جھٹلانا، سنت رسول کا مذاق اڑانا مصطفیٰ کریم ﷺ کی گستاخی نہیں تو کیا ہے:

الٹی سمجھ کسی کو بھی ایسی خدا نہ دے
دے آدمی کو موت پر یہ بد ادا نہ دے

حدیث مذکور کو درجنوں اکابرین اہل سنت نے نقل کیا ہے جن میں صاحب مسند الفردوس امام الصوفیا امام غزالی، محدث شہیر ملا علی قاری، امام اہل سنت علامہ ابو شکور محمد بن عبد السعید سالمی امام احمد بن حجر ہیتمی مکی (علامہ ابن حجر نے نہ صرف یہ کہ اس حدیث کو نقل کیا ہے بلکہ اس حدیث سے "فہذہ صریحۃ فی أن ابا بکر أعلمہم" کے الفاظ کو کر کے افضل البشر بعد الانبیاء سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اعلم فی الصحابہ ہونے پر استدلال بھی کیا ہے) عبدالرحمن صفوری شافعی، غلام دستگیر نامی، مفتی احمد یار خان نعیمی، علامہ عبدالحکیم شرف قادری رحمۃ اللہ علیہ قابل ذکر ہیں ان اکابرین اہل سنت کی نقل کردہ حدیث کو رد وہ شخص کرے جو عربی عبارت کا ایک صفحہ بھی صحت کے ساتھ پڑھنے کی صلاحیت نہیں رکھتا بلکہ عربی تو عربی رہی فتاویٰ رضویہ کی اردو عبارت کا ایک صفحہ سمجھنے سے بھی قاصر ہے۔ تو فیصلہ عوام کر لیں "جھوٹا کون اور سچا کون" کیونکہ غوث اعظم رضی اللہ عنہ بڑے واضح الفاظ میں فرمایا کرتے تھے:

ومن يترك الآثار قد ضل سعيه
وهل يترك الآثار من كان مسلما

جو شخص سلف صالحین کے نشان قدم کو چھوڑ دے اسکی محنت رائیگاں جاتی ہے۔ اور کیا کوئی مسلمان سلف صالحین کے آثار و نشانات کو چھوڑ سکتا ہے؟ (۱)

لا علمی کا بہانہ:

اس بات کا بھی رد کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ اگر کوئی کہے کہ مجھے یہ حدیث نہیں ملی میرے علم میں نہیں تھا اس لئے میں نے انکار کر دیا ہے۔ تو میں پوچھنا چاہوں گا کہ حدیث کے متعلق یہ ضابطہ ہے کہ اگر کسی کے علم میں نہ ہو تو وہ شخص حدیث رسول کا انکار کر دے اور یہ کہہ دے بڑے طمطراق کے ساتھ کہ یہ لوگوں نے اپنی طرف سے گھڑ رکھی ہے۔ کیونکہ حدیث کا ضروری علم رکھنے والا شخص اس بات سے بخوبی آگاہ ہے تو اس سے اتنی بات سمجھ آتی ہے کہ حضرت تو حدیث رسول ﷺ کا ضروری علم اور ذوق بھی نہیں رکھتے چہ جائیکہ محدث بن کر احادیث رسول ﷺ کا بڑے طمطراق سے انکار شروع کر دیں۔

اور دوسری بات یہ ہے کہ اگر کسی آدمی کی علمی استطاعت اتنی بھی نہیں کہ وہ مشکوٰۃ شریف کی اردو شرح بھی دیکھ سکے۔ کہ مفتی صاحب نے کیا لکھا ہے، تو ایسے شخص کیلئے مبلغ اور مفتی بننا تو بڑے دور کی بات ہے بلکہ اس کے لئے وعظ کرنا بھی حرام ہے۔ کیونکہ وہ خود بھی گمراہ ہے اور دوسروں کو بھی گمراہ کرنے والا ہے۔

جاہل مفتی یعنی مفت سے مفتی:

(۱) فلاند الجواہر فی مناقب شیخ عبد القادر ص ۴۱ تحت ادعیہ مطبوعہ شبیر برادرز لاہور

”عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال ینخرج فی اخر الزمان قوم رؤسا
جہا لایفتون الناس فیضلون ویضلون“ (1)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آخری زمانہ میں کچھ لوگ پیدا
ہوں گے جو سردار اور جاہل ہوں گے وہ لوگوں کو فتویٰ دیں گے خود
گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو گمراہ کریں گے۔
مفت کے مفتیوں کا حال حدیث مبارکہ سے واضح ہے۔

مولیٰ مشکل کشاء سیدنا علی المر ترضی رضی اللہ عنہ کا فرمان عالیشان:

”قال علی لقاص: أتعرف الناسخ من المنسوخ؟ قال
لا قال هلکت وأهلکت“ (2)

سیدنا علی المر ترضی رضی اللہ عنہ نے قاص کو فرمایا کہ کیا تو ناسخ و منسوخ کی معرفت
رکھتا ہے تو اس نے کہا نہیں آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو خود بھی ہلاکت میں
ہے اور دوسروں کو بھی ہلاکت میں ڈالنے والا ہے۔

سیدی و مولائی اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ:

عرض! کیا واعظ کرنے والے کا عالم ہونا ضروری ہے؟ تو آپ نے ارشاد
فرمایا غیر عالم کو وعظ کرنا حرام ہے اور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ ہی
عالم کی تعریف بیان فرمائی کہ عالم وہ ہے جو عقائد سے پورے طور پر

(1) کنز العمال ج ۱ ص ۱۱۹

(2) الاتقان فی علوم القرآن ص ۵۱۴ مطبوعہ دارالکتاب العربی بیروت

واقف ہو اور مستقل ہو اور اپنی ضروریات کو کتاب سے نکال سکے بغیر
کسی کی مدد کے۔ (۱)

مذکورہ بحث سے ثابت ہوا کہ ایسے ذاکرین جو کیسٹوں سے اپنی ضروریات نکالتے ہیں کتاب
سے نکالنے کی صلاحیت نہیں رکھتے ان کے لیے واعظ کرنا حرام ہے کیونکہ یہ "ضلو
فاضلوا" کا مصداق ہیں اور جب صورت یہ ہو تو منہ سے ایسی ہی بدحواسیاں نکلا کرتی ہیں۔

حق چاریار کا نعرہ تخلیق نور محمدی ﷺ کے وقت:

"وروی عن النبی ﷺ انه قال لابی بکر رضی اللہ عنہ یا ابا بکر
خلقنی اللہ عزوجل من جوہرۃ من نور فنظر الیہا الرب
جل جلالہ وتقدرت سماؤہ وواقفنی بین یدیه
فاستحیبت منہ ففرقت فسقط منی اربع نقط فخلقک
یا ابا بکر من اول نقطة وخلق عمر من الثانیہ وخلق
عثمان من الثالثہ وخلق علیا من الرابعہ۔ فنورک یا ابا
بکر ونور عمرو وعثمان وعلی من نوری"۔ (۲)

صاحب نور الابصار بحوالہ الروض الفائق تاجدار کائنات ﷺ کا یہ
ارشاد نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے
فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے نوری جوہر سے پیدا فرمایا پھر اس کی طرف
اپنی نظر رحمت فرمائی اور مجھے اپنے حضور میں رکھا پس مجھے حیاء کی وجہ
سے پسینہ آگیا اور مجھ سے چار قطرے گرے۔ اے ابو بکر رضی اللہ عنہ پہلے
قطرے سے اللہ نے تجھے پیدا فرمایا دوسرے سے عمر رضی اللہ عنہ تیسرے سے
عثمان رضی اللہ عنہ چوتھے قطرے سے مولیٰ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو پیدا فرمایا

(۱) ملفوظات ص ۲۰ مطبوعہ مکتبہ امام احمد رضا کراچی

(۲) الروض الفائق نور الابصار ص ۱۵ مطبوعہ بیروت۔ الصواعق المحرقة ص ۸۳ مطبوعہ کتب
خانہ مجیدیہ ملتان

پھر فرمایا اے ابو بکر تمہارا عمر فاروق کا عثمان غنی کا اور علی شیر خدا شی اللہ
کا نور میرے نور سے ہے۔

صدیق عکس حسن کمال محمد است
فاروق ظل جاہ وجلال محمد است
عثمان ضیائے شمع جمال محمد است
حیدر بہار باغ خصال محمد است

”وفی بحر العلوم عن ابن عباس رضی اللہ عنہما لما خلق الله آدم
ظهر فی ظهره نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم فكانت الملائكة تقف
خلفه ينظرون الی نور محمد خاتم الانبياء الذي اخرجہ
من ظهره قال یارب اجعل نوره بحیث اراه فظهر فی
سبابته ، فقال یارب هل بقی فی ظہری من هذا النور
شئ؟ قال نعم نور اصحابہ قال یارب اجعله فی بقیة
اصابعی فجعل نور ابی بکر فی الوسطی ونور عمر فی
البنصر ونور عثمان فی الخنصر ونور علی فی الابهام
وكان آدم ينظر الی تلك الانوار تتلألا فی خلال اصابع
یمینہ الی ان اکل من الشجرة وعوقب بذلك فنقل
ذک کلہ الی ظهرہ“ (۱)

اور بحر العلوم میں سیدنا حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے
کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا اور انکی پشت مبارک میں سیدنا
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نور پاک ظاہر ہونے لگا تو ملائکہ ان کے پیچھے کھڑے ہو کر
خاتم الانبیاء محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نور مبارک کو دیکھنے لگے جو حضرت آدم
علیہ السلام کی پشت مبارک میں ظاہر کیا گیا تھا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کی
اے میرے رب اس نور مبارک کو ایسی جگہ رکھ دے جہاں سے میں

(۱) نور الابصار ص ۱۵-۱۶ مطبوعہ بیروت

(۱)

اسے دیکھ سکوں پس وہ نور انکی سبابہ یعنی انگشت شہادت میں ظاہر ہوا
 آدم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی اے رب ذوالجلال میری
 پشت میں اس نور سے کچھ نور باقی بھی رہا ہے۔ ارشاد ہوا ہاں انکے
 اصحاب کا نور (باقی ہے) عرض کی اے میرے پروردگار اسے میری
 انگلیوں میں رکھ دے اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نور
 کو درمیان والی انگلی میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے نور کو اسکی ساتھ والی
 انگلی میں اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے نور کو سب سے چھوٹی انگلی میں
 اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے نور کو انگوٹھے میں ظاہر فرمایا۔ سیدنا آدم
علیہ السلام ان نوروں کو دیکھا کرتے تھے اور یہ انوار ان کی دائیں ہاتھ کی
 انگلیوں میں چمکتے رہے حتیٰ کہ شجر ممنوعہ سے تناول فرمانے پر تمام انوار
 دوبارہ آپکی پشت مبارک میں منتقل کر دیئے گئے۔

اس حدیث مبارکہ سے یہ بات اظہر من الشمس ہو جاتی ہے کہ چاریار کا نعرہ تو اسی وقت
 لگا تھا جب نور محمدی کی تخلیق ہوئی اور ان چاریاروں کے نور کو جناب آدم کی پشت میں رکھا
 گیا۔ اور یہ نور آدم علیہ السلام کی انگلیوں میں چمکتا رہا۔ اور حق چاریار کا پرچار ہوتا رہا ہے تو کیا
 آپکے نزدیک ۱۹۵۳ کے بعد کا واقعہ ہے۔ نہیں ہرگز نہیں تو پتہ چلا کہ چاریار کا تذکرہ بہر
 پہلے کا ہے جو کہے کہ ۱۹۵۳ کے بعد کا ہے تو وہ کذاب ہے اور "لعنة الله على
 الكاذبين" کے ضمیرے میں آتا ہے۔ یہاں اس بات کی وضاحت بھی ضروری سمجھتا ہوں
 کے حق چاریار کے ٹھکیدار اور پنج تن پاک کے گستاخ حضور کے نور کے ہونے کو بھی ملاحظہ
 فرمائیں کہ حضور کا نور ہونا تو الگ بلکہ آپکے چاریار بھی نور ہیں۔

حق چاریار نوح علیہ السلام کے دور میں:

معارض میں ہے کہ جب نوح علیہ السلام کشتی تیار کرنے پر مامور ہوئے تو فرمان الہی پہنچا کہ ایک
 ہزار ایک سو بیس تختے ترتیب دیجیے اور ہر تختے پر ایک ایک نبی کا نام لکھ دیجیے حضرت نور

ﷺ نے بموجب حکم الہی تمام تختوں پر انبیاء علیہم السلام کے نام لکھے، صبح اٹھ کر سب کو محو پایا، ہایت حیران و پریشان ہوئے اور پھر دوسرے روز سب کے نام لکھے پھر محو پایا بہت مضطر ہوئے کہ ہر روز محنت رائیگاں ہوتی ہے، وحی الہی آئی حکم ہوا کہ اے نوح ﷺ ان اسماء کو ہمارے نام سے ابتداء کرو اور ہمارے حبیب ﷺ پر ختم کرو، یہ نام محو ہونے سے محفوظ رہیں گے، اس کے بعد آپ روزانہ کی پریشانی سے بچیں گے، چنانچہ حضرت نوح ﷺ نے ایسا ہی کیا کہ سب سے پہلے نام الہی لکھا اور بعد ازاں حضور سید دو جہاں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا نام منقوش کیا، جب حضور اکرم ﷺ کا نام نامی منقوش فرما چکے، تو ملاء اعلیٰ نے نداؤی "یانوح الان قد تمت سفینتک" یعنی اے نوح ﷺ اب آپ کی کشتی تمام اور کامل ہوئی، حضرت مولانا جامی قدس سرہ السامی فرماتے ہیں۔

زجودش گرنگشتے راہ مفتوح
بجودی کے رسیدے کشتی نوح

کشتی نوح کے تمام تختے جوڑ دیئے گئے تو آخر میں صرف چار تختوں کی جگہ باقی رہ گئی تو حضرت جبریل ﷺ سے مشورہ کیا کہ ان چار تختوں پر کن اسماء کو لکھا جائے، حضرت جبریل نے فرمایا اے شیخ امام الانبیاء سرکار دو عالم ﷺ کے چار دوست ہوں گے (ابو بکر و عمر و عثمان و علی رضی اللہ عنہم) ان تختوں پر ان کے نام لکھ دیئے جائیں، یہ چار نام اسلام کے درختاں ستارے ہیں، ان اسماء کی برکت سے آفات سماوی سے محفوظ رہا جاسکتا ہے چنانچہ حضرت نوح ﷺ کی یہ عظیم الشان کشتی انبیاء کرام کے اسماء گرامی اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے نام سے معمور ہو گئی، ان پاکیزہ ناموں کی برکت سے اس تاریخی طوفان سے نجات پائی۔^(۱)

فائدہ: اس طرح اگر انسان اللہ تعالیٰ کی محبت اور انبیاء علیہم السلام کی تصدیق سرکارِ دو عالم ﷺ کی اتباع اور چار یارِ رسول کی الفت سے آراستہ نہ ہو گا اور اس کے دل پر یہ اسماء نقش نہ ہو گے تو طوفانِ برزخ سے اپنے آپ کو سلامت نہیں لے جاسکے گا۔

حق چار یار کا نعرہ عرش پر:

”عن جعفر ابن محمد عن ابی عن جدہ قال قال رسول اللہ ﷺ الا انبئکم بما علی العرش مکتوب قلنا بلی یا رسول اللہ ﷺ قال علی العرش مکتوب لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ابوبکر الصدیق عمر الفاروق عثمان الشہید علی الرضا“ (1)

حضرت امام جعفر صادق بن محمد باقر اپنے باپ دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کیا میں تمہیں اس چیز کی خبر نہ دوں کہ عرش پر جو لکھا ہے ہم نے عرض کی یا رسول اللہ کیوں نہیں آپ نے فرمایا عرش پر لکھا ہوا ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ ابوبکر صدیق، عمر فاروق، عثمان شہید، علی الرضا رضی اللہ عنہم۔

لیکن مسئلہ یہ ہے کہ عرش پر رافضیوں کا کیا کام کہ یہ حق چار یار وہاں پر لکھا ہوا دیکھیں کیونکہ یہ تو ”اسفل السافلین“ کی مصداق قوم ہے عرش پر جانا ہے تو سنیوں نے اور کر یہ نعرہ لگانا ہے کہ

چراغ و مسجد و محراب و منبر
ابوبکر و عمر عثمان و حیدر

(1) شرف المصطفیٰ ج ۶ ص ۱۶۱ ابوسعد عبدالملک بن ابی عثمان متوفی ۲۰۶ھ مطبوعہ دارالبشائر الاسلامیہ۔ ریاض النضرہ ص ۵۳ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت

حق چاریار کا نعرہ لواء الحمد پر:

”عن ابن عباس رضی اللہ عنہما سئل النبی عن لواء الحمد فقال له ثلاث شقاق كل شق منهما ما بین السماء والارض علی الثلثة الاولى مكتوب بسم الله الرحمن الرحيم و فاتحة الكتاب و علی الثانيه لا اله الا الله محمد رسول الله و علی الثالثه ابو بكر الصديق عمر الفاروق عثمان ذوالنورین علی مرتضى“ (1)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے لواء الحمد کے بارے میں سوال کیا گیا تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس کے تین پرت ہوں گے اور ان میں سے ہر ایک کا گوشہ زمین و آسمان کے درمیان ہو گا پہلے پر بسم اللہ الرحمن الرحیم اور سورہ فاتحہ لکھی ہو گی دوسرے پر ”لا اله الا الله محمد رسول الله“ لکھا ہو اے اور تیسرے پر ابو بکر صدیق، عمر فاروق، عثمان ذوالنورین اور علی مرتضى رضی اللہ عنہم (حق چاریار) لکھا ہوا ہے۔

حوض کوثر پر حق چاریار کا راج:

”روى عن انس بن مالك رضی اللہ عنہ عن البنى صلی اللہ علیہ وسلم انه قال ان لحوضی اربع اركان ركن منه فی ید ابی بكر والثانی فی ید عمرو والثالث فی ید عثمان والرابع فی ید علی رضی اللہ عنہم فمن احب ابا بكر و ابغض عمر لم یسقه ابو بكر و من احب عمر و ابغض ابا بكر لم یسقه عمر و من احب عثمان و ابغض علیا لم یسقه عثمان و من احب علیا و ابغض عثمان لم یسقه علی و من احسن القول فی ابی بكر فقد اقام

(1) ریاض النضرہ ص ۵۴ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت

الدين ومن احسن القول في عمر فقد اوضح السبيل
ومن احسن القول في عثمان فقد استنار بنور رب
العالمين ومن احسن القول في علي فقد استمك
بالعروة الوثقى ومن احسن القول في اصحابي فهو مؤمن
ومن اساء القول في اصحابي فهو منافق“ (۱)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
شک میرے حوض (کوثر) پر چار (طرف) پیالے ہوں گے ایک پیالہ
ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں ہو گا اور دوسرا عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں ہو گا اور
تیسرا عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں ہو گا اور چوتھا علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں ہو
گا۔ جو شخص ابو بکر رضی اللہ عنہ سے محبت رکھتا ہو گا اور عمر رضی اللہ عنہ سے بغض تو
ابو بکر رضی اللہ عنہ سے نہیں پلائیں گے اور جو عمر رضی اللہ عنہ سے محبت رکھتا ہو گا اور
ابو بکر رضی اللہ عنہ سے بغض عمر رضی اللہ عنہ سے نہیں پلائیں گے اور جو عثمان رضی اللہ عنہ
سے محبت رکھتا ہو گا اور علی رضی اللہ عنہ سے بغض تو عثمان رضی اللہ عنہ سے نہیں
پلائیں گے اور جو علی رضی اللہ عنہ سے محبت رکھتا ہو گا اور عثمان رضی اللہ عنہ سے بغض تو
علی رضی اللہ عنہ سے نہیں پلائیں گے، جس نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے حق میں اچھی
بات کی تو تحقیق اس نے دین کو قائم کیا اور جس نے عمر رضی اللہ عنہ کے بارے
میں اچھی بات کی تو اس نے سیدھی راہ کو واضح کیا اور جس نے عثمان
رضی اللہ عنہ کے متعلق اچھی بات کی تو اس نے اپنے آپ کو رب العالمین کے نور
سے منور کر لیا اور جس نے علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں اچھی بات کی تو اس
نے دین کی مضبوط رسی کا سہارا لے لیا اور جس نے میرے صحابہ
رضی اللہ عنہم کے بارے میں اچھی بات کی وہ مؤمن ہے اور جس نے میرے
صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں بری بات کی وہ منافق ہے۔

(۱) کنز العمال ریاض النضرہ ص ۵۳۔ شرف المصطفیٰ ج ۶ ص ۳۰ دارالبشائر الاسلامیہ،
اسدالغابہ ص ۸۸، تاریخ ابن عساکر ج ۳ ص ۱۰۶۔ مصباح الظلام ص ۱۱۵ مطبوعہ لاہور مصنف محمد
بن موسیٰ المراكشی متوفی ۲۸۲

وض کوثر کے جام تو چاریاروں کے پاس ہوں گے وہ ملیں گے اہل سنت و جماعت کو کیونکہ حق چاریار کو ماننے والوں کو ہی مل سکتے ہیں۔ اور منکرین تم پریشان نہ ہونا کیونکہ جنت کے پڑوس میں ایک جگہ ہوگی جہاں پر رافضیوں اور دیگر بد مذہبوں کیلئے پیپ اور خون پیاس بجانے کیلئے وافر مقدار میں موجود ہوگا۔ ”مقدر اپنا اپنا۔۔۔ نصیب اپنا اپنا“

حق چاریار اور سبق آموز واقعہ:

مصباح الظلام میں ہے حضرت ابو عبد اللہ فرماتے ہیں کہ میں ایک سال حج کے لیے حرم کعبہ پر پہنچا۔ معلوم ہوا کہ ایک شخص کو عرصہ گذر گیا ہے وہ پیاسہ نہیں ہوتا۔ میں اس کی زیارت کو حاضر ہوا اور اس کا سبب پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ میں (رافضی شیعہ) تھا۔ ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ قیامت ہو گئی ہے اور لوگ پیاس سے مر رہے ہیں میں بھی پیاس سے مارا مارا پھر رہا تھا پانی کی تلاش میں حوض کوثر پر پہنچا وہاں سیدنا ابو بکر و سیدنا عمر و سیدنا عثمان و سیدنا علی رضی اللہ عنہم کا پہرہ تھا صرف وہی پانی پلانے پر مامور تھے۔ میں حسب عقیدہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے حضور میں حاضر ہوا۔ لیکن آپ نے مجھے دیکھ کر منہ پھیر لیا اس کے بعد میں اصحاب ثلاثہ کی خدمت میں گیا انہوں نے بھی روگردانی فرمائی اس کے بعد سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا اور عرض کی۔

مجھے سخت پیاس نے گھیرا ہے اسی لئے میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا لیکن انہوں نے بے رخی فرمائی ہے۔ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ تمہیں کیسے پانی پلاتے جب کہ تو میرے صحابہ سے بغض رکھتا ہے۔ میں نے عرض کی کیا اب میری توبہ قبول ہو سکتی ہے۔ آپ نے فرمایا کیوں نہیں اور فرمایا تو سچے دل سے تائب ہو جا پھر میں تمہیں شربا با طہورا پلاؤں گا جس سے تجھے زندگی بھر پیاس نہ لگے گی میں اس وقت تائب ہوا آپ نے مجھے ایک پیالہ عنایت فرمایا میں نے وہ پیالہ پی

لیا۔ اس کے بعد مجھ سے پیاس کا نام و نشان بھی مٹ گیا۔ اب چاہوں تو پانی پی لوں ورنہ ضرورت نہیں رہی۔ (۱)

"فاعتبروا یا ولی الابصار"

چاریاروں کی محبت صرف مؤمن کے دل میں ہوتی ہے:

"عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یجتمع حب هؤلاء الاربعة الا فی قلب مومن ابو بکر وعمر وعثمان وعلی رضی اللہ عنہم۔ وھکذا بتغیر قلیل" (۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ان حق چاریار کی محبت نہیں جمع ہوگی سوائے مؤمن کے دل میں (۹۰ چاریہ ہیں) ابو بکر و عمر اور عثمان و علی رضی اللہ عنہم۔

حق چاریار کی مخالفت کرنے والا اللہ کا دشمن ہے:

"وعن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یحبہم یعنی الاربعة اولیاء اللہ ویبغضہم اعداء اللہ" (۳)

(۱) شواہد الحق ص ۲۶۳ مطبوعہ لاہور

(۲)

فی الصواعق المحرقة ص ۱۲۵ مطبوعہ کتب خانہ مجیدیہ ملتان۔ شرف المصط
ص ۱۹ ج ۶ مطبوعہ دارالبیان الاسلامیہ۔ طبرانی ج ۱ ص ۶۳۷۔ فضائل للامام احمد ص ۶۷۰ تاریخ
عساکر ج ۳ ص ۱۲۶ حلیۃ الاولیاء ج ۱ ص ۲۱۳۔ الفتح العبین ص ۲۳۔ ۵۰ مطبوعہ دارالفکر بیروت۔ مس
الشامین ج ۳ ص ۲۹۔ موسسة الرسالة بیروت۔ فضائل الخلفاء الراشدين لابی نعیم اصفہانی ص ۹
حدیث ۱۳۱۔ جامع الاحادیث رقم ۱۷۹۲، ۱۷۹۳۔ کشف الخفاء ج ۲ ص ۳۷۱ رقم ۳۱۰۶۔ کنز العمال
۳۳۱۰۳، ۳۳۱۰۴، ۳۳۱۰۵، ۳۳۱۰۶۔ جمع الجوامع رقم ۱۵۵۷۔ سبل الہدی والرشاد ج ۱ ص ۲۳۲ دارالکتب العلمیہ بیروت۔

(۳) البراءة والنضرة ص ۴۸ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ان چاروں سے محبت کرنے والے اللہ تعالیٰ کے دوست ہیں اور ان سے بغض رکھنے والے اللہ کے دشمن ہیں۔

پتہ چلا کہ حق چاریار کا نعرہ لگانے والے اللہ کے دوست اور حق چاریار سے منع کرنے والے اللہ کے دشمن ہیں۔

اور حدیث مذکورہ سے واضح ہوا کہ چاریار کی محبت مومن کے دل میں جمع ہوتی ہے اسی لئے مومن حق چاریار کا نعرہ لگاتے ہیں اور جو حق چاریار سے روکتے ہیں ان کے دل میں چاریار کی نسبت نہیں جب چاریار سے محبت نہیں تو مومن نہیں کیا ہیں وہ فیصلہ روا فض خود کر لیں اور جیسا کہ آئندہ حدیث سے بھی واضح ہے۔

حق چاریار سے بغض رکھنے والا فاجر:

”عن علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ ﷺ قال له يا علي ان الله امرني ان اتخذ ابا بكر وزيرا وعمر مشيرا وعثمان سندا واياك ظهيرا انتم اربعة فقد اخذ الله ميثاقكم في ام الكتاب لا يحبكم الا مؤمن ولا يبغضكم الا فاجر انتم خلائف نبوتي وعقدة ذمتي وحجتي علي امة لا تقاطعوا ولا تدابروا ولا تعاقوا“ (۱)

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا اے علی رضی اللہ عنہ بیشک اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اپنا وزیر بناؤں اور عمر رضی اللہ عنہ کو مشیر اور عثمان رضی اللہ عنہ کو اپنا

(۱) الرياض النضرة ص ۲۸ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت، روح البیان ج ۹ ص ۲ سورة الفتح آیت ۲۹ دار احیاء التراث العربی بیروت، جامع الاحادیث رقم ۲۶۱۳۳، ۳۳۹۸۹، کنز العمال ۳۳۰۶۹، ۳۶۰۳ جمع الجوامع رقم ۱۰۶۳

سہارا بناؤں اور تمہیں اپنا مددگار تم چار ہو (حق چاریار) اللہ تعالیٰ نے تم سے ام الکتاب (لوح محفوظ) میں وعدہ لیا ہے تمہارے ساتھ کوئی محبت نہیں کرے گا سوائے مومن کے اور تمہارے ساتھ کوئی بغض نہیں رکھے گا سوائے فاجر کے تم میرے نبوت کے خلیفہ ہو اور تم میری ذمہ داری (میرے وعدہ) کے پاساں ہو اور تم میری امت کی حجت اور دلیل ہو آپس میں ایک دوسرے سے قطع تعلق نہ کرنا، ایک دوسرے سے پیٹھ نہ پھیرنا ایک دوسرے سے دوری اختیار نہ کرنا۔

روافض سے پوچھا جائے کہ حق چاریار کو تو حضور نے اپنی امت کیلئے حجت اور دلیل قرار دیا ہے اور تم انکی مخالفت کر رہے ہو چہ جائیکہ کہ انکو مانوان سے محبت کرو پھر انکو حجت تسلیم کرو۔ ہاں البتہ یہ بات واضح ہے کہ امت اجابت تو انکو حجت مانتی ہے اور مانتی رہے گی حق چاریار کا نعرہ لگاتی رہے گی امت دعوت والے نہ مانیں تو انکی مرضی ہمارا اس میں نقصان ہے۔

بتا اے عقل انسانی حل کوئی اس معنی کا
عقل کچھ اور کہتی ہے رافضی کچھ اور کہتے ہیں

حق چاریار کی محبت نماز کی طرح فرض ہے:

”عن علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ان اللہ تعالیٰ عزوجل افترض علیکم حب ابی بکر و عمر
وعثمان و علی کما افترض علیکم الصلوة والزکاة
والصوم والحج فمن ابغض واحدا منهم لم یقبل اللہ له

صلاة ولا زكاة ولا صوما ولا حجا ويحشر من قبره الى النار" (۱)

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مصطفیٰ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ابو بکر صدیق، عمر فاروق، عثمان غنی، اور مولیٰ علی رضی اللہ عنہم سے محبت کرنا تم پر ایسے فرض فرما دیا ہے جیسے نماز، زکوٰۃ اور حج فرض فرمایا ہے جس نے ان میں سے کسی ایک کے ساتھ بھی بغض رکھا اللہ تعالیٰ اسکی نماز، زکوٰۃ، روزہ اور حج قبول نہیں فرمائے گا اور اسے قبر سے اٹھا کر سیدھا دوزخ میں بھیجے گا۔

روافض چار یار سے جلتے اس لئے ہیں کہ یہ ڈائریکٹ جہنم میں جانا چاہتے ہیں کیونکہ حوض کوثر پر تو چار یاروں کا راج ہوگا (کما مر) اور چار یار کے منکروں کو وہاں سے تو کچھ نہیں ملے گا۔

ترتیب افضلیت اور حق چار یار بزبان مصطفیٰ ﷺ:

"عن جابر بن عبد الله قال قال رسول الله ﷺ ان الله اختار اصحابي على العلمين سوى النبيين والمرسلين واختار لي من اصحابي اربعة ابابكر وعمر وعثمان وعلي فجعلهم خيرا اصحابي وفي اصحابي كلهم خير واختار امتي على الامم واختار من امتي اربعة قرون الاول والثاني والثالث والرابع" (۲)

(۱) الفتح المبين ص ۵۳ دار الفكر بيروت، نور الابصار ص ۱۶ مطبوعه بيروت - الصواعق المحرقة ص ۸۱ مطبوعه كتب خانہ مجيديہ ملتان، الشريعة ص ۳۳۱، مطبوعه دار الحديث قاہرہ۔ الاساليب البديعه ص ۲۶۳-۲۶۳ مطبوعه الحقيقه استنبول، محض الصواب في فضائل امير المؤمنين عمر بن الخطاب ج ۳ ص ۹۳۱ المدينة المنورة، الرياض النضرة ص ۱۹۔ اصدق التصديق ص ۲۰ مطبوعه جمعيت اشاعت اہل سنت کراچی۔

(۲) الشفاء ج ۲ ص ۴۲، الرياض النضرة ص ۴۶ مطبوعه دار الحديث العلميه بيروت، مجمع الزوائد ج ۹ ص ۲۳۶ رقم ۱۶۳۸۳ قال بیہمی رواة البزار ورجاله ثقات وفي بعضهم خلاف، بيان الوهم والايهام

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے سب جہان والوں پر چن لیا ہے سوائے انبیاء و مرسلین کے اور میرے صحابہ کو اور ان میں سے چار (حق چار یار) کو میرے لئے چن لیا ہے یعنی ابو بکر اور عمر اور عثمان اور علی رضی اللہ عنہم کو اور میرے صحابہ سب ہی بہتر ہیں اور میری امت کو سب امتوں پر پسند فرمایا ہے اور میری امت میں سے چار زمانوں کو پسند کر لیا ہے خلیفہ اول کا زمانہ اور دوسرے خلیفہ کے زمانہ اور تیسرے خلیفہ کے زمانہ اور چوتھے خلیفہ کے زمانہ کو۔

پتہ چلا کہ چار کا انتخاب اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم ﷺ کیلئے فرمایا ہے لہذا جو حق چار یار سے روکتا ہے وہ خدا کے امر کردہ مسئلہ کو روکتا ہے وہ خدا کے ساتھ مقابلہ کرنا چاہتا ہے اور جو خدا سے مقابلہ کرے وہ کون ہے؟ وہ خدا کیساتھ مقابلہ کرنے والوں بڑوں بڑوں کیساتھ کسی نہ کسی طرح ضرور تعلق رکھتا ہے۔ (فتاامل)

یہ حدیث مبارکہ جب مناظرہ میں شفاء شریف کے حوالہ سے پیش کی گئی تو منکرین حق چار یار کی طرف سے اس پر یہ اعتراض کیا گیا کہ امام ذہبی نے میزان الاعتدال میں اس حدیث کو موضوع (من گھڑت) لکھا ہے۔ امام ذہبی لکھتے ہیں:

ج ۳ ص ۶۷۷ رقم ۲۲۳۱، فضائل الخلفاء الراشدين لابی نعیم الاصفهانی ص ۳۵۶ رقم ۲۸۸، تفسیر قرطبی ج ۱۶ ص ۲۹۷ تحت سورہ فتحہ آیت ۲۹ عن جابر مرفوعاً صحیحاً، کشف الاستار عن زوائد البزار ج ۳ ص ۱۳۴، تاریخ بغداد ج ۳ ص ۱۶۲ رقم ۲۰۷ ترجمہ محمد بن فارس بن محمد بن محمود، تہذیب الکمال ج ۵ ص ۱۰۴ رقم ۳۳۳۶ ترجمہ عبد اللہ بن صالح بن محمد، تہذیب التہذیب ج ۵ ص ۲۲۷، شرح مذاہب اہل السنۃ ابن شہین ج ۱ ص ۲۳۳ رقم ۱۵۷، اصول السنۃ ابن ابی زینب ج ۱ ص ۲۷۰ رقم ۱۹۱، موضع اوہام الجمع والتفریق لخطیب بغدادی ج ۲ ص ۳۰۴، ج ۲ ص ۳۱۲، الاصابہ فی تمییز الصحابہ ج ۱۳ ص ۱ و قال رجالہ موثقون، تاریخ الاسلام لامام ذہبی ج ۱۶ ص ۲۲۸، ریاض النضرۃ ج ۱ ص ۱۷، تاریخ دمشق ابن عساکر ج ۲۹ ص ۱۸۴ ترجمہ عبد اللہ بن صالح، معض الثواب فی فضائل امیر المومنین عمر بن الخطاب لابن مبرد ج ۱ ص ۲۳۹، منہاج القاصدین موفق الدین ص ۱۶ قلمی، الروض الانیق فی فضائل الصدیق ج ۱ ص ۳، فتح المغیث ج ۳ ص ۱۱۱ باب معرفۃ الصحابہ رجالہ موثقون، الخصائص الکبری ج ۲ ص ۳۰۲، سبل الہدی ج ۱ ص ۳۲۹، کتاب الشریعہ لامام اجری۔

قد قامت القيامة على عبد الله ابن صالح بهذا الخبر
الذي قال حدثنا نافع عن زبيرة بن معبد عن سعيد بن
المسيب عن جابر مرفوعا ان الله اختار اصحابي على
العالمين سوى النبيين والمرسلين واختار لي منهم
اربعة ابابكر وعمر وعثمان وعلي ف جعلهم خيرا اصحابي
وفي اصحابي كلهم خير

گے لکھتے ہیں:

قال النسائي حدث ابو صالح بحديث ان الله اختار
اصحابي بهو موضوع

امام نسائی فرماتے ہیں یہ روایت موضوع ہے من گھڑت ہے۔ (۱)

جواب: آئیے اس حدیث مبارکہ کا جائزہ لیتے ہیں کہ حقیقت حال کیا ہے لیکن تفسیر سے
قبل اتنی بات کی وضاحت ضروری ہے کہ منکرین حق چار یار جھوٹ میں اپنا ثانی نہیں رکھتے
کیونکہ مناظرہ میں اگرچہ حوالہ تو میزان الاعتدال کا ہی دیا تھا لیکن گلشنی یہ فرمائی تھی کہ
امام نسائی نے اسے موضوع کہا ہے جبکہ روداد مناظرہ میں ص ۲۶ پر یہ لکھا ہے کہ امام ذہبی
نے اسے موضوع کہا ہے جبکہ امام ذہبی نے اس روایت کی توثیق کی ہے موضوع نہیں کہا۔
جیسا کہ تفصیل آگے آرہی ہے۔

حدیث مبارکہ کی سند:

كشف الاستار عن زوائد البزار ج ۳ ص ۱۳۲ میں یہ حدیث مبارکہ اس سند کے ساتھ موجود
ہے کہ حدثنا محمد بن رزق الله الكلواذاني واحمد ابن منصور واللفظ لمحمد
قالا حدثنا عبد الله ابن صالح حدثنا نافع ابن يزيد حدثني ابو عقيل زبيرة بن
معبد عن سعيد بن المسيب عن جابر بن عبد الله قال قال رسول الله
ﷺ ان الله اختار اصحابي سـ الخ

(۱) روداد مناظرہ ص ۲۶ قادریہ جیلانیہ پبلی کیشنز

سند میں مذکور راویوں کا تعارف اور توثیق

۱۔ ابو بکر احمد بن عمرو بن عبد الخالق البزار

امام دارقطنی نے انہیں ثقہ قرار دیا ہے دیکھئے سیر اعلام النبلاء جز ۱۳ ص ۱۶۵ رقم ۲۸۱ مطبوعہ
موسسة الرسالہ بیروت مزید ترجمہ دیکھئے درج ذیل کتب میں:

۱۔ تاریخ بغداد ج ۲ ص ۳۳۴

۲۔ تذکرۃ الحفاظ ج ۲ ص ۶۵۳

۳۔ لسان المیزان ج ۱ ص ۲۳۷

۴۔ العیر ج ۲ ص ۹۲

۵۔ الوافی بالوفیات ج ۷ ص ۲۶۸

۶۔ طبقات الحفاظ ص ۲۸۵

۷۔ شذرات الذهب ج ۲ ص ۲۰۹

۸۔ النجوم الزہرة ج ۳۰ ص ۱۵۷

۲۔ محمد بن رزق اللہ الکلواذانی ابو بکر

امام ابن حبان نے انہیں ثقات میں لکھا۔ (الثقات لابن حبان ج ۹ ص ۱۲۲ رقم ۱۵۵۴۴)
مزید ترجمہ درج ذیل کتب میں دیکھئے:

۱۔ اللباب ج ۳ ص ۲۶۶

۲۔ شذرات الذهب ج ۳ ص ۲۳۰

۳۔ العیرج ۳ ص ۱۶۰

۴۔ الوافی بالوفیات ج ۳ ص ۷۰

۵۔ معجم البلدان ج ۵ ص ۲۱۸

احمد ابن منصور بن سیار بن المعارک البغدادی الرمادی

امام ابن حبان نے انہیں الثقات میں شمار کیا ہے۔ (الثقات لابن حبان ج ۸ ص ۴۱ رقم ۱۲۱۵)۔ مزید ترجمہ اور توثیق ملاحظہ ہو:

۱۔ الجرح والتعدیل ج ۲ ص ۷۸

۲۔ تاریخ بغداد ج ۵ ص ۱۵۱

۳۔ الانساب ج ۶ ص ۱۶۳

۴۔ اللباب ج ۲ ص ۳۶

۵۔ تہذیب الکمال ج ۱ ص ۴۹۲

۶۔ تذہیب التہذیب ج ۱ ص ۲۷

۷۔ تذکرۃ الحفاظ ج ۲ ص ۵۶۴

۸۔ میزان الاعتدال ج ۱ ص ۱۵۸

۹۔ الوافی بالوفیات ج ۸ ص ۱۹۲

۱۰۔ البدایہ والنہایہ ج ۱۱ ص ۳۸

۱۱۔ تہذیب التہذیب ج ۱ ص ۸۳

۱۲۔ طبقات الحفاظ ص ۲۵۱

۱۳۔ خلاصہ تہذیب الکمال ص ۱۳

۳۔ عبد اللہ بن صالح بن محمد بن مسلم الجہنی ابو صالح کاتب الیث

امام ابن حجر عسقلانی نے تقریب میں ان کو صدوق لکھا ہے (تقریب ج ۱ ص ۵۰۱ رقم ۳۳۹۹)۔ مزید ترجمہ و توثیق درج ذیل کتب میں دیکھئے:

- ۱۔ طبقات ابن سعد ج ۷ ص ۵۱۸
- ۲۔ تہذیب التہذیب ج ۵ ص ۲۵۶
- ۳۔ تاریخ الدورى ج ۲ ص ۳۱۳
- ۴۔ طبقات حلیفہ ص ۲۹۷
- ۵۔ تاریخ الکبیر للبخاری ج ۵ ص ۱ ترجمہ ۳۵۸ ج ۹ ص ۵۵۲
- ۶۔ الکتب لمسلم ص ۵۴
- ۷۔ تاریخ بغداد ج ۹ ص ۲۷۸
- ۸۔ سیر اعلام النبلاء ج ۱۰ ص ۴۰۵
- ۹۔ المدخل الی الصحیح ص ۸۱
- ۱۰۔ الکاشف ج ۲ ترجمہ ۲۸۰۷
- ۱۱۔ السابق اللاحق ص ۲۵۶
- ۱۲۔ میزان الاعتدال ج ۲ ص ۴۴۰ رقم ۴۳۸۳
- ۱۳۔ تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۲۹۵
- ۱۴۔ شذرات الذهب ج ۲ ص ۵۱

۴۔ نافع بن یزید الکلاعی ابو یزید المصری

امام العجلی نے انہیں الثقات میں لکھا ہے۔ (الثقات العجلی ج ۲ ص ۳۰۹ رقم ۱۸۳۶) مزید ترجمہ و توثیق درج ذیل کتب میں ملاحظہ ہو:

- ۱۔ تاریخ ابو ذر عہ الد مشقی ص ۲۲۸

- ۲۔ تہذیب التہذیب ج ۱۰ ص ۴۱۲
- ۳۔ تقریب التہذیب ج ۲ ص ۲۹۶
- ۴۔ ثقات ابن حبان ج ۹ ص ۲۰۹
- ۵۔ الجرح والتعدیل ج ۸ ص ۳۸۵ رقم ۲۰۹۵
- ۶۔ تہذیب الکمال ج ۲۹ ص ۲۹۶
- ۷۔ رجال صحیح مسلم لابن سنجویہ ص ۱۸۳
- ۸۔ تاریخ الکبیر للبخاری ج ۸ ترجمہ ۲۲۸۰
- ۹۔ شذرات الذہب ج ۱ ص ۲۶۶
- ۱۰۔ تہذیب التہذیب ج ۲ ص ۹۱
- ۱۱۔ رجال بخاری للباہجی ج ۲ ص ۷۷۲
- ۱۲۔ طبقات ابن سعد ج ۷ ص ۵۱۷

۵۔ زہرہ بن معبد بن عبد اللہ بن حشام ابو عقیل

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ثقہ قرار دیا ہے۔ امام ابو حاتم نے فرمایا: لا باس بہ مستقیم الحدیث۔ (تہذیب الکمال ج ۹ ص ۴۰۱ رقم ۲۰۰۸) مزید ترجمہ و توثیق درج ذیل کتب میں ملاحظہ فرمائیے:

- ۱۔ تہذیب التہذیب لابن حجر ج ۳ ص ۳۴۱
- ۲۔ شذرات الذہب ج ۱ ص ۱۹۲
- ۳۔ سیر اعلام النبلاء ج ۶ ص ۱۳۶
- ۴۔ اکمال مغلطائی ج ۲ ص ۴۱
- ۵۔ الکاشف ج ۱ ص ۳۲۶
- ۶۔ ثقات ابن حبان ج ۱ ص ۱۳۹

- ۷- ثقات ابن شہین ترجمہ ۲۰۷
- ۸- الکنی للمسلم ص ۷۹
- ۹- رجال البخاری للباہجی ص ۶۳
- ۱۰- تاریخ الکبیر للبخاری ج ۳ ترجمہ ۱۳۷۶
- ۱۱- طبقات حلیفہ ص ۲۹۴
- ۱۲- تاریخ یحییٰ بروایۃ الدوری ج ۲ ص ۱۷۵
- ۶- سعید بن المسیب بن حزن بن ابی وہب سید التابعین

یہ بالاتفاق ثقہ ہیں دیکھئے تہذیب الکمال ج ۱۱ ص ۶۶ رقم ۲۳۵۸۔ مزید ترجمہ و توثیق درج ذیل کتب میں ملاحظہ فرمائیں:

- ۱- تاریخ یحییٰ بروایۃ الدوری ج ۲ ص ۲۰۷ رقم ۹۹
- ۲- ثقات العجلی ص ۱۹
- ۳- جامع الترمذی ج ۵ ص ۳۶ حدیث ۲۶۷۸
- ۴- ثقات ابن حبان ج ۲ ص ۱۶۲
- ۵- رجال صحیح مسلم لابن سنجویہ ص ۵۷
- ۶- رجال البخاری للباہجی ص ۱۵۵
- ۷- معرفۃ التابعین ص ۱۴
- ۸- تہذیب التہذیب ج ۲ ص ۸۴
- ۹- سیر اعلام النبلاء ج ۳ ص ۲۱۷

۷۔ جابر بن عبد اللہ الانصاری رضی اللہ عنہ

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بالاتفاق ثقہ ہیں۔

یہ حدیث کم از کم حسن کا درجہ رکھتی ہے:

اس حدیث مبارکہ کے متعلق جیسا کہ ما قبل ذکر کیا گیا کہ امام نسائی وغیرہ نے وضع کا حکم لگایا ہے اور اس وضع کے حکم میں انہوں نے سند میں جس راوی پر اعتراض کیا ہے وہ عبد اللہ ابن صالح ہیں اور بات صرف عبد اللہ ابن صالح کی نہیں بلکہ مختلف راویوں نے اس کی متابعت بھی کر رکھی ہے عبد اللہ ابن صالح کی ابن مریم نے متابعت کی ہوئی ہے۔ جب متابعت موجود ہے تو یہ روایت کم از کم حدیث حسن کا درجہ رکھتی ہے اور اس پر اعتراض کرنے والے المعترض کالائمی کے مصداق ہیں۔ اور علمی استطاعت اتنی ہے کہ متابعت نظر ہی نہیں آتی اور اگر آجائے تو سمجھ ہی نہیں آتی لیکن اس کے باوجود ہم بڑھاپے کی وجہ سے موصوف کو معذور سمجھتے ہیں کیوں کہ کبھی کبھی بڑھاپے میں ایسے ہو جاتا ہے۔

امام ذہبی رضی اللہ عنہ کا فرمان:

منکرین حق چاریار نے رواد مناظرہ میں اس حدیث اس پر وضع کا حکم امام ذہبی رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کیا ہے جبکہ امام ذہبی نے تو اس حدیث کی توثیق فرمائی ہے آپ فرماتے ہیں:

قلت ومن انكر ما نقلوا على ابي صالح روايته عن نافع
يزيد عن زهرة عن معبد عن سعيد بن المسيب عن جابر
مرفوعان الله اختار اصحابي على جميع العالمين
— الحديث بطوله لكن قد تابعه عليه سعيد ابن ابي
مریم عن نافع رواة على ابن داود القنطري ومحمد ابن
الحارث العسكري عن ابن ابي مریم فتخلص ابو صالح۔

(الميزان ج ۲ ص ۲۲۲)

امام ذہبی میزان الاعتدال میں رقمطراز ہیں کہ میں کہتا ہوں جن حضرات نے اس حدیث کا انکار کیا ہے انہوں نے جو اعتراض کیا ہے وہ ابو صالح پر ہے جو ابو صالح کی روایت نافع بن یزید سے ہے انہوں نے زہرہ بن معبد سے انہوں نے سعید بن مسیب سے انہوں نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے: ان اللہ اختار اصحابی علی جمیع العالمین۔۔۔ اپنی طوالت کے ساتھ یہ پوری حدیث۔ لیکن ابو صالح کی متابعت سعید ابن ابی مریم نے کی ہے انہوں نے نافع سے روایت کی ہے اس کو علی بن داود قنطری نے اور محمد بن الحارث العسکری نے ابن ابی مریم سے روایت کی ہے اس کی تلخیص ابو صالح نے کی ہے۔

امام ذہبی صراحتاً فرما رہے ہیں کہ عبد اللہ ابن صالح کی ابن مریم نے متابعت کی ہے تو اس کے باوجود سارا زور لگا کر اس حدیث کو موضوع ثابت کرنا کس بات کی غمازی کرتا ہے مزید یہ کہ یہی حضرات جب حضور مولائے کائنات سیدنا علی المر ترضی اللہ عنہ کو مولود کعبہ ثابت کرنے کیلئے مغازی والی روایت پیش کرتے ہیں حالانکہ محدثین نے اس پر کذب کی جرح کی ہے جبکہ اس سند میں عبد اللہ ابن صالح کو اگرچہ مختلف فیہ مان بھی لیا جائے تو اس پر کذب کی جرح نہیں ہے بالفرض کسی جگہ کذب کا لفظ ہو بھی تو وہ خطا کے معنی میں ہے کیونکہ احمد بن عدی فرماتے ہیں کہ

ابو صالح عندی مستقیم الحدیث الا انه يقع فیہ حدیثہ
غلط ولا یتعمد الکذب

(الکامل فی الضعفاء ج ۳ رقم ۴۳۹۳)

ابو صالح میرے نزدیک مستقیم الحدیث ہے مگر یہ کہ اس کی حدیث میں خطا و قوع اگرچہ ہے لیکن اس پر کذب کی تہمت پر اعتماد نہیں کیا جائے یعنی اس پر کذب کی جرح قابل قبول نہیں ہے تو طرفہ تماشہ یہ ہے کہ ایک سند طرف سند میں راوی پر کذب کی جرح موجود

ہونے کے باوجود اس کو قبول بھی کر لیا جاتا ہے اور دوسری طرف روایت کی سند میں راوی مستقیم الحدیث ہے اس پر کذب کی جرح بھی نہیں مزید برآں اس کا متابع بھی موجود ہے لیکن صحابہ کرام کی شان میں حدیث ہونے کی وجہ سے اس کا انکار کر دیا جاتا ہے اور وضع کا حکم لگا دیا جاتا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ ان لوگوں نے غیروں سے ادھار کھا لیا ہے یہ اسی کا کرشمہ ہے۔ اور خود حضرت کی تحقیق کا عالم یہ ہے کہ زبدۃ التحقیق میں ۷۰ سے ۸۰ فی صد احادیث موضوع لائے ہیں تو ایک طرف اتنے بلند بانگ دعوے اور دوسری طرف حقیقت حال دگرگوں یہ تماشہ کیا ہے بلکہ بڑھاپے میں تکلیف دینے والی بات ہے لیکن معذرت کے ساتھ اگر حضرت موضع اوہام الجمع والتفریق للخطیب بغدادی کو دیکھیں تو اس سے ساری پریشانی ہی دور ہو سکتی ہے کیونکہ وہاں اس حدیث میں اصل راوی ابن ابی مریم ہے اور عبد اللہ ابن صالح اس کے متابع ہیں دیکھئے:

ذکر علی بن داود القنتری اخبرنا القاضي ابو عمر القاسم
ابن جعفر ابن عبد الواحد الهاشمی حدثنا ابو العباس
محمد ابن احمد ابن الاثرم حدثنا علی ابن داود القنتری
حدثنا ابن ابی مریم وعبد اللہ ابن صالح قالا حدثنا
— الخ

(موضع اوہام الجمع والتفریق للخطیب بغدادی ج ۲ ص ۳۱۲)

مذکورہ بحث سے حقیقت حال بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ منکرین حق چاریار کا شور ڈالنا صرف لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے مترادف ہے باقی حدیث مذکورہ موضوع نہیں ہے کم از کم بھی حسن کا درجہ رکھتی ہے جس سے کسی منصف مزاج شخص کو انکار نہیں جیسا کہ خود محدثین نے اس بات کی تصریح فرمائی ہے۔

محمد شین کرام کی توثیق:

امام بیہقی مجمع الزوائد میں فرماتے ہیں:

رواة البزار ورجاله ثقة وفى بعضهم خلاف۔

(مجمع الزوائد ج ۹ ص ۴۶)

امام بیہقی فرماتے ہیں اس کو بزار نے روایت کیا ہے اور اس کے رجال ثقہ ہیں اور بعض میں اختلاف ہے۔

اور بزار میں مرقوم ہے:

والحدیث من اجله حسن

(بیان الوسم والایہام فی کتاب الاحکام ج ۴ ص ۶۷)

یہ حدیث اس وجہ سے درجہ حسن میں ہے

صاحب تفسیر قرطبی فرماتے ہیں:

عن جابر مرفوعاً۔ یہ حدیث حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے۔

حق چاریار کی محبت پر مرنے کی دعا مانگو:

"عن محمد بن وزیر قال رأیت النبی ﷺ فی المنام فدنوت منه فقلت السلام علیک یا رسول اللہ ﷺ فقال لی وعلیک السلام یا محمد بن وزیر لک حاجة فقلت نعم یا رسول اللہ ﷺ انا رجل خفیف البضاغۃ کثیر العیال ارید ان تعلمنی دعوات ادعو بہا فی سفری و فی حضری واستعین بہا علی اموری فقال لی اقعد ہو ذا علیک ثلاث دعوات فادع بہا فی کل وقت شدة و فی دبر کل صلوة قال فقال لی قل یا قدیم الاحسان و یا

من احسانه فوق كل احسان ويا مالک الدنيا والاخرة ثم التفت فقال اجتهد ان تموت على الاسلام والسنة وعلى حب هؤلاء هذا ابو بكر وهذا عمر وهذا عثمان وهذا علي فانه لا تمسک النار" (۱)

محمد بن وزیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول پاک ﷺ کو خواب میں دیکھا میں نے آپ کے قریب ہو کر عرض کی السلام علیک یا رسول اللہ ﷺ آپ نے مجھے فرمایا علیک السلام اے محمد بن وزیر تیری کوئی حاجت ہے میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں ایک غریب آدمی ہوں اور کثیر العیال ہوں لہذا میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے ایسی دعا سکھا دیں جس کے ساتھ میں سفر و حضر میں دعا کروں اور اس کے وسیلے سے میں اپنے کاموں میں مدد طلب کروں آپ ﷺ نے فرمایا بیٹھ جاؤ یہ تین کلمات ہیں۔ ان کے ساتھ ہر سختی کے وقت ہر نماز کے بعد دعا کرنا محمد بن وزیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے مصطفیٰ کریم ﷺ نے فرمایا کہ تو کہہ "یا قدیم الاحسان ویا من احسان فوق كل احسان ویا مالک الدنيا والاخرة" پھر آپ نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کوشش کر کہ تیری موت اسلام و سنت پر ہو اور چاروں کی محبت پر ہو وہ چار (حق چاریار) ابو بکر و عمر و عثمان و علی رضی اللہ عنہم ہیں ان سے محبت کرنے والے کو آگ نہیں چھو سکے گی۔

تاجدار کائنات ﷺ تو فرمائیں کہ تمہاری موت ان چاروں کی محبت پر ہو لیکن بعض لوگ حق چاریار کی مخالفت کریں حق چاریار سے روکیں تو فیصلہ خود کر لیجئے کہ تاجدار کائنات ﷺ کی مانتی ہے یا عبد اللہ ابن سباء کی اولاد کی۔ اہل سنت و جماعت تو حضور ﷺ کی حدیث شریف مانتیں گے۔ اور جلنے والے جلتے رہیں کیونکہ یہ تو قسمت قسمت کی بات ہے

(۱) الرياض النضرة ص ۵۰ مطبوعه دارالکتب العلمیہ بیروت

(۱)

اور اہل سنت انکو حق چاریار کا نعرہ لگا کر جلاتے رہیں کیونکہ شیطان اور اسکے کارندوں کو جلاتے سنت مصطفیٰ ﷺ ہے۔

حق چاریار کو جنت کی خوشخبری بزبان مصطفیٰ ﷺ:

”عن ابی حذیفۃ رضی اللہ عنہ قال طلبت النبی ﷺ فوجدته حائط من حوائط المدینۃ نائما تحت شجرة اونخلة فکرمته ان اوقظه فوجدت عسیا فکسرتہ فاستیقظ النبی ﷺ وقال لی ابشر بالجنة والثانی والثالث والرابع قال فجاء ابوبکر رضی اللہ عنہ فاستاذن من وراء الحائط فرد السلام وبشره بالجنة ثم جاء عمر رضی اللہ عنہ ففعل مثل ذلك وبشره بالجنة ثم جاء عثمان رضی اللہ عنہ ففعل مثل ذلك وبشره بالجنة ثم علی رضی اللہ عنہ ففعل مثل ذلك“ (۱)

حضرت ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے مصطفیٰ کریم ﷺ کو تلاش کیا آپکو مدینہ طیبہ کے باغات میں سے ایک باغ میں ایک درخت یا کھجور کے نیچے آرام فرماتے ہوئے پایا مجھے یہ گوارہ نہ ہوا کہ آپ ﷺ کو بیدار کروں میں نے کھجور کے پتوں کو توڑا تو نبی پاک ﷺ بیدار ہو گئے پھر آپ ﷺ نے مجھے فرمایا جنت کی بشارت ہو دوسرے کو تیسرے کو چوتھے کو پس سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے انہوں نے احاطہ کے پیچھے سے اجازت طلب کی مصطفیٰ کریم ﷺ نے سلام کا جواب ارشاد فرمایا اور انہیں جنت کی بشارت دی پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ آئے تو انہوں نے بھی ایسا کیا اور آپ ﷺ نے انہیں بھی جنت کی بشارت دی پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ آئے تو انہوں نے بھی ایسا ہی کیا

(۱) الرياض النضرة ص ۵۲ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت

اور آپ ﷺ نے انہیں بھی جنت کی بشارت دی پھر سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے بھی ویسا ہی کیا تو آپ ﷺ نے انہیں بھی جنت کی بشارت دی۔

حق چاریار کی آمد سے قبل جنت کی بشارت:

امام احمد بزار اور طبرانی نے اوسط میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی، انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ سے ملاقات کرنے تشریف لے گئے اور آپ نے ان کے یہاں تشریف رکھی اور ہم بھی حضور ﷺ کے ساتھ بیٹھ گئے، آپ نے فرمایا، اب تمہارے پاس اہل جنت میں سے آئے گا تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے، پھر فرمایا تمہارے پاس اہل جنت میں سے آئے گا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ آئے، پھر فرمایا تمہارے پاس اہل جنت میں سے آئے گا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آئے پھر فرمایا تمہارے پاس اہل جنت میں سے آئے گا، اے خدا اگر تو چاہے تو وہ علی رضی اللہ عنہ ہوں گے، تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ آئے۔ (۱)

حق چاریار جنت میں:

”عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ ان النبی ﷺ خرج من باب المدینۃ متکنا علی ابی بکر و شمالہ علی عمرو عثمان اخذ بطرف ثوبہ و علی بین یدیه فقال ہکذا ندخل الجنة فمن فرق فعليه لعنة الله“۔ (۲)

(۱) الخصائص الكبرى ج ۲ ص ۱۷۲ مطبوعہ شبیر برادر لاہور
(۲) الرياض النضرة ص ۵۳ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت سچی حکایات حصہ اول ص ۳۴۳ مطبوعہ فرید بک سنال

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کے دروازہ سے نکلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر تکیہ لگایا ہوا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بایاں ہاتھ مبارک حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر رکھا ہوا تھا اور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تھے مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسی طرح ہم سب جنت میں داخل ہوں گے پس جو شخص ان میں فرق کرتا ہے اس پر اللہ کی لعنت ہے۔

روافض ہی کی اتنی ہمت ہے کہ حق چار یار کی مخالفت کر کے اللہ تعالیٰ کی لعنت کو برداشت کریں اہل سنت و جماعت اس لعنت کے متحمل نہیں ہو سکتے۔

حق چار یار جنتی ہیں:

”عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال القائم بعدی فی الجنة والذی یقوم بعده فی الجنة والثالث والرابع فی الجنة یعنی ابابکر و عمر و عثمان و علیا رضی اللہ عنہم“ (۱)

حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میرا جانشین جنتی ہے اور اس کے بعد جو جانشین ہو گا وہ جنتی ہے اور تیسرا اور چوتھا جنتی ہیں یعنی ابوبکر و عمر و عثمان و علی رضی اللہ عنہم۔

حدیث مذکور سے چار یار کا نعرہ اور تخصیص واضح ہے اس کے باوجود کوئی اس کی مخالفت کرے تو جہنم میں جائے، ہمیں اس سے کوئی سروکار نہیں ہے۔

(۱) الرياض النضرة ص ۵۴ مطبوعہ دار لکتب العلمیہ بیروت، الفتح الکبیر فی ضم الزیادة الو الجامع الصغیر ج ۲ ص ۲۸۹ رقم ۸۵۲۲ دار الفکر بیروت، الہ واعق المحرقہ ص ۲۲۳، جامع الاحادیث رقم ۱۵۳۳۶، کنز العمال رقم ۳۳۱۰۶، سبل الہدی والرشاد ج ۱ ص ۲۲۳ دار لکتب العلمیہ بیروت

حق چار یار جنت میں داخل کرنے والے:

”عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم ینادی مناد یوم القیامة من تحت العرش این اصحاب محمد فیوتی بابی بکر و عمرو و عثمان و علی رضی اللہ عنہم فیقال لابی بکر قف علی باب الجنة فادخل من شئت برحمة الله و دع من شئت بعلم الله و یقال لعمر بن الخطاب قف عند المیزان فثقل من شئت برحمة الله و خفف من شئت بعلم الله و یکسی عثمان حلتین و یقال له البسهما فانی خلقتہما او ادخرتہما (لک) من حیث انشأت خلق السموات و الارض و یعطی علی بن ابی طالب عصا عوسج من الشجرة التي غرسها الله تعالی بیده فی الجنة فیقال دع الناس عن الحوض۔^(۱)

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن عرش کے نیچے سے ایک ندا کرنے والا یہ ندا کریگا کہ اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہاں ہیں پس حضرت ابو بکر صدیق عمر فاروق عثمان غنی علی المر ترضی رضی اللہ عنہم کو لایا جائے گا پس سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا جائے گا کہ آپ جنت کے دروازے پر کھڑے جائیں اور جسے چاہیں اللہ کی رحمت کے ساتھ داخل کریں اور جسے چاہیں اللہ تعالیٰ کے علم کے ساتھ چھوڑ دیں یعنی داخل نہ کریں۔

(بعض نام نہاد سنی مترجمین جنہوں نے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ مقابلہ کرنے کی کوشش کی تھی انہوں نے یہاں دع کا معنی کیا ہے جسے چاہیں اللہ تعالیٰ کے علم کے

(۱) اخرجہ الہندی کنز العمال، الصواعق المحرقة ص ۸، مطبوعہ کتب خانہ مجیدیہ ملتان، محض الصواب فی فضائل امیر المومنین عمر ابن الخطاب ج ۳ ص ۱۰۰۰ جامعۃ الاسلامیہ المدینۃ المنورہ، الریاض النضرہ ص ۲۰، کتاب الفوائد ج ۱ ص ۱۰۶ رقم ۶۲، دار ابن الجوزی الریاض سعودیہ۔

ساتھ بلائیں۔ اب جس آدمی کو اتنا علم نہیں کہ دع یہاں ودع یدع سے ہے یا دعاید عوسے تو اس نے کئی علوم کے موجد اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کیساتھ کیا مقابلہ کرنا ہے)

اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کیلئے کہا جائے گا میزان کے پاس ٹھہر جائیں جسے یعنی جس کے نامہ اعمال کو چاہیں اللہ کی رحمت کے ساتھ بھاری کریں اور جسے چاہیں اللہ کے علم کے ساتھ ہلکا کر دیں اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کیلئے دو حلے لائے جائیں گے اور انہیں کہا جائے گا دونوں پہن لیں میں نے دونوں کو تیرے لیئے اس وقت بنایا تھا جب آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا تھا اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو عصائے مزین عطا کیا جائے گا ایسا عصا مزین جو اس درخت سے بنایا گیا ہو گا جو اللہ تعالیٰ نے اپنے دست قدرت سے جنت میں لگایا تھا۔ آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بتاتی ہے کہ جنت میں داخل کرنے کی ڈیوٹی افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ہوگی۔ اور تم کہتے ہو کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے (معاذ اللہ) چڑی بھی نہیں ماری۔ وہاں کیا منہ دکھاؤ گے اور جنت کے پڑوس میں جاؤ گے۔

حق چاریار جنت میں لکھا ہوا:

”وروی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لما اسری بی الی السماء دخلت جنة عدن فاذا انا بشجرة خضراء علیها اوراق حمراء مکتوب علی کل ورقة لا اله الا الله محمد رسول الله وعلی وجه الاخری ابو بکر الصدیق عمر الفاروق، عثمان الشہید ذوالنورین، علی المرتضی رضی اللہ عنہم۔“ (۱)

مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی گئی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب مجھے آسمانوں کی سیر کرائی گئی تو میں جب جنت عدن میں داخل ہوا تو وہاں ایک سبز درخت دیکھا جس پر سرخ پتے تھے اور ہر پتے

(۱) شرف المصطفیٰ ص ۱۴ ج ۶ مطبوعہ دار البشائر الاسلامیہ بیروت

پر لکھا ہوا تھا "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" اور دوسری طرف لکھا ہوا تھا۔ ابو بکر صدیق، عمر فاروق، عثمان شہید ذوالنورین، علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم۔

حق چاریار کی طینت مبارکہ:

"عن ابی ذر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ خلق ابو بکر وعمر رضی اللہ عنہما من طین واحد وخلق عثمان وعلی رضی اللہ عنہما من طین واحد" (1)

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی ایک مٹی سے تخلیق فرمائی اور عثمان غنی اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما کی تخلیق ایک مٹی سے فرمائی۔

حق چاریار بزبان مصطفیٰ کریم ﷺ:

"عن جابر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ ابو بکر وزیری والقائم فی امتی وعمر حبیبی وینطق علی لسانی وعثمان منی وعلی رضی اللہ عنہما اخی وصاحب لوائی" (2)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ابو بکر میرا وزیر ہے اور میری امت میں قائم ہے اور عمر میرا حبیب ہے اور میری زبان پر بولتا ہے اور عثمان مجھ سے ہے اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم میرا بھائی ہے اور میرا علم بردار ہے۔

(1) ریاض النضرہ صفحہ ۵۱ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت

(2) تاریخ ابن عساکر ج ۳۹ ص ۱۰۲ — ریاض النضرہ ص ۳۸ دارالکتب العلمیہ بیروت

— کنز العمال ج ۵ ص ۲۲، ۲۳ — شرف المصطفیٰ ج ۶ ص ۱۳ مطبوعہ دارالبیان الاسلامیہ

حق چاریار کے اوصاف بزبان مصطفیٰ ﷺ:

"وعن انس ابن مالک رضي الله عنه قال سعد رسول الله صلى الله عليه وسلم المنبر فحمد الله تعالى واثنى عليه ثم قال مالي اراكم تختلفون في اصحابي اما علمتم ان حبي وحب ال بيتي وحب اصحابي فرضه الله تعالى على امتي الى يوم القيامة ثم قال اين ابوبكر قال هاناذا يا رسول الله قال ادن مني فضمه الى صدره وقبل بين عينيه ورأينا دموع رسول الله صلى الله عليه وسلم تجري على خده ثم اخذ بيده وقال باعلى صوته يا معاشر المسلمين هذا ابوبكر الصديق رضي الله عنه هذا شيخ المهاجرين والانصار، هذا صاحب صدقني حين كذبتني الناس واواني حين طردوني، واشتري لي بلا لامن ماله فعلى مبغضه لعنة الله ولعنة اللاعنين. والله منه برئ فمن احب ان يبرأ من الله ومني فليتبرأ من ابي بكر الصديق رضي الله عنه وليبلغ الشاهد منكم الغائب، ثم قال له اجلس يا ابا بكر فقد عرف الله ذلك لك".

"ثم قال ا! (اين عمر بن الخطاب رضي الله عنه اليه عمر قال هاناذا يا رسول الله فقال ادن مني فدنا منه فضمه الى صدره وقبل بين عينيه ورأينا دموع رسول الله صلى الله عليه وسلم تجري على خده ثم اخذ بيده و قال باعلى صوته يا معاشر المسلمين هذا عمر بن الخطاب رضي الله عنه، هذا شيخ المهاجرين والانصار هذا الذي امرني الله ان اتخذه ظهيرا ومشييرا، هذا الذي انزل الله الحق على قلبه ولسانه ويده، هذا الذي تركه الحق وماله من صديق هذا الذي يقول الحق وان كان مرا هذا الذي لا يخاف في الله لومة لائم، هذا الذي يفرق الشيطان من شخصه هو سراج اهل

الجنة، فعلى مبغضه لعنة الله ولعنة اللاعنين والله منه برئى وانا منه برء) -

"ثم قال ابن عثمان بن عفان رضي الله عنه؟ فوثب عثمان رضي الله عنه وقال هاأنا ذايا رسول الله فقال ادن منى فدنا منه فضمه الى صدره وقبل بين عينيه، وراينا دموعه تجرى على خده ثم اخذ بيده وقال يا معاشر المسلمين هذا شيخ المهاجرين والانصار، هذا الذي امرنى الله ان اتخذه سندا وختنا على ابنتى، ولو كان عندى ثالثة لزوجتها اياه، هذا الذي استحيت منه ملائكة السماء، فعلى مبغضه لعنة الله ولعنة اللاعنين) -

"ثم قال! (ابن على بن أبى طالب رضي الله عنه؟ فوثب اليه وقال هاأنا ذا يارسول الله قال ادن منى فدنا منه فضمه الى صدره وقبل بين عينيه ودموعه تجرى على خده وقال بأعلى صوته يا معاشر المسلمين هذا شيخ المهاجرين والانصار، هذا أخى وابن عمى وختنى، هذا الحمى ودمى وشعرى، هذا أبو السبطين الحسن والحسين رضي الله عنهما سيدى شباب اهل الجنة، هذا مفرج الكرب عنى، هذا اسد الله وسيفه فى أرضه على اعداء، فعلى مبغضه لعنة الله ولعنة اللاعنين والله منه برئى وانا منه برئى فمن احب ان يبرأ من الله فليبرأ من على بن أبى طالب، وليبلغ الشاهد منكم الغائب ثم قال اجلس يا ابا الحسن فقد عرف لك ذلك" (1)

حضرت انس بن مالک رضي الله عنه فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوئے تو اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی پھر ارشاد فرمایا میں تمہیں

(1) رياض النضره ص ۵۰، ۴۹، ۴۸ مطبوعه دار الكتب العلميه بيروت - شرف المصطفى ج ۶ ص ۳۰، ۳۱، ۳۲ مطبوعه دار البشائر الاسلاميه

اپنے اصحاب میں اختلاف کرتے ہوئے دیکھتا ہوں جب کے تم جانتے کہ میری اور میرے اہل بیت کی اور میرے اصحاب کی محبت اللہ تعالیٰ نے میری امت پر قیامت تک فرض کر دی ہے۔

شان خلیفہ بلا فصل ظاہر و باطناً افضل البشر بعد الانبیاء سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ:

پھر فرمایا ابو بکر رضی اللہ عنہ کہاں ہیں انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں یہاں ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے قریب آؤ پھر آپ نے انہیں سینے سے لگایا اور ان کی پیشانی کو بوسہ دیا ہم نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنسو آپ کے رخساروں پر بہ رہے ہیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا ہاتھ پکڑ کر بلند آواز سے فرمایا اے مسلمانوں کے گروہ یہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں یہ شیخ المہاجرین والانصار ہیں یہ میرے ساتھی ہیں انہوں نے میری اس وقت تصدیق کی جب لوگوں نے میری تکذیب کی اور اس وقت مجھے پناہ دی جب لوگوں نے مجھ سے منہ پھیر لیا اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو اپنے مال سے خرید کر آزاد کیا لہذا اس سے بغض رکھنے والے پر اللہ تعالیٰ کی اور لعنت کرنے والوں کی لعنت ہو اور اللہ تعالیٰ ایسے شخص سے بری ہے پس جو شخص پسند کرتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور مجھ سے بری الذمہ ہو وہ ابو بکر پر تبرا کرے اور تم میں سے موجود شخص غائب کو پہنچادے پھر فرمایا اے ابو بکر بیٹھ جاؤ بیشک اللہ تعالیٰ تیرے لیے یہ جانتا ہے۔

شان مراد رسول، خلیفہ دوم سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ:

پھر حضور ﷺ نے فرمایا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہاں ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کی طرف متوجہ ہو کر عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں یہاں

ہوں آپ ﷺ نے فرمایا میرے قریب آ جاؤ وہ قریب ہوئے تو آپ نے انہیں سینے سے لگا کر ان کی پیشانی کو چوما اور ہم نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کے آنسو رخساروں پر بہ رہے تھے پھر آپ ﷺ نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور بلند آواز سے فرمایا اے مسلمانو کی جماعت! یہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہیں شیخ المہاجرین والانصار ہیں اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اسے اپنا مددگار اور مشیر بناؤں یہ وہ شخص ہے جس کے قلب و زبان اور ہاتھ پر اللہ تعالیٰ نے حق اتارا ہے اس شخص نے اپنا حق چھوڑ دیا ہے اور اپنا پیارا مال دے دیا ہے یہ وہ شخص ہے کہ جو ہمیشہ حق کہتا ہے۔ اگرچہ وہ کڑوا ہی کیوں نہ ہو اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتا اس کے رعب سے شیطان الگ ہو جاتا ہے اور یہ اہل جنت کا چراغ ہے پس اس سے بغض رکھنے والے پر اللہ تعالیٰ کی اور لعنت کرنے والوں کی لعنت ہے اور اللہ تعالیٰ اور میں اس شخص سے بری ہیں۔

شان ہم زلف حیدر خلیفہ سوم سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ:

پھر فرمایا عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کہاں ہیں پس حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اٹھے اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں یہاں ہوں آپ ﷺ نے فرمایا ہے میرے قریب آؤ تو آپ نے ان کو سینے سے لگایا اور ان کی پیشانی کو بوسہ دیا اور ہم نے دیکھا کہ آپ ﷺ کے آنسو رخساروں پر بہ رہے تھے پھر آپ ﷺ نے ان کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا اے گروہ مسلمین یہ مہاجرین و انصار کے شیخ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ میں اسے اپنی سند اور دو بیٹیوں پر داماد بناؤں اور اگر میرے پاس تیسری بیٹی ہوتی تو اس کے نکاح میں دے دیتا اور یہ وہ شخص ہے جس سے ملائکہ

آسمان پر حیا کرتے ہیں اور اس سے بغض رکھنے والے پر اللہ تعالیٰ کی اور لعنت کرنے والوں کی لعنت ہے۔

شان خلیفہ چہارم حیدر کرار مولیٰ مشکل کشاء سیدنا علی المر ترضی رضی اللہ عنہ:

پھر آپ ﷺ نے فرمایا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کہاں ہیں پس وہ آپ ﷺ کی طرف متوجہ ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں یہاں ہوں آپ ﷺ نے فرمایا میرے قریب آ جاؤ وہ قریب ہوئے تو آپ ﷺ نے انہیں سینے سے لگایا اور ان کی پیشانی کو بوسہ دیا اور آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو کر آپ ﷺ کے رخساروں پر بہ رہے تھے آپ ﷺ نے بلند آواز سے فرمایا اے گروہ مسلمین یہ شیخ المہاجرین والانصار ہیں یہ میرا بھائی اور ابن عم اور داماد ہے یہ میرا گوشت، خون اور بال ہے یہ جنت کے جوانوں کے سردار حسن و حسین سبطین رضی اللہ عنہما کے باپ ہیں یہ مجھ سے مصیبتوں کو دور کرنے والا ہے یہ اللہ تعالیٰ کا شیر ہے اور زمین میں اللہ تعالیٰ کے دشمنوں پر اللہ تعالیٰ کی تلوار ہے پس اس سے بغض رکھنے والے پر اللہ تعالیٰ کی اور لعنت کرنے والوں کی لعنت ہے اللہ تعالیٰ اور میں اس شخص سے بری ہوں اور تم میں سے جو حاضر ہے وہ غائب کو پہنچادے پھر فرمایا اے ابوالحسن رضی اللہ عنہ بیٹھ جائیں بے شک اللہ تعالیٰ تیرے لیے یہ جانتا ہے۔

حدیث مذکور میں چار یار کے منکروں پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے چار بار الگ الگ لعنت کی گئی اور اس لعنت کو برداشت کرنا رافضی دل گردے کا ہی کام ہے۔ کیونکہ جب دین جاتا ہے تو حماقت آہی جاتی ہے اور عوام جانتی ہے کہ ایسا بد بخت، بے دین، منافق اور شقی القلب ٹول گمراہی کا پلندہ تو ہو سکتا ہے حق پر نہیں۔

حق چاریار کا تذکرہ آقا کریم ﷺ کی زبانی:

بند صحیح ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم حضور ﷺ کے ساتھ بیٹھے تھے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ آگئے، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: مرحبا: اس کو جو اپنے جان و مال سے مجھ کو ایثار کرتا ہے۔ پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ آئے تو فرمایا: مرحبا: میرے وزیر کو مرحبا، حق و باطل میں فرق کرنے والے پر، مرحبا: اس کو جس کے ذریعہ اللہ نے دین کو کامل کیا اور جس کے واسطے تمہارا نام مؤمنین رکھا۔ پھر عثمان غنی رضی اللہ عنہ آئے تو فرمایا: مرحبا: میرے داماد کو، میری بیٹی کے شوہر کو، وہ جس کے لیے اللہ نے دو نور جمع کیے، وہ جو سعید اور شہید ہے، وکیل (ہلاکت و جہنم) ہے اس کے قاتل کے لیے۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے تو فرمایا: مرحبا: میرے بھائی اور میرے چچا کے بیٹے کو اور میرے بیٹے کے باپ کو اور میں اور وہ ایک ہی نور سے پیدا ہوئے۔ (1)

حق چاریار کی شان بزبان مصطفیٰ ﷺ:

”عن علی رضی اللہ عنہ قال قال رسول الله ﷺ رحم الله ابا بكر
رضی اللہ عنہ زوجنی بنته و حملنی الی دار الهجرة و صحبنی فی
الغار و اعتق بلالا من مالہ رحم الله عمر رضی اللہ عنہ یقول الحق
وان کان مرا ترکہ الحق و مالہ من صدیق رحم الله
عثمان رضی اللہ عنہ یتحیی منہ الملائکة رحم الله علیا رضی اللہ عنہ
اللهم ادر الحق معا حیث دار“ (2)

(1) تمہید ابو شکور سالمی ص ۳۶۵ مطبوعہ فرید بک سنال لاہور
(2) ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۲۱۳۔ شرف المصطفیٰ ص ۱۲ ج ۶ مطبوعہ دار البشائر الاسلامیہ
تاریخ ابن عساکر ج ۳۰ ص ۶۲، ۶۳۔ مشکوٰۃ باب مناقب العشرۃ ص ۵۷۵ مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ
لاہور، ازالۃ الخفاء ج ۱ ص ۲۲۳

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مصطفیٰ کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ رحم کرے ابو بکر رضی اللہ عنہ پر جنھوں نے اپنی بیٹی کا میرے ساتھ نکاح کیا اور مجھے مقام ہجرت تک سواری پر سوار کیا اور غار میں میرے ساتھ رہے اور بلال رضی اللہ عنہ کو اپنے مال سے آزاد کیا، اللہ تعالیٰ رحم کرے عمر رضی اللہ عنہ پر جو حق بات کہتے ہیں اگرچہ (وہ حق بات) کڑوی ہی ہو، اور حق بات کہنے میں اکیلے ہوتے ہیں آپ کا اس میں کوئی دوست نہیں ہوتا اللہ تعالیٰ رحم کرے عثمان رضی اللہ عنہ پر جن سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ رحم کرے علی رضی اللہ عنہ پر اے اللہ وہ جہاں پھریں ان کے ساتھ حق کو پھیر دے۔

وضاحت حدیث:

سبحان اللہ یہ روایت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ہے ارشاد میرے پیارے مصطفیٰ کریم ﷺ کا ہے جس سے واضح ہو رہا ہے کہ چار خلفاء راشدین میں مدارج و فضیلت ہیں جو ترتیب ہے قدرتی طور پر رب تعالیٰ کے فضل و کرم سے وہی ترتیب ان کی خلافت میں بھی آگئی۔ (رحم اللہ ابابکر) اللہ تعالیٰ رحم کرے ابو بکر رضی اللہ عنہ پر فیہ جواز الدعاء بالرحمة للاحیاء نبی کریم ﷺ کے اس ارشاد سے پتہ چلا کہ زندہ شخص کیلئے رحمت کی دعا کرنا جائز ہے یعنی کہ زندہ شخص کے نام کے ساتھ رحمہ اللہ کہنا سنت نبوی ﷺ ہے اگرچہ ہمارے عرف میں فوت شدہ کے نام کے ساتھ ہی صرف رحمہ اللہ یا رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں (زوج جنو ابنتہ) انہوں نے میرے ساتھ اپنی بیٹی کا نکاح کیا یہ آپ کا عاجزانہ کلام ہے اور ایک احسان کا شکریہ ادا کر دیا ورنہ نبی کریم ﷺ کے بھی ان پر بہت احسانات ہیں صرف کلمہ پڑھانے کا ہی اتنا بڑا احسان ہے جس کا شکریہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ادا نہیں کر سکتے (وحملنی الی دارالہجرة) "ای علی بعیرہ ولو علی قبول ثمنہ" مجھے انہوں نے اپنی سواری پر سوار کرنے کے مقام ہجرت تک پہنچایا نبی کریم ﷺ نے انہیں

اونٹنی کی قیمت (مراد ثمن) لینے پر مجبور کیا تھا انہوں نے ثمن آپکے ارشاد کے مطابق وصول بھی کیئے تھے پھر بھی آپ ﷺ نے ان کا شکریہ ادا کیا (وصحبنی فی الغار) "ای حین حجرنی الاغیار" وہ میرے ساتھ غار میں رہے جب دوسرے لوگوں نے مجھے چھوڑ دیا تھا (واعتق بلالا من مالہ) "ای وجعلہ خادمالی فی مالہ" اور انہوں نے اپنے مال سے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو خرید کر آزاد کر دیا اور میرا خادم بنا دیا (رحم اللہ عمر یقول الحق) "ای الصرف او القول الحق" اللہ تعالیٰ عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر رحم کرے ان کا ہر فیصلہ حق ہوتا ہے ان کی ہر بات حق ہوتی (وان کان مرا) "ای ولو کان الحق الصرف او القول الحق ای صعبا علی الخلق" اگرچہ حق کڑوا ہوتا ہے یعنی حق بات مخلوق کو ماننی مشکل ہوتی ہے (ترکہ الحق) استناف بیان (ومالہ من صدیق) جملہ حالیہ ای صیرہ قول الحق بھندہ الصفة او خلدہ بھندہ الحالة یہ نیا جملہ ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ بات کو حق کی طرف اس صفت سے پھیرنا اور اس میں کوئی دوست، مددگار بھی نہ ہو تو یہ ان کا ہی خاصہ ہے۔ یاد دوسرا مطلب یہ ہے کہ حق بات کہنے میں وہ اکیلے ہوتے ہیں اس حال میں ان کا کوئی دوست نہیں ہوتا "وہی انہ لا صدیق لہ اکتفاء برضاء اللہ ورسولہ" یعنی وہ حق بات کہتے ہیں صرف اللہ اور اسکے رسول ﷺ کی رضا کیلئے انہیں اس معاملہ میں کوئی پرواہ نہیں ہوتی کہ کوئی میرا حامی و مددگار نہیں۔ "والمعنی من صدیق تکنون صداقتہ للمراعاة والمداراة لا مطلقا والافلہ شک ان الصدیق کان صدیقا لہ" جس دوستی کی نفی ہے اس سے مراد کہ حق بات کی طرف پھرنے میں ان کو رعایت کرنے والے مہربانی کرنے والے رواداری رکھنے والے دوست کی ضرورت نہیں ہوتی مطلقاً دوست کی نفی نہیں کہ آپ کا کوئی دوست نہیں حالانکہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ (اور صحابہ کرام) آپ کے دوست تھے۔

دینی طلباء کرام توجہ فرمائیں:

(ترک) اسی مقام میں یا تو بمعنی صیر کے استعمال ہے۔ اس صورت میں و مالہ من صدیق مفعول ثانی ہے اور یا یہ بمعنی خلی کے استعمال ہے (علیحدہ ہونا) جب یہ معنی لیا جائے تو و مالہ من صدیق مفعول سے حال ہے۔ (رحم اللہ عثمان تستحیی منه الملائکة) اللہ رحم کرے عثمان رضی اللہ عنہ پر ان سے فرشتے حیا کرتے ہیں یہ جملہ واضح ہے وضاحت کی ضرورت نہیں (رحم اللہ علیا اللہم ادر الحق معہ حیث دار) اللہ رحم کرے علی رضی اللہ عنہ پر اے اللہ حق کو ان کے ساتھ چلا جہاں وہ چلیں (ادر) امر ہے (ادارة) سے اس کا معنی ہے (اصل الحق دائرہ و سائر امعہ) اے اللہ حق کو دائرہ کر اور ان کے ساتھ چلا۔^(۱)

حق چاریار اور آسمانی ڈول:

”عن سمرة بن جندب رضی اللہ عنہ ان رجلا قال یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی رايت کان دلوا دلی من السماء فجاء ابوبکر رضی اللہ عنہ فاخذ بعراقیہا فشرب شربا ضعيفا ثم جاء عمر رضی اللہ عنہ فاخذ بعراقیہا فشرب حتى تضرع ثم جاء عثمان رضی اللہ عنہ فاخذ بعراقیہا فانتشطت وانتضح منها علیہ شی فشرب حتى تضرع ثم جاء علی رضی اللہ عنہ فاخذ بعراقیہا فانتشطت“^(۲)

حضرت سمرة بن جندب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے خواب دیکھا ہے گویا آسمان سے ایک ڈول نکلا

(۱) مرقاة ج ۱۱ ص ۳۶۹

(۲) الرياض النضرة ص ۵۶ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت، ازالة الخفاء ج ۱ ص ۴۰۴

یا گیا ہے پس حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے تو انہوں نے اس ڈول سے تھوڑا سا پانی پیا پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ آئے تو انہوں نے اس ڈول کو کھینچا اور سیراب ہو کر پانی پیا پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ آئے تو اس کی رسی پکڑ کر کھینچا اور اس پر کوئی چیز گر پڑی تو آپ نے بھی اس سے پیا اور سیراب ہو گئے پھر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ آئے تو اس کی رسی پکڑ کر کھینچا تو وہ مضطرب ہو گئی۔ اور آپ نے بھی اس سے پانی پیا۔

حدیث مذکور میں چاروں خلفاء کی ترتیب اور افضلیت کی ترتیب کا ذکر ہے۔

یعنی چار یاروں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری حیات کے پردہ فرمانے کے بعد جس ترتیب سے افضلیت تھی اسی ترتیب سے خلافت بھی میسر آئی یہی اہل سنت کا نظریہ ہے حق چار یار سے اور اسی وجہ سے اہل سنت حق چار یار کا نعرہ لگا کر رافضیوں کا رد کرتے ہیں۔

حق چار یار اور خلافت راشدہ:

”عن سفینة رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم يقول
الخلافة من بعدی ثلاثون سنة ثم تكون ملکا قال
امسک خلافة ابی بکر رضی اللہ عنہ سنتین وخلافة عمر رضی اللہ عنہ
عشر سنین وخلافة عثمان رضی اللہ عنہ اثنتی عشرة سنة
وخلافة علی رضی اللہ عنہ ستاً“ (۱)

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا میرے بعد خلافت تیس سال ہے پھر بادشاہت ہوگی فرمایا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی دو سال کی خلافت کو لازم پکڑو عمر فاروق رضی اللہ عنہ

(۱) الرياض النضرة ص ۵۵ مطبوعه دارالکتب العلمیہ بیروت

خلافت دس سال اور عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت بارہ سال علی
المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی چھ سالہ خلافت کو لازم پکڑو۔

حدیث مذکور میں چار خلفاء یعنی حق چار یار کا تذکرہ ہے لیکن کوئی وہابی، نجدی یہ نہ سمجھے
سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کی خلافت راشدہ نہیں ہے۔ کیونکہ تیس سال سیدنا
حسن رضی اللہ عنہ کی چھ ماہ کی خلافت پر مکمل ہوتے ہیں لہذا وہ بھی خلیفہ راشد ہیں لیکن اتنی بار
ضرور ہے کہ ولد رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ نواسہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں یا نہیں۔ اور اسی طرح
سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ خلیفہ راشد اور سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ بھی خلیفہ راشد ہیں کہ
قال فاضل بریلوی فی ملفوظات۔

حق چار یار اور امر خلافت:

”وعن ابی بکر الہذلی رضی اللہ عنہ عن اخبرہ من الأشیاء ان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لابی بکر رضی اللہ عنہ کیف انت یا ابا بکر رضی اللہ عنہ
ان ولیت الامر بعدی قال قبل ذلک اموت یا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم قال فانت یا عمر رضی اللہ عنہ قال عمر رضی اللہ عنہ هلکت اذا
قال فانت یا عثمان رضی اللہ عنہ قال آکل فاطعم واقسم فلا
اظلم قال فانت یا علی رضی اللہ عنہ قال آکل القوت واخفض
الصوت واقسم الثمرة واحمی الجمرۃ قال کلکم سبیلی
وسیری اللہ عملکم“ (۱)

ابو بکر ہذلی رضی اللہ عنہ نے اپنے شیوخ سے جس چیز کی خبر دی ہے وہ یہ ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو فرمایا اے
ابو بکر رضی اللہ عنہ اگر میرے بعد تمہیں امر خلافت ملے تو اسکو کیسے سرانجام

(۱) الرياض النضرہ ص ۵۶ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت

دو گے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے پہلے مجھے موت آجائے۔ آپ نے فرمایا اے عمر رضی اللہ عنہ تم کیسے سر انجام دو گے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تب تو میں ہلاک ہو جاؤں گا۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے پوچھا تو انہوں نے عرض کی کھاؤں گا اور کھلاؤں گا اور تقسیم کروں گا اور بے انصافی نہیں کروں گا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے علی رضی اللہ عنہ تم کیسے خلافت کو سر انجام دو گے تو انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر کھاؤں گا جس سے زندہ رہ سکوں آواز پست رکھوں گا پھلوں کو تقسیم کروں گا اور انگشت نمائی سے بچوں گا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم سب غنقریب مجھے ملو گے اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال تمہیں دکھائے گا۔

اس حدیث سے بھی حق چار یار بالترتیب اور فضیلت کی طرف بالکل واضح الفاظ میں اشارہ ہے کہ چاروں کی خلافت بھی حق ہے اور فضیلت بھی حق ہے اور ہے بھی ترتیب وار اسی وجہ سے مشہور چشتی بزرگ سید السادات مقبول بارگاہ رسالت مآب حضرت میر سید عبدالواحد بلگرامی عریضیہ فرماتے ہیں:

ز تفصیل شیخین کارت نکو	محبت با ایں ہر چہارت نکو
ولی فضل شیخین مفرط شمار	محبت بہر چار گر استوار
نبائی تو در ر فض مستحکم ست (۱)	ورت فضل شیخین و در دل کم است

یعنی ان چاروں سے محبت کرنا بھلائی ہے اور شیخین کو افضلیت دینے میں تیرے انجام کی بہتری ہے ان چاروں سے سچی محبت رکھ (تجھے چار یار کے نعرہ سے موت نہیں آنی چاہیے) لیکن شیخین کی فضیلت زیادہ مان اور اگر تیرے دل میں شیخین سے محبت کم ہے تو سمجھ لے کہ تیری بنیاد ر فض میں مضبوط ہوتی چلی جا رہی ہے۔

(۱) سبع سنابل ص ۱۰ مطبوعہ مکتبہ قادریہ لاہور

روافض:

اس بات کو اگر سرعام تسلیم نہ کریں لیکن اپنی جگہ خود تسلیم کریں گے کہ پہلے صرف سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف بکواس بازیاں اور پھر ترقی ہوئی اور حق چاریار کی مخالف اور مزید برآں حضرت علی کو باطنی فضیلت دے دی اور ابھی پتہ نہیں یہ ابن سبأ کی اول کیا کیا کرتب دکھائے گی اور کیسے کیسے روافض کے نئے شگونے لائے گی۔

کہاں تک سنو گے کہاں تک سناؤں
رافضیوں کی خرافات کہاں تک بتاؤں

چار یاروں کے ہاتھوں میں کنکروں کی تسبیحات:

امام ابو شکور سالمی رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور و معروف کتاب تمہید ابو شکور سالمی جس کا درس حضور فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ دیتے تھے۔ اور یہ وہ شخصیت ہیں کہ جو حضور داتا علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کے ہم عصر ہے وہ داتا علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ جنکے بارے میں حضور سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرمایا تھا کہ اگر میں انکے دور میں ہوتا تو میرے پیر ہوتے اور میں ان کا مرید ہوتا۔

خوف خدا شرم نبی یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

بہر حال وہ حدیث نقل فرماتے ہیں کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کنکر اٹھائے تو ان کنکریوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک میں تسبیح کی اور انکی تسبیح سنی جاتی تھی وہ یہ پڑھتی تھی "سبحان اللہ والحمد للہ" اللہ تعالیٰ پاک ہے اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کنکریاں رکھ دیں اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ تم ان کنکریوں کو اٹھاؤ جب انہوں نے کنکریوں

کو اٹھایا تو آپ کے ہاتھ میں کنکریوں نے تسبیح یعنی سبحان اللہ والحمد للہ کا ورد کیا اسی طرح حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کے ہاتھوں میں بھی تسبیح کرتی تھیں اس مجلس میں حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ بھی تھے حضور ﷺ نے فرمایا اے ابو ذر تم بھی اٹھاؤ جب انہوں نے اٹھائیں تو ان کے ہاتھ میں کنکریوں نے تسبیح نہیں کی حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ یہ کیا بات ہے ان حضرات کے ہاتھوں میں کنکریوں نے تسبیح کی اور میرے ہاتھ میں تسبیح نہیں کی نبی ﷺ نے فرمایا اے ابو ذر تم ان چاروں کے برابر ہونا چاہتے ہو؟ (۱)

امام ابو شکور سالمی رحمہ اللہ مزید لکھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے لوگو ان چاروں کی محبت جمع نہ ہوگی مگر مومن کے دل میں اور جس کے دل میں ان کی محبت نہ ہوگی وہ منافق ہے جو ان سے محبت کرے گا وہ مجھ سے محبت کرے گا اور جو ان سے بغض رکھے گا وہ مجھ سے بغض رکھے گا یہ چاروں مومنوں کے دنیا و آخرت میں سردار ہیں ان سے بغض رکھنے والا شیقی و بد بخت ہے (جیسا کہ روافض) اور ان سے محبت رکھنے والا مومن متقی ہے الہی میں نے تبلیغ کر دی دیواروں اور باب مسجد سے آوز آئی الہی جو ان سے بغض رکھے تو ان پر لعنت کرے تو دیواروں نے کہا آمین اس معجزہ کو دیکھ کر اس دن تیس یہودی اور پچاس منافق ایمان لائے۔ (۲)

(۱) تمہید ابو شکور سالمی کشبی ص ۳۶۳ مترجم ابوالبرکات سید احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ مطبوعہ فرید بک سنال لاہور، شرف المصطفیٰ ص ۲۹ ج ۶

(۲) تمہید ابو شکور سالمی کشبی ص ۳۶۶ مترجم ابوالبرکات سید احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ مطبوعہ فرید بک سنال لاہور

مقام افسوس:

یہ ہے کہ کنکریاں جو بے جان ہیں انکو بھی حق چاریار کا مقام و مرتبہ معلوم ہے۔ لیکن یہ دو ٹانگوں والے حیوان کو چاریار کا مقام و مرتبہ معلوم نہیں۔ جب دیواریں جو کہ بے جان ہیں ان پر بھیجی جانے والی لعنت پر آمین کہیں تو ان کا حال یہی ہونا ہے۔ مولانا روم کی یہ آواز آج بھی مسلمان کے دل میں گونج کر ٹھنڈک پیدا کر رہی ہے کہ:

مونس احمد بہ مجلس چاریار
مونس بوجہل عتبہ ذوالخمار

محمد مصطفیٰ ﷺ کے مونس چاریار تھے اور ابو جہل کے مونس ابو جہل عتبہ شراہی تھا۔ اہلسنت تو چاریار کو مانتے ہیں روا فض انکے منکر ہیں تو پھر ابو جہل اور عتبہ کو اپنا امام مانتے ہوں گے۔

نہ بچو گے تم اور نہ ساتھی تمہارے
ناؤ ڈوبی تو ڈوبو گے سارے

حق چاریار حراء پر:

”عن سعید بن زید قال، اہتز حراء فقال رسول اللہ ﷺ
اثبت حراء، فلیس علیک الانبی اوصدیق اوشہید،
وعلیہ رسول اللہ ﷺ، وابو بکر و عمرو عثمان و علی
رضی اللہ عنہم الحدیث“ (1)

(1) السنن الكبرى للنسائی جلد ۵ ص ۴۷، سنن ابن ماجہ ج ۱ ص ۹۵ رقم ۱۳۴، فضائل الصحابة ج ۱ ص ۱۱۳ رقم ۸۳، موسسة الرسالة بیروت، مسند احمد بن حنبل رقم ۱۶۳۵، مسند بزاز ج ۳ ص ۹۱ حدیث ۲۶۳، مكتبة العلوم الحکمة المدینة المنورة، سنن دارقطنی ج ۵ ص ۳۵۲ رقم ۲۴۴۲ موسسة الرسالة بیروت

یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اے حراء، ٹھہر جا، تیرے اوپر نبی، صدیق یا شہید کے سوا کوئی نہیں، اس وقت پہاڑ پر رسول اللہ ﷺ، ابو بکر، عمر، عثمان اور علی اور چند دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم تھے۔

حق چاریار کا تذکرہ:

”اراف امتی بامتی ابوبکر، واشدهم فی دین اللہ عمر،
واصدقم حیاء عثمان واقضاهم علی رضی اللہ عنہم الحدیث“ (۱)

یعنی میری امت میں سے میری امت پر سب سے زیادہ مہربان ابو بکر ہے، اللہ کے دین کے معاملے میں سب سے سخت عمر ہے، سب سے زیادہ حیاء والا عثمان ہے اور سب سے بڑا قاضی علی رضی اللہ عنہم ہے۔

حق چاریار کی موافقت تاجدار کائنات:

”روی انه لما قال ا حبيب الى من دنيا کم ثلاث الطيب
والنساء وجعل قره عيني في الصلوة قال ابو بكر رضی اللہ عنہ وانا
يارسول اللہ ﷺ حبيب الى من الدنيا ثلاث النظر الى
وجهك وجمع المال للانفاق عليك والتوسل بقرابتك
اليك وقال عمر رضی اللہ عنہ وانا يارسول اللہ ﷺ حبيب الى من
الدنيا ثلاث الامر بالمعروف والنهي عن المنكر والقيام

(بقیہ) المعجم الاوسط رقم ۸۲۲۹، مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱۲ ص ۱۴ رقم ۳۲۶۱۱ دار السلفیہ الہندیہ
القديميہ، مجمع الزوائد ج ۹ ص ۲۳۶ رقم ۴۹۲۰ دار الفكر بیروت، سنن ترمذی ج ۶ ص ۱۰۹ رقم ۳۵۴، دار الغرب
الاسلامی بیروت، سنن ابی داؤد ج ۳ ص ۲۱۱ رقم ۴۶۳۸ دار الفكر بیروت، المستدرک الصحیحین ج ۳ ص
۲۵۰ رقم ۵۸۹۸ دار الکتب العلمیہ بیروت، السن لابن ابی عاصم ج ۲ ص ۶۱۸ رقم ۱۱۳۲۸ المکتب الاسلامی
بیروت، الطبقات الكبرى ج ۳ ص ۳۸۳ رقم ۴۲۳۲، البدایہ والنہایہ ج ۴ ص ۳۹۳ دار احیاء التراث العربی
بیروت

کنز العمال جلد ۱۱ ص ۲۹۶

(۱)

بامر اللہ وقال عثمان رضی اللہ عنہ حبب الی ثلاث اطعام الجائع وارواء الظمان وكسوة العاری وقال علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ وانا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حبب الی من الدنیا ثلاث الصوم فی الصیف واقراء الضیف والضرب بین یدیک بالسیف۔ (۱)

روایت کی گئی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے تمہاری دنیا سے تین چیزوں سے محبت ہے، خوشبو، عورت اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی دنیا کی تین چیزوں سے محبت کرتا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رخ انور کی زیارت کرنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر خرچ کرنے کے لئے مال جمع کرنا، آپ کی طرف آپ کی قرابت کے ساتھ تو سل پکڑنا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں دنیا کی تین چیزوں سے محبت کرتا ہوں "امر بالمعروف۔ نہی عن المنکر" اور اللہ تعالیٰ کے لیے قیام کرنا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بھی تین چیزیں پسند ہیں، بھوکے کو کھانا کھلانا، پیاسے کو پانی پلانا اور برہنہ کو کپڑے پہنانا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی دنیا سے تین چیزیں پسند کرتا ہوں۔ گرمیوں میں روزے رکھنا، غروب آفتاب کے وقت پڑھنا، اور آپ کے سامنے تلوار کی ضرب لگانا۔

حق چار یار اور قیام قیامت:

"عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا اول من تنشق عنه الارض ثم ابو بکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی

(۱) شرف المحسطنی ج ۶ ص ۲۳ مطبوعہ دارالبشائر الاسلامیہ، روح البیان سورہ نمل آیت ۶۲

ثم انزل ثم اتى اهل البقيع ثم انتظر اهل مكة فتشق عنهم
ثم يقوم الخلائق“ (1)

حضرت ابن عمر رضي الله عنهما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلى الله عليه وسلم نے فرمایا کہ
میں وہ پہلا شخص ہوں کہ جب زمین شق ہوگی تو باہر نکلوں گا پھر ابو بکر،
پھر عمر پھر عثمان پھر علی المر ترضی رضي الله عنهم پھر اہل بقیع آئیں گے پھر اہل مکہ کا
انتظار کروں گا تو وہ زمین سے نکلیں گے پھر مخلوق قائم ہوگی۔

یعنی پتہ چلا کہ جس طرح حق چاریار کے منکر یہاں جلتے ہیں اور حق چاریار کا نعرہ لگانے سے
روکتے ہیں انکی یہی جلتے والی حالت وہاں بھی ہوگی جب یہ تاجدار کائنات رضي الله عنه کے ارد گرد
حق چاریار کی عملی تصویر دیکھیں گے:

مرو گے یونہی جل جل کر
نعرہ تحقیق حق چاریار لگانا ہم نہ چھوڑیں گے

حق چاریار اور حساب و کتاب:

”عن ابی امامة رضي الله عنه قال سمعت ابا بكر الصديق رضي الله عنه
يقول للنبي صلى الله عليه وسلم من اول من يحاسب قال انت يا ابا بكر
قال ثم من قال عمر رضي الله عنه قال ثم من قال علي رضي الله عنه ثم قال
من قال فعثمان رضي الله عنه قال سألت ربي ان يهب لي حسابہ
فلا يحاسبه فوهب لي“ (2)

(1) رياض النضره ص ۵۲ مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت

(2) رياض النضره ص ۵۲ مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے سنا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرش کی سب سے پہلے کون حساب دے گا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابو بکر رضی اللہ عنہ تو، عرش کی پھر کون آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمر رضی اللہ عنہ عرش کی پھر کون آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی رضی اللہ عنہ پھر عرش کی گئی تو عثمان تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اس کا حساب اپنے رب سے سوال کر کے اپنے بہہ کر لیا ہے اس کا حساب مجھے بخش دیا گیا ہے یعنی عثمان بن عفان کا حساب میرے ذمے ہے۔

روافض جو سیادت کا لبادہ اوڑھ کر یہ کہتے ہیں کہ ہم قیامت کے دن ابو بکر رضی اللہ عنہ سے زیادہ نوازے جائیں گے کیونکہ ہم سید ہیں اور ابو بکر رضی اللہ عنہ سید نہیں وہ غلط فہمی میں مبتلا ہیں۔

فقیر سادات کا غلام ہے سادات کے قدموں کی خاک ہے۔ اور یہی وہ ہستیاں ہیں جن کے صدقے ہم جیسوں پر بھی کرم ہو رہا ہے۔ اور جو سادات کرام کا گستاخ ہو اسے سنی اور مسلمان کہلوانے کا کوئی حق نہیں ہے کیونکہ کائنات کی ساری رونقیں انہیں کے دم قدم سے ہیں لیکن شرط یہ ہے کہ اصل اور سچا سید ہو، نام نہاد سید نہ ہو یوں تو تمام اہل تشیع اپنے آپکو سید کہلواتے ہیں اور دیوبندیوں میں بھی سید بنے بیٹھے ہیں اور جو اصل سید ہو اور صحیح العقیدہ ہو اس کا ادب کرنا لازم و فرض ہے اگرچہ عمل کی کتنی بڑی ہی کوتاہی اس میں کیوں نہ ہو لیکن اگر عقیدہ درست ہے تو قابل تعظیم ہے۔ میرے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد مائتہ حاضرہ مؤید ملت طاہرہ امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر کس نے سادات کا ادب کیا اور یہ کسی سے مخفی بھی نہیں جیسا کہ پاکی والی مشہور روایت سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے اور اسی روایت کو سنا کر بعض لوگ یہ کہتے ہوئے سنے گئے ہیں کہ فکر رضا تو یہ ہے کہ سادات کرام کا احترام کیا جائے جب کہ آج کل لوگ فکر رضا کا نعرہ لگاتے ہیں اور سادات کا احترام نہیں کرتے۔

یہ بات مسلم ہے اگر سید صحیح العقیدہ سنی ہو تو اس کا احترام لازم ہے مگر رافضی ہو تو اس کا نہیں اور فکر رضا کا نام لے کر لوگوں کو ورغلانے والے ادھر نظر کیوں نہیں کرتے کہ فضیلت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی تو فکر رضا ہے دفاع امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی فکر رضا ہے حق چاریار کا نعرہ لگانا بھی فکر رضا ہے اور اثبات عدم ایمان ابو طالب بھی فکر رضا ہے تو اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی یہ افکار بھی لوگوں کو بتایا کرو صرف اپنے مقصد کے حصول کے لئے ایک چیز لے کر رکشے کی طرح شور نہیں ڈالنا چاہیے تو آئیے بد عقیدہ سید کے بارے میں اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کا فتویٰ بھی سن لیجئے۔

مسئلہ: ازامروہہ مرسلہ رفیق احمد صاحب عباسی محلہ ۱۹ ربیع الاول شریف ۱۳۳۶ھ
مرشدی و مولائی مدفیو ضکم العالی بعد آداب و نیاز غلامانہ گزارش ہے کہ یہاں بعض اشخاص اس امر کے مدعی ہے کہ سادات بنی فاطمہ رضی اللہ عنہم میں سے کوئی تنفس خواہ وہ کوئی مشرب رکھتا ہو اور کیسے ہی اعمال کا ہونا نار دوزخ سے بری ہے اور ثبوت میں آیت تطہیر و حدیث "اکرموا اولادی الخ" (میری اولاد کا احترام کرو) وغیرہ کے علاوہ شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی فتوحات مکیہ کا باب سلمان فارسی پیش کرتے ہیں اس کے متعلق آں قبلہ کی جو کچھ رائے اقدس ہو اس سے مطلع فرمائیے زیادہ آرزوئے قدم بوسی فقط۔

الجواب:

سید کوئی مشرب رکھتا ہو یہ لفظ بہت وسیع ہے آجکل بہت مشرب صریح کفر و ارتداد کے ہیں۔ جیسے قادیانی، نیچری، رافضی، وہابی، چکڑالوی، دیوبندی وغیرہم جو مشرب رکھتا ہو ہرگز سید نہیں۔ "انہ لیس من اہلک فانہ عمل غیر صالح" وہ تیرے گھر والوں میں سے نہیں بے شک اس کے کام بہت نالائق ہیں۔^(۱)

(۱) فتاویٰ رضویہ شریف ج ۲۹ ص ۲۳۹ رضا فاؤنڈیشن لاہور

عرض! بعض علی گڑھی کو سید صاحب کہتے ہیں:

ارشاد: وہ تو ایک خبیث مرتد تھا حدیث میں ارشاد فرمایا: "لا تقولوا للمنافق سیداً فانہ ان یکن سیدکم فقد اسخطتم ربکم" منافق کو سید نہ کہو کہ وہ اگر تمہارا سید ہو تو یقیناً تم نے اپنے رب کو غضب دلایا۔^(۱)

سید کفریہ عقیدہ نہیں رکھ سکتا:

ولید بلید خواہ کوئی پلید ختم نبوت کا ہر منکر عنید صراحتہ جاحد ہو یا تاویل کا مرید مطلقاً نفی کرے یا تخصیص بعید امیری قاسمی مشہدی مرید، رافضی غالی وہابی شدید، سب صریح کافر مرتد طرید "علیہم لعنة العزیز الہمید" (ان پر اللہ عزوجل کی لعنت ہو) اور جو کافر ہو وہ قطعاً سید نہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ "انہ لیس من اہلک انہ عمل غیر صالح"۔ وہ تیرے گھر والوں میں نہیں بیشک اس کے کام بڑے نالائق ہیں۔

نہ اسے سید کہنا جائز۔

منافق کو سید نہ کہو:

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

"لا تقولوا للمنافق سیداً فانہ ان یکن سیداً فقد اسخطتم ربکم عزوجل۔ رواہ ابو داؤد والنسائی بسند صحیح عن بریدۃ بن عبد اللہ"۔

(۱) ملفوظات شریف ص ۲۸۸ مطبوعہ احمد رضا بریلوی کتب خانہ کراچی۔ الادب المفرد للبخاری حدیث ۶۰، سنن ابی داؤد ج ۲ ص ۲۹۵ رقم ۳۹۴۴ دار الفکر بیروت، شرح مشکل الآثار ج ۵ رقم ۵۹۱۰، مسند الرسالہ بیروت، الفتاویٰ حدیثیہ ص ۲۹۵، مسند بزاز ج ۱ ص ۲۴۴ رقم ۳۳۸۲ مکتبۃ العلوم المدینۃ المنورہ

منافق کو سید نہ کہو کہ اگر وہ تمہارا سید ہو تو بیشک تم پر تمہارے رب
عزوجل کا غضب ہو اس کو ابو داؤد اور نسائی نے بسند صحیح حضرت بریدہ
رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

روایت حاکم کے لفظ یہ ہیں رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

"اذا قال الرجل للمنافق يا سيد فقد اغضب ربه
عزوجل" (۱)

جو کسی منافق کو "اے سید" کہے اس نے اپنے رب کا غضب اپنے اوپر
لیا۔ والعیاذ باللہ رب العلمین۔

پھر یہی نہیں کہ یہاں صرف اطلاق لفظ سے ممانعت شرعی اور نسب سیادت کا انتقالِ حتمی
ہو چاہتا بلکہ واقع میں کافر اس نسل طیب و طاہر سے تھا ہی نہیں اگرچہ سید بنتا اور لوگوں میں
براہ غلط سید کہلاتا ہو آئمہ دین اولیائے کاملین علمائے عالمین رضی اللہ عنہم تصریح فرماتے ہیں کہ
سادات کرام بجز اللہ تعالیٰ خباثت کفر سے محفوظ و مصون ہیں جو واقعی سید ہے اس سے کبھی
کفر واقع نہ ہو گا، قال اللہ تعالیٰ:

"انما یرید اللہ لیذهب عنکم الرجس اهل البیت و یطہرکم تطہیرا"

اللہ یہی چاہتا ہے کہ تم سے نجاست دور رکھے اے نبی کے گھر والو! اور تمہیں خوب پاک کر
دے ستر کر کے۔

(۱) المستدرک علی الصحیحین ج ۳ ص ۳۱۱ رقم ۸۶۵، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ج ۱،
الاحادیث رقم ۲۴۳۶

تمام فوائد اور بزار و ابو یعلیٰ مسند اور طبرانی کبیر اور حاکم باقادہ تصحیح مستدرک میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے راوی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

"ان فاطمة احصنت فرجها فحرمها الله وذريتها على النار".

پیشک فاطمہ بنتیہا نے اپنی حرمت پر نگاہ رکھی تو اللہ عزوجل نے اسے اور اس کی ساری نسل کو آگ پر حرام کر دیا۔

اہل بیت سے کوئی بھی جہنمی نہیں:

ابو القاسم بن بشر ان اپنے امالی میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے راوی، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

"سألت ربي ان لا يدخل احدا من اهل بيتي النار فاعطانيها".

میں نے اپنے رب عزوجل سے سوال کیا کہ میرے اہل بیت سے کسی کو دوزخ میں نہ ڈالے اس نے میری یہ مراد عطا فرمائی۔

اہل بیت عذاب سے بری ہیں:

طبرانی بسند صحیح حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی رسول اللہ ﷺ نے حضرت بتول بنتیہا سے فرمایا:

"ان الله تعالى غير معذبك ولا ولدك".
بیشک اللہ تعالیٰ نہ تجھے عذاب فرمائے گا نہ تیری اولاد کو۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وجہ تسمیہ:

ابن عساکر حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے راوی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

"انما سمیت فاطمة لان الله فطمها وذريتها عن النار
يوم القيامة"

فاطمہ اس لئے نام ہوا کہ اللہ عزوجل نے اسے اور اس کی نسل کو روز
قیامت آگ سے محفوظ فرما دیا۔

اہل بیت آگ میں نہیں جاسکتے:

قرطبی آیہ کریمہ "ولسوف يعطيك ربك فترضى" کی تفسیر میں حضرت ترجمان
القرآن رضی اللہ عنہ سے ناقل کہ انھوں نے فرمایا:

"رضا محمد ﷺ ان لا يدخل احد من اهل بيته النار"

یعنی اللہ عزوجل نے حضور اقدس ﷺ سے راضی کر دینے کا وعدہ
فرمایا اور محمد ﷺ کی رضا اس میں ہے کہ ان کے اہل بیت سے کوئی
دوزخ میں نہ جائے۔

نار دو قسم کی ہے: نار تطہیر کہ مومن عاصی جس کا مستحق ہو، اور نار خلود
کافر کے لئے ہے۔ اہلبیت کرام میں حضرت امیر المومنین مرتضیٰ
و حضرت بتول زہرا و حضرت سید مجتبیٰ و حضرت شہید کربلا رضی اللہ
تعالیٰ عنہم علی سید ہم و علیہم وبارک و سلم تو بالقطع والیقین ہر قسم سے
ہمیشہ ہمیشہ محفوظ ہیں اس پر تو اجماع قائم اور نصوص متواترہ حاکم باقی
نسل کریم تا قیامت کے حق میں اگر بفضلہ تعالیٰ مطلق دخول سے

مخفی لیجئے اور یہی ظاہر لفظ سے متبادر، اور اسی طرف کلمات اہل تحقیق ناظر، جب تو مراد بہت ظاہر، اور منع خلود مقصود جب بھی نفی کفر پر دلالت موجود۔ (۱)

بد عقیدہ سید:

اگر کہئے بعض کٹر نیچری بیٹھار اشد غالی رافضی بہت سچے ملحد جھوٹے صوفی کچھ ہفت خاتم شش مثل والے وہابی غرض بکثرت کفار کہ صراحتہ منکرین ضروریات دین ہیں سید کہلاتے میر فلاں لکھے جاتے ہیں۔

اقول کہلانے سے واقعیت تک ہزاروں منزل ہیں نسب میں اگر چہ شہرت پر قناعت "والناس امناء علی انسابہم" (لوگ اپنے نسبوں میں امین ہیں) مگر جب خلاف پر دلیل قائم ہو تو شہرت بے دلیل نامقبول و علیل اور خود اس کے کفر سے بڑھ کر نفی سیادت پر اور کیا دلیل درکار، کافر نجس ہے: "قال اللہ تعالیٰ انما المشرکون نجس"۔ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ بیشک مشرک نرے ناپاک ہیں) اور سادات کرام طیب و طاہر "قال اللہ تعالیٰ ویطہرکم تطہیرا" (اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اور تمہیں پاک کر کے خوب ستھرا کر دے) اور نجس و طاہر باہم متبائن ہیں کہ ایک شی پر معان کا صدق مجال، جب علمائے کرام تصریح فرما چکے کہ سید صحیح النسب سے کفر واقع نہ ہو گا اور یہ شخص صراحتہ کافر تو اس کا سید صحیح النسب نہ ہونا ضرورۃ ظاہر، اب اگر اس نسب کریم سے انتساب پر کوئی سند معتمد نہ رکھتا ہو تو امر آسان ہے ہزاروں اپنی اغراض فاسدہ سے براہ دعوی سید بن بیٹھے۔

غله تا ارزاں شود امسال سید می شوم
(اس سال سید بنوں گاتا کہ خوراک میں آسانی ہو)

(۱) فتاویٰ رضویہ ج ۱۵ ص ۴۳۲، ۴۳۱، ۴۳۰ مطبوعہ مکتبہ رضا فاؤنڈیشن لاہور

رافضی سید:

رافضی صاحبوں کے یہاں تو یہ بائیں ہاتھ کا کھیل ہے، آج ایک رذیل سے رذیل دوسرے شہر میں جا کر رفض اختیار کرے کل میر صاحب کا تمغا پائے تو فلاں کافر سے کیا دور ہے کہ خود بن بیٹھا ہو یا اس کے باپ دادا میں کسی نے ادعائے سیادت کیا اور جب سے یونہی مشہور چلا آتا ہو، اور اگر بالفرض کوئی سند بھی ہو تو اس پر کیا دلیل ہے کہ یہ اسی خاندان کا ہے جس کی نسبت یہ شہادت تامہ ہے، علامہ محمد بن علی صبان مصری اسعاف الراغبین فی سیرة المصطفیٰ وفضائل اہل بیت الطاہرین میں فرماتے ہیں:

"ومن این تحقق ذلک لقیام احتمال زوال بعض النساء

وکذب بعض الاصول فی الانتساب"

یہ کیسے ثابت ہوا جبکہ بعض عورتوں کی غلط کاری اور نسب بنانے میں بعض مردوں کے جھوٹ کا احتمال ہے۔

یہ وجوہ ہیں ورنہ حاشا للہ ہزار ہزار حاشا للہ نہ بطن پاک حضرت بتول زہراؑ میں معاذ اللہ کفر و کافر کی گنجائش، نہ جسم اطہر سید عالم ﷺ کا کوئی پارہ کتنے ہی بعد پر عیاذ باللہ دخول نار کے لائق۔

الحمد للہ یہ دو دلیل جلیل واجب التعویل ہیں کہ کوئی عقیدہ کفر یہ رکھنے والا رافضی وہابی متصوف نیچری ہرگز سید صحیح النسب نہیں۔

رافضی شکلیں شکلوں سے سمجھیں:

تین قیاس پر مشتمل:

دلیل اول:

- (۱) یہ شخص کافر ہے اور ہر کافر نجس نتیجہ: یہ شخص نجس ہے۔
- (۲) ہر سید صحیح النسب طاہر ہے اور کوئی طاہر نجس نہیں۔ نتیجہ: کوئی سید صحیح النسب نجس نہیں
- (۳) اب یہ دونوں نتیجے ضم کیجئے یہ شخص نجس ہے اور کوئی سید صحیح النسب نجس نہیں۔ نتیجہ: یہ شخص سید صحیح النسب نہیں۔

قیاس اول کا صغری مفروض اور کبری منصوص، اور دوم کا صغری منصوص اور کبری بدیہی تو نتیجہ قطعی

دلیل دوم:

- قیاس مرکب، یہ بھی تین قیاسوں کو متضمن، یہ شخص کافر ہے اور ہر کافر مستحق نار، نتیجہ: یہ شخص مستحق نار ہے اور نبی ﷺ کے جسم اقدس کا کوئی پارہ مستحق نار نہیں۔
- نتیجہ: یہ شخص نبی ﷺ کے جسم اقدس کا پارہ نہیں اور ہر سید صحیح النسب نبی ﷺ کے جسم اقدس کا پارہ ہے۔
- نتیجہ: یہ شخص سید صحیح النسب نہیں۔

پہلا کبریٰ منصوص قرآن، اور دوسرے کا شاہد ہر مومن کا ایمان، اور تیسرا عقلاً فقہاً واضح البیان۔ (۱)

روافض کے متعلق اندازاً حضرت رضی اللہ عنہ کی ایک جھلک:

علمائے کرام کا اس میں کیا ارشاد ہے کہ ایک رافضی نے کہا کہ آیہ کریمہ "ان من المجرمین منتقمون" کے اعداد (۱۲۰۲) ہیں، اور یہی عدد ابو بکر عمر عثمان رضی اللہ عنہم کے ہیں۔ یہ کیا بات ہے؟ بینوا توجروا۔ - المستفتی قاضی فضل احمد لدھیانوی ۲۱ صفر ۱۳۳۹ھ

الجواب

روافض "لعنہم اللہ تعالیٰ" کی بنائے مذہب ایسے ہی اوہام بے سرو پا، درہو ہے۔
اولاً: ہر آیت عذاب کے عدد اسمائے اخیار سے مطابق کر سکتے ہیں، اور ہر آیت ثواب کے (عدد) اسمائے کفار سے۔ کہ اسمائے وسعت وسیعہ ہے۔

ثانیاً: امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے تین صاحب زادوں کے نام ابو بکر، عمر، عثمان رضی اللہ عنہم ہیں۔ رافضی نے آیت کو ادھر پھیرا، کوئی ناصبی ادھر پھیر دے گا، اور دونوں ملعون ہیں۔ حدیث میں ہے سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی ولادت پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے اور ارشاد فرمایا "أرونی ابنی ما ذ اسمیتموہ" مجھے میرا بیٹا دکھاؤ تم نے اس کا کیا نام رکھا ہے؟ مولیٰ علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی: حرب۔ فرمایا: نہیں، بلکہ وہ حسن ہے۔ پھر سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی ولادت پر تشریف لے گئے اور فرمایا: مجھے میرا بیٹا دکھاؤ، تم نے اس کا کیا نام رکھا؟ مولیٰ علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی: حرب۔ فرمایا: نہیں، بلکہ وہ حسین ہے۔ پھر

(۱) فتاویٰ رضویہ ج ۱۵ ص ۴۳، ۴۸، مطبوعہ مکتبہ رضا فاؤنڈیشن لاہور

حضرت محسن کی ولادت پر وہی فرمایا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے وہی عرض کی۔ فرمایا نہیں وہ محسن ہے۔ پھر فرمایا: میں نے ان بیٹوں کے نام ہارون علیہ السلام کے بیٹوں پر رکھے شبر، شبیر، مشبر۔ حسن، حسین، محسن ان سے ہم وزن و ہم معنی۔

اس سے مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو تشبیہ ہوئی کہ اولاد کے نام اختیار کے ناموں پر رکھنے چاہئیں لہذا اس کے بعد صاحب زادوں کے نام ابو بکر، عمر، عثمان عباس رضی اللہ عنہم وغیر ہم رکھے۔

ثالثاً: رافضی نے اعداد غلط بتلائے۔ امیر المؤمنین عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے نام پاک میں الف نہیں لکھا جاتا، تو عدد ۱۲۰۱ ہیں، نہ کہ دو۔

(۱) ہاں اورا فضی! بارہ سو دو عدد کا ہے کے ہیں؟۔ ابن سبار افضیہ کے۔

(۲) ہاں اورا فضی! بارہ سو دو عدد ان کے ہیں، ابلیس، یزید، ابن زیاد، شیطان، الطاق کلینی ابن بایویہ، قتی، طوسی، حلی۔

(۳) ہاں اورا فضی! اللہ عزوجل فرماتا ہے: "ان الذین فرقوا دینہم وکانوا شیعہ لست منہم فی شییء" (انعام) بے شک جنہوں نے اپنا دین ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور شیعہ ہو گئے اے نبی تمہیں ان سے کچھ علاقہ نہیں۔ اس آیت کریمہ کے عدد ۲۸۲۸ ہیں، اور یہی عدد ہیں، روافض، اثنا عشریہ، شیطنیہ اسمعیلیہ کے۔ اور اگر اپنی طرح سے اسمعیلیہ میں الف چاہیے تو یہی عدد ہیں روافض، اثنا عشریہ، و نصیریہ، اسماعیلیہ کے۔

(۴) ہاں اورا فضی! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لہم اللعنة ولہم سوء الدار (رعد) ان کے لئے ہے لعنت اور ان کے لئے ہے برا گھر۔ اس کے عدد ۲۲۲ ہیں اور یہی عدد ہیں، شیطان، الطاق، طوسی، حلی کے۔

(۵) نہیں اور افضی! بلکہ اللہ عزوجل فرماتا ہے: اولئک ہم الصدیقون والشهداء عند ربهم لهم اجرهم (حدید) وہی اپنے رب کے وہاں صدیق اور شہداء ہیں ان کے لئے ان کا ثواب ہے۔ اس کے عدد (۱۴۴۵) ہیں اور یہی عدد ہیں ابو بکر، عمر، عثمان، علی، سعید کے۔

(۶) نہیں اور افضی! بلکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، "اولئک ہم الصدیقون والشهداء عند ربهم لهم اجرهم ونورهم" (حدید) وہی اپنے رب کے حضور صدیق و شہید ہیں ان کے لئے ہے ان کا ثواب اور ان کا نور۔ اس کے اعداد (۱۷۹۲) ہیں، اور یہی عدد ہیں ابو بکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ، زبیر، سعد کے۔

(۷) نہیں اور افضی! بلکہ اللہ عزوجل فرماتا ہے: "والذین امنوا باللہ ورسولہ اولئک ہم الصدیقون والشهداء عند ربهم لهم اجرهم ونورهم"۔ (حدید) جو لوگ ایمان لائے اللہ اور اس کے رسولوں پر وہی اپنے رب کے نزدیک صدیق و شہید ہیں ان کے لئے ہے ان کا ثواب اور ان کا نور۔ آئیہ کریمہ کے عدد تین ہزار سولہ اور یہی عدد ہیں صدیق، فاروق، ذوالنورین، علی، طلحہ، زبیر، سعد، سعید، ابو عبیدہ عبد الرحمن بن عوف کے۔

الحمد للہ آئیہ کریمہ کا تمام و کمال جملہ مدح بھی پورا ہو گیا، اور حضرات عشرہ مبشرہ کے اسمائے طیبہ بھی سب آگئے۔ جس میں اصلاً تکلف اور تصنع کو دخل نہیں۔

کچھ روزوں سے آنکھ دکھتی ہے۔ یہ تمام آیات عذاب و اسمائے شرار، و آیات مدح و اسمائے انبیاء کے عدد محض خیال میں مطابق کئے جن میں صرف چند منٹ صرف ہوئے۔ اگر لکھ کر اعداد جوڑے جاتے تو مطابقتوں کی بہار نظر آتی۔ مگر بعونہ تعالیٰ اس قدر بھی کافی ہے۔
وللہ الحمد واللہ تعالیٰ اعلم

اس فتویٰ کو نقل کر کے مولوی صاحب موصوف کتاب مذکور کے ۴۶۵ میں تحریر فرما رہے ہیں۔ راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ شیعہ یعنی رافضی کا تو ماشاء اللہ دلیہ نہیں بلکہ قیصر گیا۔ اب مجال دم زدن نہیں۔ فقیر نے یہ کرامت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد حاضرہ امام اہل سنت و جماعت رضی اللہ عنہ پچشم خود ملاحظہ کی کہ چند لمحوں میں ان تمام آیات و اعداد کی مطابقت زبان فیض والہام ترجمان سے فرمائی۔ یہ رات کا وقت تھا، قریب نصف گزر چکی تھی، واللہ باللہ عدد اختیار و اشرار کے اسما بلا سوچے اور بے تامل کئے فرمادئے فقیر سوا اس کے اور اندازہ نہیں کر سکتا کہ یہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی کرامت کا اظہار بذریعہ القائے ربانی اور الہام سبحانی تھا۔ اس سے بیشتر جب کہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے کتاب سماعت فرماتے ہوئے، متعدد جگہ فرقہ وہابیہ اور معترض پر نکات اعداد جمل کی مطابقت ملاحظہ فرمائی تو اسی وقت معابلا غور تامل کے یوں فرمایا: جناب نے فرمایا کہ لکھو۔ فقیر تعمیل حکم اس طرح پر کی۔ آیت قرآنی:

(۱) "اهلکنہم انہم کانوا مجرمین" کے اعداد (۶۶۸) جو برابر ہیں اعداد رشید احمد گنگوہی کے۔

(۲) "لقد قالوا کلمۃ الکفر وکفروا بعد اسلامہم" (توبہ) اعداد (۱۲۶۳) جو برابر ہیں اشرف علی صاحب تھانوی کے

(۳) "شیطانا مریدا لعنہ اللہ" (نساء) کے اعداد (۸۴۷) ہیں اور وہی اعداد ہیں حاجی قاسم صاحب نانوتوی کے۔

"سبحان اللہ وبحمدہ" کیا قدرت الہیہ کا جلوہ اور تقدیر الہی کا نظارہ ہے کہ گویا تبارک و تعالیٰ نے اپنے علم میں ان لوگوں کے حالت کی طرف اشارہ فرمادیا ہے۔ جو بند گاہ رب العلیٰ اور خاصان بارگاہ خدا اس قسم کے کشف والہام سے بیان فرما سکتے ہیں، اور عوام سمجھا سکتے ہیں۔ "ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم"۔ (۱)

(۱) حیات اعلیٰ حضرت ج ۱ ص ۳۱۸ تا ۳۲۲ مطبوعہ کشمیر انٹرنیشنل پبلشرز لاہور

حق چاریار اور دعائے مصطفیٰ کریم ﷺ:

”عن النبی ﷺ اللهم انک بارکت لامتی فی صحابتی
فلا تسلبهم البرکة واجمعهم علی ابی بکر اللهم واعز
عمر بن الخطاب وصبر عثمان ووفق علیاً رضی اللہ عنہم“ (1)
نبی کریم ﷺ دعا فرمایا کرتے اے اللہ تو نے میرے صحابہ کو میرے
امت کیلئے برکت بنایا اس برکت کو ہمیشہ قائم رکھ ابو بکر پر سب کو متفق
کردے فاروق اعظم کو عزت عطا کر عثمان غنی کو صبر اور حضرت
علی رضی اللہ عنہم کو مزید شجاعت سے نواز دے۔

حق چاریار اور تحفہ خدا تعالیٰ:

”نزل جبریل بطبق تفاع من الجنة وقال یا محمد ﷺ
اعط من تحبه وكان الطبق مستورا فادخل یدہ واخذ
تفاعہ وعلی جانبہا بسم اللہ الرحمن الرحیم بذه بديه من الله لابی بکر
الصدیق رضی اللہ عنہ وعلی الجانب الآخر من ابغض الصدیق فهو
زندیق ثم اخذ اخری وعلی جانبہا بسم اللہ الرحمن الرحیم بذه بديه من
الله الوهاب لعمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ وعلی الجانب الآخر من
ابغض فهو فی سقر ثم اخذ اخری وعلی جانبہا البسملة
بذه بديه من الله الحنان المنان لعثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ
وعلی الآخر من ابغض عثمان فخصمه الرحمن ثم اخذ
اخری وعلی جانبہا البسملة بذه بديه من الله الغالب
الی علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ وعلی الجانب الآخر من
ابغض علیا لم یکن لله ولیا فحمد الله محمد ﷺ واثنی
علیه“ (2)

(1) جامع الاحادیث ۴۹۵۰، کنز العمال ۳۳۱۳۶، جمع الجوامع حدیث ۲۵۱
(2) کنز العمال جزء ۱۱ حدیث نمبر ۳۳۱۳۶ مطبوعہ بیروت، الحاوی للفتاویٰ ج ۲ ص ۳۳ دار الفکر
العلمیہ بیروت

ایک مرتبہ جبرائیل امین بارگاہ مصطفیٰ ﷺ میں حاضر ہوئے اور جنتی سیبوں سے بھرا ہوا ایک طشت لائے اور عرض کی یہ اسے دیجئے جس سے آپکو زیادہ محبت ہے۔ آپ نے ایک سیب اٹھایا اسکی ایک طرف لکھا تھا بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ تحفہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے رفیق مصطفیٰ ﷺ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کیلئے ہے اور دوسری طرف رقم تھا جو شخص صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے دشمنی رکھتا ہے وہ زندیق ہے پھر آپ ﷺ نے دوسرا سیب اٹھایا اس پر بسم اللہ الرحمن الرحیم کے ساتھ ایک طرف لکھا ہوا تھا یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کیلئے تحفہ ہے اور دوسری طرف مر قوم تھا جو عمر رضی اللہ عنہ سے دشمنی رکھتا ہے وہ جہنمی ہے اسی طرح تیسرا سیب اٹھایا تو اسکی ایک طرف بسم اللہ کے ساتھ لکھا ہوا تھا کہ یہ خدائے حنان و منان کی طرف سے عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کیلئے تحفہ ہے دوسری طرف لکھا ہوا تھا جو عثمان رضی اللہ عنہ سے دشمنی رکھے وہ اللہ تعالیٰ سے دشمنی رکھنے والا ہے پھر ایک اور سیب نکالا جس کی ایک جانب بسم اللہ کے ساتھ یہ تحریر تھا کہ یہ خدائے غالب کی طرف سے علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے لئے تحفہ ہے دوسری جانب لکھا ہوا تھا جو علی رضی اللہ عنہ کا دشمن ہے وہ خدائے جلی کا دشمن ہے نبی کریم ﷺ یہ نظارہ دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور شکر بجالائے۔

حق چاریار تخلیق آدم ﷺ سے ایک ہزار سال قبل:

”وروی الشافعی عن عبد اللہ بن مسعود عن النبی ﷺ کنت انا و ابو بکر و عمر و عثمان و علی رضی اللہ عنہم انوار علی یمنین العرش قبل ان یخلق بالف عام“ (۱)

(۱) کنز العمال جزء ۱۱ مطبوعہ بیروت

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اپنی سند کے ساتھ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ابو بکر، عمر، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم حضرت آدم علیہ السلام کے بنائے جانے سے ایک ہزار سال قبل عرش اعظم کے دائیں جانب نور کی صورت میں ظہور پذیر تھے۔

حق چاریار کا فتویٰ دینا:

”واخرج عن القاسم بن محمد رضی اللہ عنہ قال قال أبو بكر وعمر
وعثمان وعلي رضی اللہ عنہم يفتون في عهد رسول الله عليه
الصلاة والسلام“ (1)

قاسم بن محمد نے تخریج کی ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فتویٰ دیتے تھے۔

حق چاریار کی سنت سنت مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم:

وقال النبي صلی اللہ علیہ وسلم عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين
المهدين- (2)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم پر میری اور میرے خلفائے راشدین مہدین کی سنت لازم ہے۔

(1) نربة المجالس ص ۳۰۶ مطبوعہ مکتبہ فاروقیہ پشاور۔ سچی حکایات ص ۳۳۱، ۳۳۲
مطبوعہ فرید بک سنال
(2) الصواعق المحرقة جزء اول فصل ثالث، شرح مشکل الاثار ج ۳ ص ۲۲۳ حدیث ۱۱۸۶ موسسة
الرسالہ بیروت، مسند ابی حنیفہ ص ۲۴۵ دار الکتب العلمیہ بیروت، الفتاویٰ الکبریٰ ج ۲ ص ۹۲ دار
الکتب العلمیہ بیروت

یعنی خلفاء راشدین کی سنت کو میری سنت ہی سمجھنا جیسا کہ ملا علی قاری نے نقل کیا ہے کہ "فانہم لم یعلموا الا بسنتی"۔ لہذا اس سے پتہ چلا کہ سنت خلفاء راشدین لازم ہے سنت مصطفیٰ ﷺ کی طرح اور خلفائے راشدین سے اس جگہ مراد جیسا کہ ملا علی قاری رضی اللہ عنہ نے نقل فرمایا ہے کہ "ہم الخلفاء الاربعة"، ابو بکر، عمر، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم یعنی حق چار یار مراد ہیں۔ (۱)

حدیث مذکور کی وضاحت امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ سے:

"هذا من الاخبار بالغيب من خلافة الائمة الاربعة ابى بكر وعمر وعثمان وعلي رضی اللہ عنہم"۔ (۲)

یہ حدیث آئمہ اربعہ حضرت ابو بکر صدیق، عمر فاروق، عثمان غنی، علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم کی خلافت کے متعلق تاجدار کائنات ﷺ کی نبی خبر ہے۔

حدیث مذکور کی شرح فرماتے ہوئے امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے ایک تو را فیضیوں کا رد فرمایا کہ حدیث مذکور سے مراد حق چار یار ہیں اور ساتھ ہی خوارج کا رد بھی فرمایا کہ جو کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ علم غیب نہیں جانتے تو آپ نے بتا دیا کہ آپ کا خلفاء اربعہ حق چار یار کی خلافت کی خبر دینا بھی علوم غیبیہ میں سے ہے۔

حافظ ابن عبد البر قرطبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ:

"وقال رسول الله ﷺ عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين بعد وهم ابو بكر وعمر وعثمان وعلي رضی اللہ عنہم فسا هم خلفاء"۔ (۱)

(۱) تاریخ الخلفاء ص ۳۵ مطبوعہ کتب خانہ رشیدہ پشاور

(۲) مشکوٰۃ شریف

مصطفیٰ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میری اور میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت کو لازم پکڑو جو میرے بعد ہوں گے اور وہ (خلفائے راشدین) حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم ہیں پس ان کا نام خلفاء ہے۔

حضرت ابو بکر ابن العربی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ:

”وہم الاربعة باجماع ابو بکر وعمر وعثمان
وعلی رضی اللہ عنہم“ (2)

حدیث مذکور میں خلفاء راشدین سے مراد بالا جماع (حق چار یار) ابو بکر صدیق، عمر فاروق، عثمان غنی اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم ہیں۔

حضرت امام شرف الدین محمد الطیبی رحمہ اللہ:

”والمراد بالخلفاء الراشدين ابو بکر وعمر وعثمان
وعلی رضی اللہ عنہم“ (3)

اور خلفاء راشدین سے مراد حق چار یار یعنی حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم ہیں۔

حدیث کی وضاحت آئمہ محدثین سے نقل کرنے کے بعد یہ بات اظہر من الشمس ہو جاتی ہے کہ حضور کریم ﷺ کی سنت اور حق چار یار کی سنت پر عمل کرنا لازم ہے اس کے

(1) مرقاة ملا علی قاری رحمہ اللہ
(2) مرقاة الصعود بحوالہ حاشیہ ابی داؤد جلد ۲ ص ۶۳۵
(3) التمهيد لماني الموطأ من المعاني والمسانيد ج ۲ ص ۸۵ تحت محمد بن شبيب زهري

باوجود کوئی کہے کہ حق چار یار کے نعرہ سے بغض اہل بیت کی بو آتی ہے یہ ۱۹۵۳ء کی ایجا ہے تو اس سے بڑا کذاب کوئی نہیں۔ کیونکہ حق پر وہی ہے جو حق چار یار کا نعرہ لگاتے ہوئے حدیث مصطفیٰ ﷺ پر عمل کر رہا ہو۔ اسی وجہ سے ہم کہتے ہیں کہ:

چار یار نبی دے عاشق کوئی دے انہاں چاراں ورگا
 نہ اس دھرتی پیدا کیتا کوئی انہاں یاراں ورگا
 نہ کوئی ہو یا نہ کوئی ہو سی انہاں جان نثاراں ورگا
 اعظم شان صدیق کی دساں اکو یار ہزاراں ورگا

مذکورہ آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ اور انکی وضاحت و تفسیر سے حق چار یار کا ثبوت واضح ہے کہ چار کی تخصیص رب ذوالجلال کی طرف سے تاجدار کائنات ﷺ کی زبان مبارک سے ہے اور جو حق چار یار کی مخالفت کرتا ہے درحقیقت وہ اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت کرتا ہے اور جملہ آیات و احادیث نبویہ ﷺ میں جب حضور ﷺ کے چار یاروں کا تذکرہ کیا گیا تو سب سے پہلے افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق ظاہر او باطناً سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا تذکرہ کیا گیا اسکے بعد خلیفہ دوم سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور اسکے بعد خلیفہ سوم سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور بعد ازاں خلیفہ چہارم سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا ذکر فرمایا تو اس ترتیب سے ہر جگہ حضور کا ذکر فرمانا اس بات کی دلیل ہے کہ انکی افضلیت بھی اسی ترتیب سے ہے یعنی انبیاء کے بعد سب سے افضل سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں وہ الگ بات ہے کہ آجکل نئی نئی بولیاں شروع ہو گئی ہیں کچھ مزعومہ شیخ الاسلام اور نام نہاد مفکر اسلام اور مفت سے مفتی یہ کہتے نظر آتے ہیں کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ صرف سیاسی اور ظاہری طور پر خلیفہ بلا فصل ہیں باطنی طور پر افضل اور خلیفہ بلا فصل سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں حالانکہ یہ تقسیم ان ماڈرن رافضیوں کی ہے ہمارے اسلاف نے آج تک ایسی کوئی تقسیم نہیں کی ہے بلکہ اسی کے قائل رہے اور لکھتے رہے کہ افضل البشر بعد الانبیاء، سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ظاہری افضلیت ہو یا باطنی اس کا سہرا امام نقشبند کے سر ہی ہے۔ جیسا کہ ما قبل

آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے بہر حال روافض کے ان ہتھکنڈوں کے رو کیلئے اگلی فصل میں چند احادیث اور اقوال صحابہ و تابعین و اسلاف ذکر کئے جاتے ہیں جس سے صراحتاً یہ بات سمجھ آجائے گی کہ افضل البشر بعد الانبیاء سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں اور ساتھ حق چاریار کے منکروں کا بھی رو ہو جائے گا کیونکہ صحابہ و تابعین اور ہمارے اسلاف تو ان چار کی تخصیص کر کے حق چاریار کا نعرہ لگاتے آئے ہیں اور ہم لگاتے رہیں گے اور روافض کے ایوانوں میں زلزلے پھا کرتے رہیں گے:

نہ ہم آئے نہ تم سمجھے کہیں سے
پسینہ پو کھیئے اپنی جبیں سے

باب چہارم

حق چاریار

اور افضلیت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

جناں بنے گی مہمان چاریار کی قبر
جو اپنے سینے میں یہ چار باغ لے کے چلے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ماڈرن رافضیوں کا یہ باطل عقیدہ ہے کہ ظاہری اور سیاسی طور پر خلیفہ بلا فصل سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں لیکن باطنی طور پر خلیفہ بلا فصل سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو مانتے ہیں اگرچہ کثیر علماء اہل سنت افضلیت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر بہت کچھ لکھ چکے ہیں لیکن۔ ہر گل رارنگ و بوئے دیگر است۔ کو مد نظر رکھتے ہوئے اس عقدہ کا حل پیش خدمت ہے۔

افضلیت سے مراد کثرت ثواب:

قارئین کرام افضلیت کا معنی ہے کثرت ثواب یعنی جو افضل ہوتا ہے اس کو کثرت ثواب حاصل ہوتا ہے لہذا مدار افضلیت کثرت ثواب ہو انہ کہ کثرت فضائل و اعمال اور کسی کی نیکی اور عمل خیر کے ثواب کی قلت اور کثرت کا تعین شارع کر سکتا ہے اور شارع اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ ہیں لہذا کثرت کا علم اللہ تعالیٰ یا مصطفیٰ کریم ﷺ کے بتائے بغیر ناممکن ہے۔ مزید کچھ لکھنے سے قبل اس کی وضاحت کہ افضلیت سے مراد کثرت ثواب ہے اسلاف کی تائیدات اس سلسلہ میں پیش خدمت ہیں تاکہ کسی جانشین سبائی کو بعد میں اعتراض کرنے کی جرأت نہ ہو۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ :
مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

”مقرر علما است کہ افضلیت باعتبار کثرت ثواب نزد خدائے جل و علا این جا مراد است نہ افضلیت کہ بمعنی کثرت ظہور و مناقب بود“^(۱)

(۱) مکتوبات شریف و فتراول حصہ چہارم ص ۴۸۸ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی

علماء کرام کے نزدیک اس جگہ افضلیت سے مراد کثرتِ ثواب ہے جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہے نہ کہ وہ افضلیت کہ جو بمعنی کثرتِ ظہور فضائل و مناقب ہے۔

امام ابن حجر ہیتمی مکی رحمۃ اللہ علیہ:

علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

”ولکنها اکثر ثوابا واعظم نفعا للمسلمین والاسلام
واخشی واتقی ممن عداہما من اولادہ صلی اللہ علیہ وسلم فضلا عن
غیرہم“ (1)

لیکن یہ دونوں یعنی شیخین کریمین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ثواب کے لحاظ سے اکثر ہیں مسلمانوں اور اسلام کے نفع کے لحاظ سے اعظم ہیں اور ان دونوں حضرات میں اللہ تعالیٰ کا خوف و تقویٰ سب سے زیادہ ہے اور یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد پاک سے بھی تقویٰ و پرہیزگاری میں زیادہ ہیں چہ جائیکہ دوسرے حضرات۔

امام علامہ عبدالعزیز پرہاروی رحمۃ اللہ علیہ:

”ذکر المحققون ان فضیلتہ المبحوثة عنہا فی الکلام
ہی کثرت الثواب ای اعظم الجزاء علی اعمال
الخير“ (2)

(1) الصواعق المحرقة ص ۵۹ مطبوعہ کتب خانہ مجیدیہ ملتان
(2) نبراس شرح شرح عقائد ص ۲۸۴ مطبوعہ مؤسسۃ الشرف لاہور

محققین نے ذکر کیا ہے کہ علم کلام میں جس افضلیت سے بحث کی جاتی ہے وہ کثرت ثواب ہے یعنی اعمال خیر پر بڑی جزاء ہے۔

محقق علی الاطلاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

افضلیت خلفاء اربعہ بترتیب خلافت است یعنی افضل اصحاب ابوبکر ست ثم عمر ثم عثمان ثم علی و مراد از افضلیت کثرت ثواب ست عند اللہ تعالیٰ۔^(۱)

خلفاء اربعہ کی افضلیت خلافت کی ترتیب پر ہے یعنی تمام صحابہ سے افضل ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ پھر عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ پھر علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم ہیں اور افضلیت سے مراد کثرت ثواب ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک۔

مجدد مائتہ حاضرہ مؤید ملت طاہرہ امام اہل سنت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ:

اعلم حضرت فرماتے ہیں کہ الافضلیت فی کثرت الثواب وقرب رب الارباب والکرامۃ عند اللہ تعالیٰ۔^(۲)

افضلیت کا معنی کثرت ثواب اور رب الارباب کا قرب ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک بزرگی میں ہے۔

(۱) تکمیل الایمان ص ۵۵ مطبوعہ لکھنؤ ہندوستان، اردو ص ۹۴ مطبوعہ مکتبہ اعلیٰ حضرت لاہور

(۲) المعتمد المستند بناء نجاۃ الابد ص ۲۴۰ مطبوعہ لاہور

قارئین حضرات: مجدد دین و آئمہ کے اقوال سے یہ بات ثابت ہوئی کہ افضلیت سے مراد کثرتِ ثواب اور یہ بات بھی بالکل واضح ہے کہ کثرتِ ثواب اسی کو حاصل ہے جو سب سے بڑا متقی ہے کیونکہ ثواب ملتا ہے تقویٰ و پرہیزگاری پر اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے ”ان اکرمکم عند اللہ اتقکم“ بیشک اللہ تعالیٰ کے ہاں تم میں زیادہ عزت والا ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے تو آئیے اب یہ دیکھتے ہیں کہ انبیاء کے بعد سب سے بڑا متقی کون ہے الا تقی کا سہرا کس کے سر ہے۔

دلیل قرآن کریم سے:

اللہ رب ذوالجلال فرماتا ہے:

”وسيجنبها الاتقى الذى يؤتى ماله يتزكى وما لا حد
عنده من نعمة تجزى الا ابتغاء وجه ربه الاعلى ولسوف
يرضى“ (1)

اور بہت اس سے دور رکھا جائے گا جو سب سے بڑا پرہیزگار جو اپنا مال دیتا ہے کہ ستھرا ہو اور کسی کا اس پر کچھ احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے صرف اپنے رب کی رضا چاہتا ہے جو سب سے بلند ہے اور بے شک قریب ہے کہ وہ راضی ہو گا۔ (2)

استدلال از آیت کریمہ:

یہاں آیات مذکورہ میں لفظ الاتقی آیا ہے اور اس الاتقی سے مراد حضرت سیدنا ابو صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔

(1) سورة الليل
(2) ترجمہ کنز الایمان شریف

امام المفسرین عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما :

”الذی یوتی مالہ یعطی مالہ فی سبیل اللہ وهو
ابوبکر رضی اللہ عنہ“ (1)

وہ جو اپنا مال دیتا ہے یعنی وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال دیتا ہے وہ ابو
بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔

امام جلال الدین محلی رحمۃ اللہ علیہ :

”وہذا نزل فی الصدیق رضی اللہ عنہ لما اشتری بلا لا المعذب
علی ایمانہ واعتقہ“ (2)

آیت کریمہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی جب
آپ نے حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کو خرید کر آزاد کر دیا جبکہ حضرت بلال
رضی اللہ عنہ کو ایمان لانے کی وجہ سے عذاب دیا جا رہا تھا۔

امام عبد الکریم بن ہوازن القشیری رحمۃ اللہ علیہ :

”نزلت الایۃ فی ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ والایۃ عامۃ“ (3)
یہ آیت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی اور حکم عام
ہے جو آپ کے طریقے پر چلتا آئے گا اس کے لئے بشارت ہے۔

(1) تفسیر ابن عباس ص ۶۵۰ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت
(2) تفسیر جلالین ص ۵۰۱ مطبوعہ مکتبہ غوثیہ کراچی
(3) تفسیر القشیری ج ۳ ص ۲۲۸ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت

مفسرین کا اجماع ہے کہ الاتقی سے مراد ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں:
امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”وقال الرازی فی مفاتیح الغیب ”اجمع المفسرون منا علی ان المراد منه ابو بکر رضی اللہ عنہ“ ونقل ابن حجر فی الصواعق عن العلامة ابن الجوزی اجمعوا انها نزلت فی ابی بکر“ (۱)

امام رازی نے مفاتیح الغیب میں فرمایا ہم سنیوں کے مفسرین کا اس پر اجماع ہے کہ اتقی سے مراد ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ الصواعق المحرقة میں ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے ابن الجوزی سے نقل کیا ہے کہ علماء اس پر متفق ہیں کہ یہ آیت ابو بکر کے حق میں نازل ہوئی۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی:

”لاتفاق المفسرین علی ان الآیة نزلت فی ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ فالغرض منه توصیف الصدیق بكونه اتقی الناس اجمعین غیر الانبیاء وانما خصصنا بغير الانبیاء لدلالة العقل والاجماع والنصوص“ (۲)

مفسرین کا اتفاق و اجماع ہے اس پر کہ ”وسيجنبها الاتقی الذی“ سے لیکر آخر تک آیات کریمہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی ہیں اور مقصود اس سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی توصیف کرنی ہے کہ آپ انبیاء صلی اللہ علیہم و آلہم و سلم کے بعد تمام لوگوں سے افضل اور بڑے متقی پرہیزگار ہیں غیر انبیاء کی تخصیص دلالت العقل، اجماع امت اور نصوص واردہ سے ہے۔

(۱) فتاویٰ رضویہ ج ۲۸ ص ۵۱۲ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور
(۲) تفسیر مظہری ج ۱ ص ۲۷۹ مطبوعہ مکتب رشیدیہ کونٹہ

امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ:

فرماتے ہیں کہ:

”حضرت صدیق رحمۃ اللہ علیہ بحکم نص قرآنی اتقائے این امت است زیرا کہ اجماع مفسرین است چہ ابن عباس رضی اللہ عنہ و چہ غیر آن بریں کے آیۃ کریمہ وسیجنبہا الاتقی الایۃ در شان حضرت صدیق نازل است رحمۃ اللہ علیہ و مراد اذاتقی اوست رحمۃ اللہ علیہ“ (۱)

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا اس امت کا سب سے بڑا متقی و پرہیزگار ہونا نص قرآنی سے ثابت ہے کیونکہ مفسرین کا اس بات پر اجماع ہے چاہے حضرت عبداللہ ابن عباس ہوں یا ان کے علاوہ کہ آیت کریمہ وسیجنبہا الاتقی الایۃ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی اور اتقی (سب سے بڑا پرہیزگار) سے مراد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔

مذکورہ بحث سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچی کہ الاتقی یعنی سب سے بڑے متقی و پرہیزگار سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں اور یہ بات عوام بھی جانتی ہے کہ تقویٰ ظاہر کا نام نہیں ہے بلکہ ان امور کا نام ہے جو باطن سے متعلق ہیں یعنی باطنی چیز کا نام ہے۔ تو باطنی چیز میں سب سے افضل و اعلیٰ مولیٰ ابو بکر کی ذات مبارکہ ہے کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ کا سینہ نبوی علم و عرفان کی جلوہ گاہ۔

(۱) مکتوبات شریف دفتر سوم حصہ ہشتم مکتوب نمبر ۲۴ ص ۳۲۹ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی

جیسا کہ فرمان مصطفیٰ ﷺ:

”لم يفضلكم ابوبكر بكثرة صلاته ولا بكثرة صيامه وانما
بهوشىء وقرفى قلبه“⁽¹⁾

مصطفیٰ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کو تم پر فضیلت کثرت صوم
و صلوة کی وجہ سے نہیں بلکہ ایک خاص چیز کی وجہ سے فضیلت ہے جو
خاص طور پر ان کے دل میں ڈال دی گئی ہے۔

امام عبدالعزیز پرہاروی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”والسرفى ذالك ان اصل الخير هو الاخلاص فى العمل
ومحبة الحق سبحانه تعالى ودوام الحضور معه وهى امور
باطنة ولذا قال بكر بن عبد الله المزنى ما فضلكم ابوبكر
بصوم وصلوة ولكن بشى فى قلبه“⁽²⁾

راز اس میں یہ ہے کہ اصل خیر وہ اخلاص فی العمل اور اللہ تعالیٰ کی محبت
اور حضور ﷺ کی دائمی طور پر معیت ہے اور یہ امور باطنی ہیں اسی وجہ
سے بکر بن عبد اللہ مزنی فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو
صلوة و صوم سے فضیلت نہیں دی گئی بلکہ فضیلت اس چیز کی وجہ سے جو
ان کے دل میں ہے۔ (اور دل ظاہر تو نہیں ہوتا)۔

(1) مجالس المؤمنین ص ۸۹۔ المقاصد الحسنیة ص ۲۲۳ مطبوعہ مرکز اہل سنت برکات ر
انڈیا۔ نبراس ص ۳۸۰ موسسة الشرف لاہور و ہکذا بتصرف قلیل۔ سبع سنابل ص ۱۰ مطبوعہ النور
الرضویہ لاہور

(2) نبراس شرح شرح عقائد ص ۲۸۳ مطبوعہ موسسة الشرف لاہور

م غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ان لو کہ اللہ کے ہاں فضیلت پالینے کا سبب الگ چیز ہے اور لوگوں میں مشہور ہو جانے کا سبب دوسری چیز ہے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شہرت خلافت کی وجہ سے تھی۔

”وكان فضله بالسر الذي وقر في قلبه“ (۱)

جب کہ آپ کی فضیلت کا سبب وہ راز تھا جو ان کے سینے میں سجا دیا گیا لہذا اثبات ہوا کہ باطنی طور پر افضل صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں۔

خلاصہ کلام: دلائل و براہین سے یہ بات واضح ہو گئی کہ فضیلت سے مراد کثرت ثواب ہے اور کثرت ثواب کے حصول کا ذریعہ تقویٰ ہے اور سب سے بڑے متقی ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ اور تقویٰ باطنی چیز کا نام ہے لہذا اثبات ہوا کہ باطنی طور پر بھی افضل البشر بعد الانبیاء سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں۔

منطق کیا کہتی ہے:

”قال ابن الجوزي اجمعوا انها نزلت في ابي بكر رضي الله عنه ففيها التصريح بانه اتقى من سائر الامة والاتقى هو الاكرم عند الله تعالى لقوله تعالى ان اكرمكم عند الله اتقاكم والاكرم عند الله هو الافضل ينتج انه افضل من بقية الامة كذا في الصواعق المحرقة“ (۲)

(۱) احیاء العلوم ج ۱ ص ۳۵ مطبوعہ بیروت
(۲) حاشیہ تفسیر جلالین ص ۵۰۱ مطبوعہ مکتبہ غوثیہ کراچی

محدث ابن جوزی فرماتے ہیں کہ اس بات پر مفسرین کا اجماع ہے کہ یہ آیت مبارکہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ اور اس میں تصریح ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تمام امت میں سے سب سے بڑے متقی ہیں۔ اور متقی وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے ہاں عزت والا ہے بوجہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد گرامی "ان اکرمکم عند اللہ اتقکم" کے اور جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک اکرم ہو وہ افضل ہوتا ہے نتیجہ یہ نکلا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ باقی تمام امت سے افضل ہیں۔ اسی طرح الصواعق المحرقة میں نقل کیا گیا ہے۔

منطق منطق کی رٹ بڑی لگائی جاتی ہے لیکن منطق سے جو بات ثابت ہوتی ہے اسے کیوں نہیں تسلیم کیا جاتا۔

جس بت کی محبت میں دیوانے پھرے برسوں
اسی بت نے ہی رسوا سر بازار کیا

بہر حال ظاہری طور پر افضلیت تو ماڈرن روافض پہلے ہی تسلیم کرتے ہیں۔ باطنی طور افضلیت بحث مذکورہ سے واضح ہے لہذا روافض باطنی فضیلت دینے میں بھی غلط ہیں تو ایسے رافضی جو سیدنا علی المر تقی رضی اللہ عنہ کو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر فضیلت دیتے ہیں زیادہ نہیں تو گمراہی کا طوق تو ان کے گلے میں ہے ہی کیونکہ افضلیت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اجماع امت ہے اور اجماع کا منکر گمراہ بد مذہب ہے۔

حضرت علی کو باطنی فضیلت دینے والے:

امام اہل سنت فاروق حق و باطل قاطع رافضیت اور قیام فرماتے ہیں کہ:

”وفیہا رد علی مفضلة الزمان المدعین السنیة بالزور والبهتان حیث اولوامسئلة ترتیب الفضیلة بان معنی الاولویة للخلافة الدنیویة وهی لمن کان اعرف بسیاسة المدن وتجهیز العباکر وغیر ذلک من الامور المحتاج الیہا فی السلطنة وهذا قول باطل خبیث مخالف لا جماع الصحابة والتابعین رضی اللہ عنہم بل الافضلیة فی کثرة الثواب وقرب رب الارباب والکرامة عند الله تعالیٰ“ (1)

”یعنی اس میں تردید ہے کہ آج کل کے تفضیلیوں کی جو سنی ہونے کا جھوٹا دعویٰ کرتے ہیں اور بہتان باندھتے ہیں، ان لوگوں نے فضیلت کی ترتیب میں یہ تاویل چلائی ہے کہ افضلیت سے دنیاوی خلافت مراد ہے، اور ملکی سیاست میں ماہر ہونا، لشکر تیار کرنا اور اس طرح کے معاملات مراد ہیں جن کی حکومت چلانے میں ضرورت پڑتی ہے۔ تفضیلیوں کا یہ قول باطل ہے خبیث ہے، اجماع صحابہ اور تابعین رضی اللہ عنہم کے بالکل خلاف ہے۔ بلکہ افضلیت سے مراد کثرت ثواب، رب الارباب کا قرب اور اللہ تعالیٰ کے ہاں کرامت ہے۔“

امام اہل سنت کی عبارت کے الفاظ ”المدعین السنیة بالزور والبهتان“ پر توجہ کی جائے تو بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ جو لوگ باطنی طور پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فضیلت

(1) المستند المعتمد ص ۲۴۰ مطبوعہ لاہور

دیتے ہیں وہ سنیت کے دعویٰ میں جھوٹے ہیں لہذا یہ تقسیم سنیوں کی نہیں ہو سکتی رافضیوں کی ہی ہے یا پھر ایسے لوگوں کی ہے جو کسی جگہ پر سنی اور کسی جگہ پر رافضی ہوتے ہیں۔

جیسا موسم ہو مطابق اس کے تم دیوانے ہو
مارچ میں ببل ہو اور جولائی میں پروانے ہو

افضلیت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر اجماع امت ہے:

امام شہاب الدین احمد بن محمد بن حجر قسطلانی متوفی ۹۲۳ھ فرماتے ہیں کہ:

”وقد وقع الاجماع باخره بين اهل السنة ان مرتبتهم في
الفضل كترتيبهم في الخلافة“ (۱)

تحقیق بالآخر اہل سنت وجماعت کے درمیان اس بات پر اجماع ہو گیا کہ
جس ترتیب سے خلافت ہے اسی ترتیب سے مراتب ہیں فضیلت میں۔

امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”اجمع اهل السنة ان افضل الناس بعد رسول الله ﷺ
ابو بكر ثم عمر ثم عثمان ثم علي ثم سائر العشرة ثم
باقي اهل بدر ثم باقي اهل احد ثم باقي اهل البيعة ثم
باقي الصحابة هكذا حكى الاجماع عليه ابو منصور
البغدادي رحمه الله“ (۲)

(۱) ارشاد الساری شرح بخاری جلد ۸ مطبوعہ بیروت
(۲) تاریخ الخلفاء ص ۳۹-۴۰ مطبوعہ کتب خانہ رشیدیہ پشاور

اہل سنت و جماعت کا اجماع ہے اس پر کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد تمام لوگوں سے افضل ابو بکر صدیق ہیں پھر عمر فاروق پھر عثمان ذوالنورین پھر علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ پھر باقی عشرہ مبشرہ پھر باقی اہل بدر پھر باقی اہل احد پھر باقی اہل بیت رضوان پھر باقی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم۔ ابو منصور بغدادی رحمہ اللہ نے اسی طرح اجماع نقل فرمایا ہے۔

فاتح رافضیت محدث بریلوی رحمہ اللہ:

فرماتے ہیں کہ جانا جس نے جانا اور فلاح پائی اگر مانا اور جس نے نہ جانا وہ اب جانے کہ حضرت سید المؤمنین امام المتقین عبد اللہ ابن عثمان ابی بکر صدیق اکبر و جناب امیر المؤمنین امام العادلین ابو حفص عمر ابن الخطاب فاروق اعظم رضی اللہ عنہما و ارضا ہما کا جناب مولیٰ المؤمنین امام الواصلین ابوالحسن علی ابن ابی طالب مرتضیٰ اسد اللہ کرم اللہ وجہہ بلکہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے افضل و بہترین امت ہونا عقیدہ اجماعیہ ہے۔^(۱)

المختصر یہ کہ امام ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۳ھ رحمہ اللہ نے بھی فتح الباری میں امام علامہ مسعود بن عمر بن عبد اللہ الشہیر سعد الدین تفتازانی رحمہ اللہ نے بھی شرح مقاصد جلد نمبر ۳ میں اور امام الآئمہ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے اور شیخ محقق عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے تکمیل الایمان میں امام ہمام عمر بن محمد نسفی نے علم العقائد میں اور دیگر متعدد آئمہ نے اپنے اپنے مقام پر اس بات کو نقل فرمایا ہے کہ افضلیت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر اجماع امت ہے۔ لہذا اجماع امت کے خلاف عقیدہ رکھنے والا کسی صورت میں سنی نہیں ہو سکتا البتہ ضال و مضل ہو سکتا ہے۔

(۱) مطلع القمرین ص ۱۵۶، ۱۵۸ مطبوعہ مکتبہ بہار شریعت لاہور

افضلیت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ قطعی ہے

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ:

”قال مولانا آل الرسول الاحمدی رحمۃ اللہ علیہ قال سمعت الشاہ عبد العزيز الدهلوی رحمۃ اللہ علیہ يقول تفضيل الشيخين قطعی او کا لقطعی۔“

مولانا آل رسول احمدی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ شیخین کی فضلیت قطعی ہے یا قطعی جیسی ہے

لفظ ”او“ شک کیلئے یہاں استعمال نہیں:

لفظ ”او“ کبھی شک کیلئے آتا ہے اور کبھی تنویح کیلئے تنویح کا مطلب ہے قسمیں بیان کرنے کیلئے اس مقام میں شاہ عبدالعزیز صاحب کے کلام میں تقسیم کیلئے آیا ہوا ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ شیخین کی فضلیت دلیل قطعی سے بھی ثابت ہے اور دلیل ظنی جو قطعی کے قریب ہے اس سے بھی ثابت ہے۔^(۱)

امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”کہ افضلیت حضرات شیخین باجماع صحابہ و تابعین ثابت شدہ است چنانچہ نقل کردہ اند انرا اکابر آئمہ کہ

(۱) فتاویٰ رضویہ بلاغتصارح ۲۸ ص ۶۷۸ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور

(۱)

یکے از ایشان امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ است شیخ ابو الحسن اشعری کہ رئیس اہل سنت است فرماید کہ افضلیت شیخین بر باقی امت قطعی است انکار نکند افضلیت شیخین را بر باقی صحابہ مگر یا حضرت امیر کرم اللہ وجہہ بفرماید کہ کسیکہ مرا برابی بکرو عمر رضی اللہ عنہما فضل بدہد مفتری است تازیانہ زہم چنانکہ مفتری زنند“ (۱)

افضلیت شیخین پر صحابہ کرام اور تابعین رضی اللہ عنہم سے اجماع ثابت ہے جیسا کہ اکابر آئمہ نے نقل فرمایا ہے ان میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ہیں شیخ ابو الحسن اشعری ہیں جو اہلسنت کے رئیس ہیں فرماتے ہیں کہ شیخین کی افضلیت باقی تمام امت پر قطعی ہے باقی صحابہ کرام پر شیخین کی افضلیت کا انکار صرف جاہل یا متعصب ہی کر سکتا ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ ترضی رضی اللہ عنہ خود فرماتے ہیں کہ جو مجھے حضرات شیخین پر فضیلت پر دے گا وہ مفتری ہے میں اسے وہ حد ماروں گا جو مفتری کو ماری جاتی ہے۔

امام عبد الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”ان افضل الاولیاء محمد بین بعد الانبیاء والمرسلین ابو بکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی رضی اللہ عنہم اجمعین وهذا الترتیب بین هؤلاء الاربعۃ الخلفاء قطعی عند الشیخ ابو الحسن الاشعری ظنی عند القاضی ابی بکر باقلانی“ (۲)

انبیاء کرام علیہم السلام کی امت کے اولیاء کرام میں سب سے افضل ابو بکر صدیق پھر عمر فاروق پھر عثمان غنی پھر علی رضی اللہ عنہ ترضی رضی اللہ عنہ ہیں، خلفاء اربعہ کے درمیان یہ ترتیب شیخ ابو الحسن اشعری کے نزدیک قطعی ہے قاضی ابو بکر باقلانی کے نزدیک ظنی ہے۔

(۱) مکتوبات ج ۴ مکتوب نمبر ۲۶۶ ص ۲۸۶ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی
(۲) البیواقیت والجواب ج ۲ ص ۳۲۸ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ:

”اذا تقرر ذالك فالمقطوع به بين اهل السنة والجماعة
افضلية ابي بكر ثم عمر ثم اختلفوا فيمن بعد هما
فالجمهور على تقديم عثمان“ (1)

جب ترتیب افضلیت علی ترتیب الخلافہ پر اہل سنت کا اجماع ہے ثابت ہے
تو شیخین رضی اللہ عنہما کی افضلیت پر تو اجماع قطعی ہے باقی دو بزرگوں میں
اختلاف ہے جمہور کے نزدیک حضرت عثمان رضی اللہ عنہ افضل ہیں۔

امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”ثم الذي مال اليه ابو الحسن ان الاشعري امام اهل السنة
ان تفضيل ابي بكر على من بعد قطعي وخالفه القاضي
ابو بكر باقلاني فقال انه ظني“ (2)

پھر وہ بات کہ جس طرف امام ابو الحسن الاشعری نے میلان کیا ہے جو کہ
امام اہل سنت ہیں کہ افضلیت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ان کے بعد والے
حضرات پر قطعی ہے قاضی ابو بکر باقلانی نے اختلاف کیا ہے اور کہا ہے کہ
ظنی ہے۔

”وقال ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ في مقام آخر ما يأتي عن الاشعري
ان تفضيل ابي بكر ثم عمر على بقية الامة قطعي“ (3)

(1) فتح الباری شرح صحیح البخاری ج ۸ ص ۲۹ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت
(2) الصواعق المحرقة ص ۵۸ مطبوعہ کتب خانہ مجیدیہ ملتان
(3) الصواعق المحرقة ص ۵۴ مطبوعہ کتب خانہ مجیدیہ ملتان

علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں کہ جو بات امام اشعری رحمۃ اللہ علیہ سے آئی ہے وہ یہ ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق کی افضلیت پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہم کی باقی تمام امت پر قطعی ہے۔

محقق علی الاطلاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ:

”اکنون سخن درآن ماند کہ مسئلہ ترتیب افضلیت یقینی است کہ برہان قاطع برآن گزشتہ“⁽¹⁾
بات یہ ہے مسئلہ ترتیب افضلیت کا یقینی ہے یعنی قطعی ہے کیونکہ دلائل قطعیہ اس پر گزر چکے ہیں۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

”افضلیت شیخین در ملت اسلامیہ قطعی است“⁽²⁾
ملت اسلامیہ میں افضلیت شیخین کا مسئلہ قطعی ہے۔

ملت اسلامیہ میں افضلیت شیخین کا مسئلہ قطعی ہے

محدث شہیر ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ:

”هذا والذی اعتقدہ وفي دین اللہ اعتمده ان تفضیل ابی بکر رضی اللہ عنہ قطعی حیث امرہ بالامامۃ علی طریق النیابۃ مع ان المعلوم من الدین ان الاولی بالامۃ افضل وقد کان علی رضی اللہ عنہ حاضرا فی المدینۃ وكذا غیرہ من اکابر الصحابۃ وعینہ علیہ السلام لما علم انه افضل الانام فی تلك الايام حتی انه تأخر مرۃ وتقدم عمر رضی اللہ عنہ فقال ابی اللہ والمؤمنون الا ابا بکر رضی اللہ عنہ“⁽³⁾

تکمیل الایمان اردو ص ۱۰۸ مطبوعہ مکتبہ اعلیٰ حضرت لاہور
ازالۃ الخفاج ص ۳۰۱
شرح فقہ اکبر ص ۶۳ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی

(1)
(2)
(3)

وہ قول جس پر میرا اعتقاد ہے اللہ کے دین پر میرا مکمل اعتماد ہے، کہ
 افضلیت ابو بکر رضی اللہ عنہ قطعی ہے۔ اس لئے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو
 بطریق نیابت امامت کا حکم دیا اور یہ بات دین سے معلوم ہے کہ جو امامت
 میں اولیٰ ہے وہ افضل ہے حالانکہ وہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے
 اور اکابر صحابہ کرام بھی۔ اس کے باوجود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت
 صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو امامت کیلئے معین کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ
 افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں تھی یہاں تک کہ
 ایک مرتبہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ مصلی مبارک سے پیچھے ہٹے اور حضرت عمر
رضی اللہ عنہ کو آگے کیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ اور سب مؤمن انکار
 کرتے ہیں کہ سوائے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے کوئی اور امامت کرے۔

امام اہل سنت احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ:

فرماتے ہیں کہ جب اجماع قطعی ہو تو اس کے مفاد یعنی تفضیل شیخین کی
 قطعیت میں کیا کلام رہا؟ ہمارا اور ہمارے مشائخ طریقت و شریعت کا یہی
 مذہب ہے۔^(۱)

وہ علماء جن کے نزدیک مسئلہ افضلیت قطعی ہے:

امام ابو الحسن اشعری، امام شافعی، امام ربانی مجدد الف ثانی، شاہ ولی اللہ
 محدث دہلوی، شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی۔ محدث شہیر ملا علی قاری
رحمۃ اللہ علیہ مجدد مائتہ حاضرہ امام احمد رضا خان بریلوی، مفتی احمد یار خان نعیمی
رحمۃ اللہ علیہ۔

(۱) مطلع القمرین ص ۱۸۵ مطبوعہ مکتبہ بہار شریعت لاہور

افضلیت کی قطعیت پر دلیل:

ان حضرات کی افضلیت کے قطعی ہونے پر دلیل یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے منکر افضلیت کو اتنی کوزوں کی سزا کا مستحق قرار دیا ہے اور حدیں قطعیات میں ماری جاتی ہیں نہ کہ ظنیات میں۔

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کی مسئلہ افضلیت پر خوبصورت تحقیق:

”أقول والتحقیق ان جملة اجلة الصحابة الكرام رضی اللہ عنہم ارقی فی مراقی الولاية والغناء عن الخلق والبقاء بالحق من كل من دونهم من اكابر الاولياء العظام كائنين من كانوا وشانهم رضی اللہ عنہم ارفع واعلی من ان یقصدوا بأعمالهم غیر الله سبحانه وتعالی لكن المدارج متفاوتة والمراتب مترتبة وشيئى دون شيئى وفضل فوق فضل، ومقام الصديق حيث انتهت النهايات وانقطعت الغايات اذ هو رضی اللہ عنہ كما صرح به امام القوم سيدي محي الملة والدين ابن عربی قدس سره الزكى امام الأئمة ومالك الأئمة ومقامه فوق الصديقية ودون النبوة التشريعية وليس احد بينه وبين مولاہ الاكرم محمد رسول الله ﷺ“ (1)

میں کہتا ہوں اور تحقیق یہ ہے کہ تمام اجلہ (جلیل القدر) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مراتب ولایت میں اور خلق سے فنا اور حق میں بقاء کے مرتبہ میں اپنے ماسوا تمام اکابر اولیاء عظام سے وہ جو بھی ہوں افضل ہیں اور ان کی شان ارفع واعلیٰ ہے اس سے کہ وہ اپنے اعمال سے غیر اللہ کا قصد کریں،

(1) فتاویٰ رضویہ ج ۲۸، ص ۶۸۴، ۸۳۔ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور

لیکن مدارج متفاوت ہیں اور مراتب ترتیب کے ساتھ ہیں، اور کوئی شے کسی شے سے کم ہے اور کوئی فضل کسی فضل کے اوپر ہے۔ اور صدیق (ﷺ) کا مقام وہاں ہے جہاں نہایتیں ختم اور غایتیں منقطع ہو گئیں، اس لئے کہ صدیق اکبر (ﷺ) امام القوم سیدی محی الدین ابن عربی قدس سرہ العزیز کی تصریح کے مطابق پیشواؤں کے پیشوا اور تمام کے لگام تھامنے والے اور ان کا مقام صدیقیت سے بلند اور تشریح نبوت سے کمتر ہے، اور ان کے درمیان اور ان کے مولائے اکرم محمد رسول اللہ ﷺ کے درمیان کوئی نہیں۔

اعلیٰ حضرت نے رافضیوں کی سبائیات کا دروازہ بند کر دیا:

”منیر العین فی حکم تقبیل الالبہامین“ میں مسئلہ افضلیت کے دکتے اصول۔ امام اہل سنت نے ضعیف احادیث کے احکام اس مبارک رسالے میں جمع فرمائے جو کہ کتب محدثین میں منتشر تھے۔ اس رسالے کی تکمیل کے بعد آپ نے بعض مسائل تازہ اور مسائل شتی کو، خاتمہ فوائد منشورہ کے نام سے سلک تحریر میں نظم فرمایا۔ ان میں آپ نے فائدہ اولیٰ جسے ”نفیسہ جلیلہ“ سے تعبیر فرمایا افضلیت ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) کی تحقیق میں لکھا جس میں اہل سنت و جماعت کو زبردست رہنما اصول عطا فرمائے کہ ہرگز مسئلہ تفضیل میں ٹھوکر نہ کھائیں اور حق بجانب رہیں۔ آپ (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ ”فضیلت و افضلیت میں فرق ہے“ دربارہ تفضیل حدیث ضعیف ہرگز مقبول نہیں۔ فضیلت و افضلیت میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ وہ اسی باب سے ہے جس میں ضعاف بالاتفاق قابل قبول اور یہاں بالاتباع مردود و نامقبول۔

اقول جس نے قبول ضعاف فی الفضائل کا منشاء کے افادات سابقہ میں روشن بیانیوں سے گزرا ذہن نشین کر لیا ہے۔ وہ اس فرق کو بنگاہ اولین سمجھ سکتا ہے قبول ضعاف صرف محل نفع بے ضرر میں ہے۔ جہاں ان کے ماننے سے کسی تحلیل یا تحریم یا اضاعت حق غیر، غرض مخالفت شرع کا بوجہ من الوجہ اندیشہ نہ ہو۔ فضائل رجال مثل فضائل اعمال ایسے ہی ہیں۔ جن بندگان خدا کا فضل تفصیلی خواہ صرف اجمالی دلائل صحیح سے ثابت ہے ان کو منقبت خاصہ جسے صحاح و ثوابت سے معارضت نہ ہو۔ اگر حدیث ضعیف میں آئے اس کا قبول تو آپ ہی ظاہر کہ ان کا فضل تو خود صحاح سے ثابت، یہ ضعیف اسے مانے ہی ہوئے مسئلہ تو فائدہ زائدہ عطا کرے گی۔ اور اگر تنہا ضعیف ہی فضل میں آئے اور کسی صحیح حدیث کی مخالفت نہ ہو وہ بھی مقبول ہوگی کہ صحاح میں تائید نہ سہی خلاف بھی تو نہیں، بخلاف افضلیت کے کہ اس کے معنی ایک دوسرے سے عند اللہ بہتر و افضل مانتا ہے۔ یہ جب ہی جائز ہو گا کہ ہمیں خدا اور رسول جل جلالہ ﷺ کے ارشاد سے خوب ثابت و محقق ہو جائے، ورنہ بے ثبوت حکم لگا دینے میں محتمل کہ عند اللہ امر بالعکس ہو تو افضل کو مفضل بنایا، یہ تصریح تنقیص سے شان ہے اور وہ حرام تو مفسدہ تحلیل حرام و تضيغ حق غیر دونوں درپیش کہ افضل کہنا حق اس کا تھا اور کہہ دیا اس کو۔ یہ اس صورت میں تھی کہ دلائل شرعیہ سے ایک کی افضلیت معلوم نہ ہو۔ پھر وہاں کا تو کہنا ہی کیا ہے، جہاں عقائد حقہ میں ایک جانب کی تفضیل محقق ہو اور اس کے خلاف احادیث سقام و ضعاف سے استناد کیا جائے۔^(۱)

(۱) فتاویٰ رضویہ شریف منیر العین ج ۵ ص ۵۸۰ تا ۵۸۲ رضا فاؤنڈیشن لاہور

رضا کے نیزے کی مار:

قاطع رافضیت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ جانتے تھے کہ میرے چلے جانے کے سو سال بعد لوگوں کے پاس پھر پھر کر تین سال کا عرصہ لگا کر بعض ایران کے خمس پر پلنے والے قرآن و کاعلط مفہوم بیان کر کے کئی سو صفحات پر مشتمل کتاب لکھ کر اہل سنت کو شیخین کی افضلیت سے بھٹکانے کی ناپاک جسارت کریں گے کہ افضلیت کا قول فلاں کے بارے میں بھی فلاں کے بارے میں بھی ہے۔ پچپن صحابہ کے اقوال دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی افضلیت متعلق بھی ملتے ہیں تو اعلیٰ حضرت کا قول فیصل اور حرف آخر جو آپ نے فرما کر امت پر عظیم احسان فرمایا اور بھولے بھالے سنیوں کو رافضیوں کے زخموں سے بچایا آپ فرماتے ہیں کہ:

” جس طرح آج کل کے جہال، حضرات شیخین رضی اللہ عنہما پر تفضیل حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم میں کرتے ہیں۔ یہ تصریح مضادت شریعت و معاندت سنت ہے۔ ولہذا آئمہ دین نے تفضیلیہ کو روافض سے شمار کیا کما بینا فی کتابنا المبارک مطلع القمرین فی ابانۃ سبقة العمرین بلکہ انصافاً اگر تفضیل شیخین کے خلاف کوئی حدیث صحیح بھی آئے قطعاً واجب التاویل ہے۔ اور اگر بفرض باطل صالح تاویل نہ ہو واجب الرد کہ تفضیل شیخین متواتر و اجماعی ہے کما اثبتنا علیہ عرش التحقیق فی کتابنا المذکور اور متواتر و اجماع کے مقابل احاد ہرگز نہ سنے جائیں گے۔۔۔ الخ“

قاطع رافضیت محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں:

بالجملہ مسئلہ افضیت ہرگز باب فضائل سے نہیں جس میں ضعاف سن سکیں بلکہ مواقف و شرح مواقف میں تو تصریح کی کہ باب عقائد سے ہے اور اس میں احاد صحاح بھی نامسوع۔^(۱)

امام اہل سنت تو فرما رہے ہیں کہ حدیث صحیح بھی اگر تفضیل شیخین کے خلاف ملے تو قطعاً واجب التاویل ہے۔ تو پھر صحابی کا قول تو بدرجہ اولیٰ قطعاً واجب التاویل ہو گا اس کے باوجود اقوال کا سہارا لینا چہ معنی دارو؟

قاطع رافضیت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ ارشاد فرما کر رافضیوں کی بولتی بند کر دی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اس ایک جملے میں کئی سو صفحات پر مشتمل آنے والی ایک کتاب کا رد موجود ہے۔ داغ دہلوی نے کیا خوب کہا تھا:

ملک سخن کی شاہی تم کو رضا مسلم
جس سمت آگئے ہو سکے بٹھا دیئے ہیں

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے افضل ماننے والا رافضی ہے:

محدث شہیر ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”ثم اعلم ان جميع الروافض واكثر المعتزلة يفضلون
عليا على ابي بكر رضی اللہ عنہ“^(۲)

یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے افضل سمجھنا تمام رافضیوں کا عقیدہ ہے اور اکثر معتزلہ کا عقیدہ ہے۔

(۱) فتاویٰ رضویہ، منیر العین، جلد ۵، ص ۵۸۱، ۵۸۰، رضا فاؤنڈیشن لاہور
(۲) شرح فقہ اکبر ص ۶۳ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی

میر سید عبدالواحد بلگرامی رحمۃ اللہ علیہ:

فرماتے ہیں کہ جو شخص امیر المؤمنین علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ نہ مانے وہ خارجوں میں سے ہے اور جو آپ کو ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما سے افضل جانے وہ رافضیوں میں سے ہے۔^(۱)

وہ جہلاء تفضیلی جو یہ کہتے پھرتے ہیں کہ اگر کسی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فضیلت دے دی کیا ہو جاتا ہے۔ باقی تو کچھ نہیں ہوتا البتہ آدمی اہل سنت سے ضرور خارج ہو جاتا ہے بلکہ رافضی ہو جاتا ہے اور اس کے رافضی ہونے کی دلیل یہ ہے کہ میر عبدالواحد بلگرامی اس کو سبع سنابل میں رافضی کہا ہے اور سبع سنابل مقبول بارگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو شیخین پر فضیلت دینے والے پر رافضیت کی مہر بارگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔

ابن تیمیہ کے حوالہ سے لوگوں کو دھوکہ:

بعض روافض نے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر فضیلت ثابت کرنے کے لیے ابن تیمیہ بد مذہب کا سہارا لیا ہے کہ ابن تیمیہ نے مجموعۃ الفتاویٰ جلد دوم صفحہ پانچ سو تریسٹھ پر لکھا ہے کہ ساری دنیا سے قریش افضل قریش سے ہاشمی افضل ہاشمیوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ افضل اور افضل کا افضل افضل ہوتا ہے۔

تبصرہ: مولیٰ مشکل کشاء سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے نسب کے لحاظ سے افضل ہونا اہل سنت و جماعت کے ہاں مسلم ہے لیکن اہل سنت و جماعت کے نزدیک

(۱) فتاویٰ رضویہ ج ۲۸ ص ۲۸۸ مطبوعہ لاہور

نسب کی افضلیت سے مطلقاً افضلیت ثابت نہیں ہوتی کیونکہ یہ جزوی افضلیت ہے اور جزوی افضلیت تو غیر صحابہ کو صحابہ پر بھی ہے لہذا نسب کی وجہ سے مطلقاً افضلیت ثابت کر کے عوام اہل سنت کو دھوکہ دینا روافض کا شیوہ ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تمام عورتوں سے افضل ہیں:

کیونکہ نسب کی افضلیت علی الاطلاق افضلیت کو ثابت نہیں کرتی۔

غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا فرمان:

”وَأَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَفْضَلُ نِسَاءِ الْعَالَمِينَ وَبِرَأْهَا
اللَّهُ تَعَالَى مِنْ قَوْلِ الْمَلْحَدِينَ فِيهَا بِمَا يَقْرَأُ وَيَتْلَى إِلَى يَوْمِ
الْدِينِ“ (1)

غوث اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تمام جہان کی عورتوں سے افضل ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کو بری فرما دیا ہے ملحدین کے اس قول سے جو وہ ان کی طرف منسوب کرتے ہیں اس دلیل (قرآن کریم) کے ساتھ جو قیامت تک پڑھی اور تلاوت کی جاتی رہے گی۔

امام اہل سنت علامہ ابو شکور محمد سالمی کشنی رحمۃ اللہ علیہ:

ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ عقیقہ رضی اللہ عنہا تمام جہان کی عورتوں سے افضل ہیں جو گزر چکی ہیں اور جو موجود اور آنے والی ہیں، سب سے افضل ہیں اور جو حضرت سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کو حضرت

(1) غنیة الطالبین ج 1 ص 162 مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت

عائشہ صدیقہ عقیقہ بنی تمیم سے علی الاطلاق افضل کہے تو یہ شیعہ وروا فضل کا مذہب ہے بلکہ حضرت عائشہ صدیقہ عقیقہ بنی تمیم افضل ہیں، اگرچہ حضرت فاطمہ بنی تمیم کا نسب افضل ہے، جیسے حضرت ابو بکر صدیق حضرت علی رضی اللہ عنہم سے افضل ہیں، اگرچہ حضرت علی ہاشمی ہیں اور بنی ہاشم کا نسب بنی تمیم کے نسب سے افضل ہے۔^(۱)

ملک المدر سین استاذ العلماء عطا محمد بندیا لوی رحمہ اللہ علیہ:

علمی شرافت کا رتبہ نسبی شرافت سے بڑھ کر اور زیادہ قوی ہے اس لیے کہا گیا ہے حضرت عائشہ صدیقہ جناب فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا سے افضل ہیں اور اس کی وجہ یہی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ بنی تمیم کا علم، حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا سے زیادہ ہے یہ مسئلہ احناف کا متفقہ ہے۔^(۲)

مذکورہ اکابرین کے اقوال سے یہ بات ثابت ہوئی محض نسب کی فضیلت سے مطلقاً فضیلت ثابت نہیں ہوتی لہذا سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے نسب کی فضیلت کی وجہ سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر مطلق فضیلت دینا باطل اور رافضیوں کا عقیدہ ہے۔

عوام اہل سنت کو دھوکہ دہی کی ناپاک جسارت:

بعض روافض عوام اہل سنت کو دھوکہ دیتے ہوئے یہ کہتے ہیں کہ ہم افضل تو سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو مانتے ہیں لیکن ہمیں محبت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے زیادہ ہے۔ حالانکہ یہ بالکل جاہلانہ اور باطل قول ہے ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) تمہید ابو شکور سالمی ص ۳۶۷ مطبوعہ فرید بک سنال لاہور

(۲) سیف العطاء ص ۹۰ مطبوعہ لاہور

شیخ الاسلام ابو ذر عدوی عراقی رضی اللہ عنہ کا عظیم فتویٰ:

”الاستفتاء: سئل شیخ الاسلام محقق عصرہ ابو ذرعة
الولی العراقی عن اعتقد فی الخلفاء الاربعة الافضلية
على الترتیب المعلوم ولكنه يحب احدهم اكثر هل يا
ثم؟“ (1)

شیخ الاسلام محقق العصر ابو ذر عدوی عراقی رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا ایک
شخص چار خلفاء راشدین کی فضیلت تو مشہور و معروف ترتیب کے مطابق
مانتا ہے اس پر اعتقاد رکھتا ہے لیکن ان میں سے کسی ایک سے زیادہ محبت
رکھتا ہے تو کیا اس سے وہ گنہگار ہوگا؟

جواب:

”فأجاب بأن المحبة قد تكون لأمر ديني وقد تكون لأمر
دنيوي فالمحبة الدينية لازمة للافضلية فمن كان
افضل كانت مجتنا الدينية له اكثر فمتى اعتقدنا في
واحد منهم أنه افضل ثم احببنا غيره من جهة الدين
اكثر كان تناقضا نعم ان احببنا غير الافضل اكثر من
محبة الافضل لأمر دنيوي كقراة واحسان ونحوه فلا تنا
قض في ذلك ولا امتناع فمن اعترف بأن افضل هذه
الأمة بعد نبيها ابو بكر ثم عمر ثم عثمان رضي الله عنهم ثم علي
لكنه أحب عليه اكثر من أبي بكر رضي الله عنه مثلا فان كانت
المحبة المذكورة محبة دينية فلا معنى لذلك

(1) الصواعق المحرقة ص 65 مطبوعه كتب خانہ مجیدیہ ملتان، حواشی اشعة اللمعات
ج 6 ص 25 مطبوعه فرید بک سنال لاہور

اذا المحبة الدينية لازمة للافضيلة كما قرناه وهذا
يعترف بافضلية أبي بكر رضي الله عنه الابلسانه وأما بقلبه فهو
مفضل لعلی لكونه احبه محبة دينية زائدة على محبة
أبي بكر رضي الله عنه وهذا لا يجوز وان كانت المحبة المذكورة
محبة دنيوية لكونه من ذرية علي اولغير ذلك من
المعاني فلا امتناع فيه، انتهى“ (۱)

تو آپ نے یہ جواب دیا کہ محبت کبھی امر دینی کی وجہ سے ہوتی ہے اور
کبھی امر دنیوی کی وجہ سے ہوتی ہے محبت دینی افضلیت کو لازم ہے جو
افضل ہو گا اسی سے ہماری دینی محبت زیادہ ہوگی، جب ہم نے یہ عقیدہ
رکھا کہ ان میں سے فلاں شخص سب سے افضل ہے، پھر اس کے بغیر
دوسرے سے دینی محبت زیادہ کی تو ان میں تناقض لازم آئے گا (یعنی ایک
دعویٰ میں جھوٹا ہو گیا یا افضل ماننے کا دعویٰ جھوٹا ہو گیا یا محبت کے دعویٰ
میں جھوٹا ہو گا) ہاں اگر افضل کی بنسبت غیر افضل سے محبت دنیاوی وجہ
سے زیادہ رکھی، یعنی اس وجہ سے کہ یہ میرا رشتہ دار ہے یا اس کے مجھ پر
احسانات ہیں یا کسی اور دنیاوی وجہ سے محبت زیادہ رکھی تو اس میں تناقض
نہیں اور یہ منع بھی نہیں۔ جس نے اعتراف کر لیا (یعنی جسے علم حاصل
ہوا پھر مانا، جاہل نے اعتراف کیا کرنا ہے؟) کہ اس امت میں نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ابو بکر رضي الله عنه، پھر ان کے بعد عمر رضي الله عنه، پھر ان کے بعد
حضرت عثمان، پھر ان کے بعد حضرت علی رضي الله عنه افضل ہیں لیکن وہ
حضرت علی رضي الله عنه سے بنسبت حضرت ابو بکر رضي الله عنه کے محبت زیادہ رکھتا ہے
اور اس کی محبت دینی ہو تو اس کا کوئی مقصد نہیں، کیونکہ محبت دینی
افضلیت سے لازم آتی ہے، (یعنی محبت دینی تو افضل سے ہی زیادہ ہوتی
ہے) جیسا ہم بیان کر چکے ہیں۔ یہ حقیقت میں حضرت ابو بکر رضي الله عنه کی

(۱) الصواعق المحرقة ص ۶۵ مطبوعہ کتب خانہ مجیدیہ ملتان

(۱)

افضلیت کا سوائے زبان کے اعتراف نہیں کر رہا لیکن دل سے وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو افضل مانتا ہے کیونکہ محبت دینی جس سے زیادہ ہو اس کے نزدیک وہی افضل ہوتا ہے اور یہ جائز نہیں (کیونکہ اجماع امت کے خلاف ہے، ایسے لوگ ہی تفصیلی رافضی کہلاتے ہیں) ہاں اگر اولاد علی المر ترضی رضی اللہ عنہ سے کوئی رشتہ کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے دنیاوی محبت زیادہ رکھے تو اس میں کوئی ممانعت نہیں۔

مام اعظم رضی اللہ عنہ کا رافضیوں کے منہ پر طمانچہ:

”عن ابی حنیفۃ قال من قال علی رضی اللہ عنہ احب الی من الجمیع فہو رجل وغل ای فاسد“⁽¹⁾

یعنی جس نے کہا کہ مجھے علی سب سے زیادہ پیارے ہیں تو وہ شخص نہایت کمینہ ہے یعنی فاسد العقیدہ ہے۔

عوام اہل سنت نے ملاحظہ فرمایا کہ رافضیوں کا یہ کہنا کہ ہم افضل تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو مانتے ہیں لیکن محبت زیادہ علی المر ترضی رضی اللہ عنہ سے کرتے ہیں باطل و مردود ہے۔ اور کیوں نہ ہو مردودوں کے قول بھی مردود ہی ہوا کرتے ہیں لہذا افضلیت علی المر ترضی رضی اللہ عنہ کا قول کرنے والا باطل و مردود و لعنتی ہے اس لئے کہ خود مولیٰ علی المر ترضی رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے۔

” قال امیر المؤمنین من لم یقل انی رابع الخلفاء فعلیہ لعنة اللہ“⁽²⁾

(1) نبراس ص ۲۹۲ المکتبہ الرضویہ مؤسسۃ الشرف لاہور
(2) مناقب ابن شہر آشوب ج ۳ ص ۸۸ مطبوعہ سلیمانزادہ

امیر المؤمنین علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص مجھے چوتھا خلیفہ تسلیم نہ کرے اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔

تو رافضیوں پر لعنت رب کی ہے بھیجنے والے علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں اور اسکو جھلنے والے رافضی خناس ہیں:

ملعون جو آپ تو میرا قصور ہے کیا
جو کچھ کیا تم نے کیا بے خطا ہوں میں

اگر آئمہ و اسلاف اہل سنت کی زندگیوں کا اور فرامین کا مطالعہ کیا جائے تو یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ شیخین کریمین رضی اللہ عنہما پر علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو فضیلت دینا تو بڑے دور کی بات اگر کوئی افضلیت کا سوال تک بھی کر دیتا تو ہمارے اسلاف غصے سے بھڑک اٹھتے اور غضبناک ہو جاتے ہیں جیسا کہ میمون بن مہران فقیہ تابعی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے۔

میمون بن مہران فقیہ تابعی کا ارشاد:

”میمون ابن مہران من فقہاء التابعین سنل ابو بکر و عمر افضل ام علی رضی اللہ عنہما؟ فوق شعره وارتعدت فرائصه حتى سقطت عصاه من يده وقال ما كنت اظن ان اعيش الى زمان يفضل الناس فيه احدا على ابى بكر و عمر رضی اللہ عنہما او كمال قال رواه ابو نعیم عن فرات السائب“ (۱)

حضرت میمون ابن مہران جو کہ فقہائے تابعین سے ہیں ان سے سوال کیا گیا کہ سیدنا ابو بکر و عمر فاروق رضی اللہ عنہما افضل ہیں یا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تو ان

(۱) حلیۃ الاولیاء ص ۲۵۱ ترجمہ میمون بن مہران ج ۳ ص ۹۲۔ فتاویٰ رضویہ شریف جلد ۲۸ ص ۲۶۶، رضا فائونڈیشن لاہور

کے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور ان کی رگیں پھڑکنے لگیں یہاں تک کہ چھڑی ان کے ہاتھ سے گر گئی اور انہوں نے فرمایا کہ مجھے یہ گمان نہ تھا کہ میں اسی زمانہ تک جیوں گا جس میں لوگ ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہم پر کسی کو فضیلت دیں گے یا جیسا انہوں نے فرمایا اسکو فرات بن سائب نے ابراہیم سے روایت کیا ہے۔

بزرگوں کا تو یہ حال تھا جبکہ ہم دیکھتے ہیں ہمارے بعض سادے سنی اور جاہل سنی یہ نہیں سن کر ٹس سے مس نہیں ہوتے اور یہ کہتے ہیں کہ یہ کوئی اتنی بڑی بات تو نہیں ہے بڑی بات نہ ہوتی تو ہمارے بزرگ جلال میں کیوں آجاتے۔ خدا را ہوش کے ناخن لو اور نہ بھیڑیوں سے خود بھی بچو اور لوگوں کو بھی آگاہ کرو ورنہ کل آقا ﷺ کو کیا منہ دکھاؤ گے۔
حضرت عبداللہ فرماتے ہیں بچو۔

زیاب فی ثياب لب پہ کلمہ دل میں گستاخی
سلام اسلام ملحد کو کہ تسلیم زبانی ہے

حق چار یار اور افضلیت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ :

امام ابن حجر مکی رحمہ اللہ نے الصواعق المحرقة میں بحوالہ ابن عساکر یہ روایت نقل فرمائی ہے کہ:

”عن ابن عمر رضی اللہ عنہما کنا وفینا رسول اللہ ﷺ نفضل ابا بکر وعمر وعثمان وعلیاً رضی اللہ عنہم“ (۱)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ درآں حالیکہ رسول اللہ ﷺ ہم میں موجود تھے ہم فضیلت دیتے تھے ابو بکر

(1) الرياض النضرة ص ۵۷ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت

صدیق رضی اللہ عنہ کو پھر عمر رضی اللہ عنہ کو پھر عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو پھر علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو۔

حدیث مبارکہ میں حضور کے عظیم صحابی نے واضح فرمایا دیا کہ افضلیت بھی ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ہم مانتے ہیں اور ان چاریاروں کو بھی مانتے ہیں ان کی تحقیق کرتے ہیں۔ ان کو ساری امت سے افضل مانتے ہیں یہی تو حق چاریار کا نعرہ ہے کہ اسی لئے ہم یہ کہتے ہیں کہ

صدیق اولیں ہیں خلافت کے تاجدار
بعد ان کے عمر و عثمان و حیدر ہیں بالیقین
اللہ اللہ ان کی عظمت اور شان سر بلند
انبیاء کے بعد ان کا کوئی بھی ہمسر نہیں

اور رافضی تجھے یہی کہیں گے کہ!

نہ کر توہین مصطفیٰ نہ بن شاتم صحابہ کا
اسی سے کفر پھیلے گا یہی ہیں کفر کے آلے
جہنم کے شراروں کا اگر کچھ خوف ہے رافضی
ابو بکر و عمر و عثمان و علی کی سیرت قدسی کو دوہرا لے

حق چاریار اور افضلیت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بزبان مولیٰ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ:

”عن محمد بن الحنفیة رضی اللہ عنہ قال قلت لابی ای الناس خیر
بعد النبی ﷺ قال ابو بکر قلت ثم من قال عمر

وخشيت ان يقول عثمان رضي الله عنه قلت ثم انت قال ما انا الا
رجل من المسلمين“ (1)

محمد بن حنیفہ رضي الله عنه فرماتے ہیں میں نے اپنے باپ سے عرض کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب لوگوں میں سے افضل کون ہے؟ آپ نے فرمایا ”ابو بکر رضي الله عنه“ پھر میں نے پوچھا ان کے بعد سب سے افضل کون ہے؟ تو آپ نے فرمایا عمر رضي الله عنه میں ڈر کہ اب آپ کہیں گے ”عثمان رضي الله عنه“ میں نے پھر پوچھا کہ ان کے بعد تو آپ رضي الله عنه سب سے افضل ہوں گے؟ آپ نے فرمایا میں تو مسلمانوں میں سے ایک عام شخص ہوں۔

وضاحت حدیث:

”(عن محمد بن الحنفية) هو ابن علي من غير فاطمة
(رضي الله عنه) (قال قلت لأبي) اي لعلي كرم الله وجهه (اي
الناس خير بعد النبي صلی اللہ علیہ وسلم قال) اي علي (ابو بكر) اي هو
ابوبكر أو ابوبكر هو الخير قلت ثم من قال عمر رضي الله عنه“

محمد بن حنیفہ جو حضرت علی رضي الله عنه کے بیٹے ہیں۔ (ان کی والدہ کا نام حنیفہ تھا) یہ اپنی ماں کی طرف زیادہ منسوب ہوتے تھے یعنی یہ حضرت فاطمہ الزہراء رضي الله عنها کے بیٹے نہیں تھے) روایت کرتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ

(1) بخاری شریف رقم ۳۶۷۱، ابو داؤد رقم ۴۶۲۹، مشکوٰۃ باب مناقب ابی بکر، تفسیر مظہری ج ۱۰ ص ۲۸۰ مکتبہ رشیدیہ کونہ پاکستان، بحر الفوائد المشہور بمعانی الاخبار ص ۲۸۰ دار الکتب العلمیہ بیروت، مشکوٰۃ المصابیح رقم ۶۰۱۵، الصواعق المحرقة ص ۱۹۵، المعجم الاوسط رقم ۱۱۰، سنن ابی داؤد ج ۲ ص ۲۰۶ رقم ۴۶۲۹، شرح السنہ امام بغوی ج ۱۳ ص ۸۱ رقم ۳۸۷۱، فضائل الصحابہ لاحمد بن حنبل ج ۱ ص ۳۲۱ رقم ۴۴۵، موسسة الرساله بیروت، جامع الاحادیث رقم ۳۳۱۸۰، کنز العمال رقم ۳۶۰۹۲، تاریخ الخلفاء ص ۴۳

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب لوگوں سے بہتر و افضل کون ہے؟ تو آپ نے فرمایا، سب سے بہتر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ پھر میں نے فرمایا ان کے بعد سب لوگوں سے بہتر و افضل کون ہے؟ آپ نے فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ۔

”(وخشیت ان یقول عثمان رضی اللہ عنہ) ای لو قلت ثم من ، فعدلت عن متوال السؤال لهذا فحينئذ (قلت ثم انت؟ قال ما أنا الارجل من المسلمين) وهذا علی سبیل التواضع منه مع العلم بأنه حين المسئلة خير الناس بلا نزاع لأنه بعد قتل عثمان رضی اللہ عنہ“ (1)

پھر میں ڈرا کہ اگر میں نے سوال پہلی طرح ہی کیا تو یقیناً آپ یہی جواب دیں گے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بعد سب سے افضل حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہیں تو میں نے سوال کا انداز بدل کر پوچھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بعد تو آپ ہی افضل ہوں گے؟ آپ نے فرمایا کہ میں تو مسلمانوں میں سے ایک عام شخص ہوں، آپ کا یہ جواب عاجزی و انکساری پر مبنی ہے کیونکہ یہ سوال و جواب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد کا ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ افضل ہیں اس پر اجماع امت ہے۔

حدیث مذکور میں بھی حضور ﷺ کے چار یاروں کا تذکرہ ہے اور ساتھ ہی افضلیت والا بھی حل ہو جاتا ہے جو کہ خود مولیٰ علی رضی اللہ عنہ افضلیت کا فرما رہے ہیں تو رواً افضل کو اگر سیدنا المرئی رضی اللہ عنہ سے سچی محبت ہے تو محبوب کی توہر بات تسلیم کی جاتی ہے۔

(1) مرقاة ج ۱۱ ص ۱۷۹-۱۸۰ مطبوعہ مکتبہ عثمانیہ کونہ

رافضی! یہ اصول کیوں بھول گئے کہ محبت اطاعت کو مستلزم ہوتی ہے لہذا مدعی محبت علی کو اتباع علی بھی لازم ہے:

لو كان حبا صادقاً لاطعته
ان المحب لمن يحب مطيع

(اگر تیری محبت میں صداقت ہوتی تو تو محبوب کی فرمانبرداری کرتا کیونکہ محب محبوب کا فرمانبردار ہوتا ہے)

جبکہ تم اس کے برعکس کر رہے ہو کیا علی المر ترضی رضی اللہ عنہ کو یہ معلوم نہ تھا کہ ظاہری طور پر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ افضل ہیں اور باطنی طور پر میں۔

(معاذ اللہ) تم علی المر ترضی رضی اللہ عنہ سے زیادہ جانتے ہو، نہیں ہرگز نہیں تمہارا دعویٰ محبت اہل بیت جھوٹا ہے اسی لئے تم ملعون و مردود ہو اور حق چار یار اور افضلیت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے تم کو قونج کا درد پڑتا ہے۔ لیکن شیطان کے جلنے سے ہم حق چار یار اور افضلیت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ماننے سے نہیں رک سکتے کیونکہ یہ قرآن حدیث سے ثابت ہے۔

حق چار یار اور ترتیب خلافت بزبان مصطفیٰ کریم ﷺ:

”عن علی رضی اللہ عنہ أنه قال: (قیل یا رسول اللہ ﷺ من نؤمر بعدک؟ قال: ”ان تؤمروا ابابکر رضی اللہ عنہ تجدوه أمینا زاہدا فی الدنیا راغباً فی الآخرة، وان تؤمروا عمر تجدوه قویاً أمیناً لا یخاف فی اللہ لومة لائم، وان تؤمروا عثمان رضی اللہ عنہ تجدوه قائماً بالدلیل والبرهان، وان تولوا علیاً تجدوه ہادیا مہدیا“ (۱)

حضرت علی المر ترضی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے مصطفیٰ کریم ﷺ سے عرض کی یا رسول ﷺ ہم آپ ﷺ کے بعد کس کو

(۱) غنیة الطالبین ج ۱ ص ۱۵۹ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت

امیر بنائیں تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اگر تم ابو بکر رضی اللہ عنہ کو امیر بناؤ تو ان کو امین اور زاہد پاؤ گے دنیا میں، اور آخرت کی طرف رغبت کرنے والا اور اگر تم عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو امیر بناؤ تو ان کو قوی، امین پاؤ گے اور وہ اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا اندیشہ نہیں کریں گے اگر تم عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو امیر بناؤ تو ان کو دلیل و حجت کے ساتھ قائم پاؤ گے اور اگر تم سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو امور کا والی بناؤ تو ان کو بادی و مہدی پاؤ گے۔

حق چاریار کی خلافت کا تذکرہ:

”وعن مجاہد بن عبد اللہ قال: قال لي علي بن أبي طالب رضي الله عنه ما خرج النبيا من دار الدنيا حتى عهد الي أن أبا بكر رضي الله عنه يلي من بعدى، ثم عمر رضي الله عنهما بعده، ثم عثمان رضي الله عنه من بعده ثم علي رضي الله عنه من بعده“ (۱)

حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ دنیا سے نہیں تشریف لے گئے مگر یہ کہ مجھ سے اس بات کا عہد لیا کہ میرے (نبی کریم ﷺ) بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوں پھر ان کے بعد عمر فاروق رضی اللہ عنہ پھر ان کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پھر ان کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ ہوں گے۔

حق چاریار کی خلافت اور ترتیب خلافت کا فیصلہ تو حضور ﷺ نے فرما دیا ہے، تو پھر رافضی جھگڑتے کس بات میں ہیں۔

(۱) غنیہ الطالبین ج ۱ ص ۱۵۹ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت

حق چاریار و افضلیت اور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ :

”عن علی رضی اللہ عنہ قال خیر الناس فی هذه الامة بعد ابی بکر
عمر الفاروق ثم عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہم انا“ (۱)

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس امت میں افضل حضرت
ابو بکر رضی اللہ عنہ ان کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں پھر عثمان
ذوالنورین رضی اللہ عنہ ہیں پھر میں (علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ) ہوں۔

مانویہ بھی شان علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہے۔ بیان حقانیت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہے۔ علم علی المرتضیٰ
رضی اللہ عنہ ہے خلفاء ثلاثہ کو اپنے آپ پر افضلیت دینا بزبان علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہے بصورت اس
نعرہ تحقیق حق چاریار ہے اور جو فرمان مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا منکر ہو وہ کسی صورت میں ان کی محبت
کے دعوے میں سچا نہیں ہو سکتا۔

حق چاریار اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ :

”عن الاصبغ بن نباتہ قال قلت لعلی رضی اللہ عنہ یا امیر
المؤمنین۔ من خیر الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال
ابوبکر رضی اللہ عنہ قلت ثم من قال ثم عمر رضی اللہ عنہ قلت ثم من قال
ثم عثمان رضی اللہ عنہ قلت ثم من قال انا“ (۲)

ریاض النضرہ ص ۵۷ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت
نبراس شرح شرح عقائد ص ۴۹۱-۴۹۲ مطبوعہ موسسہ الشرف لاہور رواہ الحافظ ابو سعید

(۱)
(۲)
السمان

اصبح بن نباتہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی خدمت میں عرض کی اے امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگوں میں سب سے بہتر کون ہے آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ابو بکر رضی اللہ عنہ پھر کون آپ نے فرمایا عمر رضی اللہ عنہ میں نے عرض کی پھر کون آپ نے فرمایا عثمان رضی اللہ عنہ میں نے عرض کی پھر کون آپ نے فرمایا میں (علی المر تفضی رضی اللہ عنہ)

اہل سنت کی محافل سے آتی ہے صدا:

سارے اصحاب مدنی دے ہیں ذی قدر دوستو چواں یاراں دی کیا بات ہے
پیارے صدیق و فاروق عثمان و علی رضی اللہ عنہم انہاں چواں یاراں دی کیا بات ہے
جیڑے راہی صحابہ دے شکوے کرن میرا ہے مشورہ او خدا توں ڈرن
او خدا دی قہاری دے واقف نسیں رب اکبر دی ماراں دی کیا بات ہے

حق چار یار اور ترتیب افضلیت و خلافت بزبان مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم:

”عن عمرو بن لبید رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اشتری بکر امن
اعرابی فاد برالا عرابی فلقى علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ
فقال علی رضی اللہ عنہ للاعرابی ان قبض اللہ رسوله حقی الی
من لی بحقی ان اتی علیک الموت قال ابو بکر الصدیق
لک بحقی فادبر الاعرابی فلقیہ علی ایضا ما قال لک
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال حقی الی ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ قال
علی رضی اللہ عنہ فان ابابکر رضی اللہ عنہ یموت فرجع الاعرابی یرسول
صلی اللہ علیہ وسلم ان مات ابو بکر رضی اللہ عنہ فالی من حقی قال صلی اللہ علیہ وسلم الی
عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ فادبر الاعرابی فلقیہ علی رضی اللہ عنہ

قال ما قال لك رسول الله ﷺ قال الاعرابي حقي الي
 عمر بن الخطاب قال علي بن ابي طالب فان عمر بن الخطاب يموت فرجع
 الاعرابي قال يا رسول الله ﷺ فان عمر يموت ممن لي
 به قال النبي ﷺ حقا الي عثمان بن عفان فادبر الاعرابي
 فلقيه علي بن ابي طالب قال علي بن ابي طالب ما قال لك رسول ﷺ
 قال الاعرابي حقي الي عثمان بن ابي طالب قال علي بن ابي طالب فان يموت
 عثمان بن ابي طالب فرجع الاعرابي قال فان عثمان بن ابي طالب يموت
 يا رسول الله ﷺ فالي من حقي قال النبي ﷺ فالي الذي
 ارسلك (1)

حضرت عمرو بن لبید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اکرم ﷺ نے
 ایک دیہاتی سے اونٹ کا بچہ خرید اوہ سودا ادھار تھا پیسے بعد میں دینے
 تھے جس وقت وہ اعرابی سودا کر کے باہر نکلا اونٹ کا بچہ دے گیا اور پیسے
 ابھی بعد میں لینے تھے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے انکی ملاقات ہو گئی حضرت
 علی رضی اللہ عنہ نے اس دیہاتی سے پوچھا تم سودا تو کر کے جا رہے ہو اگر رسول
 اللہ ﷺ کا کل وصال ہو گیا تو تم نے پیسے کس سے لینے ہیں؟ پیسے
 تمہارے ادھارے ہیں اور کوئی قید نہیں کہ کب سرکار کا وصال ہو
 جائے۔ اگر رسول اکرم ﷺ کا وصال ہو گیا تو تم یہ پیسے کس سے
 وصول کرو گے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فیصلہ کر دانا چاہتے تھے کہ یہ دیہاتی جا
 کر سرکار ﷺ سے پوچھ لے۔ اوپر سے تو یہ مسئلہ پیسوں کا ہو گا لیکن
 حقیقت میں اندر سے یہ خلافت کا فیصلہ ہو گا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں
 سکھایا کہ جا کر تم نبی ﷺ سے پوچھو۔ لہذا وہ دیہاتی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے
 کہنے پر واپس نبی ﷺ کے پاس چلا گیا۔ جا کر اس نے سرکار سے پوچھ

(1) شرف المصطفیٰ ج ۶ ص ۱۸، ۱۷ مطبوعہ دار البشائر الاسلامیہ

لیا۔ یارسول اللہ ﷺ موت کا تو کوئی پتہ نہیں لیکن اگر آپ ﷺ کا وصال ہو گیا تو میرے پیسے کون دے گا تو سرکار علیہ السلام نے ارشاد فرمایا جو پیسے تو نے مجھ سے لینے ہیں اگر میں کل تجھے نہ ملا تو یہ پیسے تجھے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ادا کرے گا۔ پھر یہ دیہاتی باہر نکلا حضرت علی رضی اللہ عنہ رستے میں بیٹھے تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا بتاؤ نبی علیہ السلام نے کیا جواب دیا وہ بدوکہنے لگا۔ انہوں نے مجھے کہا ہے کہ اگر میں دنیا سے چلا گیا تو میرا ذمہ دار حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہو گا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یقین ہو گیا کہ رسول اکرم ﷺ کے بعد نمبر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ہے مگر پھر بھی وضاحت چاہی کہ ہو سکتا ہے تمہارے پیسے دینے سے پہلے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا بھی وصال ہو جائے تو پھر تمہارے پیسے کون دے گا۔ وہ دیہاتی واپس لوٹا اور کہا یارسول اللہ ﷺ اگر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ میرے پیسے دیئے بغیر فوت ہو جائیں تو پھر میں اپنا حق کس سے مانگوں جس وقت ساکل نے یہ سوال کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا اگر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پیسے دینے سے پہلے فوت ہو جائیں تو پھر دوسرے نمبر پر یہ پیسے میرے عمر رضی اللہ عنہ سے مانگنا۔

وہ دیہاتی دربار رسالت سے باہر نکلا حضرت علی رضی اللہ عنہ ان سے ملے اور کہا بتاؤ نبی علیہ السلام نے کیا جواب دیا۔ اس نے کہا رسول اکرم ﷺ نے مجھے بتایا ہے کہ اگر میرے صدیق دنیا سے چلے جائیں تو تمہارے پیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ ادا کریں گے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فیصلے کا پتہ چل گیا کہ دوسرا نمبر اس امت کے اندر خلافت کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ فوت ہو جائیں اور پیسے تمہارے پھر بھی باقی ہوں تو پھر وہ پیسے کون دے گا جاؤ یہ پوچھ کے آؤ۔ لوٹ کے آیا اور کہا یارسول اللہ ﷺ اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے تو میں پیسے کس سے مانگو گا قربان جائیں نگاہ نبوت پہ سرکار علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔ اگر تمہارا حق

دینے سے پہلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے تو پیسے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ادا کریں گئے بدو باہر نکلا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی پوچھا اے دیہاتی مجھے بتاؤ نبی علیہ السلام نے کس کا نام لیا ہے اس دیہاتی نے کہا کہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے اگر عمر رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے تو پھر تم نے پیسے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے لینے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر ایک بار جاؤ ہو سکتا ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی فوت ہو جائیں اور تمہارے پیسے ابھی تک ادا نہ ہوئے ہوں تو پھر کون ادا کرے گا۔ وہ دیہاتی نبی علیہ السلام بارگاہ میں لوٹا اور جا کر کہا اگر عثمان رضی اللہ عنہ کا بھی وصال ہو جائے تو یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پیسے کون دے گا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر عثمان رضی اللہ عنہ فوت ہو جائیں تو پھر تم نے پیسے اس سے مانگنے ہیں جو تجھے بھیج رہا ہے۔

وایت مذکور سے ترتیب افضلیت، ترتیب خلافت، حق چار یار، اور علم غیب صلی اللہ علیہ وسلم واضح ہے یعنی رافضی اور خارجی دونوں کا رد اس میں موجود ہے۔

حق چار یار اور حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ:

”عن ابن عباس رضی اللہ عنہ وقد سئل عن ابی بکر رضی اللہ عنہ فقال کان رحمہ اللہ للقرآن تالیا وللشر قالیاً وعن المنکرنا ہیا وبال معروف آمرًا ولله صابرا وعن الميل الی الفحشاء ساہیا وباللیل قائما وبالنہار صائما وبدین اللہ عارفا ومن اللہ خائفا وعن المحارم جانفا وعن الموبقات صارفا فاق اصحابہ ورعا وقناعة وزاد برا وامانة فاعقب اللہ من طعن علیہ الشقاق الی یوم التلاق قیل وما کان نقش خاتمہ حین ولی الامر قال نقش علیہ عبد ذلیل لرب جلیل۔ قیل له فما تقول فی عمر رضی اللہ عنہ قال رحمة اللہ علی ابی حفص رضی اللہ عنہ کان واللہ حلیف الاسلام وماوی الایتام و

محل الايمان ومنتہی الاحسان وناہی الضعفاء ومعقل الخلفاء كان للحق حصنا وللناس عوناً بحق الله صابر امحتسباً حتى اظهر الدين وفتح الديار وذكر الله عزوجل على التلال والبقاع وقورا الله في الرخاء والشدة شكوراً له في كل وقت فاعقب الله من يبغضه الندامة الى يوم القيامة قيل فما نقش خاتمه حين ولي الامر قال نقش عليه الله المعين لمن صبر قيل فما تقول في عثمان رضي الله عنه قال رحمه الله على ابي عمر رضي الله عنه وكان والله افضل البررة واكرم الحفدة كثر الاستغفار هجاء بالاسحار سريع الدموع عند ذكر النار دائم الفكر فيما يعينه بالليل والنهار مبادراً الى كل مكرمة وساعياً الى كل منجية فراراً من كل مهلكة وفيها تقيا خفياً مجهز جيش العسرة وصاحب بشرومة وختن المصطفى صلى الله عليه وسلم فاعقب الله من قتله البعاد الى يوم التناد قيل فما نقش خاتمه حين ولي الامر قال نقش عليه اللهم احيني سعيداً وامتنى شهيداً فوالله لقد عاش سعيداً ومات شهيداً قيل فما تقول في علي رضي الله عنه قال رحمه الله على ابي الحسن كان والله علم الهدى وكهف التقى وطو دالنهى ومحل الحجى وعين النداء ومنتهى العلم للورى ونورا اسفر في ظلم الدجى وداعياً الى المحجة العظمى متمسكاً بالعروة الوثقى اتقى من تقمص وارتمى واكرم من شهد النجوى بعد محمد المصطفى صلى الله عليه وسلم وصاحب القبلتين وابا السبطين وزوجاته خير النساء رضي الله عنهم فما يفوقه احد لم ترعينا ي مثله ولم اسمع بمثله في الحرب ختالاً وللاقران قتالاً ولا بطل شغلاً فعلى من يبغضه لعنة الله ولعنة العباد الى يوم التناد قيل فما نقش خاتمه حين ولي الامر قال نقش عليه الله الملك (1)

(1) الرياض النظرية ص 54 تا 59، دار الكتب العلمية بيروت

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں ان سے پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا خدا ان پر رحم فرمائے وہ قرآن کی تلاوت کرنے والے شر کو مٹانے والے منکر سے روکنے والے معروف کا حکم دینے والے اللہ تعالیٰ کیلئے صبر کرنے والے فحشاء کی طرف میلان نہ کرنے والے رات کو قیام فرمانے والے دن کو روزہ رکھنے والے اللہ کے دین کو جاننے والے اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے محارم سے اجتناب کرنے والے موبقات سے خرچ کرنے والے اپنے ساتھیوں پر فوقیت رکھنے والے رعایت اور قناعت کرنے والے زیادہ احسان کرنے والے امانت دار تھے اور جو شخص ان پر طعن کرے اللہ تعالیٰ اسکو قیامت تک عقوبت میں رکھے پوچھا گیا کہ جب وہ خلیفہ تھے تو انکی مہر کا نقش کیا تھا فرمایا: "عبد ذلیل لرب جدید"۔

پوچھا گیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں فرمایا اللہ تعالیٰ ابو حفص رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے خدا کی قسم وہ اسلام کے حلیف یتیموں کی پناہ گاہ محل ایمان منتہی الاحسان اپنی مجلس میں بیٹھے ہوئے کمزوروں کے ماویٰ خلفاء کے دانا حق کا قلعہ لوگوں کے مددگار اللہ کے حق کے ساتھ صبر کے ساتھ احتساب کرنے والے یہاں تک کہ دین ظاہر ہو اور دیار فتح ہوئے اور اللہ تعالیٰ عزوجل کا ذکر تلال بقاع تک پہنچا نرمی و سختی میں باوقار ہیں اللہ کیلئے ہر وقت اس کا شکر ادا کرنے والے پس اللہ تعالیٰ ان سے بغض رکھنے والے پر قیامت تک عقوبت فرمائے پوچھا گیا کہ جب وہ خلیفہ تھے تو ان کی مہر کا نقش کیا تھا فرمایا اس پر نقش تھا "اللہ المعین لمن صبر"۔

پوچھا گیا آپ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں۔ فرمایا اللہ تعالیٰ ابو عمرو رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے خدا کی قسم وہ نیکوں کے افضل،

خدا م کے اکرم، بہت زیادہ استغفار کرنے والے، صبحوں کو جاگنے والے، ذکر جہنم کے وقت جلا آنسو بہانے والے، اس میں ہمیشہ فکر کرنے والے، شب و روز مدد کرنے والے، ہر بزرگی کو لبیک کہہ کر حاصل کرنے والے، نجات کی طرف کوشش کرنے والے پر، ہلاکت سے بھاگنے والے وفا والے تقی، خفی، جیشِ عمرت کے لئے سامان دینے والے صاحب، سر رومہ اور حضرت محمد ﷺ کے داماد اللہ تعالیٰ انکو شہید کرنے والے پر قیامت تک اپنی گرفت فرمائے پوچھا گیا ان کی خلافت کے زمانہ میں ان کی مہر کا نقش کیا تھا فرمایا اس پر لکھا تھا "اللہم احیننی سعید او امتنی شہیدا" پس خدا کی قسم وہ زندگی میں سعید رہے اور شہادت کے مقام سے بازیاب ہوئے۔

پوچھا گیا کہ آپ حضرت علی المر ترضی اللہ عنہ کے حق میں کیا فرماتے ہیں۔ فرمایا اللہ تعالیٰ ابو الحسن پر رحم فرمائے خدا کی قسم وہ علم الہدی، کہف التقی، طود النہی، محل الحجی، عین الندی اور علم وری کے منتہی تھے وہ ظلمتوں میں چمکتا ہو نور تھے وہ حجت عظمیٰ کی طرف بلانے والے تھے وہ عروۃ الوثقی کو پکڑے ہوئے ہیں وہ تقویٰ کی خلعت اور چادر زیب تن فرمانے والے حضرت محمد ﷺ کے بعد شہید نبوی سے عزت دیئے جانے والے صاحبِ قبلتین، ابو سبطین زوج خیر النساء رضی اللہ عنہا پس ان پر کسی کو فوقیت نہیں میری آنکھوں نے انکی مثل کسی کو نہیں دیکھا اور نہ کسی کو ان کی مثل سنا جنگ میں شجاعت کے پیکر اقران اور گیدڑوں کے ابطال کیلئے قتال کرنے والے پس ان سے بغض رکھنے والے پر اللہ تعالیٰ کی اور اسکے بندوں کی قیامت تک لعنت ہو۔ پوچھا گیا کہ انکی خلافت کے زمانہ میں انکی مہر کا نقش کیا تھا فرمایا اس پر لکھا تھا۔ "اللہ الملک"۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے عظیم صحابی حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بھی بڑے ہی حسن انداز میں حضور ﷺ کے چار یاروں کے اوصاف و کمالات بیان فرمائے اور چار کی تخصیص فرمائی تو پتہ چلا کہ حق چار یار کا عقیدہ صحابہ والا عقیدہ ہے یہ ۱۹۵۳ء کی ایجاد نہیں ہے، اور جو ۱۹۵۳ء کی ایجاد کہتا ہے وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مخالفت کیوجہ سے کہتا ہے اور جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کیساتھ مخالفت کرتا ہے اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا اعلان جنگ ہے :

"من عاد لی ولیا فقد اذنتہ بالحرب"۔

حق چار یار اور امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ :

"عن المفضل بن عمر رضی اللہ عنہ عن ابيه عن جده قال سئل جعفر الصادق رضی اللہ عنہ عن الصحابة رضی اللہ عنہم فقال ان ابا بکر صدیق رضی اللہ عنہ ملئ قلبه بمشاهدة الربوبية وكان لا يشهد مع الله غيره فمن اجل ذلك كان اكثر كلامه لا اله الا الله وكان عمر رضی اللہ عنہ يرى كل مادون الله صغيرا حقيرا في جنب عظمة الله وكان لا يرى التعظيم لغير الله فمن اجل ذلك كان اكثر كلامه الله اكبر وعثمان رضی اللہ عنہ كان يرى مادون الله معلولا اذ كان مرجعه الى الفناء وكان لا يرى التنزيه الا لله فمن اجل ذلك اكثر كلامه سبحان الله وعلى ابن ابي طالب رضی اللہ عنہ كان يرى ظهور الكون من الله وقيام الكون بالله ورجوع الكون الى الله فمن اجل ذلك كان اكثر كلامه الحمد لله" (۱)

مفضل بن عمر رضی اللہ عنہ اپنے باپ دادا سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ

(۱) الرياض النضرة ص ۶۰ دارالکتب العلمیہ بیروت۔ شرف المصطفیٰ ص ۲۱ ج ۶

رضی اللہ عنہ نے فرمایا بیشک سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ان کا دل مشاہدہ ربوبیت سے بھرا ہوا تھا اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کی (شرکت کی) گواہی نہیں دیتے تھے اسی وجہ سے ان کا اکثر کلام "لا الہ الا اللہ" ہوا کرتا یعنی "لا الہ الا اللہ" کا ورد کثرت سے کرتے تھے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کی عظمت و شان میں اللہ کے سوا ہر چیز کو چھوٹی اور حقیر سمجھتے تھے اور آپ کو غیر اللہ کی تعظیم کرتے ہوئے نہیں دیکھا گیا اسی وجہ سے ان کا کلام اکثر طور پر "اللہ اکبر" ہوا کرتا تھا اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کے ماسوا کو معلول دیکھتے تھے جب ان کا رجوع فناء کی طرف ہوا وہ سوائے اللہ تعالیٰ کی تزیبہ کے اور کچھ نہ دیکھتے تھے اسی وجہ سے ان کا کلام اکثر "سبحان اللہ" ہوا کرتا تھا اور سیدنا علی ابن طالب رضی اللہ عنہ ظہور کائنات کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیکھتے تھے اور قیام کائنات کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ دیکھتے تھے اور کائنات کا رجوع اللہ تعالیٰ کی طرف دیکھتے۔ اسی وجہ سے ان کا کلام اکثر "الحمد لله" ہوا کرتا تھا

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے جو آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم و اہل بیت رضی اللہ عنہم میں سے ہیں کتنے جامع القہر کے ساتھ حق چاریار کی عظمت کو واضح فرمایا۔ تو معلوم ہوا کہ اہل بیت رسول ال رسول حق چاریار کو تسلیم کرتے تھے اور انکی عظمت بیان فرماتے ہیں۔ آج لوگ اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب تو کرتے ہیں لیکن عقیدہ اہلبیت سے منحرف ہیں یہی لوگ تو راہ حق ہیں جیسا کہ المعجم الاوسط میں حدیث موجود ہے:

"عن ام سلمة رضی اللہ عنہا قالت: كانت ليلتي، وكان النبي صلي الله عليه وسلم عندي، فاتته فاطمة، فسبقها علي رضی اللہ عنہ فقال له النبي صلي الله عليه وسلم: يا علي رضی اللہ عنہ انت واصحابك في الجنة الا انه ممن يزعم انه يحبك اقوام يرفضون الاسلام، ثم يلفظونه، يقرؤون القرآن لا يجاوز تراقيهم، لهم نبي يقال لهم الرافضة فان ادركتهم، فجاهدهم، فانهم مشركون، قلت:

یا رسول اللہ ﷺ، ما لعلامة فيهم؟ قال: لا يشهدون جمعه.
ولا جماعة ويطعنون على السلف الاول رواه الطبراني
في الاوسط - (1)

ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: میری باری کی رات تھی، اور نبی کریم ﷺ میرے پاس تھے آپ کے پاس شہزادی فاطمہ رضی اللہ عنہا حاضر ہوئیں، علی رضی اللہ عنہ ان سے پہلے پہنچ گئے، نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا: اے علی رضی اللہ عنہ! تم اور تمہارے ساتھی جنت میں ہیں، مگر تمہاری محبت کا دعویٰ کرنے والوں میں سے کچھ اقوام ایسی ہوں گی جو اسلام سے نکل چکے ہوں گے، صرف زبانی اسلام کا دعویٰ کریں گے، قرآن پڑھیں گے مگر وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا، ان کا خاص لقب ہو گا، انہیں رافضی کہا جائے گا، اگر تم انہیں پاؤ تو ان سے جہاد کرو، بے شک وہ مشرک ہیں، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ان کی نشانی کیا ہے؟ فرمایا: وہ جمعہ میں حاضر نہیں ہوں گے، اور نہ ہی جماعت کے وقت حاضر ہوں گے، اگلے گزرے ہوئے لوگوں پر طعن کریں گے۔

لہذا موجودہ روافض اپنے آپ کو اہل بیت کی طرف منسوب بھی کرتے ہیں اور ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی تنقیص شان بھی کرتے ہیں کبھی لکھ کر کہ حضور ﷺ ابو بکر رضی اللہ عنہ سے ناراض تھے (لعنة الله على الكاذبين) اور کبھی علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر فضیلت

(1) المعجم الاوسط للطبراني حديث رقم: ۶۲۰۵، مجمع الزوائد حديث رقم: ۱۶۳۳۱، مجمع الزوائد ج ۹ ص ۴۸، حديث ۱۶۳۳۱ مطبوعه دار الفكر بيروت

دے کر اور کبھی امام ابو یوسف کے خلاف دریدہ دہنی کا مظاہرہ کر کے اور کبھی امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف زبان طعن کھول کر اور کبھی اپنی نجی محفلوں میں امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف سگ کوئے روا فض کی طرح بھونک کر۔ لہذا جن میں یہ خباثتیں پائی جاتی ہیں وہ روا فض کے گھٹروں کے گندے کیڑے ہیں۔

رافضیو! لعنة اللہ علی شرکم، اہل بیت کی محبت کے دعویدارو اگر تم محبت میں سچے ہو تو حق چار یار کا نعرہ مارو کیونکہ یہی کامیابی کی سند ہے، اور یہی نعرہ اہل بیت نے بھی لگایا ہے۔

پہلی صدی میں حق چاریار کا نعرہ

حق چاریار اور تابعی حضرت ابو ایوب سختیانی رضی اللہ عنہ:

”عن حماد بن سلمة رضی اللہ عنہ قال ایوب بن ابی تمیمة السختیانی رضی اللہ عنہ من احب ابا بکر رضی اللہ عنہ فقد اقام الدین ومن احب عمر رضی اللہ عنہ فقد اوضح السبیل ومن احب عثمان رضی اللہ عنہ فقد استضاء بنور الله ومن احب علیا فقد استمسک بالعروة الوثقی ومن قال فی اصحاب محمدا بالحسنى فقد برئ من النفاق“⁽¹⁾

حضرت حماد بن سلمہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت ایوب بن ابی تمیم السختیانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس شخص نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے محبت کی اس نے دین کو قائم کیا اور جس نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے محبت کی اس نے راستے کو واضح کر دیا اور جس نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے محبت کی اس نے اللہ کے نور سے ضیاء کو حاصل کر لیا اور جس نے علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے محبت کی اس نے مضبوط رسی کو پکڑ لیا اور جس نے بھی اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اچھی بات کہی تو وہ نفاق سے محفوظ ہو گیا۔

(1) شفاء شریف ج ۲ ص ۴۴، مطبوعہ مکتبہ اعلیٰ حضرت لاہور، کتاب الودع ص ۹۳

حق چاریار اور حضرت سعد بن طارق تابعی رضی اللہ عنہ:

حضرت سعد بن طارق تابعی ہیں اور اپنے والد طارق سے دریافت کرتے ہیں کہ کچھ لوگوں نے آج بھی فجر کی نماز میں قنوت کا مسئلہ بنایا ہوا ہے تو۔

”قلت لابی یا ابت انک قد صلیت خلف رسول ﷺ
 وخلف ابی بکر وخلف عمر وخلف عثمان وخلف
 علی رضی اللہ عنہم ہنابا لکوفۃ خمس سنین افکانوا یقنتون فی
 الفجر قال ای بنی محدث“ (۱)

میں نے اپنے اباجی سے کہا اے میرے اباجی آپ نے رسول اللہ ﷺ
 کے پیچھے بھی نماز پڑھی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پیچھے بھی نماز پڑھی
 حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پیچھے بھی نماز پڑھی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے
 پیچھے بھی نماز پڑھی اور آپ نے پانچ سال تک کوفہ میں سیدنا علی المرتضیٰ
 رضی اللہ عنہ کے پیچھے بھی نماز پڑھی کیا یہ حضرات فجر میں قنوت پڑھتے تھے تو
 انہوں نے فرمایا بیٹا ان حضرات نے نہیں پڑھی بلکہ آجکل پڑھنے والوں
 نے گھڑی ہے۔

مذکورہ دونوں روایات سے بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ تابعین بڑے پیار سے حق چاریار
 کا تذکرہ فرماتے تھے اور حق چاریار کے قول و فعل کو حجت مانتے تھے لہذا حق چاریار کا نعرہ
 تابعین کا نعرہ ہے ۱۹۵۳ء کی ایجاد نہیں ہے وہ تابعین جن کے زمانہ کے بہتر ہونے کی سند خود
 تاجدار کائنات ﷺ نے جاری فرمائی ہے۔ اور یہ پہلی صدی تھی تو پتہ چلا کہ تابعین نے
 بڑے واضح الفاظ میں حق چاریار کا تذکرہ فرما کر حق چاریار کا نعرہ لگایا اور بتایا کہ یہ سنیوں کا
 نعرہ ہے۔

(۱) طحاوی شریف جلد ۱ ص ۱۷۷۔ ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، مسند احمد بن حنبل، آثار السنن

دوسری صدی ہجری میں حق چاریار کا نعرہ

حق چاریار اور امام الائمہ سراج الامہ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ (۱۵۰ھ):

”من علامات السنۃ والجماعۃ تفضیل الشیخین
ومحبۃ الختین“^(۱)

اہل سنت وجماعت کی علامات میں سے ایک علامت یہ ہے ابو بکر و عمر
فاروق رضی اللہ عنہم کو افضل جاننا اور حضرت عثمان غنی اور حضرت علی المرتضیٰ
رضی اللہ عنہ کے ساتھ سچی محبت کرنا۔

اور ایک دوسرے مقام پر امام اعظم رضی اللہ عنہ یوں فرماتے ہیں:

”افضل الناس بعد الرسول صلی اللہ علیہ وسلم الصدیق ثم عمر بن
الخطاب ثم عثمان بن عفان ذوالنورین ثم علی ابن ابی
طالب المرتضیٰ رضی اللہ عنہم“^(۲)

انبیاء مہربانوں کے بعد تمام لوگوں سے افضل ابو بکر صدیق ہیں پھر عمر بن
خطاب پھر عثمان بن عفان ذوالنورین پھر علی ابن ابی طالب المرتضیٰ
رضی اللہ عنہم ہیں۔

(۱) ماخوذ از مکتوبات امام ربانی جلد اول ص ۳۳۰، شرح عقائد ص ۱۸۲، مطبوعہ مکتبہ
رحمانیہ لاہور، نبراس ص ۳۹۰، موسسہ الشرف لاہور، التمهید فی بیان التوحید ص ۱۷۹، مطبوعہ مکتبہ
اسلامیہ پشاور

(۲) فقہ اکبر مع شرح ص ۶۱ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی

مذکورہ دونوں اقوال میں امام الآئمہ امام اعظم رضی اللہ عنہ جو کہ تابعی ہیں نے بڑے واضح الفاظ مسئلہ افضلیت اور حق چاریار کی وضاحت فرمائی ہے۔ بلکہ یہاں تک فرمادیا چاریار کے معنی کہ یہ علامات اہلسنت میں سے ہے تو میں پوچھنا چاہوں گا کیا امام اعظم رضی اللہ عنہ کو بھی معاذ اہلبیت سے بغض تھا جیسا رافضیوں نے اپنی خیانت کا اظہار کیا ہے کہ حق چاریار سے اہلبیت کی بو آتی ہے۔ تو جواب دو کیا امام اعظم رضی اللہ عنہ کے اقوال اور حق چاریار کا ایک مطابقت نہیں تو پھر ادھر حنفی کہلوانا اور ادھر خمینی کی جانشینی اور ترجمانی کرنا۔

دورنگی چھوڑ دے یک رنگ ہو جا
سراسر موم ہو یا سنگ ہو جا

تیسری صدی ہجری میں حق چار یار کا نعرہ

حق چار یار پر صحابہ کرام کا اجماع اور امام شافعی رضی اللہ عنہ (۲۰۴ھ):
 امام ابن حجر عسقلانی شافعی رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں کہ:

”عن الشافعي رضی اللہ عنہ انه قال اجمع الصحابة واتبا عهم
 علي افضلية ابي بكر ثم عمر ثم عثمان ثم
 علي رضی اللہ عنہ“ (1)

امام شافعی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ تمام صحابہ کرام و تابعین
 کا اس بات پر اجماع ہے کہ تمام امت سے افضل ابو بکر صدیق پھر
 عمر فاروق پھر عثمان غنی پھر سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم ہیں۔

قارئین کرام مذکورہ عبارت سے یہ بات واضح ہوئی کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور امام
 شافعی رضی اللہ عنہ بھی افضلیت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حق چار یار کے قائل تھے۔ لہذا مخالفین کیلئے ایک
 ہی راستہ ہے کہ حق چار یار کی مخالفت چھوڑ دیں۔

حق چار یار اور افضلیت عند الآئمة الاربعة رضی اللہ عنہم:

امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ مکتوبات شریف میں یوں رقم طراز ہیں کہ:

”مذہب آئمه اربعة مجتہدین نیز بمیں است“ (2)

یعنی آئمه اربعة امام اعظم ابو حنیفہ امام مالک، امام شافعی۔ امام احمد بن
 حنبل رضی اللہ عنہم کا مذہب یہ ہے خلفاء اربعة کی جس ترتیب سے خلافت
 ہے، اسی ترتیب سے افضلیت بھی ہے۔

کوئی ستر دے ستر جاوے کوئی مرداے مر جاوے
 سنیاں نے تے گج وچ کے حق چار یار داعرہ لاؤ نڑاے

(1) فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد ۸ ص ۱۵ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت
 (2) مکتوبات امام ربانی

چوتھی صدی ہجری میں حق چار یار اور مسئلہ افضلیت

حق چار یار اور امام ابو جعفر طحاوی رحمۃ اللہ علیہ (۳۲۱ھ):

”ونثبت الخلافة بعد رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم اولاً لابی بکر الصديق رضی اللہ عنہ وتفضيلاً له وتقديماً له على جميع الامة ثم عمر بن الخطاب ثم عثمان ثم علي ابن ابي طالب وهم الخلفاء الراشدون والائمة المهديون“^(۱)

اور ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے پہلے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت ثابت کرتے ہیں بایں طور کہ آپ کو تمام امت پر تفضیل و تقدیم حاصل ہے پھر ان کے بعد سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ پھر سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ پھر سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے لئے خلافت ثابت کرتے ہیں وہ چار یار خلفائے راشدین اور آئمہ مہدیین ہیں۔^(۲)

اس کتاب شرح عقیدہ الطحاویہ میں تہ عقائد بیان کیئے گئے ہیں تو امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے حق یار اور انکی افضلیت بترتیب خلافت عقیدہ اہل سنت سے شمار کی ہے لہذا معلوم ہوا کہ حق یار کا منکر اور افضلیت و ترتیب خلافت کو نہ مانتے اہل سنت و جماعت سے نہیں ہو سکتے جس فرتے ہیں ہو۔ جہنم میں جائے ہمیں کیا ہے۔ چاہے رافضی سے، خارجی ہے یا مہدی ہے، لیکن ایسا نہیں ہو سکتا کہ کوئی بھی حقیقی سنی یہ کہہ دے کہ چلو صلح کلی کر لیتے ہیں یا لگانا چھوڑ دیتے ہیں۔

”بلکہ سنیاں نے تہ گج و ج کے حق چار یار و انعرہ لاؤ نزل اے“

(۱) شرح عقیدہ الطحاویہ ص ۴۳۸ مکتبہ الحقانیہ پشاور
(۲) شرح عقیدہ الطحاویہ ص ۴۳۸ مطبوعہ مکتبہ الحقانیہ پشاور

حق چار یار اور امام ابو الحسن اشعری رحمۃ اللہ علیہ (۵۳۲۲):

”ونتولی سائر اصحاب النبی ﷺ ونکف عما شجر بینہم
وندین اللہ بان الائمة الاربعة خلفاء راشدون مہدیون
فضلاء لا یوازہم فی الفضل غیرہم“ (۱)

اور ہم سب صحابہ سے محبت رکھتے ہیں اور ان میں جو اختلاف ہوئے ہیں
ان سے اپنے آپکو دور رکھتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے سامنے اقرار کرتے ہیں
یہ آئمہ اربعہ (حق چار یار) خلفائے راشدین و مہدیین ہیں اور فضیلت
میں کوئی بھی ان کے برابر نہیں ہے۔

امام ابو الحسن اشعری رحمۃ اللہ علیہ جن کو ہمارے اسلاف نے اہل سنت و جماعت کے آئمہ سے شمار
کیا ہے انہوں نے بھی چوتھی صدی ہجری میں حق چار یار کا نعرہ لگایا اور بتایا کہ سنیوں کا نعرہ
ہے لہذا ان کی مان لو کہ حق چار یار اور چاروں کی افضلیت بترتیب خلافت ہے اور ان کے
پائے کا انبیاء کے بعد کوئی نہیں۔ اسی لئے مولانا محمد عبدالصبور بیگ فاضل بریلوی شریف
نے فرمایا تھا کہ:

اے خدا بہر جناب مصطفیٰ
چار یار پاک و آل باصفا
پر کن از بخشش تہی دامن ما
از تو بخشدن زما کردن دعا

(۱) الابانۃ عن اصول الدیانۃ باب فی ابنتہ قول اہل الحق والسنة ص ۱۸ مطبوعہ دارالکتب
العلمیہ بیروت

پانچویں صدی ہجری میں حق چاریار اور افضلیت

حق چاریار اور امام ابو بکر باقلانی (۳۰۳ھ):

”يعرفون حق السلف الذين اختارهم الله سبحانه لصحبة نبيه او يأخذون بفضائلهم ويمسكون عما شجر بينهم صغيرهم وكبيرهم ويقدمون ابا بكر ثم عمر ثم عثمان ثم علياً رضي الله عنهم ويقرون انهم الخلفاء الراشدون المهديون افضل الناس كلهم بعد النبي وصدقون بالاحاديث التي جاءت عن رسول الله ﷺ - (۱)

اہل سنت وجماعت اسلاف کا حق پہنچاتے ہیں وہ اسلاف جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کیلئے منتخب فرمایا تھا وہ ان کے فضائل سے تمسک کرتے ہیں اور ان میں جو اختلافات واقع ہوئے ہیں خواہ چھوٹوں میں یا بڑوں میں اہلسنت وجماعت ان اختلاف سے اپنے آپکو دور رکھتے ہیں اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سب سے مقدم سمجھتے ہیں پھر حضرت عمر فاروق کو پھر عثمان کو پھر علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم کو اور اقرار کرتے ہیں کہ خلفاء راشدین و مہدیین ہیں اور بنی کریم ﷺ کے بعد سب لوگوں سے افضل ہیں اور اہلسنت وجماعت ان تمام احادیث کی تصدیق کرتے ہیں (حق چاریار پر دلالت کرنے والی اور شان خلفاء ثلاثہ میں وارد شدہ احادیث کو جھٹلاتے نہیں) جو حضور اکرم ﷺ سے ثابت ہیں۔

(۱) کتاب التمهید ص ۲۹۵

(۱)

حق چار یار اور حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ علیہ (۵۴۶۳):

”وقال رسول الله ﷺ عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين بعد وهم ابو بكر وعمر وعثمان وعلي رضي الله عنهم فسماهم خلفاء“ (۱)

حضور بنی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہیکہ میرے بعد میرے ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنت لازم پکڑو اور وہ خلفائے راشدین حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم ہیں اور ان کا نام خلفاء ہے۔

حق چار یار اور علامہ عبدالشکور السالمی رحمہ اللہ علیہ:

”قال اهل السنة والجماعة ان افضل الخلق بعد الانبياء والرسل والملائكة ﷺ كان ابو بكر ثم عمر ثم عثمان ثم علي رضي الله عنهم“ (۲)

اہل سنت وجماعت نے کہا ہے کہ انبیاء ورسول اور فرشتوں کے بعد تمام مخلوق سے افضل حضرت ابو بکر صدیق ہیں پھر عمر فاروق پھر عثمان غنی پھر علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم ہیں۔

ثابت ہوا کہ پانچویں صدی میں بھی حق چار یار کا نعرہ لگایا گیا اور افضل البشر بعد الانبیاء، ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو مانا گیا لہذا سنیوں نے ہر دور میں افضلیت اور حق چار یار کا نعرہ لگا کر روافض کے ایوانوں میں زلزلہ برپا کیا۔

(۱) التمهيد لما في الموطا من المعاني والمسانيد ج ۳ ص ۲۸۵
(۲) التمهيد عربي ص ۱۶۹ مطبوعه مكتبة اسلاميه پشاور، التمهيد لعبدالشكور السالمی اردو ص ۳۶۳ مطبوعه فريد بك سئال لاہور

چھٹی صدی ہجری میں مسئلہ افضلیت اور حق چار یار

حق چار یار اور امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ (۵۰۵ھ):

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ

”ان الامام الحق بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی رضی اللہ عنہم“ (۱)

مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امام برحق حضرت ابو بکر صدیق ہیں پھر عمر فاروق پھر حضرت عثمان غنی پھر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم۔

”فاما الخلفاء الراشدون فہم افضل من غیرہم وترتیبہم فی الفضل عند اہل السنۃ کترتیبہم فی الامامۃ وقد اجمعوا علی تقدیم ابی بکر ثم نص ابو بکر علی عمر ثم اجمعوا بعدہ علی عثمان ثم علی رضی اللہ عنہم وليس یظن منہم الخیانة فی دین اللہ لغرض من الاغراض“ (۲)

بہر حال خلفاء راشدین وہ افضل ہیں باقی امت سے اور فضیلت میں انکی ترتیب خلافت کی ترتیب کی طرح ہی ہے اہل سنت و جماعت کے نزدیک اور تحقیق حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تقدیم پر اجماع پھر آپ نے صراحتاً فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے (خلیفہ ہونے کے بارے) میں پھر مسلمانوں کا اجماع ہوا ہے عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم اور ان میں سے کسی ایک نے بھی اللہ تعالیٰ کے دین میں خیانت کا گمان تک بھی نہیں کیا کسی بھی غرض کی وجہ سے اغراض میں سے۔ صوفیاء کے نام پر

(۱) احیاء العلوم جلد ۱ ص

(۲) الاقتصاد فی الاعتقاد ص ۳۰۱-۳۰۰ مطبوعہ مکتبہ الاحرار مردان

لوگوں کو دھوکہ دینے والے غور کریں صوفیاء کے امام کا عقیدہ بھی
افضلیت اور حق چار یار والا ہے۔

حق چار یار اور قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ (۵۵۴۴):

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب میں حق چار یار کے نعرہ کیلئے پوری حدیث پاک نقل فرماتے
سے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

” ان الله اختار اصحابي على جميع العالمين سوى
النبیین والمرسلین واختار لی منهم اربعة ابا بکر وعمر
وعثمان وعلياً فجعلهم خیر اصحابی وفي اصحابی
كلهم خیر“ (1)

اللہ تعالیٰ نے میرے صحابہ کو تمام جہانوں پر ماسوائے نبیاء و مرسلین کے
منتخب فرمایا ہے اور ان میں سے چار کو میرے لئے چن لیا ہے وہ چار
ابو بکر، عمر، عثمان، علی رضی اللہ عنہم ہیں اور ان کو اللہ تعالیٰ نے میرا بہترین
ساتھی بنایا اور میرے تمام صحابہ میں خیر ہے۔

حق چار یار اور غوث اعظم رضی اللہ عنہ (۵۵۶۱):

محبوب سبحانی شہباز لامکانی شیخ عبدالقادر جیلانی حسی حسینی غوث الاعظم رضی اللہ عنہ حق چار یار کا
تذکرہ یوں فرماتے ہیں:

” افضل هؤلاء العشرة الابرار الخلفاء الراشدون الاربعة
الاخيار وافضل الاربعة ابوبکر ثم عمر ثم عثمان ثم علي
رضی اللہ عنہم ولهمؤلاء الاربعة الخلافة بعد النبي صلی اللہ علیہ وسلم“ (2)

(1) شفاء جلد ۲ ص ۱۱۹، الشفاء اردو ج ۲ ص ۶۳ مطبوعہ مکتبہ اعلیٰ حضرت لاہور
(2) غنیۃ الطالبین ج ۱ ص ۱۵۸، ۱۵۹ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت

ان دس برگزیدہ افراد میں سے اچھے پسندیدہ چاروں خلفاء راشدین ہیں اور ان چار (حق چاریار) میں سے سب سے افضل حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ہیں پھر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم اور ان چاروں (حق چاریار) کیلئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے خلافت ثابت ہے۔

لوگ کہتے ہیں ہم غوث الاعظم کے شہزادے ہیں اور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے تو چاریار کا تخصیص فرمائی حضرت ابو بکر صدیق کو امت میں سب سے افضل بتایا تو یہ فرمان غوث الاعظم کیوں نہیں مانا جاتا۔؟ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ حق چاریار کہنے والا اگر بغض الہیہ رکھتا ہے تو غوث الاعظم کیلئے ان لوگوں کا کیا فتویٰ ہو گا جن کے نام پر یہ کھاتے ہیں حضرت غوث الاعظم کا شہزادہ کہلوانا آسان ہے آپ رضی اللہ عنہ کی تعلیمات پر عمل یہ سنیوں کا کام ہے رافضیوں کا نہیں۔ اگر شہزادہ کہلواتے ہو تو مانو اور نہیں مانتے تو بتاؤ کہ جو اپنے آباء نہ مانے وہ کون ہوتا ہے۔ تمہیں یہ اصول کیوں یاد نہیں رہتا ہے۔
لو کان حبک صادقاً لاطعته
ان المحب لمن یحب مطیع

حق چاریار اور حافظ ابن عساکر رحمہ اللہ علیہ (۱۵۷ھ):

”وندين بحب السلف الذين اختارهم الله لصحبة نبيه
ونثنى عليهم بما اثنى الله عليهم ونتولا هم ونقول ان
الامام بعد رسول الله ﷺ ابو بكر رضی اللہ عنہ وان الله اعزبه الدين
واظهر على المرتدين وقدمه المسلمون للامامة بها
قدمه رسول الله ﷺ الصلوة ثم عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ثم
عثمان رضی اللہ عنہ نفر الله وجهه قتله قاتلوه ظلما وعدوانا ثم
على ابن ابى طالب رضی اللہ عنہ فهو لاء الائمة بعد رسول
الله ﷺ وخلافتهم خلافة النبوة ونشهد للعشرة بالجنة

الذین شهد لهم رسول الله ﷺ بالجنة ومنتولى سائر اصحاب
النبي ونكف عما شجر بينهم وندين ان الائمة الاربعة
راشدون مهديون فضلا لا يوازهم فى الفضل غيرهم
وتصديق بجميع الروايات التى ثبتها اهل النقل⁽¹⁾۔
ہم سلف کی محبت کا دین رکھتے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی نبی
کریم ﷺ کی صحبت کیلئے چنا تھا اور ہم ان کی صفت و ثناء کرتے ہیں جیسے
اللہ تعالیٰ نے ان کی صفت و ثناء کی اور ہم انکو دوست رکھتے ہیں۔ اور ہم
کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کے بعد امام برحق حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ
تھے اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعے دین کو غالب دیا اور انہیں مرتدین پر
غالب کیا اور مسلمانوں نے انکو خلافت میں اسی طرح مقدم کیا ہے جس
طرح کہ رسول اللہ ﷺ نے انکو غار میں مقدم فرمایا پھر امام برحق
حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ آپ کے
چہرہ کو رونق بخشے آپکے قاتلین نے ظلم و تعدی سے آپ کو شہید کیا پھر
علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ پس رسول اللہ کے بعد یہ آئمہ ہیں
اور انکی حکومت و خلافت علی منہاج النبوت تھی اور ہم ان دس صحابہ
کیلئے جنت کی شہادت دیتے ہیں جن کیلئے رسول اللہ ﷺ جنت کی
شہادت دی اور ہم سب صحابہ سے دوستی کا تعلق رکھتے ہیں اور ان میں جو
بھی اختلاف ہوئے ہیں ان سے اپنے آپکو روکتے ہیں اور ہم بارگاہ
خداوندی میں اقرار کرتے ہیں کہ یہ آئمہ اربعہ راشدین مہدیین ہیں اور
کوئی بھی فضیلت میں ان کی برابری نہیں کر سکتا اور ہم ان احادیث کو
مانتے ہیں جنہیں محدثین نے مانا ہے۔

اس عبارت میں بھی حافظ ابن عسا کرنے حق چاریار اور مسئلہ افضلیت کو بیان کیا جو واضح و عیاں
ہے لہذا اثابت ہو کے چھٹی صدی ہجری میں بھی آئمہ اہل سنت نے حق چاریار کا نعرہ لگایا۔

(1) تبیین کذب المفتري ص ۱۶۱، ۱۶۰ باب ما وصف من مجانبته لاهل البدع و جهاده الخ

ساتویں صدی ہجری میں حق چاریار کا نعرہ

حق چاریار اور امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ (۶۰۶ھ):

امام رازی تفسیر کبیر میں قرآن کریم کی تفسیر کرتے ہوئے حق چاریار کا نعرہ یوں لگاتے ہیں:

”دلت الایة علی امامة الائمة الاربعة وذلك لانه تعالیٰ وعد الله الذین امنوا وعملوا الصالحات من الحاضرین فی زمان محمدا وهو المراد بقوله لیستخلفنہم فی الارض فثبت بهذا صحة امامة الائمة الاربعة وبطل قول الرافضة الطاعنین علی ابی بکر وعمر وعثمان رضی اللہ عنہم“ (۱)

یہ آیت چاروں خلفاء کی امامت پر دلالت کرتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ ان لوگوں سے کیا تھا جو حضور کے سامنے، اس وقت موجود تھے اور ایمان لائے اور نیک اعمال کیے اور خدا تعالیٰ کا یہ کہنا کہ انہیں زمین میں خلیفہ بنائے گا اس سے مراد یہی لوگ ہیں اس آیت سے چاروں ائمہ کی امامت صحیح ثابت ہوتی ہے اور رافضی جو حضرت ابو بکر صدیق حضرت عمر فاروق حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم پر زبان کھولتے ہیں انکی بات باطل ٹھہرتی ہے۔

امام رازی فرماتے ہیں کہ حق چاریار یہ قرآن کا مصداق نعرہ ہے اور اس سے اختلاف کرنے والے خلفاء ثلاثہ پر طعن کرنے والے رافضی ہیں۔ لہذا اثبات ہوا کہ حق چاریار کا نعرہ امام

(۱) تفسیر کبیر ج ۲۳ ص ۲۶، ۲۷ مطبوعہ بیروت

رازی نے ساتویں صدی میں لگایا۔ اور بتایا کہ جو صرف علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو مانے یعنی نعرہ حیدری لگائے اور تین خلفاء کا منکر ہو یعنی حق چار یار کا تو وہ را فضی ہے۔

حق چار یار اور امام نووی رحمہ اللہ (۶۷۶ھ):

”اتفق اهل السنة ان افضلهم الخلفاء الاربعة“ (1)
 اہل سنت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ خلفاء اربعہ چار یار علی الترتیب افضل
 ہیں۔

اور پھر ترتیب صراحتاً ان الفاظ سے بیان کر دی:

”اتفق اهل السنة افضلهم ابو بكر ثم عمر“ (2)
 اہل سنت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ سب صحابہ کرام سے افضل ابو بکر
 صدیق رضی اللہ عنہ ہیں پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں۔

لہذا ثابت ہوا کہ حق چار یار اور افضلیت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نعرہ علامہ نووی نے ساتویں
 صدی ہجری میں لگایا حق چار یار کو ۹۵۳ء کی ایجاد کہنے والو ان چار کے بغیر جاؤ گے کہاں ہر
 جگہ چار یار کی ضرورت پڑے گی۔

حق چار یار اور امام قرطبی رحمہ اللہ (۶۷۱ھ):

علامہ قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ آیت ان چار حضرات کو متضمن ہے:
 ”كما قال في تفسير آية استخلاف هذه الآية تضمن
 خلافة ابي بكر وعمر وعثمان وعلي رضي الله عنهم لانهم اهل
 الايمان وعملوا الصالحات“ (3)

(1) شرح صحيح مسلم ج ۱۵ ص ۱۳۷ مطبوعہ دار الجدید القاہرہ
 (2) شرح صحيح مسلم ج ۱۵ ص ۱۳۷ مطبوعہ دار الجدید القاہرہ
 (3) تفسیر قرطبی جلد ۲ ص ۲۹۷ مطبوعہ بیروت

یہ آیت حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان
 غنی اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کی خلافت کو متضمن ہے اس لئے یہ حضرات
 اہل ایمان ہیں اور نیک اعمال کئے ہیں۔

کوئی سڑدااے سڑجاوے کوئی مردااے مر جاوے
 سنیاں نے تے گج وچ کے حق چار یار وانعرہ لانزااے

آٹھویں صدی ہجری میں حق چاریار کا نعرہ

حق چاریار اور حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ (۷۷۷ھ):

”وقد وجد منهم اربعة على الولاہ وهم ابو بکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی رضی اللہ عنہم“ (۱)
اور ان میں سے چار خلیفہ متصل خلافت پر پائے گئے اور وہ حضرت ابو بکر پھر عمر پھر عثمان پھر علی رضی اللہ عنہم ہیں۔

حق چاریار اور علامہ تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۷۹۱ھ:

آپ یوں ارقام فرماتے ہیں کہ:

”حيث جعلوا امن علامات اهل السنة والجماعة تفضيل الشيخين ومحبة الختین“ (۲)
علماء حق نے اہل سنت وجماعت کی علامات میں سے شمار کیا ہے شیخین حضرت ابو بکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہم کو افضل ماننا اور ختین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ سے محبت کرنا۔

پتہ چلا کہ آٹھویں صدی ہجری میں روافض کو لگام دینے کیلئے حق چاریار کا نعرہ تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ نے لگایا۔

(۱) تفسیر ابن کثیر ج ۳ تحت آیت استخلاف مطبوعہ بیروت
(۲) شرح عقائد ص ۱۸۲ مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ لاہور

نویں صدی ہجری میں حق چاریار کا نعرہ

حق چاریار اور علامہ ابن ہمام (۸۶۱ھ):

علامہ ابن حجر قمطر ازہیں:

”وقال العلامة الكمال بن الهمام رحمہ اللہ في المسيرة
فضل الصحابة الاربعة على حسب ترتيبهم في
الخلافة“ (۱)

علامہ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ علامہ کمال ابن ہمام رحمہ اللہ ”المسیرہ
“میں فرماتے ہیں چار صحابہ (حق چاریار) کی فضیلت ان کی خلافت کی
ترتیب کے مطابق ہے۔

نویں صدی میں علامہ ابن ہمام رحمہ اللہ نے حق چاریار کا نعرہ لگا دیا اور مسئلہ افضلیت کو واپس
کر دیا اس لئے تمہارے لئے بھی بہتری اسی میں ہے کہ حق چاریار کی مخالفت چھوڑ دو اور حق
چاریار کی عظمت و شان مان لو۔ ورنہ تمہارے کانوں میں سوتے ہوئے بھی حق چاریار
صد اپڑتی رہے گی۔

(۱) الاصابہ ج ۱ ص ۲۲ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت

دسویں صدی ہجری میں حق چاریار کا نعرہ

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اور حق چاریار (۹۱۱ھ):

”هذا من الاخبار بالغيب من خلافة الائمة الاربعة ابى بكر وعمر وعثمان وعلي رضي الله عنهم“ (۱)

آئمہ اربعہ یعنی حق چاریار ابو بکر و عمر و عثمان و علی رضي الله عنهم کی خلافت کی خبر بھی اخبار غیبیہ میں سے ہے۔

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی خلافت کی خبر دی تھی یہ غیب کی خبر تھی ایک تو نجدیوں کا رد ہو گیا جو کہ علم غیب کے منکر ہیں اور دوسرا ارضیوں کا رد ہو گیا جو حق چاریار کو نہیں مانتے

حق چاریار اور علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (۹۱۱ھ):

”اجمع اهل السنة ان افضل الناس بعد رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم ابو بكر ثم عمر ثم عثمان ثم علي رضي الله عنهم ثم سائر العشرة ثم باقي اهل البدر ثم باقي اهل احد ثم باقي اهل البيعة ثم باقي الصحابة رضي الله عنهم هكذا حكى الاجماع ابو منصور البغدادي رحمۃ اللہ علیہ“ (۲)

(۱) مرقاة الصعود حاشیہ ابی داؤد
(۲) تاریخ الخلفاء ص ۳۷

اہل السنۃ کا اس مسئلہ پر اتفاق ہے کہ بیشک رسول اللہ ﷺ کے بعد سب لوگوں سے افضل حضرت ابو بکر، پھر حضرت عمر ہیں۔ پھر حضرت عثمان ہیں، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہم ہیں پھر باقی العشرہ المبشرین ہیں، پھر باقی اہل بدر ہیں، پھر باقی اہل احد ہیں، پھر باقی بیعت رضوان والے ہیں، پھر باقی تمام صحابہ کرام ہیں، اسی طرح ابو منصور بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلہ پر اجماع امت کو بیان کیا ہے۔

حق چاریار اور امام عبد الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ (۵۹۷۳ھ):

آپ نے صحابہ کرام خلفاء راشدین کی افضلیت کا عنوان یوں قائم کیا۔

”(باب) فی بیان ان افضل الاولیاء المحمدیین ﷺ بعد الانبیاء والمرسلین ابو بکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی رضی اللہ عنہم“ (۱)

بنی کریم ﷺ کی امت کے اولیاء میں انبیاء و مرسلین کے بعد سب سے افضل حضرت ابو بکر ہیں ان کے بعد حضرت عمر ہیں ان کے بعد حضرت عثمان ہیں اور ان کے بعد حضرت علی (رضی اللہ عنہم) ہیں۔

یعنی انبیاء و مرسلین کے سوا اگلے اور پچھلے تمام لوگوں سے افضل حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں پھر ان کے بعد تینوں خلفاء راشدین بالترتیب افضلیت رکھتے ہیں، یہ افضلیت مطلق ہے، صرف خلافت میں اولیت کی بات نہیں، ارے تفضیلی رافضی اجماع امت کی مخالفت کر کے دین سے بغاوت نہ کر۔

(۱) البواقیت والجواهر ج ۲ ص ۳۲۸ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت

حق چار یار اور علامہ ابن حجر ہیتمی رحمہ اللہ علیہ المتوفی (۹۷۲ھ):

آپ نے خلفاء راشدین کی فضیلت بالترتیب میں عنوان یوں قائم کیا۔

”الباب الثالث فی بیان افضلیۃ ابی بکر علی سائر هذه
الامة ثم عمر ثم عثمان ثم علی (رضی اللہ عنہم)۔“^(۱)

تیسرا باب اس بیان میں کہ اس امت میں سب سے افضل حضرت ابو بکر
ہیں پھر حضرت عمر ہیں، پھر حضرت عثمان ہیں پھر حضرت علی رضی اللہ عنہم ہیں۔

ان تین بزرگوں کے اقوال سے ثابت ہوا کہ دسویں صدی میں مسئلہ افضلیت اور حق چار
یار کا نعرہ لگایا گیا یہ ۱۹۵۳ء کی ایجاد نہیں ہے جیسا کہ دلائل سے ثابت کیا گیا ہے لہذا نعرہ
تحقیق کو اتنا عام کرو اتنا عام کرو کہ رافضیوں کے دل جل جائیں اور اہل سنت کا سر بلند ہو
جائے۔

(۱) الصواعق المحرقة ص ۸۶ دارالکتب العلمیہ بیروت

گیارہویں صدی ہجری میں حق چار یار کا نعرہ

حق چار یار اور مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ (۱۰۳۲ھ):

آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

”امام برحق و خلیفہ مطلق بعد از حضرات خاتم الرسل علیہ و علیہم الصلوٰت و التسلیمات حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ است بعد ازاں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بعد ازاں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ است بعد ازاں حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ است و افضلیت ایشان بہ ترتیب خلافت است افضلیت حضرات شیخین باجماع صحابہ و تابعین ثابت شدہ است۔“ (۱)

امام برحق اور خلیفہ مطلق (ظاہری، باطنی، ہر لحاظ سے) حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں اور ان کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ان کے بعد حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں اور ان حضرات کی افضلیت انکی ترتیب خلافت کے مطابق ہے ہاں حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی افضلیت امت پر صحابہ اور تابعین کا اجماع ہے۔

(۱) مکتوبات جلد ۲ صفحہ ۱۳۰ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی

اسی لئے یہ افضلیت قطعی ہے مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے یہ نعرہ لگایا مجدد صاحب کی وہ باتیں جو بظاہر و افض کے حق میں ہیں وہ تو مانتے ہیں لیکن یہ کیوں نہیں مانتے۔ چاہے مانیں یا نہ مانیں مجدد صاحب نے واضح فرمادیا کہ حق چار یار کا نعرہ اہل سنت کا نعرہ ہے اور افضل البشر بعد الانبیاء مطلقاً سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں۔

حق چار یار اور محدث شہیر ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ (۱۰۱۴ھ)

آپ حضور کی حدیث مبارکہ "علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدين الخ" کی تشریح فرماتے ہوئے یوں ارقام فرماتے ہیں:

"قیل هم الخلفاء الاربعة ابو بكر وعمر وعثمان وعلي
رضی اللہ عنہم۔" (۱)

کہا گیا ہے کہ حدیث مبارکہ میں خلفاء سے مراد خلفاء اربعہ ہیں یعنی ابو بکر و عمر فاروق، عثمان غنی اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم۔

حق چار یار اور مقبول بارگاہ مصطفیٰ سید میر عبد الواحد بالگرامی (۱۰۱۷ھ)

فرماتے ہیں کہ اس پر بھی اہل سنت کا اجماع ہے کہ نبیوں کے بعد دوسری تمام مخلوق سے بہتر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان کے بعد حضرت عمر فاروق ان کے بعد عثمان ذو النورین اور ان کے بعد علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہے۔ (۲)

(۱) مرقاة شرح مشکوٰۃ - ج ۱ ص ۳۷۳ مطبوعہ مکتبہ عثمانیہ کونہ
(۲) سبع سنابل ص ۵۲ مطبوعہ فرید بک سنال لاہور

حق چاریار اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (۱۰۵۲ھ)

حدیث مذکور کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ:

”و مراد بخلفائے راشدین خلفائے اربعہ داہشتہ اند۔“

ایک دوسرے مقام پر برکت رسول صلی اللہ علیہ وسلم فی الہند شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

”و مقام ثانی آنکہ افضلیت خلفاء اربعہ بترتیب خلافت است یعنی افضل اصحاب ابو بکر است ثم عمر ثم عثمان ثم علی رضی اللہ عنہم و مراد از افضلیت اکثریت ثواب است عند اللہ۔“^(۱)

مقام ثانی یہ ہے کہ خلفاء اربعہ کی افضلیت انکی ترتیب خلافت کے مطابق ہے یعنی تمام صحابہ سے افضل ابو بکر صدیق ہیں پھر عمر فاروق پھر عثمان غنی پھر علی رضی اللہ عنہم ہیں اور افضلیت سے مراد اکثریت ثواب ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک۔

(۱) تکمیل الایمان اردو ص ۱۰۴ مطبوعہ مکتبہ اعلیٰ حضرت لاہور

بارہویں صدی میں حق چاریار کا نعرہ

حق چاریار اور شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ (۱۱۷۶ھ):

”و ابوبکر امام حق بعد رسول اللہ ﷺ ثم عمر ثم عثمان ثم علی رضی اللہ عنہم“ (۱)
 اور رسول اللہ ﷺ کے بعد امام برحق حضرت ابو بکر صدیق ہیں پھر حضرت عمر فاروق پھر
 حضرت عثمان غنی پھر علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم ہیں۔
 ثابت ہوا کہ افضلیت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حق چاریار کا نعرہ بارہویں صدی میں بھی لگایا گیا۔

حق چاریار اور رئیس العارفین امیر الکاملین مولانا محمد فخر الدین چشتی نظامی
 رحمۃ اللہ علیہ (۱۱۹۹ھ):

عقیدہ ۴۹: ”افضل الناس بعد وجود مبارک حضرت رسول
 اللہ ﷺ حضرت ابو بکر صدیق بن قحافہ رضی اللہ عنہ بعد ایشاں حضرت
 عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بعد ایشاں حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ بعد ایشاں
 حضرت مرتضیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ ابن ابی طالب“ (۲)

آدمیوں میں سب سے بزرگ بعد وجود مبارک حضرت رسول
 خدا ﷺ کے حضرت ابو بکر صدیق بن قحافہ رضی اللہ عنہ ہیں بعد ان کے
 حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بعد ان کے حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ
 بعد ان کے حضرت مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ ابن ابی طالب ہیں۔

(۱) تفہیمات الہیہ ج ۱ ص ۱۲۸
 عقائد نظامیہ ص ۲۷ طبع اول دہلی ۱۳۳۲ھ مطبوعہ لاہور

(۲)

تیرہویں صدی میں حق چاریار کا نعرہ

حق چاریار صوفیاء اور علامہ عبدالعزیز پرہاروی رحمۃ اللہ علیہ کا نعرہ (۱۲۳۹ھ):

آپ نبراس میں یوں رقمطراز ہیں:

”اجمع الصوفیة علی تقدیم ابی بکر ثم عمر ثم عثمان
ثم علی رضی اللہ عنہم“ (۱)

صوفیاء کرام کا بھی اس بات پر اجماع ہے کہ امت میں ابو بکر صدیق
سب سے افضل ہیں پھر عمر فاروق پھر عثمان غنی پھر علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم
ہیں۔

تیرہویں صدی کی بھی مسلم اور ماہر علوم عقلیہ و نقلیہ شخصیات نے حق چاریار کا نعرہ لگایا۔
رافضی نہ مانیں تو نہ مانیں اہل سنت تو یہ نعرہ لگاتے رہیں گے اور شیطان کے چیلوں اور
پیر و کاروں کو جلاتے رہیں گے کیونکہ۔

کہہ دو جلنے والوں سے مروگے تم یونہی جل جل کر
حق چاریار کی بجلیاں تم پہ گر انہ ہم نہ چھوڑیں گے

(۱) نبراس شرح عقائد ص ۳۹۲ مطبوعہ مؤسسة الشرف لاہور

چودھویں صدی ہجری میں حق چاریار کا نعرہ

حق چاریار اور مجدد مائتہ حاضرہ مؤید ملت طاہرہ امام الشاء احمد رضا خان فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ:

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت فارق حق و باطل قاطع رافضیت و خارجیت فرماتے ہیں کہ اہل سنت و جماعت نصرہم اللہ تعالیٰ کا اجماع ہے کہ مرسلین ملائکہ و رسل و انبیاء بشر صلوات اللہ تعالیٰ و تسلیماتہ علیہم کے بعد حضرات خلفاء اربعہ رضی اللہ عنہم تمام مخلوق الہی سے افضل ہیں تمام امم عالم اولین و آخرین میں کوئی شخص انکی بزرگی و عظمت و عزت و وجاہت و قبول و کرامت و قرب و ولایت کو نہیں پہنچتا۔

”ان الفضل بیداللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم“⁽¹⁾

فضل اللہ تعالیٰ کے دستہ قدرت میں ہے جیسے چاہے عطا فرمائے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

پھر ان کی باہم ترتیب یوں ہے کہ سب سے افضل صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں پھر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ پھر عثمان غنی رضی اللہ عنہ پھر مولیٰ علی رضی اللہ عنہ ”صلی اللہ تعالیٰ علی سیدہم ومولاہم وآلہ وعلیہم وبارک وسلم“ مذہب مہذب پر آیات قرآن عظیم و احادیث کثیرہ حضور پر نور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم و علی رضی اللہ عنہ و صحبہ الصلوٰۃ و التسلیم و ارشادات جلیلہ

(1) القرآن الکریم ۲۹:۵۷

واضحہ "امیر المؤمنین مولیٰ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ و دیگر آئمہ اہل بیت اطہار و ارتقاء و ایمان صحیح کرام و تابعین و عظام و تصریحات اولیاء امت و علمائے امت رضی اللہ عنہم اجمعین سے وہ دلائل و حجج قاہرہ ہیں جن کا استیعاب نہیں ہو سکتا۔" (۱)

توجہ طلب بات:

کیا خوب تحقیق ہے میرے اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی مسئلہ افضلیت اور حق چار یار پر اسی لیے تو یہ ہے کہ فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کو قلم کا بادشاہ تو غیر بھی مانتے تھے اور یہ کہنے پر مجبور تھے اگر کسی موضوع پر محدث بریلوی قلم اٹھالیں تو پھر اس میں نہ اضافہ کی گنجائش رہتی ہے نہ کسی میں اسکو رد کرنے کی جرأت ہو سکتی ہے یعنی غیر بھی اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی بات کو حرف آخر مانتے ہیں۔ لیکن افسوس کہ بعض لوگ جو اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے نام پر کھڑے ہیں اور اپنے آپکو اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب تو کرتے ہیں لیکن عقیدہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ سے انحراف کرتے ہوئے نظر آتے ہیں اور اپنی نجی محفلوں میں اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ خلاف بکتے ہیں، اور کہتے ہیں اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی ہر بات کو ماننا ضروری نہیں۔

چار یار اور خواجہ شمس الحق والدین سیالوی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں:

"فضیلت آنها بالترتیب است انگاہ این حدیث بر زبان مبارک داند افضل الناس من بعدی ابو بکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی رضی اللہ عنہم" (۲)

(۱) فتاویٰ رضویہ ج ۲۸ ص ۴۸ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ لاہور

(۲) مرآة العاشقین مطبوعہ تصوف فاؤنڈیشن لاہور

یعنی خلفائے راشدین کی فضیلت بالترتیب ہے۔ پھر زبان مبارک سے یہ حدیث پڑھی کہ میرے بعد تمام لوگوں میں افضل ابو بکر ہے، پھر عمر، پھر عثمان، پھر علی۔

حق چار یار اور سید الاولیاء تاجدار گو لڑہ حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ :

حضرت تقریباً ہر سال پاک پتن شریف میں حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے عرس پر حاضر ہوتے تھے قصور اور ریاست بہاول پور کے غیر مقلد علماء متواتر کئی سال وہاں پہنچ کر آپ سے سوال کرتے رہے کہ کیا آپ عالم ہو کر اس بات کو درست مانتے ہیں کہ جو شخص بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ کے بہشتی دروازہ سے گذر جائے وہ جنت کا سزاوار ہو جاتا ہے؟ حضرت جواب میں ہر سال نیا استدلال پیش فرماتے۔ مولوی غلام قادر چکو کہ تحصیل منجہن آباد نے یہی سوال کیا تو فرمایا کیا یہ حدیث صحیح نہیں کہ مومن کی قبر ”روضۃ من ریاض الجنۃ“ ہوتی ہے؟ اس نے کہا صحیح ہے۔ فرمایا جب لفظ جنت کا اطلاق مومن کی قبر پر صحیح ٹھہرے تو اس کے دروازے کو بہشتی دروازہ کہنے پر کیا اعتراض ہے؟ مولوی صاحب نے کہا اس لفظ کا جواز تو درست ہوا مگر یہ فرمائیے کہ حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مقبرہ کے اسی ایک دروازے میں کیا خصوصیت ہے کہ اسے بہشتی دروازہ کہا جائے؟ آپ نے فرمایا کہ حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء محبوب الہی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ میں نے پچشم سر عالم ظاہر میں حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو بجسم اطہر بمعہ چہار یار کبارے، ۶ محرم کی درمیانی رات کو اس دروازہ سے گذر کر مقبرہ کے اندر تشریف لے جاتے دیکھا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد سنا ہے کہ ”من دخل هذا الباب فقد امن“ (جو اس دروازے میں داخل ہوا وہ امن میں آگیا اور مومن ہوا) مشائخ عظام کا بھی اس پر اتفاق رہا ہے۔

اس کے بعد مولوی صاحب نے اعتراض کیا۔ کہ زائرین فرید فرید کیوں پکارتے ہیں، اللہ۔ اللہ کیوں نہیں کہتے؟ حضرت نے فرمایا کہ عرس کے موقعہ پر زائرین کا پورا نعرہ یہ ہوتا ہے۔

اللہ محمد چاریار
حاجی خواجہ قطب فرید⁽¹⁾

ایک دوسرے مقام پر قرآن کریم سے استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کی خلافت کی ترتیب کا لطیف استخراج:

حضرت فرماتے تھے کہ آیت ”محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار الخ“ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے خلفائے اربعہ رضی اللہ عنہم کی ترتیب خلافت کی طرف واضح اشارہ ہے۔ چنانچہ ”والذین معہ“ سے خلیفہ اول ”اشدء علی الکفار“ سے حضرت خلیفہ ثانی ”رحماء بینہم“ سے حضرت خلیفہ ثالث اور ”تراہم رکعاً سجداً الی اخرہ“ سے حضرت خلیفہ رابعہ کے صفات مخصوصہ کی طرف اشارہ ہے کیونکہ معیت اور صحبت میں صدیق اکبر کفار پر شدت میں حضرت عمر فاروق علم و کرم میں حضرت عثمان غنی اور عبادت و اخلاص میں حضرت مولائے علی رضی اللہ عنہم خصوصی شان رکھتے تھے۔⁽²⁾ اور تصفیہ مابین سنی و شیعہ کے صفحہ نمبر آٹھ پر یوں ارقام فرماتے ہیں کہ:

خلفاء اربعہ (حق چاریار) اور سیدنا حسن رضی اللہ عنہما کا زمانہ تیس سال ہے جس پر خلافت و رحمت کا خاتمہ ہو گیا۔⁽³⁾

(1) مہرمنیر ص ۲۳۰-۲۳۱ مطبوعہ گولڑہ شریف اسلام آباد
(2) مہرمنیر ص ۲۲۴-۲۲۵ مطبوعہ گولڑہ شریف اسلام آباد
(3) تصفیہ مابین سنی و شیعہ ص ۸ مطبوعہ گولڑہ شریف

پ نے خلفاء اربعہ (حق چار یار) کا ذکر کر کے امام حسن رضی اللہ عنہ کا علیحدہ ذکر کیا ہے خلفاء
 اربعہ (حق پانچ یار) نہیں بیان کیا لہذا تفصیلی رافضیوں کی دلیل کا قلع قمع ہو گیا کہ اگر خلیفہ
 مراد ہو تو حق پانچ یار کہنا چاہیے۔ یہ حربہ جاہل سنیوں کو رافضی بنانے کا ہے۔ حضرت نے
 اپنی اسی کتاب میں کم از کم تیس مرتبہ خلفاء اربعہ کے الفاظ کا استعمال کیا ہے۔

اور اسی طرح حق چار یار کا اظہار کرتے ہوئے آپ نے ملفوظات شریف میں بھی خلفاء اربعہ
 (حق چار) کی اصطلاح استعمال کی ہے۔ چشت اہل بہشت غور کریں کہ تاجدار گولڑہ عشریہ
 فرمان کیا ہے اور نام نہاد محب قبلہ عالم گولڑوی رضی اللہ عنہ کس طرح لوگوں کو راہ راست سے
 ہٹا رہے ہیں۔ اور بعض چشتیوں کو یہ کہتے ہوئے سنا گیا ہے کہ یہ نیا نعرہ ہے ارے خدا کے
 بندوں پیر مہر علی شاہ عشریہ نے تمہیں قرآن و حدیث سے ہٹ کر کوئی بات نہیں بتائی۔
 لہذا بہتری اسی میں ہے کہ اسلاف کا دامن مضبوطی سے تھامے رکھو ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے
 جیسے بڑے بڑے شیخ الاسلام، مفکر اسلام، خود ساختہ محقق، مفتی کہلوانے والے اور سنیت
 کا بادلہ اڑھ کر شیعیت کا پرچار کر کے امتیاز حاصل کرنے والے آپکے سامنے گمراہی کی بین
 دلیل ہیں۔ کیونکہ حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ

ومن یترک الآثار قد ضل سعیه
 وهل یترک الآثار من کان مسلما

جو شخص سلف صالحین کے نشان قدم کو چھوڑ دے اس کی محنت رائیگاں
 جاتی ہے اور کیا کوئی مسلمان سلف صالحین کے آثار و نشانات کو چھوڑ سکتا
 ہے

حق چاریار اور عالم بے بدل حضرت علامہ غلام قادر بھیروی رحمۃ اللہ علیہ (۱۳۲۷ھ):

عقیدہ ۴۳ کے تحت لکھتے ہیں اس امت کے بعد الانبیاء والمرسلین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ حدیث میں وارد ہے "ما فضلکم ابو بکر بکثرة صوم ولا صلوة ولكن بشئ وقرفی صدق" یعنی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تم پر فضیلت لے گیا ہے ایک نور کے ساتھ جو ان کے سینے میں بھرا گیا ہے کثرت صوم و صلوة سے فضیلت نہیں شیخ ابو اشعری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ صدیق اکبر (بڑا سچ بولنے والا) آپ کا نام عبد اللہ تھا اور آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خسر تھے اور یار غار تھے ہمیشہ ابتدا سے عین رضاء الہی میں رہے کوئی حالت غضب کی ان پر نہ آئی نہ ایام جاہلیہ میں نہ ایام اسلام میں ایام جاہلیت میں موحدین میں سے تھے اور ایام اسلام میں اول مؤمنین سے۔^(۱)

حق چاریار اور صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ فرماتے ہیں کہ اہل سنت و جماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد تمام عالم سے افضل حضرت ابو بکر صدیق ہیں ان کے بعد حضرت عمر ان کے بعد حضرت عثمان اور ان کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہم ہیں۔^(۲)

(۱) فقہی اسلام کا انسائیکلو پیڈیا، اسلام کی گیارہ کتابیں ص ۶۴۹ مطبوعہ لاہور
(۲) سوانح کربلا ص ۱۸ مطبوعہ لاہور

حق چار یار اور صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ:

عقیدہ (۲):

بعد انبیاء و مرسلین، تمام مخلوقات الہی انس و جن و ملک سے افضل صدیق اکبر ہیں، پھر عمر فاروق اعظم، پھر عثمان غنی، پھر مولیٰ علی رضی اللہ عنہم۔^(۱)

حاشیہ بہار شریعت:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے افضل و اعلیٰ و اکمل حضرات عشرہ مبشرہ ہیں اور ان میں خلفائے اربعہ رضی اللہ عنہم اور ان چار ارکان قصر ملت (ملت اسلامیہ کے عالی شان محل کے چار ستونوں) و چار انہار باغ شریعت (اور گلستان شریعت کی ان چار نہروں) کے خصائص و فضائل، کچھ ایسے رنگ پر واقع ہیں کہ ان میں سے جس کسی کی فضیلت پر تنہا نظر کیجئے یہی معلوم (و متبادر و مفہوم) ہوتا ہے کہ جو کچھ ہیں یہی ہیں ان سے بڑھ کر کون ہو گا۔

بہر گلے کہ ازین چار باغ می نگرم
بہار دامن دل می کشد کہ جا اینجاست

(ان چار باغوں میں سے جس پھول کو میں دیکھتا ہوں تو بہار میرے دل کے دامن کو کھینچتی ہے کہ اصل جگہ تو یہی ہے)۔^(۲)

حق چار یار اور مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ:

فرماتے ہیں کہ "والذین معہ" میں چار صفات بیان ہوئی ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہنا، کفار پر سخت ہونا آپس میں رحیم و کریم ہونا، رکوع و سجدہ زیادہ کرنا یعنی عابد ہونا، یہ چاروں صفت اللہ کے فضل سے تمام صحابہ کے اندر موجود ہیں، مگر چار خلفاء میں ایک ایک وصف کمال درجہ کا ہے، صدیق میں ساتھ رہنا، عمر فاروق میں کافروں پر سخت ہونا، عثمان

(۱) بہار شریعت ج ۱ ص ۲۴۱ مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی
(۲) بہار شریعت ج ۱ ص ۲۴۲ مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی

غنی میں رحیم ہونا، مولے علی میں عبادت وزہد رضی اللہ عنہم، گویا کہ شمع نبوت کی لائین کے شیشے ہیں علیحدہ علیحدہ رنگ والے، اگر نور نبوت دیکھنا ہے، تو ان رنگ برنگے شیشوں ذریعہ سے دیکھو، جو شخص ان شیشوں سے علیحدہ ہے وہ نور مصطفیٰ ﷺ سے دور ہے، کیونکہ ممکن تھا، کہ رب العالمین اپنے نبی کے ساتھ کے لیے ایسے لوگوں کو خاص کرتا، جو معاذ ایماندار بھی نہ ہوں، اور پھول کے پاس رہ کر مٹی بھی مہک جاتی ہے، آسمان کا سورج آگندی زمین پر رہنے والے خوشبودار نہ ہو جاویں، اور حضور ﷺ جو کہ دونوں جہان سورج حقیقی ہیں، اس سورج کے پاس بیٹھنے والے کیونکر گندے رہ سکتے ہیں، اگر معاذ اللہ حضرات دیندار نہ تھے، تو قرآن کے پہنچانے والے مخلوق تک، اور احادیث کے سننے والے دین کی تبلیغ کرنے والے غرضیکہ چمن مصطفیٰ ﷺ کی نگہبانی کرنے والے تو یہ حضرات ہیں تو کیا قرآن اور اسلام معاذ اللہ برے لوگوں کے ہاتھوں میں پھلا پھولا۔ آنکھ نے ایمان سے ایک بار بھی جلوہ مصطفیٰ ﷺ دیکھ لیا، اس کا درجہ دنیا بھر کے غم و قطب سے بڑھ گیا، تو جو حضرات سایہ کی طرح ہمیشہ حضور ﷺ کے ساتھ رہے وہ شان رکھتے ہوں گے۔

خوشا وہ وقت کہ دیدار عام تھا اسکا

خوشا وہ وقت کہ طیبہ مقام تھا اسکا^(۱)

حق چاریار اور محدث اعظم پاکستان محمد سردار احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ:

حضور نبی اکرم ﷺ کے رحلت فرمانے کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہو ان کے بعد حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے ان کے بعد حضرت سیدنا عثمان

(۱) شان حبیب الرحمان ص ۲۱۴-۲۱۵ مطبوعہ لاہور

رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے ان کے بعد سیدنا مولیٰ المسلمین مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے، ان حضرات کی خلافت اس ترتیب سے خلافت راشدہ ہے، رضی اللہ عنہم۔^(۱)

حق چاریار اور مفتی اعظم مولانا شاہ محمد مظہر اللہ دہلوی (شاہی امام مسجد جامع فتحپوری انڈیا):
سوال: خلفاء اربعہ کن کن صحابیوں کو کہا جاتا ہے۔

جواب: حضرت صدیق اکبر حضرت عمر فاروق حضرت عثمان غنی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم۔^(۲)

حق چاریار اور مولانا شاہ رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ:

سوال: صحابہ میں سب افضل و اعلیٰ رتبہ پر کون ہے۔

جواب: سب سے افضل و اکرم عند اللہ و عند المسلمین امیر المؤمنین سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں پھر ان کے بعد امیر المؤمنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں پھر ان کے بعد سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ ہیں پھر ان کے بعد سیدنا حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں۔ یہ ہیں چاریار باصفاء اور خلفاء راشدین اور امام عادلین اور جانشین خاتم النبیین ﷺ مناقب اور محامد ان حضرات کے اس قدر ہیں کہ ان پر کسی اور صحابی کو شرکت نہیں۔ جیسا کہ قرآن اور احادیث اور اخبار اور آثار سے روشن ہے۔ اور فضیلت ان کی اسی طرح سلف سے ہی ہذا ترتیب منقول ہے۔^(۳)

حق چاریار اور مفتی ابوالنصر محمد ریاض الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ:

سوال: خلافت خلفاء راشدین میں سے افضلیت کا دار و مدار بھی اسی ترتیب کے مطابق ہے یا اس کے برعکس ہے۔

(۱) سیدنا امیر معاویہ ص ۳۸ مطبوعہ مکتبہ قادریہ فیصل آباد

(۲) مظہر العقائد ص ۷۵ مطبوعہ کراچی

(۳) توضیح العقائد ص ۸۵ مطبوعہ مکتبہ ضیاء العلوم راولپنڈی

جواب: اسی ترتیب کے مطابق انبیاء و مرسلین کے بعد تمام مخلوقات انس و جن و ملک سے افضل حضرت صدیق اکبر ہیں پھر عمر فاروق ہیں پھر عثمان غنی ہیں پھر مولا علی رضی اللہ عنہ ہیں۔^(۱)

حق چاریار اور علامہ سید محمود احمد رضوی رحمۃ اللہ علیہ:

علامہ سید محمود احمد رضوی فرماتے ہیں کہ انبیاء و مرسلین کے بعد تمام مخلوقات الہی جبر و انس و ملائکہ سے افضل صدیق اکبر پھر فاروق اعظم پھر عثمان غنی پھر علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں۔^(۲)

حق چاریار اور سلطان الوداعین ابوالنور محمد بشیر صاحب کوٹلی لوہاراں:

اہل لطائف نے لکھا ہے کہ اس آیت کریمہ میں سارے صحابہ کرام علیہم الرضوان بالعموم اور چاریاران مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی حضرت ابو بکر صدیق حضرت فاروق اعظم حضرت عثمان ذوالنورین۔ اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم بالخصوص مراد ہیں۔ اور وہ اس طرح کہ ”والذین معہ“ میں جس معیت کا ذکر ہے۔ وہ اشارہ ہے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی معیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف۔ اور اس سے مراد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں اور ”اشداء علی الکفار“ میں کافروں پر جس شدت و غلظت کا ذکر ہے وہ اشارہ ہے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی طرف۔ اور اس سے مراد حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ہیں۔ اور ”رحمہم“ میں جس رحمت و شفقت کا ذکر ہے وہ اشارہ ہے حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی طرف۔ اور اس سے مراد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہے اور ”تراحمہم“

(۱) ریاض شریعت ص ۱۸ مطبوعہ لاہور

(۲) دین مصطفیٰ ص ۱۶۲ مطبوعہ لاہور

و سجداً“ میں جس رکوع و سجود کا ذکر ہے۔ وہ اشارہ ہے حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کے کمال زہد و عبادت کی طرف۔ اور اس سے مراد حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں۔^(۱)

ایک اور مقام پر چار یاروں کی حکایات بیان فرمانے کے بعد آپ لکھتے ہیں:

منصور رضی اللہ عنہ کے یہ چار یار جن کے بعض حکایات آپ نے پڑھیں بڑے مرتبوں اور درجوں کے مالک ہیں اور ان چار یار ان نبی کا دشمن اللہ کا دشمن ہے۔^(۲)

حق چار یار اور مولانا ابوالحامد محمد ضیاء اللہ قادری صاحب رحمہ اللہ:

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ نے انفاس العارفين میں شیخ احمد نخعی رحمہ اللہ کا واقعہ درج کیا ہے کہ شیخ احمد نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ طریقہ خلوتیہ میں میرے شیخ، شیخ عیسیٰ ابن کنعان خلوتی رحمہ اللہ نے جب مجھے اس طریقے کی اجازت بخشی تو مجھے مکہ معظمہ میں اپنا خلیفہ بنایا تاکہ خلوتیہ طریقہ کے تمام پیروکار میرے سامنے اکٹھے ہو کر نماز تہجد کے بعد جیسا کہ ان کا طریقہ ہے، اور ادو وظائف میں مشغول ہو جائیں۔ اس بات سے میرے دل میں غایت درجہ تردد تھا۔ کیونکہ میرا میاں پوری طرح نقشبندیہ سلسلے کی طرف تھا۔ اور شیخ خلوتی رحمہ اللہ کے سامنے مجھے لب کشائی کی جرأت بھی نہیں تھی۔ اسی تردد کے عالم میں میں نے حضور ختم المرسلین ﷺ کی بارگاہ میں رجوع کیا اور اسی سال روضہ مقدمہ کی زیارت سے مشرف ہوا تو جمعہ کے روز نماز جمعہ سے قبل مجھے خواب میں سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی گویا ”در زیارت عثمانیہ با خلفاء اربعہ حاضر اند باں جانب مہادرت کردم وہ تقبیل ید شریفہ و ایدی خلفاء کرام بہ ترتیب مشغول شدم“ میں نے دیکھا کہ زیارت عثمانیہ میں چاروں خلفاء کے ہمراہ جلوہ افروز ہیں، میں آپ کی طرف تیزی سے بڑھا اور

(۱) خطبات ج ۱ ص ۳۲۲-۳۲۵ مطبوعہ فرید بک سنال لاہور
(۲) سچی حکایات حصہ اول ص ۳۴۱ مطبوعہ فرید بک سنال لاہور

دست مبارک چومنے کے بعد بالترتیب خلفائے کرام کے ہاتھوں کو چومنے کی سعادت حاصل کی، بعد ازاں حضور پر نور ﷺ میرا ہاتھ پکڑ کر اپنے مزار مقدس کے سرہانے صف اول کے متوازی بچھے ہوئے ایک نئے سجادے کی طرف لائے اور فرمایا: یہ شیخ تاج کا سجا ہے۔ اس پر بیٹھ جاؤ۔ میں سمجھ گیا کہ آپ کا اشارہ طریقہ نقشبندیہ کی طرف ہے۔ اور آ نے اس طریقہ کی اجازت عطا فرمادی ہے۔^(۱)

حق چاریار اور علامہ فیض احمد اویسی مدظلہ العالی:

چاریار نبی کے غم خوار: اگر محمد رسول اللہ ﷺ کے حرف بارہ ہیں تو ابو بکر الصدیق کے بارہ ایسے عمر بن الخطاب کے بھی بارہ ایسے عثمان بن عفان و علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم کے بارہ حروف ہیں، یہ اسی مناسبت تامہ کی طرف اشارہ ہے کہ یہ حضرات، حضرت عربی ﷺ کے اخلاق کریمہ کے عین مطابق اور ان میں کلی طور پر فانی ہیں۔

نسب چاریار:

یہ نبی عربی مختار:

ایسے ہی چاروں خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کا نسب حضور ﷺ کے عین مطابق ہے، مثلاً حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ثانی سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پانچوں پشت میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ساتویں حضرت عمر رضی اللہ عنہ، نویں پشت میں حضور ﷺ کے ساتھ ملتے ہیں۔

(۱) ہاتھ پانوں چومنے کا ثبوت بحوالہ انفاس العارفين فارسی ص ۱۹۲ درثمین ص ۱۱ مطب قدری کتب خانہ - یالکوٹ

ندہ: اس سے شیعہ کا رد ہوا کہ وہ عوام میں صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضور سنی علیہ السلام کا شہ دار سمجھتے ہیں لیکن باقی خلفاء کو غیر ثابت کرتے ہیں یہ ان کی غلطی اور تعصب ہے۔^(۱)

حق چار یار اور ملک المدر سمن استاذ العلماء عطاء محمد بندیا لوی رحمہ اللہ علیہ:

بنی شہرہ آفاق تصنیف سیف العطاء میں نعرہ تحقیق حق چار یار کے متعلق فرماتے ہیں:

”ابھی نام نہاد مفتی کے اجداد بھی پیدا نہیں ہوئے ہوں گے کہ اہل سنت یہ نعرہ لگاتے تھے، نعرہ تحقیق حق چار یار اور یہ نعرہ اہل سنت کی علامت تھی لیکن مفتی مذکور یہ نعرہ لگانے سے منع کرتا ہے، جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ باطن رافضی ہے اور تقیہ کے طور پر بظاہر اہل سنت کہلاتا ہے، مفتی مذکور کی منع نعرہ پر دلیل یہ ہے کہ اس نعرہ سے یہ لازم آتا ہے کہ چار یار کے سوا کوئی صحابی حق پر نہیں، اس جاہل مفتی کو یہ معلوم نہیں کہ یہ تب لازم آتا، جب اس نعرہ میں حصر کا کلمہ ہوتا، مثلاً یوں ہوتا کہ نہیں حق مگر چار یار، یا یہ ہوتا کہ حق پر صرف چار یار ہیں، حالانکہ اس نعرہ میں حصر کا ایسا کوئی کلمہ نہیں۔ علم اصول میں ہے کہ محض کسی کے ذکر سے، دوسرے کی نفی نہیں ہوتی، اس نعرہ کا تو صرف یہ معنی ہے کہ چار یار حق پر ہیں، دوسرے اصحاب کے حق پر ہونے کی نفی نہیں ہے، اگر اس جاہل مفتی کی منطق تسلیم کر لی جائے تو مفتی جب یہ کلمہ پڑھتا ہے (محمد رسول اللہ) تو لازم آئے گا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی رسول اللہ نہیں ہے، تو اب مفتی اپنی اس منطق کے لحاظ سے دائرہ اسلام سے خارج ہو گیا، ان سب خرابیوں کا سبب جہالت ہے، لہذا

(1) القول الممجد فی برکات اسم محمد ص ۱۹۹ مطبوعہ بہاولپور

نعرہ تحقیق حق چاریار سے کوئی منافق رافضی ہی منع کرے گا، بلکہ اس
نعرہ کا مرتبہ نعرہ حیدری اور نعرہ غوثیہ سے بھی مقدم تر اور بلند تر ہے۔

من آنچه شرط بلاغ است باتومی گویم
تو خواه از سختم پند گیر، خواه ملال^(۱)

عبارت مذکورہ سے حاصل ہونے والے فوائد:

- (۱) نعرہ تحقیق حق چاریار اہل سنت و جماعت ۱۹۵۳ء سے قبل کے لگاتے آئے ہیں۔
- (۲) حق چاریار اہل سنت کا نعرہ ہے۔
- (۳) نعرہ تحقیق حق چاریار اہل سنت کی علامت ہے۔
- (۴) جو نعرہ تحقیق حق چاریار سے روکتا ہے وہ باطن کار رافضی ہے اور تقیہ کے طور پر
بظاہر اہل سنت کہلاتا ہے۔
- (۵) حق چاریار سے باقی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی حقانیت کی نفی نہیں ہوتی۔
- (۶) اگر نعرہ تحقیق حق چاریار سے روکنے والوں کی منطق تسلیم کر لی جائے تو آدمی
دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔
- (۷) نعرہ تحقیق حق چاریار سے جاہل، منافق رافضی ہی منع کرتا ہے۔
- (۸) نعرہ تحقیق حق چاریار کا مرتبہ نعرہ حیدری اور نعرہ غوثیہ سے بھی مقدم تر اور
بلند تر ہے۔

اقول:

جب تحقیق ایمان ابو طالب کی بات ہو تو لوگ ملک المدر سین جامع المعقول والمنقول عطاء
محمد بندیا لوی عریضی کی طرف منسوب تقریظ کو رسالہ کی شکل میں چھپوا کر سرعام تقسیم

(۱) سیف العطاء ص ۳۱-۳۲ مطبوعہ ر۔

کرتے ہیں اور واویلا اور شور غول مچا دیتے ہیں حالانکہ ملک المدر سین عرشید کی طرف منسوب تقریظ جمہور اہل سنت کے عقیدہ کے خلاف ہے کیونکہ "انک لا تہدی من احببت" پر تمام مفسرین کا اجماع ہے کہ یہ ابوطالب کے بارے میں نازل ہوئی۔

اور ستم بالائے ستم تو یہ ہے کہ خود امام المشرق والمغرب اسد اللہ الغالب جناب سیدنا علی المر تفضی رضی اللہ عنہ کے اپنے والد ابوطالب کے عدم ایمان کے قائل ہونے کے باوجود ایمان ابو طالب کا قول کرنا چہ معنی دارد

امام شافعی و امام احمد و امام اسحق بن راہویہ و ابو داؤد طیالسی اپنی مسانید اور ابن سعد طبقات اور ابو بکر بن ابی شیبہ مصنف اور ابو داؤد ونسائی سنن اور ابن خزیمہ اپنی صحیح اور ابن الجارود مستقی اور مروزی کتاب الجنازہ اور بزار و ابو یعلیٰ مسانید اور بسقی سنن میں بطریق عدیدہ حضرت سیدنا امیر المؤمنین مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے راوی۔

"قال قلت للنبی ﷺ ان عمک الشیخ الضال قد مات
قال اذهب فوار اباک" (۱)

یعنی میں نے حضور اقدس سید عالم رضی اللہ عنہم سے عرض کی: یا رسول اللہ!
حضور کا چچا وہ بڑھا گمراہ مر گیا۔ فرمایا: جا سے دبا آ۔

ابن ابی شیبہ کی روایت میں ہے مولا علی نے عرض کی:

"ان عمک الشیخ الکافر قد مات فماتری فیہ، قال رسول
اللہ ﷺ اری ان تغسلہ وامرہ بالغسل"۔

(۱) تفسیر قرطبی ج ۶ ص ۱۳۳ مطبوعہ دار عالم الکتاب الریاض۔ تفسیر ابن کثیر سورہ توبہ آیت ۱۱۳، مسند احمد بن حنبل حدیث ۸۰۷، ۱۰۷۳، ۱۰۹۳، السنن الکبریٰ للنسائی ج ۱ ص ۱۵۰ رقم ۱۹۳ موسیٰ الرسالہ بیروت، مسند ابی یعلیٰ باب مسند علی ابن ابی طالب رقم ۴۲۳، ۴۲۴، السنن الکبریٰ للبیہقی رقم ۵۰۸ المعجم الاوسط رقم ۶۳۲۲، مصنف ابن ابی شیبہ ج ۳ ص ۲۶۹ رقم ۱۱۲۶۷ دار السلفیہ الہندیہ۔ مصنف عبد الرزاق رقم ۹۹۳۶، جامع الاحادیث ۳۳۶۸۳۔

حضور ﷺ کا چچا وہ بڑھا کا فر مر گیا اس کے بارے میں حضور ﷺ کی کیا رائے ہے یعنی غسل وغیرہ دیا جائے یا نہیں؟ سید عالم ﷺ نے فرمایا نہ ہلا کر دبا دو

امام شافعی رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے:

”فقلت يا رسول الله انه مات مشركا قال اذهب فواره“۔

میں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! وہ تو مشرک مر فرمایا: جاؤ، دباؤ۔ اما الامم ابن خزیمہ نے فرمایا: یہ حدیث صحیح ہے:

امام حافظ الشان اصابہ فی تمییز الصحابہ میں فرماتے ہیں ”صحیح ابن خزیمہ“ (ابن خزیمہ اس کی تصحیح کی ہے۔)

اس حدیث جلیلہ کو دیکھنے ابو طالب کے مرنے پر خود امیر المؤمنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم حضور اقدس ﷺ سے عرض کرتے ہیں کہ حضور کا وہ گمراہ کافر چچا مر گیا۔ حضور اس پر انکار نہیں فرماتے نہ خود جنازے میں تشریف لے جاتے ہیں، ابو طالب کی بی بی ام المؤمنین کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا نے جب انتقال کیا ہے حضور اقدس ﷺ نے اپنی چادر و قمیص مبارک میں انھیں کفن دیا، اپنے دست مبارک سے کھودی، اپنے دست مبارک سے مٹی نکالی پھر ان کے دفن سے پہلے خود ان کی قبر مبارک میں لیٹے اور دعا کی:

”اللہ الذی یحییٰ ویمیت وهو حی لا یموت اغفر لامی فاطمة بنت اسد ووسع علیہا مدخلہا بحق نبیک والانبیاء الذی من قبلی، فانک ارحم الراحمین رواہ الطبرانی فی الکبیر والاوسط وابن حبان والحاکم وصححه وابونعیم فی الحلیة عن انس ونحوہ ابن ابی شیبہ عن جابر والشیرازی فی الالقاب وابن عبدالبر وابونعیم فی المعرفة

والدیلمی بسند حسن عن ابن عباس وابن عساكر عن
علی رضی اللہ عنہم۔

اللہ جلاتا ہے اور مارتا ہے اور خود زندہ ہے کہ کبھی نہ مرے گا، میری ماں
فاطمہ بنت اسد کو بخش دے اور ان کی قبر وسیع کر صدقہ اپنے نبی کا اور مجھ
سے پہلے انبیاء کا، تو سب مہربانوں سے بڑھ کہ مہربان ہے (زواہد سے) کیا اس
کو طبرانی نے کبیر و اوسط میں، ابن حبان نے حاکم نے اور اس نے اس کی
تصحیح کی ابو نعیم نے حلیہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اور اس کی مثل ابن ابی
شیبہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے، شیرازی نے القاب میں ابن عبد البر نے
ابو نعیم نے معرفہ میں، دیلمی نے سند حسن کے ساتھ ابن عباس سے اور
ابن عساكر نے حضرت علی سے، رضی اللہ عنہم۔

کاش ابو طالب مسلمان ہوتے تو کیا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے جنازہ میں تشریف نہ لجاتے صرف
اتنے ہی ارشاد پر قناعت فرماتے کہ ”جاؤ اسے دبا آؤ“ امیر المؤمنین علی المرتضیٰ کرم اللہ
تعالیٰ وجہہ الکریم کی قوت ایمان دیکھئے کہ خاص اپنے باپ نے انتقال کیا ہے اور خود
حضور صلی اللہ علیہ وسلم غسل کا فتویٰ دے رہے ہیں، اور یہ عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ! وہ تو
مشرک مرا، ایمان ان بندگان خدا کے تھے کہ اللہ و رسول کے مقابلہ میں باپ بیٹے کسی سے
کچھ علاقہ نہ تھا، اللہ و رسول کے مخالفوں کے دشمن تھے اگرچہ وہ اپنا جگر ہو، دوستان
خدا اور سوال کے دوست تھے اگرچہ ان سے دنیوی ضرر ہو۔^(۱)

نوٹ: ایمان ابو طالب کے متعلق مزید تحقیق اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی عریضیہ کی کتاب
شرح المطالب فی بحث ابی طالب فتاویٰ رضوی ج ۲۹ میں ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) فتاویٰ رضویہ ج ۲۹ ص ۶۷ تا ۶۸ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور

لیکن جب نعرہ تحقیق حق چار یار کی بات آتی ہے، حق چار یار کے مخالف کو رافضی منافق، جاہل کہنے کی بات آتی ہے۔

سیدہ کا غیر سید سے نکاح کے جواز کی بات آتی ہے۔

سیدہ عائشہ صدیقہ عقیقہ بنت ابی بکر کو سیدہ طیبہ طاہرہ زاہدہ ساجدہ سے افضل ماننے کی بات ہے۔

یزید پر لعنت بھیجنا خلاف تحقیق ہے کی بات آتی ہے تو لوگوں کی بولتی کیوں بند ہو جاتی ہے، یہاں ملک المدین کا موقف کیوں تسلیم نہیں کیا جاتا؟

دورنگی چھوڑ دے یک رنگ ہو جا
سراسر موم ہو یا سنگ ہو جا

قارئین کرام آپ نے قرآن و حدیث اور ائمہ اہل سنت کے اقوال سے حق چار یار کا ثبوت ملاحظہ فرمایا اب آئندہ فصل میں ہم اہل سنت کے شعراء کا کلام پیش کرتے ہیں جس میں انہوں نے چار یار کی اصطلاح کو سینکڑوں جگہ پر استعمال فرمایا ہے کہ حق چار یار سنیوں کا نعرہ ہے۔ رافضی اس سے جلتا ہے اور جلتا ہی رہے گا۔

باب پنجم

شعراء اہل سنت کے اشعار سے
حق چار یار پر استدلال

رب وے یار وا یار صدیق
سنیاں وا دل وار صدیق

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

(الف)

امیر خسرو دہلوی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۷۲۵ھ صاحب مطلع الانوار

آنچہ زور چشمہ مقصود ریخت
نیم کش خود بہ ابو بکر ریخت
دور کزاں سائی بے جور بود
عدل عمر نیز دراں دور بود
ز آب حیاتش کہ دمام رسید
قطرہ برآں ابر حیا ہم رسید
جام مثابے کہ پیغمبر بخورد
جرعہ ازاں جام علی نیز برد^(۱)

الشاہ امام احمد رضا خان بریلوی رضی اللہ عنہ (م ۱۳۴۰ھ بمطابق ۱۹۲۱ء)

لحد میں عشق رخ شاہ کا داغ لے کے چلے
اندھیری رات سنی تھی چراغ لے کے چلے
جناں بنے گی مہبان چار یار کی قبر
جو اپنے سینے میں یہ چار باغ لے کے چلے^(۲)

(۱) مناقب خلفاء راشدین غلام دستگیر نامی ص ۴ مطبوعہ ملک دین محمد اینڈ سنز پبلشر

لاہور سن اشاعت ۱۹۳۵

(۲) حدائق بخشش ص ۲۶۶ مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی

دوسرے مقام پر حق چاریار کا نعرہ یوں لگاتے ہیں!
 طوبے میں جو سب سے اونچی نازک سیدھی نکلی شاخ
 مانگوں نعت نبی لکھنے کو روح قدس سے ایسی شاخ
 مولیٰ گلبن، رحمت زہرا، سبطین اس کی کھیاں پھول
 صدیق و فاروق و عثمان، حیدر بر اک اس کی شاخ (۱)

فاضل بریلوی مشہور زمانہ سلام میں فرماتے ہیں:

یعنی اس افضل المخلق، بعد الرسل
 ثانی اشنین ہجرت پہ لاکھوں سلام
 اصدق الصادقین سید المتقین
 چشم و گوش وزارت پہ لاکھوں سلام
 وہ عمر جس کے اعدا پہ شیدا سقر
 اس خدا دوست حضرت پہ لاکھوں سلام
 قارق حق و باطل امام الہدی
 تیغ مسلول شدت پہ لاکھوں سلام
 ترجمان نبی ﷺ ہمزبان نبی
 جان شان عدالت پہ لاکھوں سلام
 زاہد مسجد احمدی پر درود
 دولت جیش عسرت پہ لاکھوں سلام
 در منشور قرآن کی سلک بھی
 زوج دو نور عفت پہ لاکھوں سلام

(1) حدائق بخشش ص ۲۸ مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی

یعنی عثمان صاحب قیص ہدی
 حلہ پوش شہادت پہ لاکھوں سلام
 مرتضیٰ شیر حق اشجع الاشجعین
 ساقی شیر و شربت پہ لاکھوں سلام
 اصل نسل صفا وجہ وصل خدا
 باب فصل ولایت پہ لاکھوں سلام
 اولیں دافع اہل رفض و خروج
 چارمی رکن ملت پہ لاکھوں سلام
 شیر شمشیر زن شاہ خیر شکن
 پر تو دست قدرت پہ لاکھوں سلام
 ماحی رفض و تفضیل و نصب و خروج
 حامی دین و سنت پہ لاکھوں سلام^(۱)

مرزا اسد اللہ خان غالب:

دونوں کے دل حق آشنا دونوں رسول پر فدا
 ایک محب چار یار عاشق ہشت و چار ایک^(۲)

احمد یار خان نعیمی عرشدیہ:

چار رسل فرشتے چار چار کتب دین
 سلسلے دونوں چار چار لطف عجب ہے چار میں

(۱) حدائق بخشش ص ۲۲۶-۲۲۷ مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی
 (۲) مناقب خلفاء راشدین غلام دستگیر نامی ص ۷۵ مطبوعہ ملک دین محمد اینڈ سنز
 پبلشرز لاہور سن اشاعت ۱۹۳۵

آتش و آب و خاک و با و سب کا انہی سے ثبات
چار کا سارا ما جرا ختم ہے چار یار ہیں^(۱)

اقبال احمد صاحب سہیل ایم اے ایل ایل بی اعظم گڑھ:

بعد ایماں جس طرح ارکان اسلامی ہیں چار
یوں ہی بعد از مصطفیٰ توحید کے حامی ہیں چار
نطق ربانی کے اذغانی مفسر چار ہیں
جسم ایمانی کے روحانی عناصر چار ہیں
تو تپائے چشم عرفان خاک پائے چار یار
حق تو یوں ہے شرط ایماں ہے ولائے چار یار^(۲)

حافظ محمد افضل فقیر صاحب:

جا ہے داد آفرید گار عالم
از چارو زہر نا رسول اکرم
جبریل و میکائیل بہ عرش و بہ زمین
صدیق اکبر فاروق اعظم
وہ جنان خاص ز اصحاب کبار
ابو بکر عمر ، عثمان ، حیدر بشمار^(۳)

(۱) مفتی احمد یار خان نعیمی مدظلہ دیوان سالک
(۲) مناقب خلفاء راشدین غلام دستگیر نامی ص ۵۵، مطبوعہ ملک دین محمد اینڈ سنز
پبلشرز لاہور سن اشاعت ۱۹۳۵
(۳) یاران مصطفیٰ مع وارثان خلافت راشدہ ص ۲۳۶ مطبوعہ نوریہ رضویہ لاہور

اسلم لکھنوی اڈیٹر روزنامہ کارواں:

لایا ہوں بزم مدح میں مدحت کے چار پھول
 اسلام کی بہار خلافت کے چار پھول
 خوشبو سے ہے نبی ہوئی اسلام کی فضا
 کیسے مہک رہے ہیں خلافت کے چار پھول
 تلوار کفر کے لئے دیں کے لئے سپر
 معجز نماہیں باغ شجاعت کے چار پھول
 اللہ نے دیئے ہیں ، محمد سے پائے ہیں
 ہادی ہمارے ہیں یہ ہدایت کے چار پھول
 ایران میں عرب میں عجم میں عراق میں
 مہکے کہاں کہاں یہ خلافت کے چار پھول
 کیونکر نہ فرق دیں یہ سہرا ہو خوشگوار
 اس میں گندے ہوئے ہیں عقیدت کے چار پھول
 دربار چار یار میں جاتا ہوں شاد شاد
 دامن میں لے کے حسن عقیدت کے چار پھول
 پہچانی عظمت ان سے خدا اور رسول کی
 ہیں یہ ہمارے واسطے رحمت کے چار پھول
 جب باغباں نبی ہوں صحابہ ہوں حسن باغ
 پھر کیوں نہ دیں بہار خلافت کے چار پھول
 اسلم خدا نے بخش دیا ہم کو باغ خلد
 محشر میں کام آگئے مدحت کے چار پھول^(۱)

(۱) مناقب خلفاء راشدین غلام دستگیر نامی ص ۶۶-۶۸ مطبوعہ ملک دین محمد اینڈ پبلشرز لاہور سن اشاعت ۱۹۳۵

سان عجم افضل الدین ابرہیم خاقانی شروانی صاحب تحفۃ العراقین

م ۵۸۳ بمطابق ۱۱۸۷ء

پیش	دو	خلیفہ	رخ	نہفتہ
جوزا	ب	کنار	شمس	خفتہ
بر	سہ	شده	یک	نہاد
چوں	یک	الف	و	دو
عثمان	چو	احمد	اقتدا	کرد
نہ	بر	سر	عنج	سر
گلگونہ	نمود	خون	عثمان	فدا
بروئے	مخدرات	قرآن		
خود	خون	مظہر	چنان	س
گلگو	نہ	قدسیاں	شدو	س
سربا	بنی	کلاہ	دریائے	
در	مشہد	مرقصے	زمیں	سائے
ہر	چار	چہار	رکن	مکملیں
بل	چار	حدود	کعبہ	دیں (۱)

محمد اشرف نقشبندی قادری:

ابو بکر اور عمر خطاب عثمان اور حیدر علی
نائب ختم المرسلین ان پر درود و سلام (۲)

(۱) مناقب خلفاء راشدین غلام دستگیر نامی ص ۸۳-۸۴ مطبوعہ ملک دین محمد اینڈ سنز
پبلشرز لاہور سن اشاعت ۱۹۴۵

(۲) پردیسی جنڈی ص ۲۰ غوثیہ بک ڈپو نور محمد روڈ شکر یال راولپنڈی

مولانا شاہ ابوالمعالی عالی مرحوم آلہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ:

آفتاب	ومہ	غلام	چار	یار
شش	جہت	روشن	چار	یار
بست	درجنت	بہ	پہلوئے	نبی <small>صلی اللہ علیہ وسلم</small>
منزل	عالی	مقام	چار	یار
اللہ	اللہ	فی	صحابی	آمد
در	حق	ذات	کرام	چار
دین	احمد	حشمت	دیگر	گرفت
در	جہاں	از	احتشام	چار
ازپے	تردج	دین	پاک	بود
دم	بدم	سعی	تمام	چار

دین حق دین نبی صلوا علیہ:

شد	قوی	از	اہتمام	چار	یار
صبح	وشام	و روز	و شب	ایدل	ز صدق
و	ردمی	کن	وردنام	چار	یار
آں	ابو	بکر	وعمر	عثمان	باز
بر	علی	شد	احتشام	چار	یار
امت	سرور	حلا	وتہائے	دین	
بافت	از	شیریں	کلام	چار	یار
از	دل	و جان	است	عالی	حزین
بندہ	آل	وغلام	چار	یار	

(۱) مناقب خلفاء راشدین غلام دستگیر نامی ص ۴۸-۴۹، مطبوعہ ملک دین محمد اینڈ سنز پبلشرز لاہور سن اشاعت ۱۹۴۵

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی صاحب رحمۃ اللہ علیہ:

دوست پیغمبر کے اور حق کے ولی
چاروں پیغمبر کے ہیں برحق وزیر
رونق باغ طریقت میں یہ چار
ہیں یہ ملک معرفت کے شہریار
شہسواران جہاں مردان دین
چار یار مصطفیٰ اہل تقیہ
اولا بو بکر صدیق اہل دین
دوسرے عادل عمر والا یقین
تیسرے عثمان باحلم وحیا
چوتھے ہیں حضرت علی شیر خدا
اور سب اصحاب ان کے ذی علوم
ہیں ہدایت کے فلک پر جو نجوم
صدق اور عدل اور شجاعت اور حیا
ہے انہی چاروں سے دین کو ارتقاء
ان سے راضی ہے خدائے دوسرا
اور خوش ہیں ان سے حضرت مصطفیٰ
تو بھی جان و دل سے اے امداد اب
رہ فدا ان پر سدا ہر روز و شب
جو کوئی بد اعتقاد ان سے ہوا
ہے وہ مردود جناب کبریاء (۱)

کلیات امدادیہ ص ۱۳۱ مطبوعہ دارالاشاعت کراچی

سید میر محمد اسد اللہ شاہ عجمی علیہ السلام :

دو چشم من فدائے چار گوہر
 ابو بکر و عمر عثمان وحیدر
 ابو بکر و عمر عثمان وحیدر
 یہ تھے مسند نشینان محمد (1)

محمد اعظم چشتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ :

چار یار نبی دے عاشق کوئی دے نا چاراں ورگا
 نہ اس دھرتی پیدا کیتا کوئی انہاں یاراں ورگا
 نہ کوئی ہو یا نہ کوئی ہو سی اتاں جان نثاراں ورگا
 اعظم شان صدیق کی دساں اکو یار ہزاراں ورگا (2)

اختر صاحب :

ہیں افضل خلق میں بعد از پیمبر
 ابو بکر و عمر ، عثمان وحیدر
 ہیں گلزار محمد کے گل تر
 ابو بکر و عمر ، عثمان وحیدر
 عرب کے چاند کے تابندہ اختر
 ابو بکر و عمر ، عثمان وحیدر

(1) فضائل چہار یار ص ، مطبوعہ لاہور
 (2) نیز اعظم

ہیں اصحاب نبی میں سب سے برتر
 ابو بکر و عمر ، عثمان و حیدر
 مری آنکھوں میں میرے دل کے اندر
 ابو بکر و عمر ، عثمان و حیدر
 الہی نزع میں ہو میرے لب پر
 ابو بکر و عمر ، عثمان و حیدر
 تمہارا جو ہو کب کھائے وہ ٹھوکر
 ابو بکر و عمر ، عثمان و حیدر
 در محبوب حق ہے آپ کا در
 ابو بکر و عمر ، عثمان و حیدر
 تمہیں سے بھیک ملتی ہے برابر
 ابو بکر و عمر ، عثمان و حیدر
 تمہارا ہو، بد مذہب ہے کیونکر
 ابو بکر و عمر ، عثمان و حیدر
 ہو اس پر بھی نگاہ مہر پرور
 ابو بکر و عمر ، عثمان و حیدر
 تمہارے کوچے کا ذرہ ہے اختر
 ابو بکر و عمر ، عثمان و حیدر (۱)

(۱) یاران مصطفیٰ مع وارثان خلافت راشدہ ص ۳۷۰ مطبوعہ نوریہ رضویہ لاہور

(ب)

عظیم صوفی شاعر حضرت میاں محمد بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ :
ذکر مبارک حضور صلی اللہ علیہ وسلم دے چواں یاراں دا:

پیر مرید صدیق اکبر سن پہلے یار پیارے
حق جنہاندے ثانی اشین اذہما فی الغار
یار دو جا فاروق عمر سی عدل کیتا جسچڑھ کے
ایہہ شیطان رجیم رولا یہ پنچے اندر پھڑ کے
شب بیدار غنی سی تریجا جامع جو قرآنی
عثمان ذوالنورین پیارا مہتر یوسف ثانی
چوتھا یار پیارا بھائی خامہ دل دا جانی
دل دل دا اسوار علی ہے حیدر شیر حقانی
لحمک لحمی دک دی شان جنہاندے آیا
سخی بہادر چگ وچ نادر جس دعا لی پایا^(۱)

مولوی محمد بخش رنگیلا صاحب:

دل دا دلدار دلاں دے جانی یار نبی دے چارے
ذات اللہ اور پاک نبی نوں چارے بہت پیارے
چارے طرفاں چار فرشتے چار کتاباں آیاں
چارے یار نبی سرور دے رحمت جھڑیاں لایاں^(۲)

(۱) کلام میاں محمد بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ ص ۲۹-۳۰ مطبوعہ عظیم اینڈ سنز لاسور

(۲) گلشن رنگیلا ص ۱۳ مطبوعہ لاسور سن اشاعت ۱۹۶۹

طمان الواعظین ابوالنور محمد بشیر صاحب کوٹلی لوہاراں:

سرکار قمر ہیں اور اصحاب نبی تارے
ان سب میں جو روشن تر ہیں چار نظر آئے

(ت)

جی سید تجمل حسین تجمل چشتی نظامی جلال پوری:

چاروں خلیفہ آپ کے من بعد دین روشن کئے
ہم کو بتائے راستہ اسلام کا ایمان کا
وہ سب ہیں لائق ناری دوزخ میں ہے انکی جد
پڑھتے ہیں جو کلمہ سدا ابلیس اور شیطان کا^(۲)

(ج)

مولانا جلال الدین رومی رحمہ اللہ علیہ متوفی ۷۰۲ھ:

ما	و	اصحابیم	چوں	کشتی	نوح
بر	کہ	دست	اند	زند	بد فتوح
مونس	احمد	چہ	مجلس	چار	یار
مونس	بو	جہل	عتبہ	ذوالحمار ^(۳)	

(۱) جبل نور ص ۳۵ مطبوعہ لاہور
(۲) حافظ الایمان ص ۵ مطبوعہ بمبئی
(۳) مشنوی مولانا روم

آپ عرشید مزید فرماتے ہیں!

چشم احمد بر ابو بکرے زده
 وزیکے تصدیق صدیق آمدہ
 مصطفےٰ زین گفت با سرار جو
 مردہ را خواہی کہ بنی زندہ تو
 چوں عمر شیدائے آن معشوق شد
 حق و باطل را چو دل فاروق شد
 چونکہ عثمان آن جہاں را عین گشت
 نو رفاہ جو د ذی النورین گشت
 چوں زر ویش مرتضیٰ شد در فشاں
 گشت اوشیر خدا در مرج جان
 گفت ہر کو رہستم مولیٰ و دوست
 ابن عم من علی مولائے اوست (۱)

(ح)

زار حرم حمید صدیقی لکھنوی:

صحابہ	کی	بخم	نماوہ	جماعت
مقابل	شہ	دوسرا	اللہ	اللہ
ادھر	افضل	اخلق	صدیق	اکبر
حبیب	حبیب	خدا	اللہ	اللہ

(۱) مشنوی مولانا روم

ادھر جان اسلام فاروق اعظم
 نبوت کے راز آشنا اللہ اللہ
 وہ عثمان عفان بحر سخاوت
 مجسم وہ حلم وحیا اللہ اللہ
 شہید خلافت علی شیر یزداں
 وہ تاج سر اولیا اللہ اللہ

حضرت مراد شاہ لاہوری متوفی ۱۲۱۵ھ بمطابق ۱۸۰۰ء مدفون موضع
 مردانہ تحصیل شاہدرہ:

نہ ہو رتبہ بڑا کیوں حضرت صدیق اکبر کا
 خدا قرآن میں بولا ہے جسے ثانی پیغمبر کا
 شہ عادل امیر اُمومنین فاروق اعظم ہے
 ہوا انصاف جس کا رونق افزا دین و شہور کا
 غنی و صاحب جود و سخا عثمان بن عفان
 کہ حاتم بھی ہے ادنیٰ ریزہ چیں اک اسکے خواں پر کا
 شہنشاہ جہان و شیر میدان وفا حیدر
 شجاعت سے کیا ہے فتح جس نے قلعہ خیبر کا
 ابو بکر و عمر عثمان و حیدر کا وہ درجہ ہے
 جو درجہ ہے چراغ و مسجد و محراب و منبر کا
 یہ چاروں یار برحق رکن ہیں دین پیغمبر کے

(۱) مناقب خلفاء راشدین غلام دستگیر نامی ص ۱۳ مطبوعہ ملک دین محمد اینڈ سنز پبلشرز
 لاہور سن اشاعت ۱۹۴۵

نہیں ہے کوئی اصحابوں میں اور ان کے برابر کا
 رضا مندی خدا کی اور محمد مصطفیٰ کی تو
 اگر چاہے مرادا آتاں بوس انکے ہو در کا (۱)

(خ)

مولنا خیر اللہ و فالہوری ناظم مثنوی مرزا صاحبہ تالیف ۱۱۵۵ھ:

چار یارش چہار باغ گلش
 تازہ از چار چود باغ گلش
 یار غارش موبست رخسہ کار
 پانہاد از وفا بروزن مار
 شب ہجرت چو خانہ روشن کرد
 شمع دیں را بزیر دامن کرد
 در چینین رو رفیق پیغمبر
 از دل و جان رفیق پیغمبر
 فرق فاروق عرش فرسا شد
 تاج او خاک این کف پاشد
 وحی می شد برائے اونازل
 رائے او بود وحی را شامل
 بازوئے دیں قوی بہ نیرویش
 زان چراغ بہشت شد رویش

(۱) مناقب خلفاء راشدین غلام دستگیر نامی ص ۸۶ مطبوعہ ملک دین محمد اینڈ سنز پبلشرز
 لاہور سن اشاعت ۱۹۴۵

سایہ اش رم کند شیا لیس را
 شب کند روز دشمن دین را
 کلک عثمان چو در فشان کرد
 نظم آیات آسمانی آورد
 چو تجدید کار دین پر دانت
 مصحف از خون خود مذہب ساخت
 خلوتش از دو شمع پر تو مند
 بدو عضو ش بمصطفیٰ پیوند
 اسد اللہ چو گشت پنجه کشا
 در خیبر شد از شکنجہ کشا
 مولدش کعبہ گشت از تفسیر
 مہد نازش مقام ابراہیم
 شد خلافت مو برج تویش
 رتوز نورو ز شد ز تعد یلش
 سر آل خم بمہر او بود
 خود بعید غدیر بک شویہ
 تا قیامت ازاں قدح ساقیست
 دور دور خلافتش باقیست (۱)

(۱) مناقب خلفاء راشدین غلام دستگیر نامی ص ۹۰-۹۱ مطبوعہ ملک دین محمد اینڈ سنز
پبلشرز لاہور سن اشاعت ۱۹۳۵

قاضی خلیل الدین معتمد خصوصی اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی عریضہ:

ارکان اسلام اصحاب چاروں
 کہ چاروں نے ترتیب سے کی خلافت
 وہ صدیق و فاروق و عثمان و حیدر
 جو پیرو ہو سب کا وہ ہے اہل سنت

محترم خاقانی صاحب:

ہر چار چار حد بناے پیہر یست
 ہر چار چار غصہ ارواح انبیاء
 بی مہر چار یار درین پنجرہ عمر
 نتوان خلاص یافت ازین ششدر (۱)

(د)

دائم اقبال دائم قادری:

اللہ پاک دی حمد سبحان اللہ شانوں اچیاں نبی مختار دیاں
 دھما چک اندر پیاں چویں پاسیں چار یار اصحاب کبار یاں
 شہنشاہ دے شاہی دربار اندر اہل نظر و لدار منظور چارے
 ابو بکر تے عمر عثمان حیدر پر در حضور حضور چارے
 نوری شمع رسالت تے ہو صدقے نور حق یقیں تو ہوئے بھر پور چارے
 چمکے حسن محمد دا نور سینے بن گئے مومناں دے کوہ طور چارے

(۱) سبع سنابل ص ۱۹ مطبوعہ مکتبہ قادریہ لاہور

ناہن پہنچدے چو ہاندے رقبیاں نوں عقل ہوش ادراک شعور چارے
 پی کے ساتی ازل تھیں جامِ رحمت دے پئے لٹدے موج سرور چارے
 سینے صاف انصاف دے پاک چشمے چار کوٹ اندر مشہور چارے
 با اقبال چارے با کمال چارے باتو قیر چارے بادستور چارے
 چارے جامِ اکرام انعام والے یار مست الست مخمور چارے
 مخفی کنز تھیں در یتیم جہڑا دائم اسدے نور دا نور چارے

(ر)

راجا رشید محمود مدیر اعلیٰ ماہنامہ نعت لاہور:
 جنہیں آقا سے الفت تھی انہیں جس سے محبت تھی
 وہ چاروں یار ابو بکر و عمر، عثمان و حیدر رضی اللہ عنہم ہیں^(۱)

(ز)

زیب النساء صاحبہ مہرغازی پوری بتصرف قلیل از نامی:
 زیب لب زیب النساء کے ہے ثنائے چار یار
 جاگزین قلب مومن ہے ولائے چار یار
 ہیں ابو بکر عمر عثمان و حیدر جن کے نام
 ہاں وہی حق نے محمد کے بنائے چار یار
 احمد بے میم سے ہے خلق نور احمدی
 اور اس نور میں سے ہے ضیائے چار یار

(۱) مناقب صحابہ ص ۱۱۲ مطبوعہ لاہور

کفر کا جھنڈا ہوا خوار و ذلیل و سرنگوں
 جبکہ لہرایا زمانے میں لوائے چار یار
 آسرا اسلام تھے عالم میں یہ بعد رسول
 اس لئے لازم ہے سب پر اقتدائے چار یار
 مشورے ان کے صلیح اور ان کی رائیں تھی صواب
 خالق اکبر تھا خود ہی رہنمائے چار یار
 مہر خالق نے دکھایا ہے یہ اک روز سعید
 جس قدر ممکن ہو کر مدح و ثنائے چار یار (۱)

(ش)

علامہ شرف الدین بخاری رحمہ اللہ علیہ:

امت او دوستدار و یسیم
 دو ستدار چہار یار و یسیم
 چوں ابو بکر ہم عمر عثمان
 مرتضیٰ داں علیہم الرضوان
 رحمت حق نثار یار انش
 بادوبہر جملہ دو ستدار انش (۲)

(۱) مناقب خلفاء راشدین ملام دستگیر نامی ص ۶۹ مطبوعہ ملک دین محمد اینڈ سنز پبلشرز
 لاہور سن اشاعت ۱۹۴۵

(۲) نام حق ص ۴ مطبوعہ مکتبہ قادریہ لاہور

امام شرف الدین بو صیری رحمہ اللہ علیہ:

ثم الرضا عن ابي بكر و عن عمر
و عن علي و عن عثمان ذی الکریم (۱)

منشی شفیق احمد از چونڈہ صاحب:

ہر چار اصحاب صحاب کرم احباب امم ارباب ہم
بو بکر و عمر عثمان حیدر چوں شمس و قمر اصحاب نعم
پر صدق و صفا با عدل و حیا ہم کان سخا ابو اب ارم
ہم تاج بہ سر ہم خستہ جگر ہم دیں پر ور ابواب کرم
آن چار جو چار انہار جناں یا چار صحیفہ شریفہ حق
یا چار عنصر ارکان بشر یا چار جبات دیار خلق
یا چار قل اندر باغ چو گل یا چار ملک ز فلک بسبق
یا چار لطیفہ تطیفہ دل یا چار بہار بہم بحق (۲)

خواجہ محمد شاہ الدین سروری قادری:

اس منزل دے چلنے کا رن پورا ہو جد آیا
صدق عدل تے حلم محبت چارے یار لیا یا
چارے خواں چار دیواراں نوری کوٹھ چھتیا
کوٹھے اندر آپے بہ کے ہر رنگت وچ رتیا

(۱) قصیدہ بردہ شریف ص ۷۷ مطبوعہ لاہور
(۲) مناقب خلفاء راشدین غلام دستگیر نامی ص ۸۲ مطبوعہ ملک دین محمد اینڈ سنز پبلشرز
لاہور سن اشاعت ۱۹۴۵

چارے عنصر نوری اطہر جسم وجود نبی
 چارے خدواں چارے عالم چارے یارونی دے
 چارے نفس چوہاں دے ہادی چارے یار نورانی
 چارے عنصر خاکی پتلا چار کتاب روحانی^(۱)

چوہدری شہباز خان قادری سروردی متوفی ۱۲۷۶ھ:

بے شک شفیع مابقیامت محمد است
 بر شاخ عرش نامہ بر حق مسخر است
 آن را کہ دو ستار ابو بکر و عمر است
 عثمان برگزیدہ علی میر صفر است
 ابو بکر با سخا و عمر میر با وفا
 عثمان با حیا و علی گنج گو ہر است
 این چار یار اند نمایان دین ما
 ہر یک بجائے خویش چو محراب و منبر است
 ابو بکر و جان ما و عمر دیدگان ما
 عثمان زبان ما و علی تاج بر سر است
 ابو بکر زنجبیل و عمر ہچو سلسبیل
 عثمان شراب شیر و علی شہد و شکر است
 ابو بکر یار غار و عمر میر درہ دار
 عثمان شہسوار و علی فتح لشکر است

(۱) صلوة العارفين في اسرار معرفت ص ۳۸، ۳۹ مطبوعہ میالکوٹ

ابو بکرؓ چوبہشت و عمرؓ تخم عدل کشت
 عثمانؓ جوئے مشک و علیؓ حوض کوثر است
 ابو بکرؓ چوں کتاب و عمرؓ جلد باصواب
 عثمانؓ چو کاغذ است و علیؓ حرف چو است
 ابو بکرؓ بچو کعب عمرؓ در طواف اوست
 عثمانؓ چو زمزم است و علیؓ حج اکبر است^(۱)

ماخوذ از شمع محافل تصنیف ۱۱۲۵ھ:

محمد گرچہ معشوق الہی است
 شفاعت عاشق از امت پناہی است
 دو عالم را بظف خلق و نجو
 زیاران حسن و نیش چار ابرو
 ولے دارم دل شیدے این حسن
 سرے دارم سرور پائے این حسن
 ندارد طور موئے شان صدیق
 مگر از خادر ایمان صدیق
 عمرؓ آن در عدالت سایہ گستر
 چہ گفتیم ثانی صدیق اکبر
 بلند از ذات عثمانؓ رایت علم
 بشان او ست نازل آیت حلم

(۱) مناقب خلفاء راشدین غلام دستگیر نامی ص ۸۱ مطبوعہ ملک دین محمد اینڈ سنز پبلشرز
 لاہور سن اشاعت ۱۹۳۵

چہارم آن علی مرتضیٰ بست
کہ نامش فقرہ شیخ مصطفیٰ است (۱)

(۲)

سید السادات مقبول بارگاہ رسالت مآب حضرت سیدنا عبد
الواحد بلگرامی:

مجت	با	این	ہر	چہارت	کتو
ز تفصیل		شیخین		کارت	کتو
مجت	بہر	شیخین	چار	گراستوار	
ولی	فضل	شیخین	مفرط	شمار	
ورت	فضل	شیخین	دردل	کم	است
بنائی	تو	در	رض	مستحکم	است (۲)

حق چاریار کا نعرہ مقبول بارگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم:

مذکورہ اشعار جس کتاب سے نقل کئے گئے ہیں۔ یہ کتاب بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں مقبول

ہے تو اس سے پتہ چلتا ہے کہ افضیات ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حق چاریار کا نعرہ بھی

مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں مقبول ہے۔

(۱) مناقب خلفاء راشدین غلام دستگیر نامی ص ۸۷ مطبوعہ ملک دین محمد اینڈ سز پبلش
لاہور سن ۱۹۴۵

(۲) سبع سنابل ص ۱۰ مطبوعہ مکتبہ قادریہ لاہور

سبع سنابل کے متعلق:

حضرت سید شاہ حمزہ حسینی زیدی مارہروی قدس سرہ القوی کتاب مستطاب کاشف الاستار شریف کی ابتدا میں فرماتے ہیں: جاننا چاہئے کہ ہمارے خاندان میں حضرت سداً محققین میر سید عبد الواحد بلگرامی بہت صاحب کمال شخصیت ہیں۔ وہ فلک ہدایت کے قطب، دائرہ لایت کے مرکز، ظاہری و باطنی علم میں فوقیت رکھنے والے، اصل تحقیق کے گھاٹوں کو چکھنے والے صاحب تصنیف و تالیف ہیں۔ سلوک عقائد میں آپ کی مشہور تصنیف کتاب سبع سنابل ہے۔ حاجی حرین سید غلام علی آزاد، اللہ انھیں سلامت رکھے، آثار الکلام میں لکھتے ہیں جس وقت ۱۱۳۵ھ میں رمضان المبارک میں مؤلف اوراق نے دار الخلافہ شاہجان آباد میں شاہ کلیم اللہ چشتی قدس سرہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر آپ کی زیارت کی۔ میر عبد الواحد کا ذکر درمیان کلام میں آگیا حضرت شیخ نے کافی دیر تک میر صاحب کے فضائل و مناقب بیان کئے اور فرمایا کہ ایک رات میں مدینہ منورہ میں اپنے بستر پر لیٹا تو خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں اور سید صبغت اللہ بروہی اکٹھے رسول اللہ ﷺ کی مجلس اقدس میں حاضر ہیں، صحابہ کرام اور اولیاء امت کی ایک جماعت بھی حاضر ہے، آپ کی مجلس اقدس میں ایک شخص موجود ہے اور آپ اسکی طرف نظر کرم کرتے ہوئے مسنر رہے ہیں اور اس سے باتیں کر رہے ہیں اور اس کی طرف بھرپور توجہ فرما رہے ہیں جب مجلس ختم ہوئی تو میں نے سید صبغت اللہ سے پوچھا یہ شخص کون ہے جس کی طرف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس قدر توجہ فرماتے ہیں۔ انھوں نے جواب دیا کہ یہ میر عبد الواحد بلگرامی ہیں، اور ان کے اس قدر احترام کی وجہ یہ ہے کہ کتاب سنابل نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں مقبول ہوئی ہے۔ ان کا کلام ختم ہوا۔ اللہ تعالیٰ ان کے سر لطیف کو مقدس بنائے۔^(۱)

(۱) فتاویٰ رضویہ شریف ج ۲۸ ص ۴۸۵، ۴۸۶ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور

علامہ علی رضا قادری رحمۃ اللہ علیہ:

بخصوص آں چہار عنصر دیں
 خلفاء رسول حق یقیں
 ہست ابو بکر اول آں چار
 پیشوائے مہاجر و انصار
 پس عمر آنکہ رائے او بصواب
 یافت راہ موافقت بکتاب
 بعد ازاں معدن حیا عثمان
 کامل الحکم و جامع القرآن
 بعد ازاں حامل لواء نبی
 شاہ مردان حق علی ولی (۱)

استاذ العلماء علامہ عبد الحکیم شرف قادری رحمۃ اللہ علیہ مذکورہ اشعارہ میں سے پہلے شعر کے حوالے میں لکھتے ہیں کہ اس میں روافض کا رد ہے جو پہلے تین خلیفوں کی خلافت کے حق ہونے تک رکھتے ہیں۔

(۱) بدائع منظوم ص ۴۵، مطبوعہ مکتبہ قادریہ لاہور

علامہ عبدالعزیز پرہاروی رحمۃ اللہ علیہ:

زانمیان عشرہ مبشرہ افضل اند
پس ازان این چار اصحاب اکمل اند
اول ایشان ابو بکر عتیق
بانیغیر درہمہ حالت رفیق
بعد ازان فاروق اکبر بہترست
قتل شیطان راچوتغ و خنجرست
بعد ازان عثمان معصوم و شہید
جامع آیات قرآن مجید
بعد از ایشان مرتضیٰ فاضل ترست
قاطع کفر و کلید خیرست^(۱)

شاہ علی کبیر مرحوم نواسہ حضرت شاہ اجمل الہ آبادی متوفی ۱۲۸۳ھ:

صدیق کہ تقویٰ بودش اصل اصیل
اول تصدیق کرد اودین بنیل
در جملہ صحابہ اسبق الایمان شد
صدیق لقب یافتہ از رب جلیل
فارق عمر فارق حق و باطل
گر وید چو با سرور عام یکسر دل
اسلام بتابید بعزو تکمیل
از دہر بشد کفر سراسر زائل

(۱) ایمان کامل ص ۱۱ مطبوعہ ملتان

عثمانؓ کہ ملقب شدہ با ذوالنورینؓ
 عقدش کر وہ نبی بدو نور العین
 بود او کامل حیا و ایمان
 باشد بہ نبی رفیق بازینت وزین
 شاہے کہ علی است نام پاکش بہ جہاں
 ابن عم نبی است آن شاء شہاں
 شد ختم خلافت پیمبر بروے
 اولاد نبی ز صلب او گشت عیاں^(۱)

مولنا عبد الرسول رحمہ اللہ علیہ:

سیما صدیق اکبر پیشوا ہی اہل دین
 حضرت فاروقؓ بنمودش عدالت اقتدا
 آنکہ جز بروی نیاید اسم ذوالنورین راست
 سراین معنی کہ می فہمد بجز عقل رسا
 آن شہ مسند نشین صدر ایوان غدیر
 شہسوار عرصہ حق تاجدار انما
 شد بلا گردان اور وح الامین پروانہ وار
 آن امیر المؤمنین شمع شبستان ہدا
 آنچہ عنوان را بود نسبت معنون راہاں
 ہست نسبت مصطفیٰ را با علی مرتضیٰ

(۱) مناقب خلفاء راشدین غلام دستگیر نامی ص ۸۵ مطبوعہ ملک دین محمد اینڈ سز
 پبلشرز لاہور سن اشاعت ۱۹۲۵

بندگی ہر چہار اصحاب بیرنگ خلاف
ہچو بود ز گل بدل دارم خنثی و بر ملا^(۱)

علامہ محمد عبدالصبور منشور بیگ ہزاروی باغدروی فاضل دارالعلوم
منظر الاسلام بریلی شریف انڈیا:

اے خدا بہر جناب مصطفیا
چار یار پاک و آل باصفا
برگن از بخشش تہی دامن ما
از تو بخشیدن رما کردن دعا^(۲)

مولوی محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کھیوہ ضلع گجرات:

چار یار رسول اللہ دے چار دوست سکے
تابع دار رسول اللہ دے وچ شریعت کے
خدمت اندر ہک دوجے تھیں وڈے بہادر تھیں
حضرت پچھے جان دیون تھیں کدی نہ ہر گز جھکے
ابو بکر صدیق تے عمر جو افسر رہندے سکے
شاہ عثمان تے علی اسد اللہ یار نبی دے تھے
چارے یار آسمانی تارے ہمتوں مول نہ تھکے
دین نبی دے چوہاں چنے دانگنوں پھکے^(۳)

(۱) انوار الصیام ص ۲۵۶ مطبوعہ گوجرانوالہ
(۲) مجموعہ نجومیر ص ۶۳ مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ لاہور
(۳) احوال الآخرت ص ۵ مطبوعہ لاہور سن اشاعت ۱۳۳۹ء

حافظ محمد عنایت اللہ نقشبندی رحمہ اللہ علیہ:

عین رحماء بینہم اند چہار سرور
ابو بکرؓ و عمرؓ عثمانؓ حیدرؓ (1)

(غ)

ملک الشعراء جناب شیخ غلام قادر صاحب گرامی مرحوم:

گرامی بلبیل باغ بہارم
نوحہ اسخ مدح چار یارم
محیط یک ولی را چار گوہر
ابو بکرؓ و عمرؓ عثمانؓ وحیدرؓ (2)

ابوالرجاء غلام رسول صاحب قادری متوفی ۱۳۳۲ء جامع قادریہ کمپ کراچی

ہیں الحق چار یاران نبی میں
نشان اولیں صدیق اکبرؓ
دلیل الأئمة من قریش
ہیں واضح بالیقین صدیق اکبرؓ (3)

(1) تحفة الصلوة الى النبي المختار ص ۲۶۳

(2) مناقب خلفاء راشدین غلام دستگیر نامی ص ۸۲ مطبوعہ ملک دین محمد اینڈ سنز پبلشر
لاہور سن اشاعت ۱۹۳۵

(3) مناقب خلفاء راشدین غلام دستگیر نامی ص ۱۹ مطبوعہ ملک دین محمد اینڈ سنز پبلشر
لاہور سن اشاعت ۱۹۳۵

مولانا غلام دستگیر قصوری:

ظلمت کف از عرب شد دور
از ضیائے تو یا رسول اللہ
چار یار تو حامی دین اند
در قضائے تو یا رسول اللہ^(۱)

مولانا غلام دستگیر نامی رحمۃ اللہ علیہ:

مناقب کے ہیں لائق چار گوہر
ابو بکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و حیدرؓ
رہی پھولوں میں جب کچھ دیر مٹی
معطر ہو گئی وہ بوئے گل سے
رسول اللہ کی صحبت یقیناً
موثر تر تھی گل سے بلکہ کل سے
ابو بکرؓ و عمرؓ عثمانؓ علیؓ کو
نہ کیوں تشبیہ دوں میں چار قل سے
یہ چاروں مصطفیٰ کے دین کے رکن
بڑھے ہیں فیض ہادی رسل سے
سرور کل کے فیض صحبت سے
چار یار نبی گرامی ہیں
ان کی تعظیم ہم بجالا کر

(۱) منقبت چار یار، ص ۱۶۱ مطبوعہ لاہور

کرتے تحصیل نیک نامی ہیں (۱)
 خدا یا طفیل نبی کریم
 کہا جن کو تو نے رؤف و رحیم
 طفیل ابو بکرؓ یار نبی
 کہ ہیں مقتدی جن کے سارے ولی
 عمرؓ اور عثمانؓ کے یار ب طفیل
 علیؓ شاہ مرداں کے یار ب طفیل
 ہمیں صدق دے اور سطوت بھی دے
 حیا دے عتا دے شجاعت بھی دے
 محمد کے نقش قدم پر چلا
 صحابہؓ کی عظمت کا سکھ بٹھا (۲)

پیر سائیں غلام رسول قاسمی:

کوئی چار کا ہے دشمن کوئی بیچ کا ہے منکر
 سب کا ادب کرے جو مدنی کا یار ہے
 نعرہ حیدری پر ایمان ہے ہمارا
 پہلے مگر پیارا حق چار یار ہے (۳)

(۱) مناقب خلفاء راشدین غلام دستگیر نامی ص ۶ مطبوعہ ملک دین محمد اینڈ سنز پبلشرز
 لاہور سن اشاعت ۱۹۳۵
 (۲) مناقب خلفاء راشدین غلام دستگیر نامی ص ۹۲ مطبوعہ ملک دین محمد اینڈ سنز پبلشرز
 لاہور سن اشاعت ۱۹۳۵
 (۳) ضرب حیدری

(ف)

شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۶۷۷ھ:

آنکہ شد یار ش ابو بکر و عمر
 از سر انگشت او شق شد قمر
 آں یکے اور را ریش غار بود
 واں دگر لشکر کش ابرار بود
 صاحبش بود تد عثمان و علی
 بہر آں گشتند در عالم ولی
 آں یکے کان حیا و حلم بود
 واں دگر باب مدینہ علم بود (۱)

خاک تو یاران پاک تو شدند
 اہل عالم خاک خاک تو شدند
 ہر کہ خاکے نیست یاران شام
 دشمن است او دوستان شام
 اولش بو بکر و آخر مرتضیٰ
 چار رکن کعبہ صدق و صفا
 آں یکے در صدقے ہمراز و وزیر
 واں دگر در عدل خورشید منیر
 واں یکے در پائے آزر و حیا
 واں دگر شاہ ابو العلم و سخا (۲)

(۱) پندنامہ ص ۵۴ مطبوعہ مکتبہ قادریہ لاہور
 (۲) مناقب خلفاء راشدین غلام دستگیر نامی ص ۹-۱۰ مطبوعہ ملک دین محمد اینڈ سنز
 پبلشرز لاہور سن اشاعت ۱۹۳۵

فردوسی طوسی متوفی ۴۱۶ھ:

خدایا توئی داور و دستگیر
 بہ بخشائے تقصیر این مرد پیر
 رواں کن ورا در مقام رضا
 فرود آر در ورگہ مصطفیٰ
 بگفتار پیغمبر راہ جو
 دل از تیر گہا بدیں آب شو
 چه گفتا خدا وند تنزیل وحی
 خدا وند امر و خدا وند نہی
 کہ خورشید بعد از رسولان مہ
 نتابد بر کس چو بو بکر بہ
 عمر کود اسلام را آشکار
 بیا راست گیتی جو باغ بہار
 پس از ہر دواں بو عثمان گزیں
 خدا وند شرم و خدا وند دیں
 چہار م علی بو دزوج بتول
 کہ اور انجوبی ستاید رسول^(۱)

(۱) مناقب خلفاء راشدین غلام دستگیر نامی ص ۶۷، مطبوعہ ملک دین محمد اینڈ سنز پبلشرز
 لاہور سن اشاعت ۱۹۳۵

بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے آستانے پر گو نجاتی ہوئی آواز:

اللہ محمد چار یار
حاجی ، خواجہ ، قطب ، فرید (۱)

پیر فرخ بخش رحمۃ اللہ علیہ مرحوم ۱۸۲۰ء:

سزد با چار ارکان خلافت
صداقت ، معدلت علم و شجاعت
شد اول از ہمہ چار گو ہر
شنا سائے نبی صدیق اکبر
زیک شاخ اس چار گل آمد ند
پس ازیک دگر چار نوبت زدند
شد اول ابو بکرؓ بعد از رسول
خليفة بامت بجز و قبول (۲)

(ک)

حضرت کافی مؤلف نسیم مطبوعہ کانپور ۱۹۳۷ء:

مجھے الفت ہے یا ران نبی سے
ابو بکر و عمر عثمان علی سے
رسول اللہ کے یہ جانشین ہیں
نبی راضی ہیں انے یہ نبی سے (۳)

(۱) مہرمنیر ص ۴۳۱ مقام اشاعت گولڑہ شریف
(۲) مناقب خلفاء راشدین غلام دستگیر نامی ص ۸۸ مطبوعہ ملک دین محمد اینڈ سنز پبلشرز
لاہور سن اشاعت ۱۹۴۵
(۳) مناقب خلفاء راشدین غلام دستگیر نامی ص ۹۹ مطبوعہ ملک دین محمد اینڈ سنز پبلشرز
لاہور سن اشاعت ۱۹۴۵

(م)

پیر مراد لاہوری صاحب مراد العاشقین تصنیف ۱۲۰۵ھ:

خریدار	متاع	عشق	تحقیق
شد	اول	از ہمہ	بو بکر صدیق
وزاں	پس	حضرت	فاروق اعظم
بنقد	جاں	خرید	این گوہر غم
وزاں	پس	حضرت	عثمان بصد درد
متاع	عشق	راسود	اگری کرد
چہارم	شاہ	میدان	شجاعت
سرور	دختر	علم	و بلاغت (۱)

مولانا مظہر الحق صاحب مرحوم:

چار	یار	اندور	جہاں	معروف
چوں	محمد	بہ	لظم	چار حروف
چار	یار	اش	مدار	ہفت فلک
چو	بدر	گاہ	حق	چہار ملک
چار	یار	اند	چار	حد کمال
شرق	و	مغرب	و	جنوب و شمال
چار	یار	اند	با	محبت ہم
چوں	محبت	بہ	چار	حرف بہم

(۱) مناقب خلفاء راشدین غلام دستگیر نامی ص ۸۷ مطبوعہ ملک دین محمد اینڈ سنز پبلشرز لاہور سن اشاعت ۱۹۳۵

چار یار اند با عدالت و دار
چوں بہم خاک و آب و آتش و باد
چار یارا نواز سر آداب
خیمہ شرع را چہار طناب
نام مصحف کہ چار صرف نہند
انتظامش چہار یار دہند
صدق و عدل و حیا و علم نبی
بود در ہر چہار یار خفی
چو ز انگشت مصطفیٰ است بہ مشت
چار یار ش مثال چار انگشت^(۱)

خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ (م ۶۳۳ھ)

ابو بکر جان ما است عمر دیدگان ما است
ست تاج بر سر است عثمان زبان ما اعی
ابو بکر یار غار عمر میر درہ دار
عثمان شاہ سوار علی فاتح لشکر است
ابو بکر ہچو کعبہ عمر در طواف اوست
عثمان آب زمزم علی حج اکبر است^(۲)

(۱) مناقب خلفاء راشدین غلام دستگیر نامی ص ۸۳ مطبوعہ ملک دین محمد اینڈ سنز
پبلشرز لاہور سن اشاعت ۱۹۴۵

(۲) یاران مصطفیٰ مع وارثا خلافت راشدہ ص ۲۴۶ مطبوعہ نوریہ رضویہ پبلیکیشنز لاہور

(ن)

محمد نور علی صاحب نعیم کلکتہ:

چمن حمد میں خو شرنگ بہار آئی ہے
 باغبان نعت کے غنچے کا تما شائی ہے
 منقبت بن کے گھٹا چار طرف چھائی ہے
 چار آئینہ میں اک شکل نظر آئی ہے
 چار ہیں جلوہ نما چرخ نبوت کے چاند
 صدق کے عدل کے عظمت کے شجاعت کے چاند
 چار حرفوں سے ہوا نام محمد مکتوب
 چار مرسل ہوئے اللہ کے طالب مطلوب
 چار افلاک سے آئیں ہیں کتابیں مرغوب
 چار محبوب دو عالم کے تھے اے دل محبوب
 چار ہیں جلوہ نما چرخ نبوت کے چاند
 چار مقبول ہیں درگاہ الہی میں فلک
 چار ہیں عالم اسباب کے رخ زیر فلک
 چار کعبہ میں مصلے میں بہ خلاق سمک چار کی
 چار طرف کیوں نظر آئے نہ جھلک
 چار ہیں جلوہ نما چرخ نبوت کے چاند
 چار سنت کے طریقے ہیں تو ہیں چار امام
 چار مخلوق ہوئے خلق میں رکن اسلام
 چار ہیں کشف و کرامت کے ریاضت کے مقام
 چار کی بھتی ہے کونین میں نوبت ہر شام
 چار ہیں جلوہ نما چرخ نبوت کے چاند

چار سو چار نے پھیلائی ضیائے اسلام
 چار کی تیغ سے کافر ہوئے پورے رنگ تمام
 چار کے نام سے کافور ہوا کفر کا نام
 چار گلزار ہیں سر سبز صحابہ کے مدام
 چار ہیں جلوہ نما چرخ نبوت کے چاند
 چار سو صدق میں صدیق جو امرور ہے
 غار ہیں سید کونین کے ہم درد رہے
 سامنے آپ کی عظمت کے عدو گرد رہے
 رنگ کفار کے پھیکے رہے اور زرد رہے
 چار ہیں جلوہ نما چرخ نبوت کے چاند
 چار سو ثور میں سامان حفاظت کا کیا
 چار در پاک سے منہ بند کیا غاروں کا
 ایک باقی جو رہا اس پہ انگوٹھا رکھا
 نیش زن سانپ ہوا منہ سے نہ اف تک نکلا
 چار ہیں جلوہ نما چرخ نبوت کے چاند
 چار سو عدل ہے فاروق کا اے دل مشہور
 تھے یہی سرور کونین کے ثانی دستور
 آپ کے نام سے تھی کفر کی ظلمت کا فور
 جو ہر تیغ سے چمکا دیا اسلام کا نور
 چار ہیں جلوہ نما چرخ نبوت کے چاند
 ہاتھ میں حضرت فاروق نے جب لی تلوار
 دو ہوئے منکر دین ایک سے اور دو سے چار
 جنگ میں آپ کا نعرہ تھا قیامت آثار

قلعے فاروقؓ نے تسخیر کئے ساٹھ ہزار
چار ہیں جلوہ نما چرخ نبوت کے چاند
چار سو شور سخا حضرت عثمانؓ کا ہے
حلم مشہور جہاں جامع قرآن کا ہے
مدح گوئی کرے کیا حوصلہ انسان کا ہے
تیسرا رکن یہ اسلام میں ایمان کا ہے
چار ہیں جلوہ نما چرخ نبوت کے چاند
ابن عفان ہیں داماد رسول مدنی
بعد اللہ ونبی جو ہیں زمانہ میں غنی
مخزن حلم و حیا اور مروت کے دھنی
مصدر لطف و عطا مرجع شیریں سخنی
چار ہیں جلوہ نما چرخ نبوت کے چاند
شیر میدان شجاعت ہیں جناب حیدر
کردیا زیرو زبر پل میں جنہوں نے خیر
دیکھ کر آپ کی صورت کو فلک تھا ششدر
تھے جلال آپ خدا کا تو جمال سرور
چار ہیں جلوہ نما چرخ نبوت کے چاند
آپ اقلیم ولایت کے شہنشاہ ہوئے
صاحب دبدبہ و مرتبہ و جاہ ہوئے
ہر نفسی اور جلی راز سے آگاہ ہوئے
راہ دن پر انہیں لے آئے جو گمراہ ہوئے
چار ہیں جلوہ نما چرخ نبوت کے چاند
ہیں یہ چاروں غرض احمد کے گلستان کی بہار

اس گلستان سے نکالے ہیں انہوں نے خسو خار
انکے جلوہ سے مٹی ظلمت نام کفار
ہیں یہ چار افسر دیں بعد نبی بے تکرار
چار ہیں جلوہ نما چرخ نبوت کے چاند
چاند کو ایک اشارہ سے کیا جس نے ودنیم
اسکی عظمت کے تصدق میں مجھے بخش کریم
بخشے چاروں کی محبت مجھ کو رحمان و رحیم
چار کا ذکر رہے آٹھ پہر شغل نعیم
چار ہیں جلوہ نما چرخ نبوت کے چاند
صدق کے عدل کے عظمت کے شجاعت کے چاند^(۱)

مولانا نور اللہ صاحب فتح متوفی ۱۳۰۰ھ:

یاراں	نبی ﷺ	عناصر	دیں
غواص	محیط	عزو	تمکین
رضوان	خدا	چار	یاراں
ابو بکرؓ و	عمرؓ	علیؓ و	عثمانؓ ^(۲)

(۱) مناقب خلفاء راشدین غلام دستگیر نامی ص ۱ تا ۲۳، مطبوعہ ملک دین محمد اینڈ سنز
پبلشرز لاہور سن اشاعت ۱۹۴۵

(۲) مناقب خلفاء راشدین غلام دستگیر نامی ص ۸۴، مطبوعہ ملک دین محمد اینڈ سنز
پبلشرز لاہور سن اشاعت ۱۹۴۵

مولانا ناصر علی دہلوی:

آن بادہ کہ درے کدہ تحقیق است
 از ابن قفاؤ اش ابریق است
 آغاز وجود از گہر پاک نبی است
 تصدیق نخستیں زدل صدیق است
 ہر نخل کہ در حدیقہ خیر و شر است
 از فیض عدالت است اگر بار و راست
 ایں کا ہکشاں کہ دیدہ باشی ہر شب
 بردوش فلک زورہ عدل عمر است
 آن نور حیا کہ نام او عثمانؓ بود
 از باغ شہاد تش گل ایمان بود
 ہر قطرہ خون کہ ریخت از پیکر او
 عنوان آرائے آیہ قرآن بود
 اے منکر و لفقار راہت بخظا است
 بے جا است کہ ہرچہ می سرائی بیجا است
 فرمود نبی لہمک لہمکی علیؑ
 شق القمر از وجود ایشان پیدا است (۱)

(۱) مناقب خلفاء راشدین غلام دستگیر نامی ص ۸۵ مطبوعہ ملک دین محمد اینڈ سنز
 پبلشرز لاہور سن اشاعت ۱۹۳۵

حضرت نظامی گنجوی رحمۃ اللہ علیہ ۵۹۶ھ:

مہر	علی	گرچہ	محکم	ہیم
ز عشق	عمر	نیز	خالی	نیم
ہمیاروں	دریں	چشم	روشن	دماغ
ابو بکر	شمع	است	و عثمان	چراغ ^(۱)

(و)

وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ:

چارے ای یار رسول اللہ دے چار گوہر سب اک تھیں اک چیز ہندڑے نی
 ابو بکر تے عمر عثمان علی آپو اپنی گنیں سو ہندڑے نی
 جنہاں صدق یقین تحقیق کیتا راہ رب دے سیں وکندرے نی
 ذوق چھڈ کے جنہاں نہیں زہد کیتا واہ واہ وہ رب دے بندڑے نی
 جنہاں فرق انہاں وچ جاتا اوہ دھروں حضور دے گنڈے نی
 وارث شاہ مدد چار یار والی ربا بخش میرے فعل جو مندڑے نی^(۲)

(ھ)

مولنا ہلالی استر آبادی ناظم مثنوی شاہ وگدا:

چار	یار	تو	در	مقام	نیاز
بر	یکے	شاہ	چار	بالش	تاز

(1) مناقب خلفاء راشدین غلام دستگیر نامی ص ۷۰ مطبوعہ ملک دین محمد اینڈ سنز پبلشرز

لاہور سن اشاعت ۱۹۳۵

(2) کلام وارث شاہ ص ۷ مطبوعہ مشتاق بک کارنر لاہور

چار طاق طرب سرائے وجود
 چار باغ ہوائے گلشن جود
 من سگ باوقائے ایں ہر چار
 ہر دو چشم برائے ایشاں چار
 بندہ کترین تست ہلال
 بلبل باغ دین تست ہلال^(۱)

(ی)

حضرت محمد یحییٰ خوب اللہ الہ آبادی متوفی ۱۱۴۴ھ:

بے و لائے چار یار اے دل نہ گردد دیں درست
 کہنائے کعبہ بنگر کاں بود نا چار چار^(۲)

بر صغیر میں اہلسنت و جماعت کی مساجد و مدارس اور خانقاہوں کی بابرکت جبینیں اس قطعہ سے بھی نظر آتی ہے۔

بندۂ پرورد گارم امت احمد نبی
 دوستدار چہار یارم تابع اولاد علی
 مذہب حنفیہ دارم ملت حضرت خلیل
 خاکپائے غوث اعظم زیر سایہ ہر ولی

(۱) مناقب خلفاء راشدین غلام دستگیر نامی ص ۸۰ مطبوعہ ملک دین محمد اینڈ سنز پبلشرز لاہور سن اشاعت ۱۹۳۵
 (۲) مناقب خلفاء راشدین غلام دستگیر نامی ص ۸۳ مطبوعہ ملک دین محمد اینڈ سنز پبلشرز لاہور سن اشاعت ۱۹۳۵

(ایضاً)

چراغ ابو بکرؓ و مسجد عمرؓ و محراب عثمانؓ و منبر حیدرؓ

(ایضاً)

لا اله الا الله العزيز الجبار
 محمد رسول الله النبي المختار
 ابو بكر ن الصديق صاحبه في الغار
 عمر . الفاروق فاتح الامصار
 عثمان القتيل في الدار
 على سيف الله على الكفار
 فعلى مبغضهم لعنة العزيز الجبار
 وما واه النار وبئس القرار^(۱)

اشعار کا ترجمہ:

- (۱) اللہ عزیز اور جبار کے سوا کوئی معبود نہیں محمد رسول اللہ اختیار والے نبی ہیں۔
- (۲) ابو بکر صدیق یار غار مصطفیٰ ہیں عمر فاروق شہروں کو فتح کرنے والے ہیں۔
- (۳) عثمان کو ان کے گھر ہی شہید کر دیا گیا، علی تو کافروں پر اللہ کی تلوار ہیں۔
- (۴) ان کے ساتھ بغض رکھنے والوں پر اللہ عزیز و جبار کی لعنت ہو اور ان مبغضین کا ٹھکانہ دوزخ ہے جو بہت برا ٹھکانہ ہے۔

(۱) نور الابصار ص ۲۲ مطبوعہ دار المعارفہ بیروت

مذکورہ اشعار کے متعلق دلچسپ واقعہ:

امام محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ وہ اشعار ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ اسقف خانہ کعبہ کا طواف کرتے دیکھا اور اس سے پوچھا کہ تو دین اسلام کی طرف کیسے آیا اور بڑوں کے دین کو کس طرح چھوڑا؟ تو اس نے جواب دیا کہ میں نے اپنے آباؤ اجداد کے کا نعم البدل حاصل کر لیا ہے۔ میں نے پوچھا وہ کیسے؟ تو اس نے کہا میں سمندر میں کشتی سوار ہو کر جا رہا تھا کہ اچانک کشتی ٹوٹ گئی۔ کشتی کے سوار سمندر میں بکھر گئے۔ سمندر لہریں ہمیں ایک جزیرے میں لے گئیں جس میں بہت درخت تھے ہم ان کے پھل کھا کر گزارا کرتے رہے جب رات ہوئی تو میں خطرات سے بچنے کیلئے درخت کے اوپر چڑھ گیا اس کی ایک شاخ پر سوار ہو گیا آدھی رات ہوئی تو کیا دیکھتا ہوں کہ سمندر کے پانی کی ایک جانور مندرجہ بالا اشعار پڑھ کر اللہ تعالیٰ کی تسبیح کر رہا ہے اور طلوع فجر تک پڑھتا اس کے بعد اس نے مندرجہ ذیل کلمات پڑھے:

"لا اله الا الله الصادق الوعد الوعيد محمد رسول الله الهادي الرشيد، ابو بكر الموفق لتسديد، عمر بن الخطاب سور من حديد عثمان بن الفضل الشهيد علي بن ابي طالب ذي الباس الشديد فعلى مبغضهم لعنة الملك المجيد"

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ سچے وعدے، وعید والا ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہدایت والے ہادی ہیں۔ ابو بکر صدیق درستی کی توفیق دیئے گئے۔ عمر بن خطاب لوہے کی دیوار ہیں، عثمان مجسم فضیلت اور شہید ہیں۔ علی بن ابی طالب نبی اللہ بہت قوت والے ہیں اور ان سب سے بغض رکھنے والوں پر اللہ بزرگ و برتر کی لعنت ہو۔

امام شافعی فرماتے ہیں کہ اسقف کہتا ہے اس کے بعد میں جنگل میں گیا تو عجیب و غریب دیکھا، جس کی ٹانگیں اونٹ جیسی اور دم مچھلی جیسی تھی میں اس سے ڈر کر بھاگا تو اس

مجھے فصیح عربی زبان میں کہا ٹھہر جاؤ ورنہ مارے جاؤ گے۔ میں ٹھہر گیا اور اس جانور نے مجھ سے میرا دین پوچھا تو میں نے کہا میں عیسائی ہوں۔ اس نے کہا دین حنیف کی طرف لوٹ آؤ کیوں ہلاک ہوتے ہو؟ میں مسلمان جنوں کے گھروں میں بھی گیا ہوں ان میں سے بھی وہی نجات پائیگا جو مسلمان ہوگا۔ میں نے کہا، میں کیسے مسلمان ہو جاؤں؟ اس نے کہا پڑھو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ میں نے یہ پڑھ کر اسلام قبول کر لیا۔ پھر اس نے کہا ابو بکر، عمر، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم سے محبت کر کے اپنے دین کو کامل کرو۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تمہیں اس دین کی کس نے خبر دی ہے؟ اس نے کہا! ہماری ایک جماعت حضور ﷺ بارگاہ میں حاضر ہوئی اور آپ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو جنت فصیح زبان میں ندا کرتے ہوئے کہے گی اے اللہ! تو نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ تو میرے ارکان کو مضبوط کرے گا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میں نے تیرے ارکان ابو بکر، عمر، عثمان اور علی کے ساتھ مضبوط کر دیئے ہیں اور تجھے حسن و حسین کے ساتھ مزین کر دیا ہے۔ اس کے بعد اس جانور نے مجھ سے پوچھا کہ یہاں رہنا چاہتے ہو یا واپس گھر جانا چاہتے ہو؟ میں نے گھر جانے کی خواہش ظاہر کی۔ اس نے کہا! یہیں ٹھہر جاؤ ابھی سواری آتی ہے تھوڑی دیر بعد کشتی آئی جس میں بارہ افراد سوار تھے وہ بھی سارے کے سارے عیسائی تھے۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ یہاں کیسے آئے ہو میں نے ان کو سارا واقعہ سنایا تو وہ بھی کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے۔^(۱)

افسوس کا مقام یہ ہے کہ جانور تو حق چار یار کا مرتبہ و مقام جانتے ہیں لیکن یہ دوناتگلوں والے جانور حق چار یار کے مرتبہ سے نا آشنا ہیں۔

نام معلوم الاسم:

چار	رکن	حریم	ایمانند
در راہ	شرع	چار	ارکانند

(۱) نور الابصار ص ۲۲-۲۳ مطبوعہ دار المعارفہ بیروت

چار چوئے چمن رخصوانند
 مظہر چار قال قرآنند
 چراغ و مسجد و محراب و منبر
 ابو بکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و حیدرؓ^(۱)

ایضاً

جس کے بلبل ہیں ابو بکرؓ و عمرؓ ، عثمانؓ علیؓ
 رشک جنت ہے وہ بستان حبیب کبریا
 صدیق ہیں جان صداقت کی
 فاروق ہیں شان عدالت کی
 عثمانؓ ہیں کان مروت کی
 حیدرؓ کی ولایت کیا کہنا^(۲)

جو ان سے دل میں رکھے پیچ و تاب افعی ساں
 خدا کی مار ہو اس پر شتی ہو وہ فی النار
 الہی چاروں خلیفہ کا صدقہ اغفرلی
 طفیل سید عالم فنا عذاب النار^(۳)

(۱) مناقب خلفاء راشدین غلام دستگیر نامی ص ۸۴ مطبوعہ ملک دین محمد اینڈ

پبلشرز لاہور سن اشاعت ۱۹۴۵

(۲) یاران مصطفیٰ وارثان خلافت راشدہ ص ۳۶۸ مطبوعہ نوریہ رضویہ لاہور

(۳) یاران مصطفیٰ ماہ جمادی الاخریٰ ۱۴۲۶ھ

باب ششم

آیت تطہیر کی تفسیر

اور سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا

تذکرہ خیر

قدرت کا شاہکار ہیں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ
 اک در شاہ سوار ہیں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ
 شہرت ہے ان کے حسن تدبیر کی چار سو
 وہ در آب دار ہیں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ
 آقا نے سلطنت کی دعا ان کے حق میں کی
 وہ مرد باوقار ہیں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ
 مداح مرتضیٰ کو نوازا انعام سے
 ایسے وفا شعار ہیں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ
 سوچی حسن نے ان کو امامت یہ جان کر
 مقبول کردگار ہیں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ
 ہیں معتمد خاص حسن و حسین کے
 شیدائے چار یار ہیں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ
 جغرافیہ کفر بدل کر ہی رکھ دیا
 لائق افتخار ہیں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ
 کاتب ہیں بارگاہ رسالت میں وحی کے
 منشی نامدار ہیں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

”انما یرید اللہ لیذهب عنکم الرجس اهل البیت ویطہرکم تطہیراً“۔

اللہ تو یہی چاہتا ہے اے نبی ﷺ کے گھر والو کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرمادے اور تمہیں پاک کر کے خوب ستھرا کر دے۔ (1)

اے (پیغمبر ﷺ کے) گھر والو اللہ تعالیٰ سو اس کے نہیں چاہتا کہ وہ ناپاکی کو تم سے دور کر دے (رجس بمطلب گناہ، عذاب، ہر عیب) اور تمہیں پاک صاف کر دے۔ (2)

آیت تطہیر کے دو ترجمے نقل کرنے کی وجہ:

مجدد مائۃ حاضرہ مؤید ملت طاہرہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام الشاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ نے ”لیذهب عنکم الرجس“ کا ترجمہ کیا ہے کہ ”تم سے ہر ناپاکی دور فرمادے“ اور سید الاولیاء فاتح قادیانیت تاجدار گولڑہ پیر سید مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ”لیذهب عنکم الرجس“ کا ترجمہ کیا ہے ”کہ وہ ناپاکی کو تم سے دور کر دے“ یعنی اہل بیت کی مسلم شخصیات ہیں ان دونوں نے ایک ہی ترجمہ کیا ہے۔ لیکن بعض کج فہم ناقص العقول زہنیوں کی چراگاہوں میں چرنے والوں، ایران کا خمس کھانے والے گمراہ

(1) ترجمہ کنز الایمان شریف
(2) تصفیہ مابین سنی و شیعہ ص ۲۵ مطبوعہ گولڑہ شریف

لوگوں نے یہاں پر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ کا رد کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور کہا کہ دور کر دے نہیں دور رکھے یعنی دور کر دے ترجمہ درست نہیں ہے بلکہ درست یہی کہ دور رکھے۔ ترجمہ اپنا کرنا ایک الگ بات ہے لیکن وہ بزرگ شخصیات کہ جن کے نام کھاتے ہو، جنگی محبت کے دعوے کرتے ہو جنگی طرف اپنے آپکو منسوب کرتے ہو اور ترجمہ کا رد کرنا یہ کفران نعمت نہیں تو کیا ہے۔ یہ طریقہ اسلاف سے انحراف نہیں تو ہے۔ یہ حرام کھائے ہوئے کا اثر نہیں تو اور کیا ہے شرم تم کو مگر نہیں آتی کسی نے سچ کہا کہ جب دین جاتا ہے تو حماقت آ ہی جاتی ہے۔

اب اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اور اعلیٰ حضرت گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ کا رد کریں وہ لوگ جنگی ذاتی حیثیت ہی کیا ہے کہ منطق کے ابتدائی سبق نہ سمجھ پائیں، اصول فقہ سے نا آشنا ہو اور حدیث کا ضروری علم و ذوق بھی نہ رکھنے والے بد بخت اور دوسری طرف اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کہ ایک روایت کے مطابق چھپن علوم میں مہارت تامہ اور ایک روایت کے مطابق ۲۱۶ علوم میں مہارت تامہ (کما قال صاحب حسان الہند) اور ان میں علوم کے موجد خود اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ واہ کیا خوب مقابلہ ہے "کیا پدی اور کیا پدی کا شور بہ"

لہذا ان کی یہ حالت دیکھ کر انکی شان میں یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ بغض صحابہ اور ازو مطہرات کی کھائی میں ورود کرتے ہوئے جو کرتب دکھائے ہیں وہ ان کا ہی حصہ ہے اور ان باتیں ایسی نقل کیں ہے کہ جو من گھڑت داستانیں اور رافضیوں کی کتب مستعار زہریلے مواد کی پچکاریاں ہیں جنہیں کوئی بھی سلیم العقل اور صحیح العقیدہ انسان نہیں کر سکتا۔ واہ دور نگیوں کے پیشوا واہ۔ واہ سبائی واہ

خوب پردہ ہے کہ چلمن سے لگے بیٹھے ہیں
صاف چھپتے بھی نہیں، سامنے آتے بھی نہیں

آیت تطہیر کے متعلق اہل سنت کا موقف:

اہل سنت و جماعت کا موقف یہ ہے کہ یہ آیت مبارکہ تمام اہل بیت کو شامل ہے چاہے وہ ازواج مطہرات ہوں چاہے بیچ تن پاک ہوں یعنی سب کو شامل ہے سب اہل بیت ہیں اور سب کو شان تطہیر حاصل ہے امام ابو منصور ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ سے یہی منقول ہے۔⁽¹⁾

اور ترجمہ سے بھی واضح ہے بشرطیکہ کسی کو ترجمہ آتا ہو۔ اے نبی کے گھر والو اور گھر والے سب ہیں۔

امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں:

”واختلفت الاقوال فی اهل البيت، والاولی ان یقال ہم اولادہ وازواجه والحسن والحسین منهم وعلی رضی اللہ عنہ منهم لانہ کان من اهل بیتہ بسبب معاشرته ببنت النبی صلی اللہ علیہ وسلم وملازمته للنبی“⁽²⁾

اہل بیت کے متعلق مختلف اقوال ہیں۔ اور اولیٰ یہ ہے کہ کہا جائے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد اور آپکی صلی اللہ علیہ وسلم ازواج مطہرات، امام حسن امام حسین رضی اللہ عنہما بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اہل بیت ہیں۔ اور مولیٰ علی رضی اللہ عنہ رضی اللہ عنہ بھی ان میں شامل ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی کے واسطے سے اور کاشانہ اقدس میں مستقل رہنے کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اہل بیت سے ہیں۔

امام المفسرین کی تفسیر سے یہ بات واضح ہے کہ ازواج مطہرات اہل بیت میں داخل ہیں۔

(1) شان صحابہ ۱۶۰ محمود احمد رضوی مطبوعہ لاہور
(2) تفسیر کبیر جز ۲۵ ص ۲۰۹ مطبوعہ بیروت

امام جلال الدین محلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”اہل البیت ای نساء النبی صلی اللہ علیہ وسلم“ (1)

امام جلال الدین محلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قرآن کریم میں اہل بیت سے مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات ہیں۔

حضرت ارشاد حسین رام پوری رحمۃ اللہ علیہ جلالین کے حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ:

”اختلف فی المراد باہل البیت والصواب انہا یعمہن
وفاطمة وعلیا وابنیہما“ (2)

اہل بیت سے مراد کیا ہے اس میں اختلاف ہے اور درست قول یہ ہے
کہ اہل بیت کا لفظ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات اور سیدہ فاطمہ زہرا
رضی اللہ عنہا اور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور ان کے صاحبزادے حضرات
حسین کریمین رضی اللہ عنہم سب کو شامل ہے۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ:

”انما یرید اللہ لیذهب عنکم الرجس کلام مستأنف
یعم حکمہ نساء النبی صلی اللہ علیہ وسلم وغیر ہن من اولادہ صلی اللہ علیہ وسلم
ولقصد التعمیم اورد ضمیر المذکر وقد اورد اللہ
سبحانہ هذا الکلام فی مقام التعلیل لما سبق یعنی
انما یرید اللہ سبحانہ فیما امر کن بہ ونہا کن عنہ
لاذہاب الرجس یعنی عمل الشیطان من الاثم
والقبائح الشرعية والطبعیة الذی لیس فیہ مرضاة اللہ

(1) تفسیر جلالین ص ۳۵۴ مطبوعہ مکتبہ غوثیہ کراچی

(2) حاشیہ جلالین ص ۳۵۴ مطبوعہ مکتبہ غوثیہ کراچی

تعالی عنکن وعن غیر کن من اهل البیت اهل البیت
 بیت النبی ﷺ منصوب علی النداء او المدح قال
 عکرمة ومقاتل اراد باهل البیت نساء النبی ﷺ ورصى
 عنهن لانهن فی بیته وهو روایة سعید بن جبیر عن ابن
 عباس رضی اللہ عنہما وتلا قوله تعالی واذ کن ما یتلی فی بیوتکن
 من آیات اللہ والحکمة رواه ابن ابی حاتم وروی ابن جریر
 عن عکرمة رضی اللہ عنہ نحوه وهم استدلوا بسباق الایة
 وسباقها لکن القول بتخصیص الحکم بہن یا باہ ضمیر
 المذکرین وذهب ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ وجماعة من
 التابعین منهم مجاہد وقتادہ رضی اللہ عنہما وغیرہما الی انہم
 علی وفاطمة والحسن والحسین رضی اللہ عنہم لحديث عائشة
 رضی اللہ عنہا قالت خرج رسول اللہ ﷺ وعلیہ مرط مرحل من شعر
 اسود فجاء الحسن بن علی رضی اللہ عنہ فادخله معه ثم جاء
 الحسین بن علی رضی اللہ عنہ فدخل معه ثم جاءت فاطمة
 رضی اللہ عنہا فادخلها ثم جاء علی رضی اللہ عنہ فادخله ثم قال انما یرید
 اللہ لیذهب عنکم الرجس اهل البیت ویطہرکم
 تطہیرا۔ رواه مسلم وحديث سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ قال
 لما نزلت هذه الایة ندع ابنائنا وابناء کم ونساء نا
 ونساء کم وانفسنا وانفسکم دعا رسول اللہ ﷺ علیا
 وفاطمة وحسن وحسین رضی اللہ عنہم فقال اللهم هؤلاء اهل
 بیتی رواه مسلم وحديث واثلة بن الاسقع انه ﷺ تلا
 هذه الایة انما یرید اللہ لیذهب عنکم الرجس الایة
 وقال لعلی وفاطمة رضی اللہ عنہما وابنیہما اللهم هؤلاء اهل بیتی
 وخاصتی فاذهب عنہم الرجس وطہرہم تطہیرا
 واخرج الترمذی وغیره عن عمر بن ابی سلمة وابن
 جریر وغیره عن ام سلمة رضی اللہ عنہا ان النبی ﷺ دعا علی
 وفاطمة وحسن وحسین لما نزلت هذه الایة انما یرید
 اللہ لیذهب عنکم الرجس فحللہم بکساء فقال اللهم
 هؤلاء اهل بیتی فاذهب عنہم وطہرہم تطہیرا۔ وهذه

الاحادیث ونحوها لا تدل علی تخصیص الحكم بهؤلاء
 الاربعة رضی اللہ عنہم ویاباه ما قبل الایة وما بعدها ویاباه
 العرف واللغة لان الاصل فی استعمال اهل البيت
 لغة النساء واما الا ولاد وغيرهم فانها یطلق علیهم
 تبعالان لهم بیوتا متغائرة غالباً وقد قال الله تعالى
 حکایة عن قول الملائكة لسارة امرأة ابراهیم علیہ السلام
 اتعجبین من امر الله رحمت الله وبرکاته علیکم اهل
 البيت والحق ما ذکرنا ان الایة یعم جمیع اهل البيت
 وان کان سوق الکلام للنساء عن ام سلمة رضی اللہ عنہا قالت
 فی بیتی انزلت انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس
 اهل البيت قالت فارسل رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم الی فاطمة
 وعلی والحسن والحسین فقال هؤلاء اهل بیتی فقلت
 یارسول الله اما انا من اهل البيت قال بلی ان شاء الله
 رواه البغوی وغیره هذا الحدیث یدل علی ان اهل
 البيت یعم کلهم وكلمة ان شاء الله للتبرک" (1)

یہ جملہ متانفہ ہے۔ اس کا حکم حضور بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج
 مطہرات اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد میں سے دیگر افراد کو بھی شامل
 ہے۔ اسی تعمیم کے ارادہ کے لئے ہی عنکم میں ضمیر مذکر ذکر کی گئی
 ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ کلام سابقہ کلام کی علت بیان کرنے کے لئے ذکر
 فرمائی ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے تمہیں او امر و نواہی کی پابندی کرنے کا
 حکم اس لئے ارشاد فرمایا ہے تاکہ وہ تم سے پلیدی یعنی شیطانی عمل کو
 دور فرمادے مثلاً گناہ اور ایسی قباحتیں اور برائیاں جو شرعاً یا طبعاً ایسی
 ہوں جن میں اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی نہ ہو انہیں تم سے اور
 تمہارے علاوہ دیگر اہل بیت سے دور کر دے۔ ترکیب کلام میں اہل

(1) تفسیر مظہری ج ۴، ص ۳۳۹، ۳۴۰ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کونہ

البيت محل نداء یا مدح میں ہونے کے سبب منصوب ہے اہل بیت سے مراد حضور نبی کریم ﷺ کے افراد خانہ ہیں، عکرمہ اور مقاتل نے کہا ہے کہ اہل بیت سے مراد حضور نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات ہیں کیونکہ وہی آپ ﷺ کے گھر میں تھیں یہی روایت سعید بن جبیر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کی ہے۔ اور آپ نے یہ آیت کریمہ بھی تلاوت فرمائی "واذ کن ما یتلی فی بیوتکن من آیات اللہ والحکمة"۔ اسے ابن ابی حاتم نے روایت کیا ہے اور ابن جریر نے عکرمہ سے بھی اسی طرح نقل کیا ہے اور انہوں نے آیت کے سیاق و سباق سے استدلال کیا ہے۔ لیکن کم ضمیر مذکر صرف ازواج مطہرات کے ساتھ حکم کی تخصیص کے مانع ہے (لہذا یہ حکم مردوں کو بھی شامل ہے اور ان کی تغلیب کا اظہار کرنے کے لئے ضمیر مذکر ذکر کی گئی ہے) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ اور تابعین کی ایک جماعت جس میں مجاہد، قتادہ اور دیگر تابعین شامل ہیں نے کہا ہے کہ اہل بیت حضرت علی، فاطمہ، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم ہیں کیونکہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لے گئے اس حال میں کہ آپ ﷺ سیاہ بالوں سے بنا ہوا کبیل اوڑھے ہوئے تھے جس پر کجاوے کی تصویریں تھیں۔ اتنے میں حسن بن علی رضی اللہ عنہما آئے تو آپ ﷺ نے انہیں اپنی چادر کے نیچے لے لیا۔ پھر حسین بن علی رضی اللہ عنہما حاضر ہوئے تو پھر آپ نے انہیں بھی اپنے ساتھ لے لیا۔ پھر حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا حاضر خدمت ہوئیں تو آپ ﷺ نے انہیں بھی اپنی چادر میں لے لیا پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے انہیں بھی چادر میں داخل کر لیا۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: "انما یرید اللہ لیذهب عنکم الرجس اهل البيت ویطہرکم تطہیرا"۔

اسے مسلم نے روایت کیا ہے اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: ”ندع ابناءنا و ابناکم و نساءنا و نساءکم و انفسنا و انفسکم“ تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ۔ حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا اور حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما کو بلایا اور رب کریم کی بارگاہ میں التجاء کی اے اللہ یہ میرے اہل بیت ہیں۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی انما یرید اللہ لیذهب عنکم الرجس الا لایۃ اور پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہما اور ان کے دونوں صاحبزادوں کے بارے میں فرمایا اے اللہ یہ میرے اہل بیت ہیں اور میرے خاص افراد ہیں پس تو ان سے پلیدی کو دور فرما اور ان کو پوری طرح پاک صاف کر دے ترمذی وغیرہ نے حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ سے اور ابن جریر وغیرہ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے یہ نقل کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہما اور حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کو بلایا۔ جبکہ یہ آیت نازل ہوئی: ”انما یرید اللہ لیذهب عنکم الرجس“۔ پھر انہیں اپنی چادر مبارک کے نیچے لے کر رب کریم کی بارگاہ میں التجاء کی یہ میرے اہل بیت ہیں ان سے پلیدی دور فرما دے اور انہیں مکمل طور پر پاک صاف کر دے۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کی خوبصورت تحقیق:

آپ فرماتے ہیں کہ مذکورہ بالا اور ان جیسی دیگر احادیث اس پر دلالت نہیں کرتیں آیت کریمہ کا یہ حکم صرف ان چار نفوس رضی اللہ عنہم کے ساتھ خاص ہے۔ اور آیت کریمہ

قبل اور مابعد بھی اس تخصیص کے مانع ہے۔ اور عرف و لغت بھی اس کی تائید نہیں کرتی۔ کیونکہ لغوی طور پر بھی اہل بیت کا اصل اطلاق عورتوں پر ہے اور بچوں اور دیگر افراد خانہ پر اس کا اطلاق تبعاً ہوتا ہے۔ کیونکہ اکثر اور اغلب طور پر بیویوں کے لئے گھر عیسیدہ عیسیدہ بنائے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کے اس قول کو بطور حکایت بیان فرمایا ہے جو انہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زوجہ محترمہ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کو پکارتے ہوئے کہا تھا "اتعجبین من امر اللہ رحمت اللہ وبرکتہ علیکم اهل البيت" (کیا تمہیں اللہ تعالیٰ کے حکم پر تعجب ہو رہا ہے تم پر اللہ تعالیٰ کی رحمت اور برکت ہو اے گھر والو) صحیح مفہوم وہی ہے جو ہم نے بیان کیا ہے کہ آیت کریمہ کا حکم تمام اہل بیت کو شامل ہے، اگرچہ کلام ازواج مطہرات کے لئے ذکر کی گئی ہے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آیت طیبہ "انما يريد الله ليدهب عنكم الرجس اهل البيت" میرے گھر میں نازل ہوئی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا، حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کو بلا بھیجا اور فرمایا یہ میرے اہل بیت ہیں۔ تو پھر میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا میں آپ کے اہل بیت میں سے نہیں ہوں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیوں نہیں ان شاء اللہ اسے علامہ بغوی وغیرہ نے روایت کیا ہے یہ حدیث اس پر دلالت کرتی ہے کہ اہل بیت کا لفظ تمام گھر والوں کو شامل ہے۔ اور ان شاء اللہ کا کلمہ محض تبرک کے لئے ہے۔

روافض سے میں پوچھ سکتا ہوں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں صراحتاً حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو اہل بیت میں شامل کیا گیا ہے تو پھر تمہارا ان کو اہل بیت سے نکالنے پر اتنا زور کیوں ہے۔

ازواج مطہرات کا اہل بیت سے ہونا بارگاہ مصطفیٰ ﷺ سے منظور شدہ ہے۔

مقبول بارگاہ مصطفیٰ ﷺ میر سید عبدالواحد بلگرامی فرماتے ہیں:

”واختلف الاقوال فی اهل البيت والاولی ان یقال هم اولاده وازواجه والحسن والحسین منهم وعلی رضی اللہ عنہم“ (1)

اہل بیت کے متعلق مختلف اقوال ہیں اور اولیٰ یہ ہے کہ کہا جائے آپ ﷺ کی اولاد آپ ﷺ کی ازواج مطہرات اور حسنین کریمین اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم آپ کی اہل بیت ہیں۔

قاطع رافضیت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ:

مسئلہ ۱۸: اہل بیت میں کون کون ہیں؟

الجواب: حضرت بتول زہرا کی اولاد امجد اہل بیت ہیں، پھر علی و عقیل و جعفر و عباس رضی اللہ عنہم کی اولاد اہل بیت ہیں۔ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن اہل بیت ہیں۔ ”والله تعالیٰ اعلم“ (2)

آیت تطہیر کی تفسیر سید الاولیاء پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی:

پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آیت تطہیر میں اہل بیت کے الفاظ کے متعلق مختلف اقوال نقل فرمائے ہیں:

اور ان میں جس قول کو جمہور کا قول قرار دیا ہے وہ یہ ہے کہ ”جمہور کا

قول ہے کہ لفظ اہل بیت فریقین یعنی امہات المؤمنین اور آل عبا

میں شامل ہے۔ (1)

(1) سبع سنابل ص ۳۰ مطبوعہ مکتبہ قادریہ لاہور

(2) عرفان شریعت ص ۱۲ مطبوعہ پروگریسو بکس لاہور

آپ ﷺ نے اسی صفحہ پر آگے ایک اور قول نقل کیا ہے جس کو اولیٰ قرار دیا ہے ملاحظہ ہو۔ آپ فرماتے ہیں کہ پانچواں قول جس کو خطیب شربنی نے بقاعی سے نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ قول اولیٰ ہے وہ یہ ہے کہ اہل بیت سے مراد سب تعلق دار ازواج و اولاد نبی ﷺ اور وہ خدام ہیں جن کو آپ حضرت ﷺ سے ممتازانہ لزوم و تعلق تھا جیسا کہ حدیث شریف میں سلمان فارسی کی نسبت وارد ہے کہ سلمان منا اهل البيت سلمان ہم سے یعنی اہل بیت سے ہے۔ (2)

پیر صاحب کی تفسیر بڑی واضح ہے اور قرآن و حدیث کے عین مطابق ہے کیونکہ اگر ازواج اہل بیت نہیں تو اور کون ہو گا؟

آیت تطہیر کی تفسیر مفسر شہیر مفتی احمد یار خان نعیمی رحمہ اللہ کی زبانی:

آپ ﷺ فرماتے ہیں۔ چونکہ لفظ اہل بیت مذکور ہے اس لئے یہاں ضمیر مذکور لائی گی اگرچہ اس میں خطاب ازواج سے ہے جیسے موسیٰ علیہ السلام نے اپنی بیوی سے فرمایا "قال لاهله ا مکثوا" (قصص، ۲۹) اور فرمایا "لعلکم تصطلون" (قصص، ۲۹) اور جیسے فرشتوں نے حضرت سارا سے کہا "رحمت اللہ وبرکاتہ علیکم اهل البيت" (ہود، ۷۳) اور رب نے فرمایا "قالت لہم رسلہم" (ابراہیم، ۱۱) اور فرمایا "وقال نسوة" (یوسف، ۳۰) غرضیکہ ضمیر میں مقصود کالفاظ نہیں ہوتا بلکہ لفظوں کالفاظ ہوتا ہے لہذا حضرت فاطمہ اور ساری ازواج اس ضمیر میں داخل ہیں۔ اور حق یہ ہے کہ حضور ﷺ کی ازواج و اولاد سب اہل بیت میں اولاد کا اہل بیت ہونا حدیث کساء سے معلوم ہوتا کہ فرمایا "اللہم ہؤلاء اہل بیتی" اور ازواج پاک خصوصاً حضرت عائشہ

(1) تصفیہ مابین سنی و شیعہ ص ۵۲ مطبوعہ گولڑہ شریف
(2) تصفیہ مابین سنی و شیعہ ص ۵۲ مطبوعہ گولڑہ شریف

نبی ﷺ کا اہل بیت ہونا اس آیت سے معلوم ہوتا ہے: ”واذغدوت من اہلک تبوء المؤمنین“

(آل عمران، ۱۲۱) کیونکہ بنی کریم ﷺ حضرت صدیقہ کے گھر سے احد کی طرف تشریف لے گئے تھے جنہیں رب نے اہلک فرمایا۔^(۱)

مفسر شہیر مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر قرآن کریم سے واضح ہوا کہ اہل سنت موقوف یہ ہے کہ اہل بیت میں ازواج مطہرات پنج تن پاک سب شامل ہیں آپ نے قواعد کے مطابق تفسیر فرمائی اور یہ نہیں کہ قواعد میں ڈنڈی ماری اور حدیث سے انحراف کر دے بلکہ قرآن و حدیث اور قواعد عربیہ کے مطابق ثابت کیا کہ اہل بیت میں ازواج مطہرات بھی شامل ہیں۔

آیت تطہیر کی تفسیر شارح بخاری علامہ سید محمود احمد رضوی رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی:

”انما یرید اللہ لیذهب عنکم الرجس اہل البیت
ویطہرکم تطہیرا“۔

علما کی ایک جماعت نے تصریح کی ہے کہ اس آیت میں اہل بیت سے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات مراد ہیں۔ کیونکہ اس آیت کے اول اور بعد ازواج مطہرات کا ذکر ہے چنانچہ اس آیت سے پہلے آیات ”یا ایہا النبی قل لازواجک“ سے لے کر ”وقلن قولاً معروفاً“ تک اور اس کے بعد کی آیت ”واذکرن ما یتلی فی بیوتکم من آیات اللہ والحکمة“ ازواج مطہرات سے ہی متعلق ہیں۔

(۱) تفسیر نور العرفان مفتی احمد یار خان نعیمی زیر آیت ”انما یرید اللہ لیذهب عنکم الرجس اہل البیت“ مطبوعہ نعیمی کتب خانہ کجرات

یہ المفسرین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت عکرمہ کا بیان ہے کہ آیت تطہیر سے مراد تصور کی ازواج مطہرات ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن عباس جبر امت اور مفسر قرآن ہیں۔ تصور کے چچا زاد بھائی ہیں۔ حضور نے آپ کو سینہ سے لگا کر دعا دی ہے۔ ”اللہم علمہ لکتاب، اللہم علمہ الحکمة۔ اللہم فقہہ فی الدین“۔ الہی ان کو قرآن سکھا (الہی انہیں حکمت اور دین کی سمجھ عطا فرما)۔

ایک شبہ یہ پیدا ہوتا ہے کہ ”یطہرکم“ جمع مذکر کی ضمیر ہے جو مردوں کے لیے استعمال ہوتی ہے۔ اس لیے ازواج مطہرات کا مراد لینا درست نہیں ہے، لیکن جواب یہ ہے کہ اگر قرآن مجید ہی سے یہ ثابت ہو جائے کہ جمع مذکر کی ضمیر عورتوں کے لیے آئی درست ہے، تو پھر گنجائش انکار کہاں۔ سورہ قصص پارہ ۲۰ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ میں ہے: ”قال لاهله امکتوا“۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی بیوی سے فرمایا۔ تم یہیں ٹھہر جاؤ مجھے آگ دکھائی دی ہے۔ اس آیت میں ”امکتوا“ سیغہ جمع مذکر ہے جو کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بیوی کے لئے استعمال ہوا ہے۔ اسی طرح سورہ یوسف میں ”انک کنت من الخاطئین“ میں ”خاطئین“ جمع مذکر ہے جو زلیخا بنت منشا کے لئے استعمال ہوا ہے۔

سورہ ہود میں فرشتوں نے حضرت سارہ سے کہا۔ ”رحمة الله وبركاته عليكم“ مایم میں ضمیر جمع متکلم کی ہے۔ جس سے واضح ہوا۔ قرآن مجید میں جمع مذکر کی ضمیر عورتوں کے لئے بھی استعمال ہوتی ہے تو اسی طرح تطہیر میں جمع مذکر کی ضمیر حضور کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے لیے آئی ہے۔ (فافہم)

قرآن مجید میں بھی اہل البیت سے بیوی کا مراد ہونا واضح ہے۔ جب عزیز مصر کی بیوی نے جناب یوسف علیہ السلام کو برائی کی طرف بلایا۔ تو آپ دروازے کی طرف بھاگے اس نے آپ کا پیچھا کیا اور آپ کا کرتہ پیچھے سے پکڑ کر کھینچا کہ عزیز مصر دروازے کے پاس مل گیا۔

زینخانے اپنی برأت ظاہر کرنے کے لیے حیلہ تراشا اور عزیز مصر سے کہا:

”قالت ما جزاء من اراد باهلك سوءاً“ کیا سزا ہے اس کی جس نے تیری گھر و
سے بدی چاہی اس آیت میں اہل سے مراد بہر حال بیوی ہی ہے، جب فرشتے حضرت
ابراہیم خلیل عليه السلام کو بیٹے کی بشارت سنانے کے لیے آئے، تو ان کی بیوی نے کہا یہ کیسے
سکتا ہے؟ جب کہ میری عمر نوے سے متجاوز ہو چکی ہے اور میرے شوہر بھی بوڑھے ہیں
عمر ایک سو بیس سال ہو گئی ہے:

”قالوا تعجبين من امر الله ورحمة الله وبركاته عليكم
اهل البيت“

فرشتے بولے کیا اللہ کے کام کا اچھا کرتی ہو۔ بیشک اللہ کی رحمت اور
اس کی برکتیں تم پر اس گھر والو پر۔

اس آیت سے بھی واضح ہوا کہ یہاں اہل بیت میں داخل ہیں۔ لہذا اہل بیت سے ازواج
خارج قرار دینا کسی طرح بھی درست نہیں ہے۔ اسی نوع کے دیگر دلائل سے واضح ہوتا
کہ آیت تطہیر کے لفظ اہل بیت سے اولاً بالذات تو حضور سید عالم صلى الله عليه وسلم کی ازواج مطہرات
ہی مراد ہیں۔ یہ ہی وجہ ہے کہ جن نفوس قدسیہ کا لفظ اہل بیت میں شامل نہ ہونے کا شبہ
سکتا تھا۔ حضور عليه السلام نے انہیں اہل بیت میں شامل فرما کر اس شبہ کا قلع قمع فرما دیا
چنانچہ مسلم شریف میں حضرت سعد بن وقاص رضي الله عنه سے روایت ہے کہ جب آیت نذ
ابنائنا و ابناؤکم نازل ہوئی تو رسول صلى الله عليه وسلم نے جناب علی سیدہ فاطمہ و حسن و حسین
رضي الله عنهم کو بلایا اور فرمایا: ”فقال اللهم هؤلاء اهل بيتي“۔ اہی یہ میرے اہل بیت
ہیں۔ (مشکوٰۃ)

اور حضرت ابو سعید خدری مجاہد اور قتادہ کا قول یہ ہے کہ اہل بیت سے حضرت علیؑ - فاطمہ حسن و حسین رضی اللہ عنہم مراد ہیں۔

بہر حال حق یہ ہے اہل بیت میں ازواج مطہرات بھی داخل ہیں اور جناب علی المرتضیٰ شیر خدا اور سیدہ عقیقہ طیبہ طاہرہ فاطمہ اور شہزادہ کونین امام حسن و حسین رضی اللہ عنہم بھی۔ اور قرآن و حدیث سے بھی یہ ہی نتیجہ نکلتا ہے اور یہ ہی امام ابو منصور ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی منقول ہے۔

آیت تطہیر سے اہل بیت کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ اور اہل بیت نبوت کو نصیحت فرمائی گئی ہے کہ وہ گناہوں سے بچیں اور تقویٰ و پرہیزگاری کے پابند رہیں۔⁽¹⁾

شارح بخاری کی تصریحات کے مطابق یہ بات معلوم ہو جاتی ہے کہ اہل سنت کا موقف یہی ہے کہ ازواج مطہرات لازمی طور پر اہل بیت میں داخل ہیں۔ انکو اہل بیت سے خارج کرنا درست نہیں اور جمہور کا بھی یہی مذہب ہے۔ اور خاص کر ماتریدی کیلئے کہ ابو منصور ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ سے یہی منقول ہے۔

صاحب بیضاوی کا قول فیصل:

”وتخصیص الشيعة اهل البيت بفاطمة وعلي وابنيهما رضي الله عنهما لماروي انه رضي الله عنه خرج ذات غدوة وعليه مرط مرجل من شعرا سود فجلس فأتت فاطمة فادخلها فيه ثم جاء علي فادخله فيه ثم جاء الحسن والحسين فادخلهما فيه ثم قال انما يريد الله ليذهب عنكم الرجس اهل البيت والاحتجاج بذلك علي

(1) شان صحابہ، علامہ سید محمود احمد رضوی ص ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰ مطبوعہ مکتبہ رضوان دربار، روڈ لاہور

عصمتهم وكون اجماعهم حجة ضعيف لان
التخصيص بهم لا يناسب ما قبل الاية وما بعدها
والحديث يقتضى انهم اهل البيت لا انه ليس
غيرهم“ (1)

اور اہل تشیع کا اہل بیت کو سیدہ فاطمہ الزہراء اور علی المر تفضی اور ان کے
صاحبزادوں حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہم کے ساتھ حضور ﷺ کی
اس حدیث کی وجہ سے کہ ایک دن آپ ﷺ صبح کے وقت باہر
تشریف لے گئے اس حال میں کہ آپ ﷺ سیاہ بالوں سے بنا ہوا
کبل اوڑھے ہوئے تھے جس پر کجاوے کی تصویریں تھیں آپ ﷺ
بیٹھے پس حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا تشریف لائیں آپ ﷺ نے ان کو اس
چادر میں داخل فرمایا پھر حضرت علی المر تفضی تشریف لائے تو آپ
نے ان کو بھی چادر میں داخل فرمایا پھر حسنین کریمین رضی اللہ عنہم تشریف
لائے پس ان دونوں کو بھی داخل فرمایا اور پھر آپ نے یہ آیت
کریمہ پڑھی ”انما یرید اللہ لیذهب عنکم الرجس“ اہل
البتیت اور اہل تشیع کا دلیل پکڑنا اس آیت مقدسہ سے اور متفق ہونا
اس پر یہ ضعیف دلیل ہے کیونکہ اہل بیت کو ان ہی کے ساتھ خاص
کرنا مناسب نہیں ہے ماقبل اور مابعد آیات کو مد نظر رکھتے ہوئے اور
حدیث مبارکہ اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ بیشک یہ حضرات اہل بیت
ہیں نہ کہ اس چیز کا تقاضا کرتی ہے کہ ان کے غیر اہل بیت نہیں ہیں۔

علامہ اسماعیل حقی رحمہ اللہ نے روح البیان اور قاضی ابوالسعود محمد بن محمد العماری نے بھی اس
آیت کی تفسیر میں یہی تقریر کی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

(1) حاشیہ محیی الدین شیخ زادہ علی تفسیر البیضاوی ص ۶۳ ج ۴ مطبوعہ بیروت

قاضی بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ نے بڑے واضح الفاظ میں فرمادیا کہ اہل بیت کو اہل کساء کے ساتھ ہی خاص کرنا یہ اہل تشیع کا طریقہ ہے۔ (جیسا کہ آج کل بھی اہل تشیع اسی طریقہ پر عمل پیرا ہیں) اور حق سچ پسندیدہ راجح اور جمہور کا قول یہی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن اہل بیت میں شامل ہیں۔

بلکہ صاحب علم حضرات اس بات سے بخوبی آگاہ ہیں کہ ہر متقی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آل میں شمار کیا ہے ازواج مطہرات سے بڑھ کر کون متقی ہو سکتا ہے کہ جن کے بارے میں خود اللہ تعالیٰ آیات قرآنیہ نازل فرما کر انکے تقویٰ اور پرہیزگاری کی گواہی دے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ”یا نساء النبی لستن کا حد من النساء“۔

ہر متقی حضور کی آل ہے:

اس عنوان کی ضمن میں حدیث نقل کرنے سے قبل میں اس بات کا اظہار بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ بعض ناعاقبت اندیش اور منکرین حدیث نے جس طرح ”انا مدینۃ العلم و ابو بکر اساسہا و عمر حیطانہا و عثمان سقفا و علی بابہا“ کا انکار کیا ہے اسی طرح اس حدیث کا بھی انکار کیا ہے اور وجہ وہی ہے کہ جب بازاری عورتوں کی طرح حرام کا پیسہ بیٹ میں جائے تو منہ سے ایسی باتیں ہی نکلا کرتی ہے۔ کیوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کو ماننا بھی علامات اہلسنت میں سے ہے جیسا کہ مقدمہ میں گزر گیا ہے لہذا احادیث کا یوں بڑے حمطراق سے انکار کرنا رافضیوں کی گود میں جا کر بیٹھتا ہے۔

حدیث مصطفیٰ کریم ﷺ :

”حدثنا أبو هرمرز نافع بن هرمرز، قال : سمعت أنساً رضي الله عنه يقول قيل يا نبي الله من آل محمد قال : كل تقى“ (1)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ پوچھا گیا اے اللہ کے نبی ﷺ آل محمد ﷺ کون ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا (کل تقی) ”ہر متقی شخص (آل محمد ہے)۔“

حدیث مذکور سے بالکل واضح ہے کہ ہر متقی حضور ﷺ کی آل میں داخل ہے اور اس حدیث کو نقل کرنے والا کوئی عام شخص نہیں:

بلکہ اپنے زمانے کے بہت بڑے صوفی، امام، متقی اور صاحب ورع ہونے کے ساتھ ساتھ بہت بڑے خطیب بھی تھے۔ آپ کے وعظ کی تاثیر سے سخت سے سخت دل بھی نرم ہو جاتے۔ امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ان کا وعظ اگر پتھر سے ٹکرائے تو وہ نرم ہو جائے اور اگر ان کی مجلس میں شیطان کو باندھ دیا جائے تو وہ تائب ہو جائے۔ اس کے علاوہ آپ مفسر، محدث، مصنف، ادیب، شاعر اور فن سپاہ گیری اور خوش نویسی کے اوصاف سے بھی متصف تھے۔ (2)

(1) طبرانی صغیر ص ۱۱۵ ج ۱، طبرانی اوسط ص ۲۹۵ ج ۲، حدیث نمبر ۳۳۳۲۔ الرسالة القشیریہ ص ۱۳۲ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔ مطلع القمرین ص ۲۰ مطبوعہ کھاریاں، مرآة العاشقین ص ۳۲ مطبوعہ تصوف فاؤنڈیشن لاہور، سنن الکبریٰ للبیہقی رقم ۲۹۸۶، نبراس ص ۱۰ مطبوعہ لاہور، مجمع الزوائد ج ۱ ص ۳۷۵ رقم ۱۷۹۳۶، المقاصد الحسنہ ص ۲۳ رقم ۳ مرکز اہل سنت برکات رضا انڈیا، شرح شرح نخبۃ الفکر ص ۱۳۵ قدیمی کتب خانہ کراچی۔
(2) رسالہ قشیریہ مترجم مفتی محمد صدیق بزاروی ص ۳۹ مطبوعہ مکتبہ اعلیٰ حضرت لاہور

اور آپ کے ہم عصر اولیاء میں حضرت سید علی ہجویری المعروف حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ جیسی عظیم علمی اور روحانی ہستیوں کا نام آتا ہے بلکہ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب ”کشف المحجوب“ میں آپ کا ذکر بڑی عقیدت کے ساتھ کیا ہے، آپ فرماتے ہیں: میں نے امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا تصوف میں آپ کی ابتداء کس طرح ہوئی؟ انھوں نے فرمایا: ایک مرتبہ مجھے ایک پتھر کی ضرورت تھی، میں تلاش میں نکلا تو جس پتھر کو اٹھا تا وہ گوہر بن جاتا تو میں اس کو پھینک دیتا۔ حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ جیسی عظیم ہستی کا ان کا یہ واقعہ اپنی کتاب میں بیان فرمادینا ہی ان کی عظمت کے اظہار کے لئے کافی ہے۔⁽¹⁾

علاوہ ازیں اس کو امام اہل سنت قاطع رافضیت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مطلع القمرین میں نقل کیا اور قبلہ عالم پیر سید مہر علی شاہ صاحب کے مرشد گرامی خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے مرآة العاشقین میں نقل فرمایا، اور رد کرنے والے کی حیثیت یہ کہ فتاویٰ رضویہ کی اردو عبارت کا ایک صفحہ بھی نہیں سمجھ سکتا اور صرف کیسٹوں سے تقریریں رٹ کر بیان کر کے پیسے کمانے کا ذریعہ بنا رکھا ہے۔

بتا اور افضی! تیری ان بزرگوں کے سامنے حیثیت ہی کیا ہے؟

ال ابو بکر ال رسول ہے:

امام دارقطنی اپنی کتاب فضائل الصحابة و مناقبہم میں یہ روایت نقل کی ہے۔

امام جعفر اپنے والد امام باقر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

” قال کان ال ابی بکر رضی اللہ عنہ یدعون علی عہد رسول

اللہ ﷺ ال محمد ﷺ اسنادہ حسن۔⁽²⁾

(1) رسالہ قشیریہ مترجم مفتی محمد صدیق ہزاروی ص ۳۹ مطبوعہ مکتبہ اعلیٰ حضرت لاہور

(2) فضائل الصحابة و مناقبہم ص ۹۱

یعنی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خاندان والوں کو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ال رسول کہہ کر پکارا جاتا تھا اور اس کی سند حسن

ہے۔

حضور ﷺ نے عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کے گھر والوں پر چادر ڈال کر اہل
بیت میں شمار کیا:

حضرت ابو ریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ
سے فرمایا اے ابوالفضل کل تم اور تمہارے بیٹے اپنے مکان سے نہ جائیں یہاں تک کہ میں
تمہارے پاس آؤں کیونکہ مجھے تم سے ایک کام ہے انہوں نے آپ کا انتظار کیا یہاں تک کہ
آپ ﷺ چاشت کے بعد تشریف لائے آپ ﷺ نے فرمایا السلام علیکم انہوں
نے جواب دیا وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ آپ ﷺ نے فرمایا تم نے کیوں
نکر صبح کی (کس حال میں صبح کی) اور انہوں نے عرض کی محمد ﷺ الحمد للہ ہم نے
بخیریت صبح کی پس آپ نے ان سے فرمایا نزدیک ہو جاؤ وہ ایک دوسرے کے نزدیک ہو گئے
یہاں تک کہ وہ آپ کے متصل ہو گئے تو آپ نے اپنی چادر مبارک سے ان کو ڈھانپ لیا اور
یوں دعا فرمائی اے میرے پروردگار یہ میرا چچا اور میرے باپ کا بھائی اور یہ میرے اہل
بیت ہیں تو ان کو دوزخ کی آگ سے یوں چھپالینا جیسا کہ میں نے انکو اپنی چادر میں چھپالیا ہے
اس پر گھر کی چوکھٹ اور دیواروں نے تین بار آمین کہی اس حدیث کو بزار و طبرانی ابو نعیم
و بیہقی نے روایت کیا ہے۔ (1)

حدیث مذکور میں حضور ﷺ نے صراحتاً انکو اہل بیت میں شمار کیا اور اللھم کہہ کر فرمایا کہ
یہ میرے اہل بیت ہیں۔ بلاغت کے قوانین کو بدل کر بیان کر کے عوام اہل سنت کو دھوکے

(1) سیرت رسول عربی ص ۳۳۷ بحوالہ خصائص کبریٰ مواہب الدنیہ

دینے والے ہوش کے ناخن لیں۔ کیونکہ اب اللہم یہاں آگیا تو مسند الیہ وانی بحث کر کے کیا صرف انکو داخل کرو گے اور ان میں حصر کر کے دوسروں کو نکال دو گے۔ خدا کا خوف کرو۔ قوانین کا جھوٹا سہارا لینے والو کیا تم نے یہ قانون نہیں پڑھا کہ قرآن و حدیث پہلے ہیں اور عربی قوانین بعد میں تو اگر تمہارے بیان کردہ قاعدہ کو صحیح مان بھی لیا جائے تو حدیث رسول کے مطابق اہل بیت ہونا ان پانچ میں بند نہیں ہے لہذا قسمت کی بات ہے ہمیں حدیث رسول کی روشنی میں اہل سنت کا مذہب مبارک اور تمہیں قوانین کی روشنی میں روافض کا مذہب مبارک کیونکہ فن کا امام تو ز محشری معتزلی بھی تھا۔

عوام اہل سنت: آپ کے لئے فیصلہ کرنا آسان ہو گا کہ اب ہم اپنے بزرگوں کی مانیں یا گمراہوں کے پلندوں کی مانیں کیونکہ یہ لوگ تو پیسے لیکر اپنا مذہب بیچنے والے ہیں۔ اور بعید نہیں کہ کل آپکا سودا بھی کر دیں لہذا بہتری اسی میں ہے کہ اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کا دامن مضبوطی سے تھاما جائے اور احمد رضی اللہ عنہ کی رضا حاصل کی جائے جو دنیا میں بھی کامیابی و کامرانی کا سبب اور آخرت میں بھی سرخروئی کا ذریعہ ہے۔

آج لے انکی پناہ آج مدد مانگ ان سے
کل نہ مانیں گے قیامت کو گر مان گیا

اور اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین و ملت امام الشاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی نے واضح الفاظ میں اہل سنت کو سمجھا دیا کہ سنیوں مذہب و دین کی سودا بازی نہ کرنا کیونکہ عزت مال و دولت میں نہیں ہے بلکہ نعلین مصطفیٰ ﷺ کو سر کا تاج بنانے میں ہے۔

جو سر پہ رکھنے کو مل جائے نعل پاک حضور ﷺ
تو پھر کہیں گے کہ ہاں تاجدار ہم بھی ہیں

لہذا سنیو جاگتے رہنا اور رافضیوں کے جال میں پھنس کر عقیدے کی تجارت شروع نہ کر دینا۔

شان تطہیر:

روپڑی صاحب نے بڑی ہی ہی کر کے پہلے تو یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ ازواج مطہرات اہل بیت میں داخل نہیں وہ تو آرام آگیا ہو گا کہ قرآن و حدیث اور اہل سنت کی معتبر شخصیات کی تصریحات سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی کہ حضور ﷺ کی ازواج مطہرات اہل بیت میں داخل ہیں۔ پھر بڑا زور لگا کر ہی ہی کر کے (یہ آواز پتہ نہیں زیاد زور کیوں پکڑ رہی تھی) یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی کہ شان تطہیر صرف ان تک محدود ہے اس میں کسی دوسرے کو شامل نہیں کیا گیا۔ نہ صرف یہ کہ یہاں بات ختم ہو جاتی بلکہ رخصت کے وہ وہ کرتب دکھائے جو مداری بھی دکھانے سے قاصر ہیں اور یہاں تک کہ ڈالا کہ۔

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی گستاخی:

فضیلت عطا فرمانا اور ہے اور تطہیر عطا فرمانا اور ہے فضیلت کسی گناہ گار کو بھی دی جاسکتی ہے جیسا صحابی ہے گناہ گار ہو کر بھی باقی ساری امت سے افضل ہے افضل تو ہے لیکن تطہیر تو نہیں ہے۔ (1)

جواب آل غزل:

سب سے پہلے تو ساتھی صاحب (ہزارے والا معنی) سے میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ شان تطہیر کو جو آپ پانچ تن تک محدود کر رہے ہیں کیا تطہیر عطا کرنے کی ڈیوٹی اس وقت آپ کی تھی کہ آپ نے ان پانچ کو عطا کر دی اور باقی کسی کو عطا نہیں کی کیونکہ ویسے آپ لگتے بڑے پرانے سب کے جانشین ہیں لیکن اتنی تو عمر نہیں کہ شان تطہیر عطا کرنے پر تم مامور ہو رہے

(1) نعرہ حیدری ص 9 قادریہ جیلانیہ پبلیکیشنز

اپنی پچھڑیاں اپنے پاس رکھو ہمیں اس تحقیق کی ضرورت نہیں ہے جائے جہنم میں ایسی تحقیق بھی اور ایسی تحقیق کرنے والے بھی۔ کیونکہ شانِ تطہیر عطا کرنے والا رب ذوالجلال اسی کی مرضی جسکو چاہے عطا کرے تم کون ہوتے ہو تطہیر کو پانچ میں منحصر کرنے والے ہی ہی کرنے والے۔

شانِ تطہیر ازواجِ مطہرات کو حاصل ہے:

حضراتِ گرامی آیتِ تطہیر نازل ہوئی ہے اہل بیت کے بارے میں کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

"انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اهل البیت
ویطہرکم تطہیراً"

اللہ تو ہی چاہتا ہے کہ اے بنی کے گھر والو کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرما
دے اور تمہیں پاک کر کے خوب ستھرا کر دے۔⁽¹⁾

شانِ تطہیر حاصل ہے اہل بیت کو اور یہ بات گزر چکی کہ اہل بیت میں ازواجِ مطہرات شامل ہیں لہذا ثابت ہوا کہ ازواجِ مطہرات کو بھی شانِ تطہیر حاصل ہے۔ جب قرآن کا فیصلہ ہے کہ شانِ تطہیر ازواجِ مطہرات کو بھی حاصل ہے تو کسی کی کیا جرأت کہ شانِ تطہیر کو پانچ تن پاک تک ہی محدود کرے بلکہ اہل سنت و جماعت ازواجِ مطہرات پنج تن پاک اور جملہ اہلبیت کیلئے شانِ تطہیر تسلیم کرتے ہیں۔ جیسا کہ ہمارے اکابر نے فرمایا ہے۔

(1) ترجمہ کنز الایمان

شان تطہیر از سید الاولیاء پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ:

معلوم ہوا کہ تطہیر بدین معنی یعنی تنزیل احکام و ہدایات قرآنیہ سب اہل ایمان کو شامل ہے۔ صرف امہات المؤمنین و آل عبا علیہم السلام کے ساتھ مخصوص نہیں۔ لہذا ہر دو فریقین یعنی سنی و شیعہ کا اس پر زور لگانا کہ آیۃ تطہیر میں لفظ اہل بیت سے مراد بقرنیہ سیاق و سباق آیت ازواج مطہرات ہی ہیں یا آل عبا ہی ہیں صحیح نہیں اور نہ ہی اس آیت کا مفاد جداگانہ اور ممتاز نہ تطہیر خاص ازواج مطہرات یا آل کساء یا ہر دو کے لئے ہے۔⁽¹⁾

ازواج مطہرات کے لئے شان تطہیر نام سے ہی واضح ہے:

اگر کسی کا دماغ ہو (خمار کی طرح نہ ہو) تو وہ عرف میں ازواج مطہرات کا جو نام لیا جاتا ہے اس سے ہی اندازہ لگا سکتا ہے کہ مطہرات جو کہا جاتا ہے تو اسی لئے کہا جاتا ہے کہ ان شان تطہیر حاصل ہے۔

شان تطہیر صحابہ کرام کو بھی حاصل ہے:

”اذ یغشیکم النعاس امنۃ منہ وینزل علیکم من السماء ماء لیطہرکم بہ ویذهب عنکم رجز الشیطن ولیربط علی قلوبکم ویثبت بہ الاقدام“⁽²⁾
 جب اس نے تمہیں اونگھ سے گھیر دیا تو اسکی طرف سے چین (تسکین) تھی اور آسمان سے تم پر پانی اتارا کہ تمہیں اس سے ستھرا کر دے اور شیطان کی ناپاکی تم سے دور فرمادے اور تمہارے دلوں کو ڈھارس بندھائے اور اس سے تمہارے قدم جمادے۔⁽³⁾

(1) تصفیہ ما بین سنی و شیعہ ص ۵۵ مقام اشاعت گولڑہ شریف

(2) سورۃ الانفال آیت نمبر ۱۱

(3) ترجمہ کنز الایمان

نص قرآنی کا انکار:

آیت مذکور میں صراحتاً صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شانِ تطہیر کا بیان ہے:

"ليطهرکم به ویذهب عنکم رجز الشیطان"
تمہیں اس سے ستھرا کر دے اور شیطان کی ناپاک تم سے دور فرما دے۔

موصوف یہاں پر گستاخی صحابہ میں اتنا آگے نکل گئے کہ نص قرآنی کا بھی انکار کر بیٹھے۔ استغفر اللہ۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں ان کے چیلوں چانٹوں ان کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے والوں سے تمام اہل سنت کو محفوظ فرمائے۔ (امین)

ہاں البتہ اتنی بات ضرور کہوں گا کہ قرآن سے حق چاریار کی دلیل وہ مانگے جو قرآن کو ماننے والا ہو جو قرآن کی نص صریح کا منکر ہو وہ ہم سے حق چاریار کی دلیل کس منہ سے مانگتا ہے ہاں لوگو پہچانوان بھیڑیوں کو اور بے نقاب کرو اور انکی سبائیات کو سر عام واضح کرو تا کہ اپنے انجام کو پہنچیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان میں گستاخی:

حضرات گرامی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے تطہیر کی نفی کرنا یہ صحابہ کرام کی گستاخی نہیں تو اور کیا ہے اور یہ کیسی دورنگی ہے کہ پہلے یہی لوگ کہتے ہیں کہ ہم صحابہ کرام کو تحفظ مہیا کرتے ہیں تو کیا یہی تحفظ مہیا کرنا ہے کہ قرآن کی نصوص صریحہ جو صحابہ کی شانِ تطہیر میں نازل ہوئی ہیں ان کا انکار کر دیا جائے۔ اور یہ کہا جائے کہ صحابہ کو شانِ تطہیر حاصل نہیں ہے۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی گستاخی:

روافض نے بات یہاں تک ہی ختم نہ کی بلکہ رفاض کی دلدل میں بہت گہرائی تک چلے گئے اور یہاں تک کہہ دیا کہ ”فضیلت تو کسی گناہ گار کو بھی دی جاسکتی ہے جیسا صحابی ہے گناہ گار ہو کر بھی ساری امت سے افضل ہے لیکن تطہیر تو نہیں ہے۔“ (1) (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ)

عوام اہل سنت آپ توجہ فرمائیں اس عبارت پر کہ ”جیسا صحابی ہے گناہ گار ہو کر بھی باقی ساری امت سے افضل ہے“ تو بات بالکل واضح ہو جائے گی کہ باقی ساری امت سے افضل تو جناب سیدنا ابو بکر صدیق کی ذات مبارک ہے تو آپ کو گناہ گار کہنا یہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی گستاخی نہیں تو اور کیا ہے؟

تنبیہ: اہل سنت و جماعت معصوم صرف انبیاء کو مانتے ہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو گناہوں سے معصوم نہیں مانتے لیکن کسی گمراہ رافضی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ صحابہ کرام کو بالخصوص افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو گناہ گار کہتا پھرے اور اپنے گریبان میں جھانکے تک بھی نہیں۔

مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خطا اجتہادی صحبت کی برکت سے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے صواب سے بہتر ہے۔ (2)

(1) نعرہ جیدری ص ۹ قادریہ جیلانیہ پبلیکیشنز

(2) مکتوبات جلد نمبر ۱ ص ۲۲۹ مکتوب نمبر ۱۲۰

اہل سنت و جماعت کے نزدیک جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خطا اجتہادی سیدنا اویس قرنی خیر التابعین اور عمر ثانی عمر بن عبدالعزیز کے صواب سے بھی بہتر ہے جب ان کے صواب سے بہتر ہے تو انکو گناہ گار نہیں کہہ سکتے جب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خطا اجتہادی کے باوجود انکو گناہ گار نہیں کہہ سکتے تو سیدنا صدیق اکبر تو وہ ہیں جن کے بارے میں آقا ﷺ فرمائیں میں نے سب کے احسان کا بدلہ جھکا دیا ہے لیکن ابو بکر رضی اللہ عنہ کے احسان کا بدلہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ہی عطا کرے گا۔ اور آپ فرماتے ہیں کہ اگر ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ایمان کو میری امت کے ایمان کے ساتھ تولا جائے تو ابو بکر کا ایمان بھاری ہو گا اور فرمائیں کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ میرا غار میں یار ہے اور مزار میں بھی یار ہے اور حوض کوثر پر بھی یار ہو گا اور وہ ابو بکر رضی اللہ عنہ جنگی صحابیت کا منکر کافر ہے روافض کے چیلے کس منہ سے آپ کو گناہ گار کہتے ہیں۔ بہر حال عوام اس بات سے اندازہ لگا سکتی ہے کہ گستاخ صحابہ کون ہے؟

فرمان مصطفیٰ ﷺ:

حب ابی بکر وشکرہ واجب علی امتی یعنی ابو بکر کی محبت اور اس کا شکر یہ میرے امت پر واجب ہے۔⁽¹⁾

فرمان مصطفیٰ کریم ﷺ تو یہ ہے کہ ابو بکر کی محبت اور شکر میری امت پر واجب ہے۔ رافضی کہیں کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ گناہ گار ہیں۔ کیا یہی محبت اور شکر کی ادائیگی کا طریقہ ہے؟

ارشاد باری تعالیٰ:

”وکرہ الیکم الکفر والفسوق والعصیان اولئک ہم الراشدون“
اور کفر حکم عدولی اور نافرمانی تمہیں ناگوار کر دی ایسے ہی لوگ راہ پر ہیں۔

(1) الصواعق المحرقة ص ۴۷ مطبوعہ کتب خانہ مجیدیہ ملتان

قرآن کریم کے اعلان کو غور سے دیکھئے اور ارشاد خداوندی پر یقین کر لیجئے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کفر، فسق اور گناہ سے قطعی طور پر محفوظ ہیں، فسق اور گناہ سے محفوظ ہونے سے مراد یہ ہے کہ یا تو اللہ تعالیٰ کمال کرم سے ان کو خود حفاظت فرماتا ہے اور ان سے گناہ ہونے نہیں دیتا، یا اگر ان سے گناہ سرزد ہو جائے تو اس پر قائم نہیں رہنے دیتا اور وہ فوراً تائب ہو جاتے ہیں اور جب وہ تائب ہو جاتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ ان کے گناہوں کو نیکیوں میں بدل دیتا ہے، گویا انہوں نے گناہ نہیں بلکہ نیکیاں ہی کی ہیں۔

اس نص قرآنی کے باوجود کوئی صحابہ کے گناہ گار ہونے کی رٹ لگائے تو وہ نص کا منکر نہیں تو اور کیا ہے؟

اللہ تعالیٰ ابو بکر صدیق سے خطا کا واقع ہونا نہیں چاہتا:

”ان الله عزوجل يكره في السماء ان يخطا ابو بكر
الصديق في الارض“^(۱)

یعنی اللہ تعالیٰ آسمانوں میں یہ ناپسند کرتا ہے کہ ابو بکر صدیق
رضی اللہ عنہ زمین میں کوئی خطا کریں۔

واہ کیا عظمت اور شان ہے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی کہ رب تعالیٰ بھی ان سے خطا کے سرزد ہو جانے کو نہیں چاہتا اور مت ماری گئی ہے رخص نوازوں کی جو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو گناہ گار کہتے ہیں۔

(۱) الصواعق المحرقة ص ۱، مطبوعہ کتب خانہ مجیدیہ ملتان۔۔۔ مجمع الزوائد جلد ۱ ص ۸۸
کنز العمال جلد ۱۱ ص ۲۵۰۔۔۔ تاریخ الخلفاء ص ۳۹ مطبوعہ کتب خانہ رشیدیہ پشاور۔ عمدۃ التحقیق
ص ۹۶ دارالکتب العلمیہ بیروت، المعجم الاوسط ج ۲ ص ۱۹۳ مطبوعہ بیروت

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ امت مصطفوی میں سب سے زیادہ پاکیزہ و طاہر:

”مصطفیٰ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا:

ما ولد فی الاسلام مولود ازکی ولا اطہر ولا افضل من

ابی بکر و عمر۔“ (1)

اسلام میں کوئی شخص ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے پاکیزہ

طاہر اور افضل پیدا نہیں ہوا۔ (امت کی بات ہے)

روافض ملعون نہ ہوں تو اور کیا ہوں کہ جن کی پاکیزگی تاجدار کائنات صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ بیان کریں جسکو طاہر و پاک حسنین کے نانا کہیں اور جس ہستی کو افضل مصطفیٰ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کہیں اور سبائی ان کے گناہ گار ہونے کی رٹ لگائیں تو عوام یہ جان لے کہ یہ ایمان کے ڈاکو ہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے گستاخ اور فرامین مصطفیٰ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے منکر ہیں۔ لہذا جس کا جی چاہے تو ان کے ساتھ بیٹھ کر تعلق قائم کر کے جہنم میں داخل ہو جائے اور جس کا جی چاہے تو اعلیٰ حضرت علیہ السلام کی فکر پر چل کر دنیاوی و اخروی سرخروئی حاصل کر لے۔

رب تعالیٰ ابو بکر رضی اللہ عنہ کی رضا کا تذکرہ کس خوب انداز سے فرماتا ہے:

رب تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

”ولسوف یرضی“

اور بے شک قریب ہے کہ وہ راضی ہو گا۔ (2)

یعنی عنقریب رب تعالیٰ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے راضی ہو جائے گا یہ مطلب نہیں کہ آج ناراض ہے بلکہ دنیا والوں پر اپنی رضا ظاہر فرمادے گا دیکھ لو آج صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اپنے محبوب کے دامن میں جگہ دی کل قیامت میں ان کا حشر حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ہی کے ساتھ ہو گا پھر

(1) کنز العمال جلد ۱۱ ص ۵۵۸ مطبوعہ بیروت، دیلمی، ابن عساکر، تاریخ دمشق ج ۲ ص ۱۶۵

رقم الحدیث ۱۰۰۲ دار احیاء التراث العربی بیروت

(2) ترجمہ کنز الایمان

جنت میں حضور کا قرب یا یہ مطلب ہے کہ عنقریب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ رب تعالیٰ سے راضی ہو جائیں گے اللہ تعالیٰ انہیں اتنا دے گا کہ وہ خوش ہو جائیں گے یہ مطلب نہیں کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آج رب سے راضی نہیں سبحان اللہ اپنے حبیب کے لیے فرمایا "ولسوف يعطيك ربك فترضى" اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کیلئے فرمایا "ولسوف يرضى" طرز کلام دونوں مقبولوں کیلئے یکساں ہے۔ (1)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ رب کی رضا چاہتے یارب تعالیٰ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی رضا چاہتا ہے تو جس کی رضا رب چاہے اس کا مقام و مرتبہ اہل سنت و جماعت ہی جان سکتے ہیں روافض کیا جانیں کہ مرتبہ و مقام صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کیا ہے۔

برادران اسلام: ضمناً سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بات نکل آئی ہے کہ آپ کی خطا اجتہاد ہے اور یہ خطا اجتہادی اویس قرنی اور عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہما کے صوب سے بہتر ہے تو میں اس بات کا اظہار بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ بعض ناعاقبت اندیش اور بدترین خلاق کہتے ہیں کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بڑے دور کا صحابی ہے اور امیر معاویہ کی شان بیان کرنا پاگلوں کا کام ہے اور آپ رضی اللہ عنہ کی خطا اجتہادی پر بھی ڈنڈی مار کر عقیدہ اہلسنت سے انحراف کر کے ہوئے اپنے خیال پر ضلال میں یہ سمجھتے ہیں کہ ہم اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے ہیں لیکر میں اذا فاتک الحیاء فافعل ماشئت کے مصداق ایسے بے لگام خماروں کو بتا رہا چاہتا ہوں کہ کسی صحابی کو دور کا صحابی کہنا یہ صحابہ کی گستاخی ہے اور خصوصاً خال المؤمنین خلیفہ راشد سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق ایسی فرعونیت و نمرودیت کا اظہار کرنا یہ بد بختی کی علامت ہے۔

ہاں اور افضی: سیدنا امیر معاویہ بڑے قریب کے صحابی ہیں۔

(1) نور العرفان محدث شہیر مفتی احمد یار خان نعیمی مطبوعہ نعیمی کتب خانہ گجرات

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی نسبی قربت:

مفسر شہیر مفتی اہل سنت مفتی احمد یار خان نعیمی یوں ار قام فرماتے ہیں کہ آپ کا نام معاویہ کنیت ابو عبد الرحمن ہے آپ والد کی طرف سے بھی پانچویں پشت میں اور والدہ کی طرف سے بھی پانچویں پشت میں حضور انور ﷺ سے مل جاتے ہیں والد کی طرف سے سلسلہ نسب یہ ہے کہ معاویہ ابن ابوسفیان ابن حرب ابن امیہ ابن عبد الشمس ابن عبد مناف اور والدہ کی طرف سے سلسلہ نسب یہ ہے۔ معاویہ ابن ہند بنت عقبہ ابن ربیعہ ابن عبد الشمس ابن عبد مناف۔ یہ عبد مناف بنی کریم ﷺ کے چوتھے دادا ہیں کیونکہ حضور محمد رسول ﷺ ابن عبد اللہ ابن عبد المطلب ابن ہاشم ابن عبد مناف ہیں۔⁽¹⁾

امیر معاویہ عبد مناف میں حضور سے مل جاتے ہیں:

لہذا امیر معاویہ نسبی لحاظ سے حضور کے قریبی اہل قرابت میں سے ہیں۔⁽²⁾

امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ:

فرماتے ہیں کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ باعتبار نسب کے آنحضرت ﷺ سے بہ نسبت اوروں کے زیادہ قریب تھے کیونکہ وہ آنحضرت ﷺ کے ساتھ عبد مناف میں جا کے ملتے ہیں۔⁽³⁾

(1) امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ص ۳۵ مکتبہ اسلامیہ لاہور

(2) امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر ایک نظر ۳۸،۳۷ مطبوعہ فیصل آباد

(3) تطہیر الجنان عربی ص ۱۲ مطبوعہ دارالکتب بیروت

مفسر قرآن مولانا محمد نبی بخش حلوانی رحمۃ اللہ علیہ:

رقم طراز ہیں کہ اگر ہم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے شجرہ نسب پر نظر ڈالیں تو معلوم ہو گا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کے بھائی تھے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت حسن سے بیس سال اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے اکیس سال بڑے ہیں فتح مکہ کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا سارا خاندان مشرف باسلام ہو چکا تھا اب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو کھل کر اپنی آغوش رحمت میں لے لیا اور آپ کی خصوصی تربیت کی۔⁽¹⁾

عبارات مذکورہ سے ثابت ہوا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بڑے قریب کے صحابی ہیں لہذا جو انکو دور کا صحابی کہے وہ گستاخ صحابہ ہے اور کذاب ہے۔

فرمان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم امیر معاویہ مجھ سے ہے اور میں امیر معاویہ سے:

رسول اقدس سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ارشاد فرمایا:

”انت منی و انا منک تتزاحمنی علی باب الجنة
کہاتین و اشارہ باصبعیہ الوسطی والتی یلیہا“۔⁽²⁾

اے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں پھر دست اقدس کی دو انگلیوں درمیانی اور ساتھ والی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا جنت میں داخل ہوتے وقت جنت کے دروازے پر میں تجھ سے اور تو

(1) النار الحامیہ ص ۱۱۰ مطبوعہ مکتبہ نبویہ لاہور

(2) سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ لمحدث اعظم پاکستان ص ۵، ۶ مطبوعہ مکتبہ قادریہ فیصل آباد بحوالہ السیرۃ الحلبیہ ج ۲ ص ۲۱۹

مجھ سے اس طرح ملے ہوں گے جس طرح یہ دونوں انگلیاں ملی ہوئی ہیں۔

ہاں اور افضی: جس کو آقا کریم ﷺ فرمائیں کہ تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے تو وہ بڑے قریب کا صحابی ہوتا ہے۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مصطفیٰ کریم ﷺ کے ہم زلف:

سیدنا معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کے ہم زلف ہیں ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بہن قریبہ الصغری سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں۔ (1)

ہاں اور افضی: جو حضور کے ہم زلف ہوں وہ بڑے قریب کے صحابی ہوتے ہیں۔
امیر معاویہ رضی اللہ عنہ خال المؤمنین:

سیدنا امیر معاویہ کی ہمشیرہ محترمہ ام المؤمنین سیدہ ام حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہ سرکار دو عالم ﷺ کے عقد میں تھیں۔ (2)

لہذا اس رشتے سے آپ تمام مومنوں کے ماموں بنتے ہیں اس لئے آپکو خال المؤمنین کہا جاتا ہے۔

ہاں اور افضی: جو صحابی مومنوں کے ماموں ہوں وہ بڑے قریب کے صحابی ہوتے ہیں نہ کہ دور کے۔

(1) المعجز ص ۲۰۲ تحت اسلاف رسول ا

(2) طبقات ابن سعد ج ۸ ص ۸۸ تحت رملہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا، الاکمال فی اسماء الرجال ص ۹۹ مطبوعہ مکتبہ عثمانیہ کوئٹہ

کاتب وحی تھے:

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ یوں ار قام فرماتے ہیں کہ:

”معاویہ بن ابی سفیان الخلیفۃ صحابی اسلم قبل
الفتح وکتب الوحی“ (1)

حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ خلیفہ صحابی ہیں فتح مکہ سے قبل
مشرف باسلام ہوئے اور آپ کاتب وحی تھے۔

محقق ابن محقق شارح صحیح بخاری سید محمود احمد رضوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی آپ کو کاتب و
لکھا مفسر شہیر مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی آپ کو کاتب وحی لکھا۔ اور متعدد
اہل سنت نے اس بات کی تصریح فرمائی۔

ہاں اور افضی: جن سے حضور وحی کی کتابت کروائیں وہ بڑے قریب کے صحابی ہو
ہیں۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مشیر رسول صلی اللہ علیہ وسلم:

حضور بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کام میں مشورہ کیلئے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عمر فاروق
رضی اللہ عنہ کو طلب فرمایا مگر دونوں حضرات کوئی مشورہ نہ دے سکے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ار
فرمایا:

”ادعوه معاویہ احضروه امر کم فانہ قوی امین“ (1)

(1) تقریب التہذیب ج ۲ ص ۵۹۲ ترجمہ معاویہ ابن ابی سفیان رضی اللہ عنہ

معاویہ رضی اللہ عنہ کو بلاؤ اور معاملے کو ان کے سامنے رکھو کیونکہ وہ قوی ہیں اور امین ہیں۔
ہاں اور افضی: جسے حضور خود مشورے کیلئے طلب فرمائیں اور کہیں کہ یہ قوی اور امین
ہے وہ بڑے قریب کا صحابی ہوتا ہے۔

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت راشدہ:

غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”وأما خلافة معاوية بن أبي سفيان رضي الله عنه فتأبته
صحيحة بعد موت علي رضي الله عنه بعد خلع الحسن بن
علي رضي الله عنه“ (2)

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے وصال اور امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کے صلح
کرنے کے بعد حضرت معاویہ بن سفیان رضی اللہ عنہما کی خلافت ثابت اور صحیح
ہے۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان:

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ خلافت راشدہ کس کس کی ہے تو آپ نے
ارشاد فرمایا ابو بکر صدیق عمر فاروق عثمان غنی علی المرتضیٰ امام حسن مجتبیٰ سیدنا امیر معاویہ
اور عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہم کی خلافت راشدہ ہے اور پھر سیدنا امام مہدی رضی اللہ عنہ کی
خلافت راشدہ ہوگی۔ (3)

ہاں اور افضی: جس کی خلافت راشدہ ہو وہ بڑے قریب کا صحابی ہوتا ہے۔

(1) مجمع الزوائد ج ۲ ص ۳۸۶، طبرانی، حافظ ذہبی فی تاریخ الاسلام
(2) غنیة الطالبین ج ۱ ص ۱۶۱ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت
(3) ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ سوم ص ۲۸۸ مطبوعہ احمد رضا بریلوی قطب خانہ کراچی

شان امیر معاویہ بیان کرنا سنیوں کا کام ہے:

اور رافضی تو کہتا ہے کہ فلاں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان بیان کرتا ہے تو وہ پاگل ہے امیر معاویہ کی شان تو خود رب ذوالجلال نے بیان فرمائی ہے کیونکہ یہ تم بھی مانتے ہو کہ آپ شرف صحابیت حاصل ہے لہذا قرآن کریم میں رب ذوالجلال نے جہاں بھی صحابہ کی شان بیان فرمائی ہے وہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بھی شان بیان ہوئی اور امیر معاویہ کی شان خود تاجدار کائنات نے بیان فرمائی ہے۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بیان فرمائی ہے۔ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمائی ہے عبد اللہ ابن عباس نے بیان فرمائی ہے اور دیگر متعدد صحابہ و تابعین نے بیان فرمائی ہے۔

بول اور رافضی یہاں تیرا کیا فتویٰ ہے۔

المختصر یہ کہ تمام آئمہ و اسلاف اہل سنت و جماعت نے بیان فرمائی ہے اور میرے اہلسنت مجدد و ماء حاضرہ مؤید ملت طاہرہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت نے تو آپ کی شان اور تم جیسے کتوں سے دفاع کرتے ہوئے چار کتابیں تصنیف فرمائی ہیں:

- (۱) الاحادیث الراویة لمدح امیر معاویہ
- (۲) عرش الاعزاز لاول ملوک الاسلام
- (۳) ذب الالهواء الواہیہ فی باب الامیر معاویہ
- (۴) البشری العاجلة من تحف آجلہ۔

حیات اعلیٰ حضرت میں ایک قول یہ بھی ہے کہ آپ نے سیدنا امیر معاویہ کے متعلق چھ کتابیں تصنیف فرمائیں۔ واللہ اعلم بالصواب

اور علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے تطہیر الجنان کے نام سے، امام عبدالعزیز پرہاروی رحمۃ اللہ علیہ نے، محدث اعظم پاکستان، مفتی احمد یار خان نعیمی، مولانا محمد علی نقشبندی، مولانا نبی بخش حلوانی، مولانا غلام محمود ہزاروی، الحاج ابو داؤد صادق صاحب رضوی، محسن اہل سنت مفتی عبدالرزاق بٹھراوی، حجت الاسلام علامہ پیر سید محمد عرفان شاہ صاحب مشہدی موسوی اور استاذ العلماء فضل الدین نقشبندی شیخ الحدیث والتفسیر پیر سائیں غلام رسول قاسمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور بیسیوں قائدین اہل سنت نے اس اہم موضوع پر کتب تصنیف فرمائیں۔

بتا اور افضی: یہ سارے علماء اہل سنت پاگل ہیں؟

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں کوئی صحیح حدیث نہیں ہے کا جواب:

رافضیوں کا مشہور اعتراض:

امام نسائی اور اسحاق بن راہویہ نے کہا ہے کہ:

"لم یصح فی فضائل معاویہ شئی"

یعنی معاویہ بن سفیان رضی اللہ عنہ کے فضائل کی روایات میں سے کوئی

روایت صحیح نہیں ہے؟

الجواب: اولاً تو قول مذکور نہ تو قرآن کی آیت ہے نہ حدیث رسول ہے نہ کسی صحابی کا فرمان ہے نہ کسی تابعی کا قول ہے اور نہ ہی جمہور علماء امت اس قول پر متفق ہیں۔ یہ بعض بزرگوں کا قول ہے اور محققین اس بات سے بخوبی آگاہ ہیں کہ بزرگوں کا قول اگر قرآن و حدیث سے ٹکرا رہا ہو تو وہ قابل حجت و قابل تسلیم نہیں ہوتا بلکہ ایسے اقوال کو بزرگوں کے تسامح پر محمول کیا جاتا ہے۔ لہذا اگر اس قول سے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی تنقیص شان مراد ہے۔ تو یہ قرآن و حدیث کے صریح مخالف ہے کیوں کہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا صحابی ہونا محقق و مسلم ہے۔ جب صحابی ہونا مسلم ہے تو قرآن کریم کی جو آیات کریمہ صحابہ کرام

رضی اللہ عنہم کی شان میں نازل ہوئیں وہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان کو بھی شامل ہیں۔ جب کسی کی شان میں قرآن کی آیات موجود ہوں تو اس کے باوجود حدیث صحیح کا مطالبہ کرنا چہ معنی دارد؟

کیونکہ حدیث کا مقام و مرتبہ اور حجیت مسلم ہے۔ لیکن قرآن کریم کا درجہ اس سے کہیں زیادہ ہے۔ لہذا بزرگوں کا یہ قول تسامح پر محمول کیا جائے گا۔ کیونکہ قرآن و حدیث سے شان واضح ہونے کے بعد بزرگوں کے غیر معتبر اقوال پر کان نہیں دھرے جاتے جیسا کہ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں قول سے واضح ہے۔

مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد:

”مخدوما! فقیر راتاب استماع امثال این سخناں ہرگز نیست بے اختیار رگ فارو قیم در حرکت می آید و فرصت تاویل و توجیہ آن نمی دہد قائل این سخناں شیخ کبیر یمنی باشد یا شیخ اکبر شامی کلام محمد عربی علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والسلام در کار است نہ کلام محی الدین عربی و صدر الدین قونیوی و عبد الرزاق کاشی مارا بنص کاریست نہ بقص فتوحات مدنیہ از فتوحات مکہ مستغنی ساختہ است۔“ (۱)

مخدوم محترم! فقیر کو ہرگز اس طرح کی باتیں سننے کی تاب نہیں، بے اختیار میری رگ فاروقی حرکت میں آجاتی ہے اور ایسے اقوال کی تاویل و توجیہ کی فرصت نہیں دیتی، اس طرح کا مقولہ شیخ کبیر یمنی کا ہو یا شیخ اکبر شامی کا ہمیں کلام محمد عربی درکار ہے نہ کہ محی الدین ابن

(۱) مکتوبات امام ربانی دفتر اول مکتوب ۱۰۰ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی

عربی، صدر الدین قونوی اور عبد الرزاق کاشی، ہم کو نص سے کام ہے نہ کہ فص سے فتوحات مدنیہ نے ہم کو فتوحات مکیہ سے مستغنی کر دیا ہے۔

نوٹ: مذکورہ عبارت نقل کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اگر کسی بزرگ کا قول قرآن و حدیث کے موافق نہ ہو تو قابل حجت نہیں نہ کہ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی تنقیص شان۔

برکتہ الرسول فی الہند شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ:

”مشرّب پیر حجت نیست دلیل از کتاب و سنت مے باید“ (1)

محقق علی الاطلاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کسی پیر کا مسلک حجت نہیں ہوتا دلیل کتاب اور سنت سے پیش کی جاتی ہے۔

ہم شیخ محقق کو ماننے والے ہیں لیکن محض تحریر و تقریر کی حد تک نہیں بلکہ جس طرح ماننے کا حق ہے اس طرح مانتے ہیں لہذا گدھے کی طرح شور ڈالنے والے سن لیں کہ ہمارے لئے کسی بھی ایسے پیر کا مسلک حجت نہیں جو قرآن و حدیث کے مخالف ہو۔

محدث بریلوی امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان:

باب عقائد میں ضعاف تو درکنار بخاری و مسلم کی صحیح حدیثیں بھی مردود ہیں جب تک قطعی الدلالہ اور متواتر نہ ہوں۔ (2)

(1) اخبار الاخیار ص ۹۳
(2) فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۵۰۵ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور

ان ارشادات و تصریحات سے واضح ہوا کہ کسی بزرگ کا قول قرآن و حدیث کے خلاف ہو تو قابل حجت نہیں ہے لہذا بزرگوں کا "لم یصح فی فضائل معاویہ شیء" کا قول کوئی حیثیت نہیں رکھتا کیوں کہ یہ قرآن و حدیث کے مخالف ہے۔

ثانیاً: یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان بزرگوں کو صحیح روایات نہ ملی ہوں کسی محدث کا حدیث سے لاعلم ہونا حدیث کے غیر موجود ہونے پر دلالت نہیں کرتا۔

مفسر شہیر مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد:

کسی محدث کا حدیث سے بے خبر رہنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ حدیث موجود ہی نہ ہو۔⁽¹⁾ اور اگر بالفرض محال عدم صحت کا قول تسلیم کر بھی لیا جائے تو عدم صحت کا قول صحت عدم کو مستلزم نہیں کہ وہ حدیث کے موضوع ہونے پر دلالت کرے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان:

"لا یلزم من کون الحدیث لم یصح أن یکون موضوعاً"۔⁽²⁾
کسی حدیث کے صحیح نہ ہونے سے اس کا موضوع ہونا لازم نہیں آتا۔

حافظ ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد:

"وقول من یقول فی حدیث انه لم یصح ان سلم لم یقدح
لان الحجة لا تتوقف علی الصحة بل الحسن کاف"۔⁽³⁾

(1) امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ص ۸۹ مطبوعہ لاہور
(2) القول المسدد ص ۳۵ الحدیث السابع
(3) مرقاة المفاتیح ج ۳ ص ۸۸، کتاب الصلوة الفصل الثانی

کسی حدیث کی نسبت کہنے والے کا یہ کہنا کہ وہ صحیح نہیں اگر مان لیا جائے تو بھی یہ بات موجب قدح نہیں کیونکہ حجت صرف صحیح ہونے پر موقوف نہیں بلکہ حسن بھی کافی ہے۔

علامہ عبد الباقی زرقانی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان:

”نفیہ الصحة لا ینافی انه حسن کما علم“ (1)
حدیث کا صحیح نہ ہونا حسن کے نہ ہونے پر دلالت نہیں کرتا جیسا کہ معلوم ہے۔

حافظ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد:

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر کلام کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”قول احمد انه لا یصح ای لذاته، فلا ینفی کونه حسنا
لغیره والحسن لغیره یحتج به کما بین فی علم
الحدیث“ (2)

امام احمد کا یہ فرمانا کہ یہ حدیث صحیح نہیں، اس کا مطلب یہ ہے کہ صحیح لذاتہ نہیں تو یہ حسن لغیرہ کی نفی نہ کرے گا اور حسن اگرچہ لغیرہ ہو حجت ہے جیسا کہ علم حدیث میں بیان ہو چکا ہے۔

(1) شرح الزرقانی علی المواہب ج ۵ ص ۵۵ تحت ذکر نعلہ
(2) الصواعق المحرقة ص ۱۸۵ الفصل الاول مطبوعہ کتب خانہ مجیدیہ ملتان

مجددین و ملت امام الشاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان:

محدثین کرام کا کسی حدیث کو فرمانا کہ صحیح نہیں، اس کے یہ معنی نہیں ہوتے کہ غلط و باطل ہے، بلکہ صحیح ان کی اصطلاح میں ایک اعلیٰ درجہ کی حدیث ہے جس کے شرائط و شواہد مواعظ و عوائق کثیر و بسیار حدیث میں ان سب کا اجتماع اور ان سب کا ارتقاع کم ہوتا ہے، اس کمی کے ساتھ اس کے اثبات میں سخت دقتیں، اگر اس بحث میں تفصیل کی جائے، کلا طویل تحریر میں آئے، ان کے نزدیک جہاں ان باتوں میں کہیں بھی کمی ہوئی فرمادیتے، حدیث صحیح نہیں، یعنی اس درجہ علیا کو نہ پہنچی، اس سے دوسرے درجہ کی حدیث کو حسن کہتے ہیں، یہ باں کہ صحیح نہیں پھر بھی اس میں کوئی قباحت نہیں ہوتی ورنہ حسن ہی کیوں کہلاتی، فقط اتنا ہوتا ہے کہ اس کا پایہ بعض اوصاف میں اس بلند مرتبہ سے جھکا ہوتا ہے، اس قسم کی بھی سینکڑوں حدیثیں صحیح مسلم وغیرہ کتب صحاح بلکہ عندا تحقیق بعض صحیح بخاری میں بھی ہیں، قسم بھی استناد و احتجاج کی پوری لیاقت رکھتی ہے وہی علماء جو اسے صحیح نہیں کہتے برابر اس پر اعتماد فرماتے اور احکام حلال و حرام میں حجت بناتے ہیں۔⁽¹⁾

مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد:

اور صحیح نہ ہونے سے ضعیف ہونا لازم نہیں کیونکہ صحیح کے بعد درجہ حسن باقی ہے لہذا حدیث حسن ہو تب بھی کافی ہے۔⁽²⁾

ان تمام تصریحات سے یہ بات واضح ہو گئی کہ اگر بعض حضرات کی طرف سے سیدنا معام رضی اللہ عنہ کی فضیلت کے متعلق 'عدم صحت' کا قول پایا گیا ہے تو وہ ہرگز مضر نہیں کیونکہ

(1) فتاویٰ رضویہ جلد ۵، منبر العین ص ۲۱ افادۃ اول رضا فاؤنڈیشن لاہور

(2) جاء الحق ص ۳۵۰ تحت انگولہے چومنے پر اعتراض

ت سے مقبول روایت کی نفی نہیں ہو سکتی لیکن یہ بات اس تقدیر پر ہے جبکہ امام اسحاق
ن راہویہ کے قول کو پوری تفصیل کے ساتھ درست مانا جائے۔

امام نسائی اور اسحاق بن راہویہ کے قول پر محدثین کا تبصرہ:

حافظ ابن عساکر اور حافظ ابن کثیر:

”کتب الی ابو نصر القشیری ، أنا ابو بکر البیهقی انا ابو
عبد اللہ الحافظ قال سمعت ابا العباس الاصم قال
سمعت ابي يقول سمعت اسحاق بن ابراهيم الحنظلي
يقول لا يصح عن النبي ﷺ في فضل معاوية بن ابي
سفيان شئ وأصح ما روى في فضل معاوية حديث
أبي حمزة عن ابن عباس ”انه كان كاتب النبي“ فقد
أخرجه مسلم في صحيح ، وبعده حديث العرياض
”اللهم علمه الكتاب“ وبعده حديث ابن أبي عمير:
اللهم اجعله هاديا مهديا“ (1)

اسحاق بن ابراہیم الحنظلی کہتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل
میں کوئی بھی صحیح روایت حضور اکرم ﷺ سے مروی نہیں ہے اور
سب سے صحیح روایت معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں ابی حمزہ رضی اللہ عنہ کی
روایت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے کہ وہ کاتب نبی ﷺ تھے اور اس
کے بعد حدیث عریاض رضی اللہ عنہ ہے ”اے اللہ! معاویہ رضی اللہ عنہ کو کتاب کا
علم سکھاوے“ اور اس کے بعد ابن ابی عمیر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے
”اے اللہ! معاویہ رضی اللہ عنہ کو ہدایت یافتہ اور ہدایت دینے والا بناوے“۔

(1) تاریخ مدینہ دمشق ج ۲۱ ص ۱۹۳ تحت ترجمہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ

امام حافظ جلال الدین السیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد:

”وقال السيوطي الشافعي اصح ماورد في فضل معاوية حديث ابن عباس “ انه كاتب النبي ﷺ ” فقد اخرجہ مسلم في صحيحه وبعده حديث العرياض رضي الله عنه اللهم علمه الكتاب ” وبعده حديث ابن ابي عميرة: اللهم اجعله هاديا ومهديا“ (1)

”امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں صحیح تر روایت حضرت معاویہ رضي الله عنه کی فضیلت میں ابن عباس رضي الله عنه کی روایت ہے کہ بیشک وہ کاتب نبی ﷺ تھے اس کو مسلم نے اپنی کتاب میں روایت کیا ہے اور اس کے بعد حدیث عریاض رضي الله عنه ہے اے اللہ! معاویہ رضي الله عنه کو کتاب کا علم سکھا دے اور ان کے بعد ابن ابی عمیرہ رضي الله عنه کی روایت ہے اے اللہ اس کو ہادی اور مہدی بنا دے۔“

حافظ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد:

”قیل عبر البخاری بقوله باب ذكر معاوية ولم يقبل فضائله ولا مناقبه لأنه لم يصح في فضائله شئ كما قاله ابن راهويه وذلك أن تقول: أن المراد من هذه العبارة انه لم يصح منها شئ على وفق شرط البخاری فاكثر الصحابة كذلك اذا لم يصح شئ عنها، وان لم يعتبر ذلك القيد فلا يضره ذلك لما يأتي أن من فضائله ما حديثه حسن حتى عند الترمذی كما صرح به جامعه وستعلمه مما يأتي، والحديث الحسن

(1) تنزیة الشریعہ ج ۲ ص ۱۸ الفصل الاول تحت باب فی طائفة من الصحابة رحمۃ اللہ علیہم مطبوعہ مکتبہ التوفیقیہ قاہرہ مصر

لذته كما هنا حجة اجما عابِل الضعيف في المناقب
حجة أيضا، وحينئذ فماج ذكره ابن راهويه بتقدير
صحته لا يخذش في فضائل معاوية⁽¹⁾۔

بعض لوگوں نے بیان کیا ہے کہ بخاری نے جس باب میں حضرت
معاویہ کے حالات بیان کیے ہیں اس باب کا عنوان "باب ذکر
معاویہ" رکھا ہے "باب فضائل معاویہ" نہیں رکھانہ یہ کہا
کہ "باب مناقب معاویہ" اس کا سبب یہ ہے کہ حضرت معاویہ
کے فضائل میں کوئی صحیح حدیث وارد ہی نہیں ہوئی جیسا کہ ابن راہویہ
نے بیان کیا، اس کا جواب یہ ہے کہ اگر یہ مراد ہے کہ بخاری کی شرط
کے مطابق کوئی روایت صحیح نہیں تو اکثر صحابہ کی یہی حالت ہے اور اگر
"شرط بخاری" کی قید نہ لگائی جائے تو یہ بات غلط ہوگی کیونکہ ان
کے فضائل میں بعض حدیثیں حسن ہیں، جیسا کہ امام ترمذی نے جامع
ترمذی میں بیان کیا اور غنقریب تم کو معلوم ہو گا کہ حدیث "حسن
لذاته" بالا جماع حجت ہے، بلکہ مناقب میں تو ضعیف حدیث بھی
حجت ہوتی ہے۔ "المختصر ابن راہویہ" نے جو کچھ بیان کیا وہ
فضائل معاویہ رضی اللہ عنہ میں قاذح نہیں ہو سکتا۔

اقول: اگر امام بخاری کے عنوان باب ذکر معاویہ کو دلیل بنایا جائے تو پھر ذکر عباس بن
عبدالمطلب بخاری جلد ۱ صفحہ ۵۲۶، ذکر طلحہ بن عبید اللہ صفحہ ۵۲۷، ذکر اصہار النبی صلی اللہ علیہ وسلم
صفحہ ۵۲۵، ذکر اسامہ بن زید صفحہ ۵۲۸ وغیر ہم جو عنوانات امام بخاری رضی اللہ عنہ نے قائم کئے
ہیں، ان کے بارے میں آپ کی منطق کیا کہتی ہے؟

(1) تطهير الجنان واللسان ص ۱۱۲، الفصل الثانی مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت

مندرجہ بالا تصریحات کی روشنی میں یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے کاتب نبوی ﷺ ہونے کی فضیلت کو جو حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کی ہے علمائے کرام ”اصح“ چیز فرما رہے ہیں معلوم ہوا کہ علماء کے نزدیک فضیلت کتابت نبوی ﷺ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں صحیح تر فضیلت ہے اور صحیح حدیث سے ثابت ہے سوان کی فضیلت کے عدم صحت کا قول درست نہیں اور جو روایات اس سے کم درجہ کی ہیں ان کے حق میں اکابر محدثین ”حسن“ ہونے کا حکم لگا رہے ہیں جس سے شرعی مسائل اور فقہی احکام ثابت ہوتے ہیں۔

علامہ عبدالعزیز پرہاروی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان:

”فان ارید بعدم الصحة عدم الثبوت فهو مردود، لمامر بین المحدثین فلا ضیر فان فسحتها ضيقة وعمامة الاحکام والفضائل انما تثبت بالا حادیث الحسان لعزة الصحاح ولاینحط ما فی المسند والسنن عن درجة الحسن وقد تقرر فی فن الحدیث جواز العمل بالحدیث الضعیف فی الفضائل فضلا عن الحسن وقد رأیت فی بعض الكتب المعتمدة من کلام الامام مجد الدین بن الاثیر صاحب میزان الجامع حدیث مسند احمد فی فضیلة معاویة صحیح الا انی لا استحضر الكتاب فی الوقت“ (1)

سوائے عدم صحت سے مراد ہے کہ فضائل معاویہ رضی اللہ عنہ میں کوئی حدیث ثابت ہی نہیں تو یہ قول مردود ہے اور اگر صحت سے صحت مصطلح عند المحدثین مراد ہے تو کوئی حرج نہیں، کیونکہ اس کا دائرہ تنگ ہے۔ احادیث صحیحہ کی قلت کے باعث بیشتر احکام و فضائل

(1) الناهية ص ۲۲ مطبوعه مكتبة الحقیقیه استنبول

احادیث حسان ہی سے ثابت ہوتے ہیں اور مسند احمد اور سنن کی حدیث درجہ حسن سے کم تر نہیں اور فن حدیث میں طے ہو چکا ہے کہ فضائل کے باب میں ضعیف حدیث پر بھی عمل جائز ہے، حسن کی تو کیا بات ہے اور میں نے کسی معتبر کتاب میں امام مجدد الدین ابن الاثیر رحمہ اللہ کا قول دیکھا تھا کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں مسند احمد کی حدیث صحیح ہے۔

فرمان اعلیٰ حضرت:

آپ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بعض جاہل بول نھتے ہیں کہ امیر معاویہ کی فضیلت میں کوئی صحیح حدیث نہیں یہ انکی نادانی ہے علماء محدثین اپنی اصطلاح پر کلام فرماتے ہیں، عزیز و مسلم کہ صحت نہیں (حدیث) پھر حسن کیا کم ہے سن بھی نہ سہی یہاں ضعیف بھی مستحکم ہے۔ (1)

ثالثاً: ہو سکتا ہے کہ یہ قول ان بزرگوں کا نہ ہو اور روافض جو غیاریں مکاری حیاداری کے مصداق ہیں نے ان اقوال دہلی کتب ان بزرگوں کی طرف منسوب کر دی ہوں یا ان کی کتابوں میں ایسے اقوال شامل کر دیئے ہوں۔ کیونکہ روافض نے بہت سی غیر معتبر کتب اہل سنت کی طرف منسوب کر دی ہیں اور اسی طرح بعض خیال پر ضلال معتمد علماء کی کتابوں میں شامل کیے ہیں جیسے کہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

مجددین و ملت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ کا فرمان:

'آنکہ کتابی رانسبت کند بیکے از کبرای اہل سنت و دران مطاعن صحابہ و بطلان دینہب اہل سنت درج

(1) براہین صادق بحوالہ منیر العین ص ۲۰ مطبوعہ گوجرانوالہ

نمایند کتب بسیار تصنیف کردہ اندو بہر یک از معتبرین اہل سنت نسبت نمودہ" (1)

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں روافض اکیسواں دھوکہ یہ دیتے ہیں کہ ایسی کتاب جس میں صحابہ پر لعن طعن ہو اور مذہب اہل سنت کا بطلان ہو خود تصنیف کر کے اس کو اہل سنت کے کسی جلیل المرتبہ عالم کی طرف منسوب کر دیتے ہیں۔

"آنکہ جمعے کثیر از علمای ایشان سعی بلیغ نمودہ اندو در کتب اہل سنت خصوصاً تفاسیر و سیر کہ بیشتر دستمال علماء و طلباء نمیباشند و بعضی از کتب احادیث کہ شہرت ندارند و نسخ آن کتب متعدد بدست نمی آیند اکاذیب موضوعہ کہ مؤید مذہب شیعہ و مبطل مذہب سنیان باشد" (2)

روافض بیسواں دھوکہ یہ دیتے ہیں کہ شیعہ علماء کی ایک جماعت بڑی سعی و کوشش سے اہل سنت کی تفاسیر اور سیرت کی ان کتابوں میں جو علماء و طلباء میں بہت کم معروف و مشہور ہوں، یا نادر الوجود ہوں ایسی جھوٹی باتیں ملا دیتے ہیں جو شیعہ مذہب کی تائید اور اہل سنت کے مذہب کی تردید کرتی ہوں۔

نہ ہم آئے نہ تم سمجھے کہیں سے
پینہ پونچھینے اپنی جہیں سے

(1) تحفہ اثنا عشریہ ص ۲۰ مطبوعہ دہلی انڈیا

(2) تحفہ اثنا عشریہ ص ۲۲ مطبوعہ دہلی انڈیا

مذکورہ بالا تصریحات کے باوجود اگر کوئی طوطے کی طرح یہ رٹ لگاتا پھرے کہ سیدنا امیر معاویہ کے فضائل میں کوئی صحیح حدیث نہیں تو سمجھ لیجئے کہ دال میں کچھ کالا کالا ہے یا پھر دال ہی کالی ہے۔

سوال: بعض ذاکرین کہتے ہیں کہ No Demand Mohavia ہمیں معاویہ کی ضرورت نہیں ہے؟

جواب: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق ایسی بات کہنا یہ رافضیوں کا شیوہ ہے کیوں کہ ان کو صحابہ کی ضرورت نہیں یہ تو پیسے کے پتر ہیں ان کو پیسہ چاہیے جہاں تک بات ہے اہل سنت وجماعت کی تو اس جماعت حقہ کو ہر صحابی کی ضرورت ہے کیوں کہ حضور ﷺ کے ارشاد گرامی کا مفہوم ہے میرے تمام صحابہ ستاروں کی مانند ہیں تم جس کی پیروی کرو گے ہدایت پا جاؤ گے لہذا ہدایت کے لیے صحابہ کی ہمیں ضرورت ہے اور خصوصاً سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی کیوں کہ امام المشرق والمغرب سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرمان ہے۔

فرمان مولا مرتضیٰ رضی اللہ عنہ:

”يَانِهَا النَّاسُ لَا تَكْرَهُوا أَمَارَةَ مُعَاوِيَةَ فَانْكُمْ لَوْ فَقَدْتُمُوهُ“

رایتم لروس تندرعن کو اہلہا کانہا الحنظل“ (1)

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ جنگ صفین سے واپس تشریف لائے تو فرمایا لوگو تم حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی امارت و گورنری کو برامت جانو دیکھو اگر تم نے انہیں کھو دیا تو تم اپنے سروں کو اپنے شانوں سے کٹ کٹ کر اس طرح گرتے دیکھو گے جس طرح خنظل کا پھل پک کر گرتا ہے۔

(1) البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۱۳۱ مطبوعہ مصر۔ تاریخ الخلفاء ص ۱۵۰ مطبوعہ پشاور۔ تاریخ دمشق ج ۶ ص ۴۲، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت، النابیہ ص ۳۳ مکتبۃ الحقیقیہ استنبول۔ حاشیہ العواصم من القواصم ص ۲۱۲ قاہرہ مصر

سن اور افضی!

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تو فرما رہے ہیں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کونہ کھونا کیونکہ معاویہ کی مسلمان کو ضرورت ہے اب تو ہی بتا رہے ہیں ہم ”باب مدینۃ العلم“ کی مانیں یا تیری مانیں؟

فرمان سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ:

فرماتے ہیں لوگو تم قصیر و کسری کی اور ان کی حکومت و سیاست کی تعریف کرتے نہیں تھکتے حالانکہ خود امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تم میں موجود ہیں۔ (1)

مراد رسول صلی اللہ علیہ وسلم مزید فرماتے ہیں اے لوگو تم میرے بعد آپس میں فرقہ بندی سے بچو اگر تم نے ایسا کیا تو سمجھ رکھو کہ معاویہ رضی اللہ عنہ شام میں موجود ہیں۔ (2)

فرمان سیدنا عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ:

”ما رأیت اخلق للملک من معاویة“۔ (3)

میں نے معاویہ سے بڑھ کر سلطنت اور بادشاہت کے لائق کسی نے نہیں پایا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فرامین سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی کتنی شان ہے اور مسلمانوں کو ان کی کتنی ضرورت ہے، اس کے باوجود کوئی رافضی واویلا کرتا پھرے کہ ہمیں معاویہ رضی اللہ عنہ کی ضرورت نہیں تو جہنم میں جائے ہمیں کیا ہے اور یہ کہنے والے رافضی گٹروں کی پیداوار ہیں۔

(1) الاصابہ فی ترمیز الصحابہ

(2) الاصابہ ج ۳ ص ۳۱۳ مطبوعہ مصر

(3) البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۱۳۵ مطبوعہ مصر۔ تاریخ کامل ج ۳ ص ۵۔ الاصابہ ج ۳ ص

۲۱۲ مطبوعہ مصر

سوال: بعد نام نہاد سنی کہتے ہیں کہ ہم معاویہ کے مخالف ہیں کیونکہ انہوں نے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے جنگ کی ہے؟

جواب: ابھی یہ رافضی پیدا بھی نہیں ہوئے تھے کہ کئی صدیاں قبل سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا قصاص عثمان رضی اللہ عنہ میں اختلاف ہوا تھا، اس میں صلح ہو گئی تھی۔

سیدنا علی المرتضیٰ اور سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کی صلح:

”عن عمر بن عبدالعزیز: رأیت رسول اللہ ﷺ وأبو بکر وعمر جالسان عنده، فسلمت، وجلست، فبینما أنا جالس إذ أتى بعلي ومعاوية فأدخلا بیتا وأجیف علیهما الباب وأنا أنظر، فما كان بأسرع من أن ینخرج علی وهو یقول: قضی لی ورب الکعبة، وما كان بأسرع من أن ینخرج معاویہ علی أثره وهو یقول: غفر لی ورب الکعبة“ (1)

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں نے خواب میں سرکار دو عالم ﷺ کی زیارت کی اور ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما آپ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، میں نے سلام عرض کیا اور بیٹھ گیا اس دوران حضرت علی المرتضیٰ اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کو لایا گیا، انہیں دروازے سے اندر داخل کیا گیا اور دروازہ بند کر دیا گیا، تھوڑی دیر بعد علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ باہر تشریف لائے اور کہہ رہے تھے، خدا کی قسم! میرے حق میں فیصلہ کیا گیا ہے، پھر تھوڑی دیر کے بعد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی آگئے اور وہ کہہ رہے تھے رب کعبہ کی قسم! مجھے معاف کیا گیا ہے۔

(1) کتاب الروح ص ۳۲ مطبوعہ بیروت، تاریخ دمشق ص ۹۸ ج ۶۲ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

جب سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے صلح کر لی اور اللہ تعالیٰ نے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو معاف فرمادیا تو اس کے باوجود آپ رضی اللہ عنہ کی مخالفت کرنا رافضیت ہے کیونکہ مخالفت صحابہ بغض صحابہ ہے اور بغض صحابہ رافضیت ہے نتیجہ یہ نکلا کہ مخالفت صحابہ رافضیت ہے لہذا جو شخص اب یہ کہے کہ ہم امیر معاویہ کے مخالف ہیں تو وہ رافضی ہے اور رافضی کی مخالفت کرنے سے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا کچھ بھی نہیں بگڑتا البتہ ایسا کہنے والا رافضی رافضیت میں بڑھ جاتا ہے کیونکہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ راضی ہے تو رب رضا کے مقابلے میں کسی کی مخالفت کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔

دلیل: صفری سیدنا امیر معاویہ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔
کبریٰ ہر صحابی سے اللہ تعالیٰ راضی ہے۔
نتیجہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ راضی ہے۔

صفری پر دلیل:

”عن ابن ابی ملیکہ قال اوتمر معاویة بعد العشاء برکعة
وعنده مولیٰ لابن عباس فاتی ابن عباس فقال دعه
فانه قد صحب رسول الله ﷺ“ (1)

ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے عشاء کے بعد ایک رکعت وتر کی نماز ادا کی ان کے پاس عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کے غلام بھی موجود تھے انہوں نے آکر حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے شکایت کی تو آپ نے فرمایا چھوڑ دو بیشک وہ صحابی رسول ہیں۔

(1) بخاری شریف ص ۵۳۱ ج ۵ مطبوعہ لاہور، نبراس ص ۵۵۰ مطبوعہ لاہور، النابیہ ص ۱۵
مکتبۃ الحقیقیہ استنبول

کبری پر دلیل:

”رضی اللہ عنہم ورضوعنہ“۔ اللہ ان سے راضی وہ اس سے راضی۔
اصول الشاشی پڑھنے والا طالب علم بھی جانتا ہے کہ یہ آیت مبارکہ عام غیر مخصوص منہ
البعض ہے لہذا ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ سب صحابہ سے راضی ہے بلکہ سب صحابہ کے ساتھ
جنت کا وعدہ بھی فرمایا ہے۔

جب امیر معاویہ سے اللہ تعالیٰ راضی ہے تو آپ کی مخالفت کرنا چہ معنی وارد
پڑھ اور ارضی:

قول باب مدینۃ العلم رضی اللہ عنہ:

فرماتے ہیں: ایک مرتبہ ایک دیہاتی نے نبی کریم ﷺ سے کہا مجھ سے کشتی لڑیں،
حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پاس موجود تھے، انہوں نے فرمایا میں تم سے کشتی لڑتا ہوں، نبی
کریم ﷺ نے دعادی کہ معاویہ کبھی مغلوب نہیں ہوگا، حضرت امیر معاویہ نے اس سے
کشتی لڑی اور اسے بچھاڑ دیا، مولا علی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر مجھے یہ حدیث یاد ہوتی تو
میں معاویہ سے کبھی جنگ نہ لڑتا۔⁽¹⁾

کوئی مسلمان امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مخالف نہیں ہو سکتا:

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

”والذین جاء و من ، بعدہم یقولون ربنا ، اغفرلنا
ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا
غلا للذین امنوا ربنا انک رؤوف رحیم“۔⁽²⁾

(1) الخصائص الكبرى ج ۲ ص ۱۸۸ مطبوعہ شبیر برادرز لاہور۔ ازالۃ الخفاء ج ۲ ص ۲۷۸
(2) الحشر

اور وہ جو ان کے بعد آئے عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے اور ہمارے دل میں ایمان والوں کی طرف سے کینہ نہ رکھ۔ اے رب ہمارے لئے بے شک تو ہی نہایت مہربان رحم والا ہے۔^(۱)

مفسر شہیر مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد:

فرماتے ہیں: اس آیت میں رب نے قیامت تک کے مسلمانوں کی پہچان یہ بتائی کہ وہ تمام صحابہ کے لئے دعا گو ہیں اور ان کے سینے صحابہ کے کینوں سے صاف ہیں، یعنی مسلمانوں کی کل تین جماعتیں ہوں گی، صحابہ مہاجر، صحابہ انصار اور ان سب کے دعا گو خیر خواہ سچے غلام۔ اب بتاؤ کسی صحابی سے بغض رکھنے والا کس زمرہ میں ہے، صحابہ سے بغض رکھنے والا تو مسلمانوں کی تینوں جماعتوں سے خارج ہے۔^(۲)

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا مخالف خدا اور سول کا مخالف ہے:

ایک مرتبہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اپنی ہمیشہ محترمہ ام المؤمنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف فرماتے تھے اور آپ امیر معاویہ کو چوم رہی تھیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور پوچھا کیا تو اس سے محبت کرتی ہے؟ انہوں نے عرض کیا: میرا بھائی ہے میں اس سے محبت کیوں نہ کروں، پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فان الله ورسوله يحبانہ۔

پھر سن لے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول بھی اس سے محبت فرماتے ہیں۔^(۳)

(۱) کنز الایمان

(۲) امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر ایک نظر ص ۲۴

(۳) تطہیر الجنان ص ۱۴ مطبوعہ ملتان

فرمان مصطفیٰ کریم ﷺ:

حضور سرور دو عالم نبی اکرم ﷺ نے ایک موقع پر فرمایا:

”فانی احب معاویة واحب من یحب معاویة وجبریل ومیکائیل یحبان معاویة واللہ اشد حبا لمعاویة من جبریل ومیکائیل۔“⁽¹⁾

میں معاویہ سے بھی محبت کرتا ہوں اور اس شخص سے بھی محبت کرتا ہوں جو معاویہ سے محبت رکھتا ہو اور جبرائیل ومیکائیل بھی معاویہ سے محبت رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ جبرائیل ومیکائیل سے بھی زیادہ معاویہ سے محبت فرماتا ہے۔

حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ حضرت امیر معاویہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور جبرائیل ومیکائیل کے محبوب ہیں اور محبوب کا مخالف بالواسطہ محب کا مخالف ہے لہذا اب صلح کے بعد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی مخالفت کرنے والا درحقیقت اللہ اور اس کے رسول کا مخالف ہے اور اللہ اور اس کے رسول کا مخالف مستحق نار ہے۔

سیدنا امیر معاویہ کا مخالف ہدایت کا مخالف یعنی گمراہ ہے:

صحاح ستہ کی مشہور کتاب جامع ترمذی شریف میں ہے کہ ایک بار نبی کریم ﷺ نے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو یہ دعا دی:

”اللہم اجعلہ ہادیا مہدیا واهدبہ۔“⁽¹⁾

(1) ابن عساکر ج ۲۵ ص ۹ مطبوعہ بیروت

اے اللہ معاویہ کو ہدایت دینے والا اور ہدایت یافتہ بنا دیجئے، اور اس کے ذریعہ سے لوگوں کو ہدایت دیجئے۔

نبی کریم ﷺ مستجاب الدعوات ہیں جس کی بنا پر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ہادی ہیں اور جو ہادی کا مخالف ہو وہ گمراہی کو چاہنے والا ہو گا اور گمراہی کو گلے سے لگانے والا گمراہ لہذا ثابت ہوا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا مخالف گمراہ ہے۔

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا مخالف رافضی ہے:

حافظ ابن کثیر نے نکل کیا ہے کہ ایک اللہ کے ولی نے خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی، آپ ﷺ کے پاس ابو بکر، عمر، عثمان، علی اور معاویہ رضی اللہ عنہم موجود تھے۔ راشد الکندی نامی ایک شخص آیا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ شخص ہم میں نقص نکالتا ہے کندی نے کہا یا رسول اللہ میں ان سب میں عیب نہیں نکالتا بلکہ صرف اس ایک معاویہ میں عیب نکالتا ہوں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تیرا براہو، کیا یہ میرا صحابی نہیں ہے؟ آپ نے یہ بات تین بار فرمائی، پھر آپ ﷺ نے ایک نیزہ پکڑا اور معاویہ کو دے دیا اور فرمایا یہ اس کے سینے میں مارو، انہوں نے اسے نیزہ مار دیا، میری آنکھ کھل گئی صبح ہوئی تو معلوم ہوا کہ راشد کندی کو رات کے وقت سچ کچ کسی نے مار دیا ہے۔⁽²⁾

مذکورہ عبارت سے یہ بات ثابت ہوئی کہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا گستاخ حق چاریار کا گستاخ ہے اور حق چاریار کا گستاخ رافضی ہے لہذا ثابت ہوا کہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا گستاخ رافضی ہے۔

(1) جامع ترمذی شریف ج ۲ ص ۲۳۷ مطبوعہ ایچ ایم سعید کراچی۔ اسد الغابہ ج ۲ ص ۳۸۶ مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ طہران۔ تاریخ بغداد ج ۱ ص ۲۰۸ مطبوعہ دارالکتاب بیروت، نبراس ص ۵۵۰ مطبوعہ لاہور
(2) البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۱۳۷

بول اور افضی منطق کیا کہتی ہے۔

سوال: بعض جہلاء کہتے ہیں کہ اگرچہ سیدنا امام حسن مجتبیٰ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کر لی تھی لیکن پھر بھی وہ تھے باغی کیونکہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ہمار کو فرمایا تمہیں باغی جماعت قتل کرے گی۔ (1)

چونکہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے ان کو معاویہ رضی اللہ عنہ کی جماعت نے قتل کیا لہذا حدیث پاک سے ان کا باغی ہونا سمجھ آتا ہے؟

جواب اول:

حجۃ الاسلام پیر سید عرفان شاہ صاحب مشہدی مدظلہ العالی کے قلم سے: آپ فرماتے ہیں کہ مناظرہ مانچسٹر میں فریق مخالف کے مناظر کی بڑی دلیل جس نے اسے بہت بڑی غلط فہمی میں مبتلا کر رکھا تھا یہی دلیل تھی ہم کہتے ہیں یہ محض الزام ہے۔ پہلی بات ہے کہ یہ الزام اس وقت صحیح ہو گا جب اس کی کوئی تاویل نہ کی جاسکتی ہو لیکن یہ حدیث اگر صحیح نہ ہو پھر اسے استدلال درست نہ ہو گا۔

”والامر کذلک فان فی سندہ ضعف لیسقط الاستدلال بہ“

اور چونکہ اس کی سند میں ضعف ہے اس لئے اس روایت سے استدلال ساقط ہو گیا۔

یہی بات کہ ابن حنان نے روایت بخاری کی توثیق کی ہے تو ہم کہتے ہیں کہ ان کی توثیق، اس کی تضعیف کرنے والے حضرات کے ہم پلہ نہیں ہو سکتی، کیونکہ ابن حنان توثیق میں بہت ست شمار ہوتے ہیں۔ (2)

(1) مسلم ج ۲ ص ۲۰۳ کتاب الفتن

(2) تطہیر الجنان ص ۳۵

مزید تفصیل کے لیے شاہ صاحب کی کتاب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اہل حق کی نظر میں ملاحظہ ہو

جب حدیث مذکور کی سند ضعیف ہے تو اس کو بنیاد بنا کر سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر باغی جیسے الفاظ کسنا درست نہیں اور ستم بالائے ستم تو یہ ہے کہ جب شان امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بیان کرنے کی باری آتی ہے تو لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں صحیح حدیث نہیں ملتی لہذا ہم شان نہیں بیان کرتے لیکن جب آپ رضی اللہ عنہ کے خلاف دریدہ دہنی کا وقت آتا ہے تو ضعیف احادیث کو بنیاد بنا لیا جاتا ہے۔

بتا او رافضی : کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ ایسا سلوک یہی معیار ایمان ہے
جواب دوم:

روافض جس عظیم ہستی کی محبت میں غلو کرنے کی وجہ سے گمراہی کا پٹہ اپنے گلہ میں ڈال چکے ہیں ان کے سامنے جب سیدنا امیر معاویہ کے لئے باغی کا لفظ استعمال کیا گیا تو آپ اس لفظ کے قائل کو منع فرمایا کہ ان کے متعلق سوائے خیر کے کوئی جملہ نہ کہو۔

”سمع علی یوم الجمل ویوم الصفین رجلا یغلو فی
دالقول فقال ولا تقولو الا خیرا انما ہم قوم زعموا اننا
بغینا علیہم وزعمنا انہم بغوا علینا فقاتلنا ہم۔“

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جنگ جمل و جنگ صفین کے موقع پر ایک شخص کو سنا، وہ مقابل لشکر پر باغی و قاتل کے فتوے لگا رہا تھا۔ اس پر آپ نے فرمایا: ان حضرات کے بارے میں کلمہ خیر کے سوا کوئی بات نہ کہو
دراصل ان حضرات نے یہ سمجھا ہے کہ ہم نے ان کے خلاف بغاوت

کے اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ انہوں نے ہمارے خلاف بغاوت کی۔ اس بنا پر ہم ان سے لڑتے ہیں۔ (1)

کیوں خناس صاحب! آپ کی فکر ٹھکانے آئی کہ نہیں؟ جب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ مخالفین کو باغی نہ کہیں تو آپ مدعی ست گواہ چست کے مصداق ہیں کہ نہیں؟ (2)

جواب سوم:

شیخ الحدیث پیر سائیں غلام رسول قاسمی زید مجددہ کی قلم سے:

قطع نظر اس کے کہ باغی کا لفظ حدیث مبارکہ میں ہے اور اس کا معنی کیا ہے کسی مسلمان کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ مقبول بارگاہ مصطفیٰ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کیلئے یہ لفظ استعمال کرے کیوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کسی غلام کے لئے یہ لفظ استعمال فرمائیں تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بڑے ہیں اور چھوٹوں کے تنبیہ کر سکتے ہیں۔ جس طرح اللہ کریم نے حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کے بارے میں فرمایا ہے کہ "فَعَصَى آدَمُ رَبَّهُ فَغَوَى" (طہ: ۱۲۱) اس آیت کا ترجمہ علماء نے اس طرح فرمایا ہے کہ آدم سے اپنے رب کا حکم بجا لانے میں بھول ہوئی تو جنت سے بے راہ ہو گئے۔ حالانکہ قرآن کے اصل الفاظ عصى اور غوى بڑے سخت الفاظ ہیں۔ عصى کے لفظی معنی ہے نافرمان ہوا اور غوى کے لفظی معنی ہے گمراہ ہوا۔ کیا آپ یہ جرأت کر سکتے ہیں کہ جس طرح آپ نے حضرت امیر معاویہ کو بغاوت کے لفظ کی وجہ سے باغی کہا ہے اسی طرح حضرت آدم علیہ السلام کو بھی عاصی اور غاوی کہہ دیں؟ اگر آپ کو حضرت آدم علیہ السلام کی نبوت تاویل پر مجبور کر رہی ہے تو اس طرح ہمیں بھی

(1) منہاج السنہ ج ۳ ص ۶۱ مطبوعہ مصر
(2) سیدنا امیر معاویہ اہل حق کی نظریں ص ۱۰۲ مطبوعہ لاہور

حضرت امیر معاویہ کی صحابیت اور ان کے فضائل تاویل پر مجبور کر رہے ہیں۔ (1) ادب درس دینے والے لوگوں کو بتائیں کہ ادب کا دامن یہاں کیوں چھوڑ دیا ہے۔

جواب چہارم:

امام راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ بغاوت کے لفظ کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”البعی قد یكون محمودا ومذموما“

یعنی بغاوت اچھی بھی ہوتی ہے اور بری بھی۔ (2)

المنجد میں بغاوت کے دو معنی لکھے ہیں:

(1) تلاش کرنا یا مطالبہ کرنا

(2) ظلم اور نافرمانی کرنا۔ (3)

اہل سنت و جماعت کا ایمان تو یہی کہتا ہے کہ اس لفظ کا جو بہتر اور صحابہ کی شان کے لئے معنی ہے وہی لیا جائے جیسے تلاش کرنا یا تو آپ کر باغی اس معنی میں کہا گیا تھا کہ آپ خیر عثمان کا مطالبہ کرنے والے تھے۔ (4)

مطالبہ کرنا، ہاں اگر کوئی فی الواقع سنی ہی نہیں بلکہ محض سنیت کا لبادہ اڑھے ہوئے ہے اس کی بات اہل سنت کے لئے کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔

(1) صافیہ لما وقع بین علی ومعاویہ رضی اللہ عنہما ص ۷، مطبوعہ سرگودھا
(2) مفردات ص ۵۳
(3) المنجد اردو ص ۹۳
(4) تبصرة الادله ج ۲ ص ۱۱۷۳

مفسر قرآن مفتی عبدالرزاق بھترالوی کے قلم سے:

امام حق کی مخالفت کی چار وجوہ ہیں، اگرچہ بظاہر سب پر بغاوت کا اطلاق ہوتا ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر حرام بغاوت کا اطلاق نہیں، آئیے ذرا تفصیل دیکھئے: باغی ماخوذ ہے: بغی سے، اس کا لغوی معنی ہے ”طلب کرنا“ جیسے کہا جائے ”بغیت کذا“ یعنی میں نے اسے طلب کیا رب تعالیٰ کے ارشاد گرامی میں ”ما کنا نبغی“ بھی اسی معنی میں استعمال ہے۔

پھر عرف میں جو چیز حلال نہ ہو یعنی ظلم وغیرہ کو طلب کرنے والے کو باغی کہتے ہیں، لیکن فقہاء کرام کے عرف میں ”الباغی هو الخارج عن طاعة امام الحق“ باغی اسے کہا جاتا ہے جو امام حق کی طاعت سے نکل جائے۔

پھر اس کی چار قسمیں ہیں:

۱۔ ”احدها الخارجون بلا تأویل بمنعة وبلا منعة يأخذون أموال الناس ويقتلونهم ويخيفون الطريق وهم قطاع الطريق“۔

ایک قسم یہ ہے کہ وہ امام کی طاعت سے خارج ہوں ان کے پاس لشکری قوت ہو بادشاہ سے مقابلہ کی یا نہ ہو، اور ان کے پاس کوئی تاویل بھی نہ ہو، وہ لوگوں کا مال چھین لیتے ہوں اور لوگوں کو قتل کر دیتے ہوں، اور راستے میں لوگوں کو ڈراتے ہوں، ان کو قطاع الطريق کہا جاتا ہے، یعنی ایک قسم باغیوں کی ڈاکو ہے۔

۲۔ ”والثانی قوم کذلک الا انہم لامنعة لہم لکن لہم تأویل فحکمہم حکم قطاع الطريق ان قتلوا قتلوا وصلبوا وان اخذوا مال المسلمین قطعت ایدیہم وأرجلہم علی ما عرف“

دوسری قسم باغیوں کی یہ ہے کہ ان کو لشکری قوت تو حاصل نہ ہو، لیکن ان کے پاس مخالفت کی کوئی وجہ پائی جائے یعنی تاویل ان کے پاس ہو، ان کا حکم بھی ڈاکوؤں والا ہے، اگر یہ لوگوں کو قتل کریں تو ان کو قتل کر دیا جائے اور اگر یہ لوگوں کا مال چھینیں تو ان کا دایاں ہاتھ اور بائیں پاؤں کاٹ دیا جائے، دوسری قسم کے باغی بھی ڈاکو ہیں۔

”والثالث قوم لهم منعة وحمية خرجوا عليه بتأويل يرون أنه على باطل كفر او معصية يوجب قتاله بتأويلهم وهؤلاء يسمون بالخوارج يستحلون دماء المسلمين وأموالهم ويسبون نساءهم ويكفرون اصحاب رسول الله ﷺ وحكمهم عند جمهور الفقهاء وجمهور اهل الحديث حكم البغاة“۔

تیسری قسم باغیوں کی یہ ہے کہ ایک قوم کو لشکری قوت حاصل ہو امام کی مخالفت کی، وہ مخالفت کر رہے ہوں کسی تاویل کی وجہ سے (ان کی تاویل سراسر باطل ہوگی) یہ لوگ اپنے خیال کے مطابق امام کو کافر یا گنہگار مانتے ہیں، اس لئے سمجھتے ہیں کہ قتال کرنا واجب ہے، یہ لوگ خارجی ہیں جو مسلمانوں کے قتل کو جائز سمجھتے ہیں، اور ان کے مال کو جائز سمجھتے ہیں، اور ان کی عورتوں کو قید کر لیتے، اور صحابہ کرام کو کافر کہتے ہیں، جمہور علماء کے نزدیک ان کا حکم باغیوں والا ہے یعنی تیسری قسم باغیوں کی خارجی ہیں۔

”والرابع قوم مسلمون خرجوا على امام العدل ولم يستبيحوا ما استباحه الخوارج من دماء المسلمين وسبى ذراريتهم وهم البغاة“۔

چوتھی قسم باغیوں کی یہ ہے کہ مسلمان قوم عادل بادشاہ کی طاعت سے نکل جائے، لیکن خارجیوں کی طرح مسلمانوں کے قتل کو جائز نہیں سمجھتے، اور نہ ہی مسلمانوں کی عورتوں کو قید کرنا جائز سمجھتے ہیں، یہ (مشہور) باغی ہیں یہ بغاوت بھی ناجائز ہے۔⁽¹⁾

(1) فتح القدير ج 5 ص 225 باب البهاوقس

(1)

صحابہ کرام کی بغاوت علیحدہ قسم:

صحابہ کرام (معاذ اللہ) ڈاکو نہیں تھے کہ ان کو قطاع الطریق والی بغاوت کا نام دیا جائے، لہذا پہلی دو قسموں والی بغاوت صحابہ کرام پر سچی نہیں آسکتی، اور نہ ہی وہ خارجی تھے کہ ان کو خارجیوں والی بغاوت کا نام دیا جائے، خارجی تو کافر ہیں، کسی صحابی کو (معاذ اللہ) کافر نہیں کہا جاسکتا، ہاں کوئی کافر کسی صحابی کو باغی بمعنی خارجی کہے تو وہ کہہ سکتا ہے کہ وہ ہے ہی کافر، کافر کا مسلمان کو کافر کہنا کوئی باعث تعجب نہیں۔

ہمارے ذہنوں میں جو بغاوت ہے وہ بھی صحابہ کرام میں نہیں تھی، کیونکہ مشہور بغاوت ناجائز ہے، صحابہ کرام کسی حرام کے مرتکب نہیں ہوئے، لہذا صحابہ کرام میں مذکور جو تھی قسم کی بغاوت بھی نہیں تھی۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں کون سی بغاوت تھی؟

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں اجتہادی اختلاف تھا، ایک فریق کا اجتہاد درست تھا، دوسرے کا اجتہاد درست نہ تھا، جس فریق کا اجتہاد درست نہیں تھا اور وہ درست اجتہاد والے مجتہد مصیب فریق سے جنگ کر رہے تھے، اجتہاد مخطفی فریق کو میرے پیارے مصطفیٰ کریم ﷺ نے رب تعالیٰ کے عطاء کردہ علوم غیبیہ کی وجہ سے باغی فرما دیا تھا، کہ وہ فریق جو مصیب نہیں ہو گا ان کی اجتہادی خطا کی وجہ سے ان کا مطالبہ زیادتی ہو گا، اسی مطالبہ کی زیادتی کو بغاوت کا نام دیا گیا۔

صرف بغاوت بغاوت کی رٹ نہ لگائی جائے:

بلکہ اس بغاوت کی وضاحت بھی کریں، صحابہ کرام کو مطلقاً باغی کہنے والے اور اس بغاوت کی صحیح ترجمانی نہ کرنے والے درحقیقت صحابہ کرام سے بغض رکھنے والے ہیں، ان کو ہی علماء

سوء کہا جاتا ہے، بلکہ راقم کے نزدیک وہی جہلاء مطلق ہیں، بغض صحابہ رکھنے کی وجہ سے ان کو نہ دین حنیف حاصل ہے اور نہ ہی ان کا دین منور ہے بلکہ ان کا دین باطل ہونے کی وجہ سے مظلم ہے، ایسے لوگوں کو دین میں امتیازی شان حاصل نہیں ہوتی، ہاں البتہ وہ رخص و خروج میں ممتاز ہو جاتے ہیں، ہاں یقین کیجئے ایسے لوگوں کو دینی عظمت حاصل نہیں ہو سکتی بلکہ ذلت ہی حاصل ہوتی ہے ایسے لوگ دین اسلام میں محذوم کیا ان منحوسوں کو تو کوئی خادم کہنے کیلئے تیار نہیں کیونکہ بغض صحابہ رکھنے والا خادم بھی حقیقی محذوم کی شان کو برباد کر دیتا ہے، بغض صحابہ رکھنے والے جہلاء کیا دین اسلام کی وضاحت کریں گے وہ تو منافقانہ انداز سے دین اسلام کا حلیہ بگاڑ دیں گے؟

تقیہ کرنے والے جہلاء سوء یاروں سے بچ کر رہیں، ان کی بدگوزبان کی زد میں تو ”اسد اللہ الغالب“ حضرت علی رضی اللہ عنہ شیر خدا جیسا بہادر شخص بھی آتا ہے، اور تقیہ کے من گھڑت قول سے انہوں نے شیر خدا کو ڈرپوک بنا دیا اور تقیہ کی لعنت سے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو ”مذلة المسلمین“ (مسلمانوں کو ذلت عطاء کرنے والے) کے درجہ میں کھڑ کر دیا حقیقت تو یہ ہے کہ تقیہ کی تلوار سے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ بھی بچ نہیں سکتے، تقیہ والے حسین حسین کہتے بھی رہیں تو ان سے لوگ پوچھیں گے کہ جو کام حضرت علی المر تقیہ رضی اللہ عنہ نے کیا کہ تقیہ کر کے باطل خلفاء کی باطل خلافتوں کو (معاذ اللہ) تسلیم کر لیا، اور جو کام حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے تقیہ سے کیا کہ باغی، ظالم باطل راہ پر چلنے والے شخص (معاذ اللہ) خلیفہ برحق بنا کر اپنے آپ کو بچا لیا، وہ کام حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے کیوں کیا کہ آپ بھی اپنے آپ کو اور اپنے خاندان کو بچا لیتے۔

تقیہ در حقیقت منافقت کا دوسرا نام ہے، حضرت علی اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہما اس سے پاک و صاف تھے وہ تو سچے اور کھرے مسلمان تھے، بہادر تھے، ڈرپوک نہ تھے تقیہ والے بد یاروں سے علماء کرام و طلباء کرام بچ کر رہیں، وہ تمہارے دین و ایمان کے

لشیرے ہیں، ایسا نہ ہو کہ دین برباد کر بیٹھو، پھر کف دست (ہتھیلیاں) ملنے سے کچھ حاصل نہیں ہو گا۔

علماء حق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بغاوت کی وضاحت کرتے ہیں:

”عن ابی بکر قال قال رسول اللہ ﷺ اذا التقى المسلمان بسيفيهما فالقاتل والمقتول في النار“ (1)

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب دو مسلمان ایک دوسرے سے تلواروں کا سامنا کرتے ہیں تو اس حال میں قتل کرنے والا اور قتل کیا جانے والا دونوں جہنمی ہیں۔

اسی حدیث سے پہلے ایک اور حدیث میں اس کی مزید وضاحت دیکھئے، پھر صحابہ کرام کی بغاوت کو سمجھئے۔

”عن الاحنف بن قيس قال خرجت وانا ارید هذا الرجل فلقيني ابو بكر فقال اين تريد يا احنف قال قلت ارید نصر ابن عم رسول الله ﷺ يعنى عليا قال فقال لي يا احنف ارجع فاني سمعت رسول الله ﷺ يقول اذا تواجه المسلمان بسيفيهما فالقاتل والمقتول في النار قال فقلت اوقيل يا رسول الله هذا القاتل فما بال المقتول قال انه قد اراد قتل صاحبه“ (2)

احنف بن قيس کہتے ہیں میں نکلا، اس شخص (حضرت علی رضی اللہ عنہ) کو امداد کا ارادہ رکھتا تھا، تو مجھے ابو بکر (رضی اللہ عنہ) ملے تو انہوں نے پوچھا اسے

(1) مسلم ج ۶ ص ۳۹۷ کتاب الفتن

(2) مسلم ج ۶ ص ۳۹۷ کتاب الفتن

احنف کہاں جانے کا ارادہ رکھتے ہو، میں نے کہا میں رسول اللہ ﷺ کے چچا کے بیٹے یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی امداد کا ارادہ رکھتا ہوں، تو انہوں نے مجھے کہا اے احنف لوٹ جاؤ، بیشک میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا جب دو مسلمان تلواروں سے ایک دوسرے کا سامنا کریں تو قتل کرنے والا اور قتل کیا جانے والا دونوں جہنمی ہیں، آپ سے پوچھا گیا یا رسول اللہ قتل کرنے والا تو قتل کرنے والا ہے، لیکن قتل کئے جانے والے کا کیا حال ہے؟ (یعنی وہ کیوں جہنمی ہے) تو آپ نے فرمایا وہ بھی اپنے صاحب کو قتل کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔

تنبیہ:

شروع میں اختلاف صحابہ کی بحث میں بیان کیا جا چکا ہے کہ صحابہ کرام کہ ”حضرت علی اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہما“ کے اختلاف میں تین فریق تھے، ایک فریق حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حق سمجھ رہا تھا اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو باغی قرار دے رہا تھا اس فریق پر واجب ہو چکا تھا کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ دیں اور باغی سے قتال کریں دوسرا فریق حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو حق سمجھ رہا تھا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو باغی قرار دے رہا تھا اس فریق پر واجب ہو چکا تھا کہ وہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا ساتھ دے اور باغی سے قتال کرے تیسرا فریق دونوں کو غلط سمجھ رہا تھا، اس فریق پر لازم ہو چکا تھا کہ وہ کسی ایک کا بھی ساتھ نہ دے، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ تیسرے فریق سے تھے۔

علماء ربانیین نے تحقیق و تدقیق، چھانٹ بینٹ کے بعد یہ فیصلہ کیا:

”واما کون القاتل والمقتول من اهل النار فمحمول علی من لاتاویل له ویكون قتالهما عصبية ونحوها“

قاتل اور مقتول کا جہنمی ہونا اس وقت ہو گا جب ان کی لڑائی کی کوئی تاویل نہ ہو، ان کی لڑائی خاندانی اختلاف کی وجہ سے ہو یا دنیاوی اغراض و مقاصد اس میں پائے جائیں، صرف مال بنور نے کیلئے لڑائی ہو۔

”ثم كونه في النار معناه مستحق لها وقد يجازى بذلك وقد يعفو الله تعالى عنه هذا هو مذهب اهل الحق“

پھر آگ میں جانے کا مطلب یہ ہے کہ وہ آگ کا مستحق ہو گا، اگر اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے معاف کر دے تو اس کی مرضی ہوگی اہل حق کا یہی مذہب ہے۔

”واعلم ان الدماء التي جرت بين الصحابة رضي الله عنهم ليست بداخلة في هذا الوعيد، ومذهب اهل السنة والحق احسان انطق بهم والامساک عما شجر بينهم وتاويل قتالهم وانهم مجتهدون متاولون لم يقصدوا معصية ولا محض الدنيا بل اعتقد كل فريق انه المحق ومخالفه باغ فوجب عليه قتاله ليرجع الى امر الله وكان بعضهم مصيبا وبعضهم مخطئا معذورا في الخطا لانه باجتهاد والمجتهد اذا اخطا لا اثم عليه وكان علي رضي الله عنه هو المحق المصيب في ذلك الحروب هذا مذهب اهل السنة وكانت القضايا مشتبهة حتى ان جماعة من الصحابة تحيروا فيها فاعتزلوا لطائفتين ولم يقاتلوا ولو تيقنوا الصواب لم يتأخروا عن مساعدته“ (1)

(1) نووی شرح مسلم ج ۶ ص ۳۹۸ کتاب الفتن

یقین کر لو صحابہ کرام کے درمیان خونریزی (جنگیں) اس وعید (قاتل و مقتول جہنمی ہیں) میں نہیں آتیں۔ مذہب اہل سنت کا یہی ہے کہ حق یہی ہے کہ صحابہ کرام کے متعلق اچھا گمان کرنا چاہئے، اور ان کے اختلافات کے متعلق زبان نہ کھولی جائے، اور ان کے قتال کی تاویل بیان کی جائے، وہ تاویل یہ ہے کہ صحابہ کرام اجتہاد سے کام لے رہے تھے اور تاویل سے کام لے رہے تھے، کسی فریق کا معصیت (گناہ) کا کوئی ارادہ نہ تھا، اور نہ ہی فقط دنیا کیلئے وہ قتال (جنگ) تھی، بلکہ ہر فریق کا اعتقاد یہ تھا کہ میں حق پر ہوں، اور میرا مخالف باغی ہے، تو اس پر قتال لازم ہو جاتا تھا، تاکہ اس کے نزدیک جو باغی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی طرف لوٹ آئے، ایک فریق ان میں سے اپنے اجتہاد میں درست راہ پر تھا، اور دوسرا فریق اجتہادی خطا میں تھا، وہ اپنی اجتہادی خطا میں معذور تھا، کیونکہ مجتہد سے جو اجتہاد میں خطا واقع ہو اس میں اس سے گناہ نہیں ہوتا حضرت علی رضی اللہ عنہ ان لڑائیوں میں حق اور صواب راہ پر تھے، یہی اہل سنت و جماعت کا مذہب ہے، لیکن لڑائیوں میں دلائل و اجتہادات مشتبہ تھے، اسی وجہ سے صحابہ کرام کی ایک جماعت ان جنگوں میں حیران تھی، وہ دونوں گروہوں سے جدا تھے، وہ قتال نہیں کر رہے تھے، اگر انہیں کسی ایک فریق کے حق ہونے کا یقین ہوتا تو وہ اس کی ضرورت امداد کرتے۔

اب حدیث عمار کی شرح میں استعمال الفاظ کو دیکھیں:

”قال العلماء هذا الحديث هجة ظاهرة في ان عليا
رضي الله عنه كان محققا مصيبا والطائفة الأخرى بغاة لكنهم

مجتہدون فلا اثم علیہم لذلک کما قد مناہ فی
مواضع، منها هذا الباب۔ (1)

علماء نے بیان فرمایا ہے یہ حدیث (حضرت عمار کے قتل ہونے والی) واضح دلیل ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حق اور صواب راہ پر تھے، دوسرا گروہ باغی تھا، لیکن دوسرے گروہ کی بغاوت بمعنی اجتہادی خطا کے تھی، دوسرے گروہ پر کوئی گناہ نہیں تھا، یہ وجہ ہم نے کئی جگہ پر بیان کی ہے، ابھی اس باب میں بھی بیان کر چکے ہیں۔ (جو راقم نے قریب ہی بیان کر دیا ہے)

دونوں فرقوں کی حقانیت تقریباً مندرجہ ذیل حدیث سے سمجھ آرہی ہے:

”عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ لا تقوم الساعة
حتى تقتتل فئتان عظیمتان تكون بینہما مقتلة
عظیمة ودعواہما واحدة۔“ (2)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی یہاں تک دو بڑی جماعتوں کے درمیان شدید لڑائی ہوگی، حالانکہ دونوں کا دعویٰ ایک ہوگا۔

یعنی ایک فریق بھی کہے گا میں حق پر ہوں، میرا مطالبہ شرعی ہے، دوسرا بھی کہے گا میں حق پر ہوں میرا موقف شرعی ہے۔

(1) نووی شرح مسلم ج ۶ ص ۲۰۴ کتاب الفتن
(2) مسلم ج ۶ ص ۳۹۸ کتاب الفتن

غلطی کی بنیادی وجہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مخالفین خارجی بھی تھے جو بے دین اور کافر تھے، اور آپ کے مخالفین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی تھے جو اجتہادی خطا پر تھے، دونوں فریقوں کو باغی کہا گیا، اور فقہاء کرام دونوں کا ذکر بعض اوقات ایک ہی بحث میں کر دیتے ہیں، ضال اور مضل مبلغین لوگوں کو وہم میں ڈال دیتے ہیں۔

ابوداؤد کی ایک طویل حدیث کے مختصر الفاظ سے فرق دیکھئے حدیث پاک مروی ہے زید بن وہب جہنی سے جس میں یہ مذکور ہے

”افتذهبون الی معاویة واهل الشام وتترکون هؤلاء
یخلفونکم الی ذراریکم وأموالکم واللہ انی لأرجوان یکونوا
هؤلاء القوم فانہم قد سفکوا الدم الحرام واغاروا فی سرح
الناس فیسرد علی اسم اللہ“ (1)

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کیا تم معاویہ اور اہل شام کی طرف جاتے ہو، کیا تم ان کو (خارجیوں کو) اپنے پیچھے اپنے اولاد اور اپنے مالوں میں چھوڑ رہے ہو، قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ بیشک میں اس قوم کے بارے میں یہی امید کرتا ہوں کہ یہ حرام خون بہائیں گے اور لوگوں کی چراگاہوں (کھیتی اور درختوں) کو لوٹیں گے، اللہ کا نام لے کر ان کی طرف چلو۔ اس حدیث سے بہت واضح ہے کہ خارجی باغی اور تھے اجتہادی خطا والے اور تھے۔

(1) ابوداؤد کتاب السنہ باب قتل الخوارج ص ۳۱۳

علماء سوء کو چھوڑیں، علماء حق کی طرف آئیں:

”لا يجوز ان ينسب الى احد من الصحابة خطأ مقطوع به
اذ كانوا كلهم اجتهدوا وفيما فعلوه وارادوا الله عزوجل
وهم كلهم لنا ائمة وقد تعبدنا بالكف عما شجر بينهم
وان لانذكرهم الا باحسن الذكر لحرمة الصحبة ولنهي
النبي ﷺ عن سبهم وان الله غفر لهم وأخبر بالرضاء
عنهم“ (1)

یہ جائز نہیں کہ صحابہ کرام میں سے کسی ایک کی طرف قطعی خطا کی نسبت کی جائے، اس لئے کہ سب صحابہ کرام اپنے اپنے اجتہاد کے مطابق کام کر رہے تھے، ہر ایک کا مقصد اللہ تعالیٰ کی رضاء حاصل کرنا تھا وہ تمام کے تمام ہمارے امام (پیشوا اور راہنما) ہیں اور تحقیق ہمیں عجز اختیار کرتے ہوئے صحابہ کرام کے اختلافات سے باطل ذکر سے زبانوں کو روک کر رکھنا چاہئے، ہمیں ان کی صحابیت کی حرمت (عزت) کا لحاظ کرتے ہوئے سوائے ان کے اچھے ذکر کے اور کوئی ذکر نہیں کرنا چاہئے، نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام کو گالی دینے سے منع فرمایا، اور بیشک اللہ تعالیٰ نے ان کی مغفرت فرمادی اور ان سے راضی ہونے کی خبر دے دی۔

ذرا غور تو کریں نبی کریم ﷺ تو صحابہ کرام کو گالی دینے سے منع کریں لیکن نام نہاد امت مصطفیٰ ﷺ ان کے خلاف زبانیں کھولیں، اور اللہ تعالیٰ جن کی مغفرت کا اعلان فرمائے نام نہاد مسلمان کہیں کہ ان کی بخشش نہیں ہوگی، اور رب تعالیٰ تو ان سے راضی ہونے کا اعلان

(1) الجامع لأحكام القرآن للقرطبي سورة الحجرات زیر آية وان طائفتان من المؤمنين الآية

فرمائے لیکن رب کا نام لینے کے دعویدار ان سے ناراض رہ کر اپنی عاقبت برباد کر دیں تو اس پر تعجب نہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ: ”یضل بہ کثیرا ویبہدی بہ کثیرا“

کی جلوہ گری واضح نظر آرہی ہے۔ (راقم)

عقیدہ اہل سنت:

اہل سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ تمام صحابہ کرام گناہوں کی آلودگی سے پاک و صاف تھے، ان کی تعریف کرنا ہم پر اسی طرح لازم ہے جیسے ان کی تعریف اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ نے فرمائی، اور جو اختلاف جاری ہوا حضرت امیر معاویہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کے درمیان وہ اجتہاد پر مبنی تھا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا جھگڑا امامت کا نہیں تھا۔⁽¹⁾

نتیجہ واضح ہوا: صحابہ کرام کا اختلاف حکومت حاصل کرنے کیلئے نہیں تھا، بلکہ ہر فریق کا اجتہاد تھا، اجتہادی اختلاف میں گناہ نہیں، بلکہ ہر فریق کو ثواب ملتا ہے مصیب (درست اجتہاد والے) کو دو ثواب ملتے ہیں، اور مخطی (اجتہاد میں خطا والے) کو ایک ثواب اجتہاد کا ملتا ہے۔

صحابہ کرام کی تعریف کرنا مسلمانوں پر لازم ہے، اس لئے کہ ان کی تعریف تو اللہ تعالیٰ نے کی اور اس کے رسول ﷺ نے ان کی تعریف کی، جن کی تعریف اللہ اور اس کے رسول کریں ان سے بغض رکھنا حماقت نہیں تو اور کیا ہے۔

(1) حوالہ احیاء العلوم الربع الاول جلد ۱ کتاب قواعد الاعتقاد

مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

گروہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر حسب اصطلاح شرح اطلاق فہ باغیہ آیا ہے مگر اب کہ باغی بمعنی مفسد و معاند و سرکش ہو گیا اور دشنام سمجھا جاتا ہے اب کسی صحابی پر اس کا اطلاق جائز نہیں۔ (1)

گستاخ امیر معاویہ گستاخ رسول ہے:

”عن عبد اللہ بن مغفل قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ اللہ فی اصحابی لا تتخذوہم غرضا من بعدی فمن احبہم فبحبی احبہم ومن ابغضہم فببغضی ابغضہم ومن آذاہم فقد آذانی ومن آذانی فقد آذی اللہ ومن آذی اللہ فیوشک ان یاخذہ“ (2)

عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ سے ڈرتے رہو، اللہ سے ڈرتے رہو میرے صحابہ کے بارے میں، ان کو میرے بعد (طعن و تشنیع) کا نشانہ نہ بنانا، جس شخص نے ان سے محبت کی اس نے میری محبت کی وجہ سے ہی تو ان سے محبت کی اور جس شخص نے ان سے بغض رکھا، اس نے میرے ساتھ بغض رکھنے کی وجہ سے ہی ان سے بغض رکھا، اور جس شخص نے صحابہ کو اذیت پہنچائی تو تحقیق اس نے مجھے اذیت پہنچائی، اور جس شخص نے مجھے اذیت پہنچائی اس نے اللہ کو اذیت دی، جس نے اللہ کو اذیت دی قریب ہے کہ اللہ اسے اپنی گرفت میں لے لے۔

(1) بہار شریعت جلد اول صفحہ ۶۲ مطبوعہ ضیاء العلوم پبلی کیشنز راولپنڈی

(2) رواہ الترمذی وقال هذا حدیث غریب

حدیث پاک سے حاصل ہونے والے فوائد:

- ۱- نبی کریم ﷺ کو یہ علم حاصل تھا کہ میرے بعد صحابہ کرام کی شلن میں گستاخی کرنے والے لوگ آئیں، اسی لئے فرمایا کہ ”میرے بعد صحابہ کو (طعن و تشنیع) کا نشانہ نہ بنانا۔
 - ۲- صحابہ کرام کی محبت حقیقت میں محبت رسول اللہ ﷺ ہے صحابہ کرام سے محبت نہ کرنے والا محبت مصطفیٰ کے دعویٰ میں کذاب ہے۔
 - ۳- بغض صحابہ بغض رسول اللہ ﷺ ہے، صحابہ کرام سے بغض رکھنے والا ہزار دعوے کرے کہ مجھے تو نبی کریم ﷺ سے کوئی بغض نہیں، یہ کیسے ہو سکتا ہے میں رسول اللہ ﷺ سے بغض رکھوں؟ تو کیا میں اس جھوٹے، مکار، تقیہ کرنے والے کی بات کو مانوں، یا اپنے آقا و مولیٰ مصطفیٰ کریم ﷺ کی بات کو مانوں جنہوں نے واضح طور پر فرمادیا ”صحابہ سے بغض رکھنے والا میرے ساتھ بغض رکھنے کی وجہ سے ہی تو ان سے بغض رکھ رہا ہے۔
 - ۴- صحابہ کرام کو کسی طرح بھی اذیت پہنچانا، خواہ بغض رکھ کر اذیت پہنچائے، خواہ کسی اور طریقہ سے ان کو اذیت پہنچائے وہ درحقیقت مصطفیٰ کریم ﷺ کو اذیت پہنچا رہا ہے، اور جو رسول اللہ ﷺ کو اذیت پہنچائے وہ درحقیقت اللہ تعالیٰ کو اذیت پہنچا رہا ہے، اور جو اللہ تعالیٰ کو اذیت پہنچائے وہ اللہ تعالیٰ کی گرفت میں آئے گا۔
- یعنی صحابہ کرام سے بغض رکھنے اور اذیت پہنچانے والا کسی کا کوئی نقصان نہیں کر رہا ہے، بلکہ وہ اپنی عاقبت برباد کر رہا ہے، دشمنان صحابہ کا انجام ہم نے پہلے بھی دیکھا، آئندہ بھی ان شاء اللہ دیکھتے رہیں گے۔

”ویمدھم فی طغیانہم یعمھون“

اللہ ان کو مہلت دیتا ہے کہ وہ سرکشی میں اور زیادہ سرگرداں رہیں۔

عقل کے اندھوں کا انجام ان شاء اللہ دنیا دیکھے گی، رب تعالیٰ انہیں انجام کو پہنچائے گا ہمیں کیا فکر۔

سیدنا امیر معاویہ کی خطا اجتہادی ہے:

اب ہم اہل سنت و جماعت کے نزدیک سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خطا اجتہادی ہے اور اجتہادی خطا پر بھی ثواب ملتا ہے گناہ نہیں لہذا اس خطا میں بھی سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ثواب کے مستحق ہیں اور کیوں نہ ہوں جیسا کہ مجدد صاحب نے فرمادیا کہ آپکی خطا خیر التابعین اویس قرنی اور عمر ثانی عمر بن عبدالعزیز کے صواب سے بہتر ہے۔ اور کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ”سیدنا علی المر ترضی اللہ عنہ کے مقابلے میں سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ خطا پر تھے اور اہل سنت کے نزدیک انکی خطا اجتہادی ہے۔“

قارئین کرام:

یہاں اہل سنت کا مسلک تو واضح ہے کہ خطا اجتہادی ہے لیکن پہلے الگ کہا گیا کہ آپ رضی اللہ عنہ خطا پر تھے تو یہاں اجتہادی کا ذکر نہیں اور عوام اہل سنت کے ساتھ دغا بازی اور دھوکہ دہی سے کام لیا گیا اور سنیوں پچانوں ان لوگوں کو کہ جو کبھی کچھ اور کبھی کچھ کہتے ہیں دورنگی اپناتے ہیں۔ رئیس المنافقین کے جانشین ہونے کا ثبوت دیتے ہیں کہ جب محفل میں کوئی دجال کی اولاد ان کو مخاطب کر کے کہے کہ باپ کے ساتھ لڑائی اجتہاد نہیں ہوتا تو یہ عقیدہ اہلسنت کے خلاف بولے جانے پر آخر کیوں سکوت اختیار کرتے ہیں؟ اور ایسے ہی لوگوں کی محفلوں میں جب مقبول بارگاہ مصطفیٰ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے

خلاف نعرے لگائے جاتے ہیں تو ان کی بولتی کیوں بند ہو جاتی ہے۔ اس کا رد کیوں نہیں کیا جاتا؟

سنیو: عقیدہ اہل سنت واضح ہے کہ جیسا کہ امام ابو الحسن اشعری نے الابانہ میں، امام ابو اسحق اسفرائینی نے شرح عقائد اسفرائینی میں، امام محمد غزالی نے احیاء العلوم میں، علامہ ابن اثیر نے جامع الاصول میں، علامہ قرطبی مالکی نے تفسیر قرطبی میں، امام محی الدین شرف نووی نے شرح صحیح مسلم میں، حافظ ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ میں، علامہ تفتازانی نے شرح مقاصد میں، حافظ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری میں، علامہ ابن ہمام نے المسایرہ میں، علامہ ابن حجر مکی نے الصواعق المحرقة میں، حضرت مجدد الف ثانی نے مکتوبات شریف میں، علامہ الشہاب الدین خفاجی نے نسیم الریاض میں، ملا علی قاری نے مرقاۃ میں، علامہ عبدالعزیز برہاروی نے نبراس میں، امام اہل سنت فاضل بریلوی نے فتاویٰ رضویہ میں اور خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے مراۃ العاشقین میں اسکی وضاحت فرمائی ہے کہ آپکی خطا اجتہادی تھی۔ اور بالخصوص فارق حق و باطل اعلیٰ حضرت عظیم البرکت نے فرمایا ہے کہ جو خطا اجتہادی نہیں مانتا اس کا اہل سنت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ اسکی وضاحت کیلئے فقیر فتاویٰ رضویہ شریف سے امور عشرین کی نقل پیش کرتا ہے کیونکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

آج کل بہت لوگ ادعائے سنیت کرتے ہیں اور عوام بیچارے دھوکے میں پڑتے ہیں بعض۔ مصلحت وقت کے لئے زبان سے کچھ کہہ جاتے ہیں اور موقع پا کر پلٹا کھاتے ہیں اکثر جگہ ان شاء اللہ العزیز یہ امور عشرین بطور نمونہ کافی ہیں جو بعونہ تعالیٰ فرار سنیت پر سچا فائز

ہے بے تکلف دستخط کر دے گا ورنہ پانی مرنا آپ ہی نشیب ضلالت کی
خبر دے گا۔ (1)

امور عشرين سے موضوع کے متعلق چند امور

- ۱۔ سید احمد خان علی گڑھی اور اس کے قبعین سب کفار ہیں۔
- ۲۔ رافضی کہ قرآن کریم کو ناقص کہے یا مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ یا کسی غیر نبی کو انبیاء سابقین علیہم السلام میں سے کسی سے افضل بتائے کافر و مرتد ہے۔
- ۳۔ رافضیو! غور سے پڑھو۔ کیونکہ میں آگے نقل کرنے والا ہوں کہ انہوں نے مولیٰ علی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی فضیلت دی ہے۔
- ۴۔ رافضی تبرائی فقہاء کے نزدیک کافر ہے اور اس کے گمراہ بدعتی، جہنمی ہونے پر اجماع ہے۔
- ۵۔ غور سے پڑھو اور عبرت حاصل کرو۔ کرکچھ ہوش اے نادان گستاخ۔
- ۶۔ جو مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کو حضرات شیخین پر قرب الہی میں تفضیل دے وہ گمراہ مخالف سنت ہے۔
- ۷۔ اور رافضی: غور سے۔ بار بار پڑھ مجھے معلوم ہے کہ اعلیٰ حضرت کی یہ باتیں تجھے ہضم نہیں ہوں گی۔
- ۸۔ جنگ جمل و صفین میں حق بدست حق پرست امیر المؤمنین کرم اللہ وجہہ تھا مگر حضرات صحابہ کرام مخالفین کی خطا خطائے اجتہادی تھی جسکی وجہ سے ان پر طعن سخت حرام انکی نسبت کوئی کلمہ اس سے زائد گستاخی کا نکالنا بیشک رافضی ہے اور خروج از دائرہ اہلسنت جو کسی صحابی کی شان میں کلمہ طعن و توہین کہے انہیں برا جانے فاسق مانے ان میں سے کسی سے بغض رکھے مطلقاً رافضی ہے۔ (2)

(1) فتاویٰ رضویہ جلد ۲۹ ص ۶۱۷
(2) فتاویٰ رضویہ شریف ج ۲۹ ص ۶۱۳ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور

بیچ تن پاک کی نسبت سے پانچویں نمبر پر اعلیٰ حضرت نے جو طمانچہ روافض کے منہ پر مارا ہے اسکی کیفیت وہ خود ہی بیان کر سکتے ہیں۔ کیونکہ خطا اجتہادی سے زائد کلمہ گستاخی کا نکالنا رافض ہے بقول اعلیٰ حضرت کے تو خطا منکر کا قول کرنے والے غور کریں کیونکہ خطا منکر پر ثواب نہیں ملتا بلکہ۔۔۔ تو یہ گستاخی نہیں تو کیا ہے اور اعلیٰ حضرت نے فرمایا جو کسی صحابی کی شان میں کلمہ طعن و توہین کہے مطلقاً رافضی ہے تو کیا حضرت امیر معاویہ کو دور کا صحابی کہنا، انکی شان بیان کرنے والوں کو پاگل کہنا، اور خلفائے ثلاثہ کی شان میں حدیث کا مذاق اڑانا اور توہین امیر لہجہ میں انکار کرنا اور امیر معاویہ کے خلاف لگائے جانے والے نعرہ پر خاموش رہنا۔ صحابی کی گستاخی نہیں تو کیا ہے؟

محدث اعظم پاکستان کا فیصلہ:

آپ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ میں نے اپنے رب سے صحابہ کے اپنے بعد اختلاف کے متعلق سوال کیا اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی بھیجی کہ اے محمد ﷺ تحقیق آپ کے اصحاب میرے نزدیک آسمان میں ستاروں کی طرح ہیں بعض ان کے بعض سے زیادہ قوت والے ہیں اور ہر ایک کے لئے نور ہے تو جس نے ان کے اختلاف سے کسی چیز پر عمل کیا تو وہ میرے نزدیک ہدایت پر ہے اور فرمایا رسول اللہ نے کہ میرے صحابہ ستاروں کی مثل ہیں جس کی پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے۔

یہ حدیث شریف صراحتاً اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے اختلافی مسائل میں ہدایت پر تھے اور حضرت سیدنا علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ اور حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ میں جو اختلاف تھا وہ بھی اس اختلاف میں شامل ہے لہذا اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حضور سیدنا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ میں جو اجتہادی اختلاف ہوا اس میں یہ دونوں حضرات ہدایت پر تھے مگر مولا علی رضی اللہ عنہ ہدایت میں بہت زیادہ قوی تھے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ان کے برابر قوی نہ تھے مگر ہدایت پر دونوں تھے دونوں

ہدایت کے چمکتے ستارے تھے حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ بہت زیادہ روشن اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی ہدایت کے روشن ستارے تھے مگر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ہدایت میں ان کے برابر کے مرتبہ میں نہ تھے، بلکہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا مرتبہ و مقام ان سے اعلیٰ و ارفع ہے تمام صحابہ کرام چونکہ ہدایت کے ستارے ہیں۔⁽¹⁾

قارئین کرام: مذکورہ بحث سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچتی ہے کہ ایسے لوگ جنکی نمرودیات و فرعونیات و سبائیات کا ذکر کیا۔

گیا بقول آئمہ اہل سنت و جماعت سے کوئی تعلق نہیں رکھتے بلکہ صرف سنیت کا لبادہ اوڑھ کر سادہ لو مسلمانوں کو رافضیت کے کرتب دکھا کر رافضیت کی دلدل میں پھنسا رہے ہیں یہ راگ الاپ کر کہ جھگڑا سنی شیعہ کا نہیں ہے بلکہ جھگڑا وہابی شیعہ کا ہے۔ اپنی عاقبت کے ساتھ ساتھ عوام اہل سنت کے گلے میں بھی گمراہی کا طوق ڈال کر نار جہنم کی طرف دھکیل رہے ہیں۔

ہم تو ڈوبے ہیں صنم
تمہیں بھی لے ڈوبیں گے

سیدنا امیر معاویہ دیگر صحابہ کیلئے پردہ ہیں:
حضرت ربیعہ بن نافع نے تنبیہ فرمائی ہے کہ:

”معاویۃ ابن ابی سفیان ستر اصحاب رسول اللہ ﷺ
فاذا كشف الرجل السترا اجتری علی ما وراءہ“۔⁽²⁾

سیدنا امیر معاویہ از محدث اعظم پاکستان ص ۸
تاریخ بغداد ج ۱ ص ۲۲۳

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی مثال صحابہ کرام کیلئے ایک پردے جیسی ہے، جس شخص نے آپ پر زبان درازی کر دی، اس کی جھجھک اتر گئی اور اس کیلئے باقی صحابہ پر زبان درازی کا دروازہ کھل گیا۔

صرف محبت باعث نجات نہیں:

حق چاریار کی اصطلاح کے مخالفین کی ایک اور عبارت کو واضح کرنا چاہتا ہوں جس میں انہوں نے (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) مولیٰ علی پاک کی محبت میں اتنا غلو کر دیا ہے کہ آپ کو امام الانبیاء سید الاولین والاخرین جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی فضیلت دے دی ہے۔ ملاحظہ ہو۔

”اور اس پر اتفاق ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سارے بنی ہاشم سے افضل ہیں۔ یہ بات ہمارے بزرگوں کے سوا ابن تیمیہ متوفی ۷۲۸ھ جو دوسرے طبقے کے ہیں مجموعۃ الفتاویٰ جلد دوم ص ۵۶۳ پر لکھتا ہے۔ ساری دنیا سے قریش افضل قریش سے ہاشمی افضل ہاشمیوں میں حضرت علی افضل اور افضل کا افضل، افضل ہوتا ہے“ (۱)

فقیر دعوت فکر دیتا ہے کہ اس عبارت کو غور سے پڑھیں کہ ساری دنیا سے قریش افضل قریش سے ہاشمی افضل ہاشمیوں میں حضرت علی افضل۔ عبارت مذکور میں ایک تو ساری دنیا اور دوسرا حضرت علی سارے بنی ہاشم سے افضل ہیں۔

ان دو جملوں کو دیکھئے تو بات بالکل واضح ہو جائے گی کہ سارے ہاشمیوں میں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو افضل کہا جائے تو مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہاشمی ہیں تو تمام ہاشمیوں سے مولیٰ علی کو افضل کہنے میں مولیٰ علی کی فضیلت مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر لازم آرہی ہے۔ کیونکہ ہاشمیوں

(۱) نعرہ حیدری ص ۱۵ قادریہ جیلانیہ پبلیکیشنز

میں حضرت علی افضل ہیں بغیر تخصیص اور وضاحت کے کہہ دیا جائے تو ہاشمیوں میں حضور سید عالم بھی شامل ہیں۔ آپ بھی ہاشمی ہیں تو یہاں ان لوگوں نے (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) مولیٰ علی پاک کو حضور پاک ﷺ پر بھی فضیلت دے دی۔

ایسوں کو کہا جائے:

تف بر تو اے چرخ گردان تف

پہلی بات تو یہ ہے کہ مذکورہ عبارت کا حوالہ دیا گیا ابن تیمیہ کے مجموعۃ الفتاویٰ کا۔ اہل سنت و جماعت کے نزدیک ابن تیمیہ جیسے ملعون و گمراہ و بد طینت کی حیثیت ہی کیا ہے، ایسے گمراہ کو ہم نہیں مانتے جس نے امت مسلمہ میں ایک نئے فرقے کو ہوا دیکر پروان چڑھایا ہے اور سارے عقائد گمراہ کن ہوں۔ ایسے گمراہوں کے حوالے تم کو مبارک ہوں۔

ابن تیمیہ پر سرسری نظر

ابن تیمیہ کے عقائد:

- ۱- اللہ تعالیٰ محل حوادث ہے حالانکہ وہ برتر ہے اس سے جو یہ کہہ دیا ہے۔
- ۲- اللہ تعالیٰ مرکب ہے اور محتاج ہے (ہاتھ آنکھ، ساق وغیرہ کا) جیسا کہ کل جزء کا محتاج ہوتا ہے۔
- ۳- قرآن اللہ تعالیٰ کی ذات میں محدث ہے۔
- ۴- اللہ تعالیٰ کی جسمیت وجہت وانتقال کا قائل ہے۔
- ۵- انبیاء علیہم السلام معصوم نہیں۔
- ۶- رسول اللہ ﷺ کے لئے کوئی جاہ و منزلت نہیں اور نہ ان سے توسل جائز ہے۔
- ۷- رسول اللہ ﷺ کی زیارت کیلئے سفر کرنا معصیت ہے (معاذ اللہ) اس سفر میں نماز قصر نہ کرنی چاہئے۔
- ۸- اہل دوزخ کا عذاب منقطع ہو جائے گا دائم نہ ہو گا (آگ فنا ہو جائے گی)۔
- ۹- سجدہ تلاوت کے لئے وضوء کی شرط نہیں۔^(۱)
- ۱۰- تین طلاقیں معاویہ نہیں ہوتیں وہ ایک شمار ہوگی (اسی لئے منقطع النسب پیدا ہو کر گستاخ رسول بن رہے ہیں کیونکہ حلالی کبھی بھی رسول اللہ ﷺ کا گستاخ نہیں ہو سکتا)
- ۱۱- حائض بیت اللہ شریف کا طواف کرے تو جائز ہے اس پر کوئی کفارہ نہیں۔
- ۲۱- پانی میں چوہا وغیرہ مر جائے تو ناپاک نہیں ہوتا۔^(۲)

(۱) سوگزشت ابن تیمیہ بحوالہ تکملة الرد علی نولہ ابن القیم للکوثری ص ۲۱۲۲ مطبوعہ نوری کتب خانہ

(۲) سوگزشت ابن تیمیہ ص ۲۱۲۲ مطبوعہ نوری کتب خانہ

جو شخص ایسے رذیل عقائد کا مالک ہو یعنی اللہ تعالیٰ کا رسول ﷺ کا گستاخ ہو اسلاف کے گستاخ ہو اہلسنت وجماعت کے اجماعی عقائد کی پختہ دیواروں میں شکاف ڈالنے والا ہو تو ایسے بد طینت کا حوالہ چہ معنی وارد۔ اور ابن تیمیہ اگر شیخ الاسلام ہے تو خار جیوں کا ہے۔ لہذا ابن تیمیہ کے لکھی ہوئی باتوں کو اپنا عقیدہ بنانا خار جیوں کا کام ہے ہم اہل سنت کا نہیں۔

روافض ابن تیمیہ کو کیوں مانتے ہیں:

فقیر کو دیگر باتیں تو معلوم نہیں کہ اصل راز کیا ہے اشتراک ابن تیمیہ وروافض کا لیکن ایک بات یہ ہے کہ ابن تیمیہ جانشین رئیس المنافقین ہے اور روافض جانشین عبد اللہ ابن سباء ہیں تو یہ دونوں بڑے قریب قریب ہیں تو اسوجہ سے ان کو ماننے والے بھی قریب قریب ہو گئے۔

اور دوسری بات یہ ہے کہ ابن تیمیہ نے صرف شان علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا انکار کیا ہے اور انا مدینة العلم وعلی بابہا کو موضوع کہا ہے اور روافض اس چیز میں اس سے تین ہاتھ آگے نکل گئے کہ خلفا اربعہ کی شان میں وارد حدیث انا مدینة العلم و ابو بکر اساسہا و عمر حیطانہا و عثمان سقفا وعلی بابہا کا انکار کر دیا ہے۔ بہر حال صحابہ کے گستاخ ہونے میں دونوں شریک ہیں۔

اگر اس مقام پر روافض ابن تیمیہ سے آگے نکل گئے ہیں تو یہ کوئی نئی بات نہیں ہے بلکہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بیٹا باپ سے آگے بڑھ جاتا ہے جیسا کہ حضور بنی کریم ﷺ کی حدیث مبارکہ کا مفہوم ہے کہ شیطان میری مثل نہیں بن سکتا لیکن شیطان کی اولاد نجدی خارجی کہتے ہیں حضور ہم جیسے ہیں (معاذ اللہ) تو یہاں یہ اپنے باپ سے بھی آگے بڑھ گئے ہیں۔ اور تیسری بات یہ ہے کہ ابن تیمیہ توبہ کر کے پھر جاتا تھا یہی شعار روافض کا بھی ہے کہ مصلحت کے تحت توبہ اور پھر موقع پا کر عقیدہ اہل سنت سے انحراف۔

اعلیٰ حضرت نے خوب فرمایا:

آج کل بہت لوگ ادعائے سنیت کرتے اور عوام بیچارے دھوکے میں پڑتے ہیں بعض مصلحت وقت کے لئے زبان سے کچھ کہہ جاتے اور موقعہ پا کر پھر پلٹا کھاتے ہیں۔⁽¹⁾ اور چونکہ یہ ہے کہ جس طرح ابن تیمیہ اور اس کے اصحاب اہل سنت و جماعت کے سامنے ٹھہر نہیں سکتے بھاگ جاتے ہیں اسی طرح روافض بھی مسلک حقہ اہل سنت و جماعت کے سامنے ٹھہر نہیں سکتے جیسا کہ علامہ نور بخش توکلی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل فرمایا ہے:

”ابن تیمیہ کے اصحاب میں اس کی دعوت دینے والے ارذل ہیں اور جب اس بارے میں ان سے مخاصمہ کیا جاتا ہے تو اس سے انکار کر جاتے ہیں اور یوں اس سے بھاگتے ہیں جیسا کہ مکروہ سے بھاگتے ہیں۔⁽²⁾“

بوجہ عجلت و اختصار چار وجوہ ذکر کر دی ہیں، باقی متعدد ایسی چیزیں ہیں جو ان دونوں کے درمیان مابہ الاشتراک ہیں۔ قائل

اب آئیے اس بات کی وضاحت کر دوں کہ محبت گمراہ بھی کر دیتی ہے جیسا کہ روافض اس کی روشن دلیل ہیں۔

فرمان مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم حق ہے:

”وعن علی قال قال رسول اللہ ﷺ فیک مثل من عیسیٰ ابغضتہ الیہود حتی بہتوا امہ واحبتہ النصراری حتی انزلوه بالمنزلۃ التي لیست له ثم قال

(1) فتاویٰ رضویہ ج ۲۹ ص ۶۱۷ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور
(2) سرگزشت ابن تیمیہ ص ۲۵ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور

یہلک فی رجلان محب مفروط یقرطنی بمالیس فی
ومبغض یحملہ شنانی علی ان یبہتنی رواہ
احمد (1)

سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے
فرمایا اے علی تیری مثال ایسے ہے جیسے عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ ان سے
یہودیوں نے بغض رکھا اور ان کی والدہ پر الزام لگا دیا اور عیسائیوں
نے محبت رکھی اور ان کو وہ مرتبہ دے دیا جس کے وہ حق دار نہ تھے۔

پھر مولا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے بارے میں دو طرح کے آدمی ہلاک ہو جائیں گے۔
ایک حد سے زیادہ محبت کرنے والا جو میری ایسی شان بیان کرے گا جس کا میں حق دار
نہیں۔ دوسرا گروہ مجھ سے بغض رکھنے والا جسے میری دشمنی مجھ پر بہتان لگانے پر آمادہ
کرے گی۔ اور ایک دوسرے مقام پر مولیٰ علی مشکل کشاء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”سیہلک فی صنفان محب مفروط یذهب بہ الحب
الی غیر الحق ومبغض مفروط یذهب بہ البغض الی
غیر الحق وخیر الناس حالا النمط الاوسط الزمواہ
والزموا السواد الاعظم فان ید اللہ علی الجماعة وایاکم
والفرقة“۔

سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں ”میرے بارے میں دو
طرح کے لوگ ہلاک ہو جائیں گے۔ ایک حد سے زیادہ محبت کرنے
والا جسے یہ محبت حق سے دور لے جائے گی۔ اور دوسرا مجھ سے بغض
رکھنے والا جسے یہ بغض حق سے دور لے جائے گا۔ میرے بارے میں
درمیانی راہ پر چلنے والے ہی صحیح ہوں گے۔ ہمیشہ بڑے گروہ کی پیروی

(1) مشکوٰۃ شریف ص ۵۷۲ مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ لاہور

کرو۔ بے شک اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے۔ تفرقہ بازی سے ہمیشہ بچو۔
جماعت سے الگ ہونے والا شیطان کا شکار بن جاتا ہے جس طرح اکیلی
بکری ریوڑ سے بچھڑ کر بھیڑیے کا شکار بن جاتی ہے۔⁽¹⁾

فرمان مصطفیٰ ﷺ اور فرمان علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ جو محبت علی
رضی اللہ عنہ میں حد سے بڑھ جاتا ہے وہ گمراہ و ہلاک ہو جاتا ہے جیسا کہ ما قبل میں یہ بات گزر چکی
ہے کہ روافض نے گمراہی کا طوق گلے میں ڈالتے ہوئے مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو حضور
ﷺ پر فضیلت دے دی۔

فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ:

رافضی کہ قرآن عظیم کوناقص کہے یا مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ یا کسی غیر نبی کو انبیاء سابقین
علیہم السلام میں سے کسی سے افضل بتائے کافر و مرتد ہے۔⁽²⁾

امام ابو شکور سالمی رحمۃ اللہ علیہ:

اور جو یہ عقیدہ رکھے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضور اقدس سے افضل و اعلم تھے تو وہ قطعاً کافر ہو
جائے گا۔⁽³⁾

فیصلہ عوام پر: جب کوئی شخص کبھی ادھر اور کبھی ادھر ہو یعنی کبھی سنی کبھی رافضی کبھی
صحابہ کے تحفظ کی بات کبھی مذکورہ سبائیات تو فیصلہ کرنا عوام کے لئے آسان ہے آئیے
اعلیٰ حضرت محمد ﷺ کے ایک فتویٰ پر اختتام کرتے ہیں۔

(1) نہج البلاغہ خطبہ نمبر ۱۲۷ مطبوعہ ایران۔ قم
(2) فتاویٰ رضویہ شریف ج ۲۹ ص ۶۱۵ مطبوعہ مکتبہ رضا فاؤنڈیشن لاہور
(3) تمہید ابو شکور سالمی ص ۲۵۷ مطبوعہ فرید بک سنال لاہور

مسئلہ: ازسیتا پور ذی الحجہ ۱۳۳۷ھ

لیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص پر رخصت کا شبہ ہے اس کی نشست ان لوگوں کے پاس ہے اور ان کی خاص مجلسوں میں جاتے بھی اسے دیکھا اور اس سے توبہ کو کہا جائے تو توبہ بھی نہیں کرتا اور حالت اس کی یہ ہے کہ رافضیوں میں رافضی، سنیوں میں سنی اور اسے بعض لوگوں نے اپنے لڑکوں کا معلم اور مسجد کا امام مقرر کیا ہے اس صورت میں اس کا اور اس کے مقرر کرنے والوں کا کیا حکم ہے اور اس کا معزول کرنا بوجہ شبہ کے واجب ہے یا نہیں، اگر ہے تو کس دلیل سے، حالانکہ وہ اہلسنت کے سامنے کوئی بات عقیدہ روافض کی زبان سے نہیں نکالتا اور اگر وہ توبہ کر لے تو اس کے بعد بھی رکھا جائے یا نہیں؟

”بینوا توجروا“

الجواب: جبکہ ثابت و محقق ہو کہ رافضیوں میں رافضی اور سنیوں میں سنی بنتا ہے جب تو ظاہر ہے کہ وہ رافضی بھی ہے اور منافق بھی اور اس کے پیچھے نماز باطل محض، جیسے کسی یہودی نصرانی ہندو مجوسی کے پیچھے کما بیناہ فی النہی الاکید (جیسا کہ ہم نے اسے ”النہی الاکید“ میں بیان کیا ہے) بلکہ تیرائی روافض زمانہ ان سے بھی بدتر ہیں کہ وہ کافران اصلی ہیں اور یہ مرتد، اور مرتد کا حکم سخت تر باشد کما ”حققناہ فی المقالة المسفرة“ (اس کی تحقیق ہم نے اپنے مقالے مسفرہ میں کی ہے) اور اگر صرف اسی قدر ہو کہ اس کی حالت مشکوک و مشتبہ ہے جب بھی اسے امامت سے معزول کرنا بدلائل کثیرہ واجب ہے۔ (1)

(1) فتاویٰ رضویہ شریف ج ۶ ص ۵۲۸، ۵۲۹ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور

حق چاریار اور مسائل مذکور

فتاویٰ جات کے تناظر میں

اس باب میں حق چاریار اور مسائل مذکور کے متعلق اہل سنت و جماعت کے مدارس سے حاصل کئے گئے چند فتاویٰ نقل کئے جا رہے ہیں تاکہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ حق چاریار اور مسائل مذکور فقیر کے تفردات میں سے ہے بلکہ یہ اہل سنت و جماعت کا متفقہ فیصلہ ہے اسلئے ہم سب سے پہلے مدارس کو اس سال کیا گیا استفتاء نقل کرتے ہیں۔ اور اس کے بعد فتاویٰ جات۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین در این مسائل:

- ۱۔ کہ کوئی شخص سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو گنہگار کہے۔
- ۲۔ اور افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا انکار کرے یا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو محض سیاسی خلیفہ بلا فاصلہ کہے اور روحانی خلیفہ بلا فصل علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو سمجھے۔
- ۳۔ اور ازواج مطہرات کو خارج از اہل بیت کہے اور کہے کہ قرآن کی بولی کے مطابق ازواج مطہرات کو اہل بیت میں شمار کرنا درست نہیں بیچ تن پاک ہی اہل بیت ہیں اور شان تطہیر ان کے ماسوا کسی کو بھی حاصل نہیں۔
- ۴۔ نعرہ تحقیق کے جواب میں (حق چار یار) سے اختلاف کرتے ہوئے کہے کہ یہ نعرہ 1953ء کی پیداوار ہے اور مزید برآں یہ کہ حق چار یار کہنے سے بغض اہل بیت کی بو آتی ہے تو نہایت ادب سے گزارش ہے کہ جو شخص یہ عقیدہ رکھے قرآن و سنت کی رو سے اس شخص پر کیا حکم شرعی صادر ہوگا؟

المستفتی
فدا حسین رضوی

فتویٰ مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف لاہور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب

هو الموفق للصدق والصواب

ایسا شخص گمراہ و بے دین ہے اگرچہ اسکو کافر تو نہیں کہا جائے گا تاہم اہل سنت سے اس کا کوئی تعلق نہیں اس سے میل جول رکھنا سزا سر نقصان و خسارے کا باعث ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے لے کر آخر تک ہمارے ہاں محفوظ ہیں یہی عقیدہ ہمارا ازواج مطہرات اور ائمہ اہل بیت کے متعلق ہے جبکہ شیعہ حضرات اہل بیت کے بارے میں عصمت کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ باقی باتیں بھی مذکورہ شخص کی بیہودہ اور فضول ہیں بہر حال مذکورہ شخص راہ راست سے بھٹکا ہوا ہے اور عقیدہ حقہ سے ہٹ کر باتیں کر رہا ہے اسکی صحبت سے صحیح العقیدہ لوگوں کو بچنا چاہیے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فلا تقعد بعد الذکریٰ مع القوم الظالمین
واللہ تعالیٰ اعلم ورسولہ بالصواب جل جلالہ ﷺ

غلام حسن قادری حزب الاحناف

6.3.2010

فتویٰ جامعہ ہجویریہ داتا دربار لاہور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب بعون اللہ الملک الوہاب
(۲) مجمع الانہر شرح ملتقى الابحر مطبوعہ قسطنطنیہ ج اول ص ۱۰۵ پر درج ہے:
الرافضی ان فضل علیا فهو مبتدع وان انکر خلافة الصدیق فهو کافر۔

اگر کوئی شیعہ رافضی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر فضیلت کا یقین رکھے وہ بدعتی گمراہ بد عقیدہ جاہل ہے۔ اور اگر خلافت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا انکار کرے وہ کافر ہو جاتا ہے

الغلاة الروافض الذين يدعون الاولوية لعلی رضی اللہ عنہ وان النبوة كانت له فغلط
جبرئیل ونحو ذلك حتما هو کفر وكذا من يقذف الصديقة او ينکر صحبة
الصدیق او خلافة اویسب الشیخین

حد سے بڑھنے اور تجاوز کرنے والے رافضی شیعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اللہ مانتے ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نبوت کے دعویدار ہیں کہ جبریل کو وحی لے آنے میں غلطی ہوئی ہے حضرت کے بجائے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی جبریل امین نازل کر گئے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگاتے ہیں اسی طرح حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے

سرے سے منکر ہیں حتیٰ کہ ابو بکر و عمر کو گالی دیتے ”نعوذ باللہ من ذالک“ ان پر لعنت کرتے ہیں یہ کافر ہیں۔

جواب سوال نمبر ۱:

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خطا اور گناہ سے ہم پاکیزہ منزہ نہیں مانتے کیونکہ آیت کریمہ سے ”ان الانسان لقی خسر“ والمشہور الانسان مرکب من الخطاء والنسیان“ ہاں البتہ مسئلہ خلافت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ میں ہم ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو گنہگار نہیں کہتے کیونکہ آنحضرت کریم ﷺ نے زندگی میں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امیر حج قائم فرمایا اور مسجد نبوی میں امام متعین کیا۔

جواب سوال نمبر ۴:

نعرہ تحقیق اور اس کے جواب حق چار یار کا مطلب یہ ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم چاروں یار رسول ﷺ حق ہیں کوئی رسول اللہ ﷺ سے منافق نہیں چاروں کی ترتیب افضلیت و خلافت حق سے رافضیوں کا رد ہے کہ وہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ماسوا، کو یار اور صحابی نہ مان کر ”نعوذ باللہ“ تبرا اور لعنت کرتے ہیں حق چار یار کی حقیقت و اصلیت رسول کریم کے زمانے سے علمائے اہل بیت اور تمام اہل سنت و جماعت کا مذہب ہے نہ کہ اہل بیت سے بغض کا احتمال بلکہ ابو بکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم پوری زندگیوں میں اہل بیت کے خادم رہے اور اہل بیت کی محبت ان کے دلوں میں گھٹی تھی اور محبت اہل بیت کے پیکر رہے ہیں۔

جواب سوال نمبر ۳:

سورت احزاب میں پارہ نمبر ۲۲ کی ابتدائی آیات میں ازواج نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خاص تذکرہ موجود ہے انہیں ازواج مطہرات کے لئے "یا نساء النبی لستن کا حد من النساء وقرن فی بیوتکن" کے بعد آیت تطہیر کا ترتیب سے آنا ازواج مطہرات امہات المؤمنین کو اہل بیت ماننا حق اور سچ ہے علاوہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے گھر والوں کے متعلق "یا اہل البیت" کا لفظ قرآن میں موجود ہے تو آنحضرت کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ازواج امہات المؤمنین بھی اہل بیت قطعاً یقیناً ہیں۔

اقبال مصطفوی

2010-03-08

رکس التبلیغ داتا بار لاهور

محکمہ مذہبی امور و اوقاف گورنمنٹ آف پنجاب

فتویٰ دارالعلوم انجمن نعمانیہ لاہور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

”الجواب بعون الملک الوهاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب الحمد لله الذی ہدانا و کفانا و اوانا عن الرفض والخروج وکل بلاء نجانا والصلوة والسلام علی سیدنا ومولانا و مدجانا و ما وانا محمد والہ وصحبہ الاولین ایمانا والا حسنین احسانا والا مکنین ایقانا (آمین)

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شان رفیع میں تنقیص کرنا رافضیوں کا معمول ہے اللہ تعالیٰ کے کرم سے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ گناہ سے محفوظ ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے سورہ حدید میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی دو قسمیں فرمائیں ہیں۔

۱۔ مومنین قبل فتح۔

۲۔ مومنین بعد فتح اور ان کو ان پر تفضیل دی اور فرمایا دیا ”و کلا وعد اللہ الحسنی“ سب سے اللہ تعالیٰ نے بھلائی کا وعدہ فرمایا اور ساتھ ہی ارشاد فرمایا ”واللہ بما تعلمون خبیر“ (پارہ ۲۷ آیت نمبر ۱۰) یعنی اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ تم کرو گے۔ جب اس نے ان کے تمام اعمال جان کر حکم فرمایا کہ سب سے ہم جنت اور بے حساب کرامت و ثواب کا وعدہ فرما چکے تو دوسرے کو کیا حق رہا کہ ان کی کسی بات پر طعن کرے کیا طعن کرنے والا اللہ تعالیٰ سے جدا اپنی مستقل حکومت قائم کرنا چاہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا:

وسيجنبها الا تقى الذی یؤتی مالہ یتزکی وما لاحد عنده
من نعمة تجزی الا ابتغاء وجه ربه الا علی ولسوف
یرضی

(پارہ ۳۰ سورہ لیل)

اور بہت دور رکھا جائے گا اس سے جو سب سے بڑا پرہیزگار ہے جو اپنا مال
دیتا ہے کہ ستھرا ہو اور کسی کا اس پر کچھ احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے
صرف اپنے رب کی رضا چاہتا جو سب سے بلند ہے اور بیشک وہ قریب ہے
کہ راضی ہوگا۔

اہل سنت و جماعت کے مفسرین کا اجماع ہے اس پر کہ یہ آیت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے
حق میں نازل ہوئی اور ”الالتقی“ سے وہی مراد ہیں۔

(فتاویٰ رضویہ شریف جلد ۶ ص ۲۱۵)

جسکو اللہ تعالیٰ سب سے بڑا پرہیزگار فرمائے اسکے بارے میں کوئی بد بخت زبان دراز کرے
تو وہ کس قدر گمراہ و بد مذہب ہے۔ اور اگر یہ کلمات یعنی گنہگار بطور طعن کہے تو کافر
ہے۔ جیسا کہ فتاویٰ رضویہ شریف جلد ۶ ص ۷۳ قدیم میں ہے۔

” قال الصدر الشریعة من سب الشیخین اولعنہما
یکفروا یقبل توبتہ واسلامہ“

(۲) جو شخص سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا انکار کرے وہ گمراہ و بد مذہب ہے اور
سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا انکار نہیں کرتا مگر رافضی۔ اور اگر خلافت کا انکار کرے
تو انہیں خلیفہ برحق نہ مانے تو مطلقاً کافر ہے۔

جیسا کہ فتاویٰ رضویہ شریف جلد نمبر ۶ قدیم میں ہے۔

من فضل علیا علی الثلاثة رضی اللہ عنہم فمستدع وان
انکر خلافة الصدیق او عمر رضی اللہ عنہما فهو کافر۔

یعنی جو مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کو تینوں یاروں سیدنا صدیق اکبر، سیدنا عمر فاروق، سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہم پر فضیلت دے تو گمراہ بدعتی ہے اور اگر صدیق اکبر یا عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی خلافت کا انکار کرے تو کافر ہے۔

اسی طرح فتاویٰ رضویہ شریف جلد ۱۴ ص ۵۰ میں ہے۔ ایسے ہی فتح القدر شرح ہدایہ حاشیہ تبیین العلامة احمد الشبلی و جیز کردری میں ہے، ان فقہاء کرام و بزرگان دین نے سیاسی و روحانی کی تقسیم نہیں فرمائی۔ کیا یہ سیاسی و روحانی تقسیم کرنے والا ان سے زیادہ سمجھدار ہے۔ اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے سب سے افضل ہیں جیسا کہ فتاویٰ رضویہ شریف ج ۲۸ ص ۷۸ میں ہے کہ شرح مقاصد للتفتازانی میں ہے۔ "قال اہل السنۃ الا فضل ابو بکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی رضی اللہ عنہم جو یہ" عقیدہ نہ رکھے وہ اہل سنت سے خارج ہے۔

(۳) ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن بھی اہل بیت میں داخل ہیں اگر صرف چار نفوس مقدسہ ہی مراد لیے جائیں اور ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو شامل نہ کیا جائے تو یہ اول درجہ کی جہالت ہے۔ کیونکہ قرآن پاک میں اگر غور کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ اہل بیت سے مراد بیوی بھی ہے مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زوجہ پاک حضرت صفورا رضی اللہ عنہا کے لیے "اہل" استعمال کیا گیا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب آگ کو دیکھا تو فرمایا "فقال لا ہلہ امکثوانی انست نارا لعلی اتیکم منها بخبر او جذوة من النار لعلکم تصطلون" (پ ۲۰) اور آیت کریمہ میں بیوی کو اہل کہا گیا ہے۔

(۲) حضرت یوسف علیہ السلام کے بارے میں جب زینحاشیؑ نے عزیز مصر سے کہا حالانکہ قطعاً آپ (یوسف علیہ السلام) کی طرف سے کوئی غلط خیال تک بھی نہ تھا ”قالت ما جزاء من اراد باہلک سوء“ یعنی کیا جزا ہے اس کے لیے جو تیری بیوی سے برائی کا ارادہ کرے (پارہ ۱۲ یوسف) اس آیت کریمہ میں بھی بیوی کے لیے کلمہ اہل استعمال کیا گیا۔

(۳) حضرت موسیٰ علیہ السلام جب شیر خوار بچے کی حیثیت سے فرعون کے محل میں پہنچے تو انکو ایسی عورت کی ضرورت تھی جو ان کو دودھ پلائے آپکی ہمشیرہ نے آکر کہا ”فقالت هل ادلكم على اهل بيت يكفلونه لكم“ (پ ۱۱۰ القصص) یعنی میں تم ایسے گھر والے نہ بتاؤں جو اس بچے کی کفالت کا ذمہ لیں۔

اس آیت کریمہ سے بھی اہل بیت سے مراد حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہؑ بنتی بنتی ان کو گھر والی فرمایا گیا ان آیات بینات سے (اختصار کرتے ہوئے) معلوم ہوا کہ لفظ اہل بیت بیوی گھر والی اور گھر والوں کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔ لہذا آیت تطہیر میں ازواج مطہرات بنتی بنتی شامل ہیں دیکھو تفسیر خازن۔ نیشاپوری۔ معالم التنزیل وغیرہ۔

(۴) نعرہ تحقیق کے جواب سے بغض اہل بیت کی بو آتی ہے کہنے والے کے قول سے خود بغض خلفاء راشدینؑ کی بو آرہی ہے چاروں یاروں بنتی بنتی سے بغض رکھنا اہل سنت و جماعت سے خروج کی علامت ہے

والله تعالى اعلم بالصواب

محمد حبیب رضا رضوی صاحب

22 ربیع الاول شریف ۱۴۳۱ھ بمطابق ۹ مارچ ۲۰۱۰

فتویٰ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب:

مسؤلہ صورت میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر گناہ کا بہتان فضیلت کا اور خلافت کا انکار یہ سب صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہے اور خلافت کا انکار ہے اور ازواج مطہرات کو اہل بیت سے خارج کرنا اور نعرہ تحقیق سے اختلاف یہ سب رافضیت کی علامات ہیں، فتح القدر میں ہے۔

” فی الروافض من فضل علیا علی الثلثہ رضی اللہ عنہم فمبتدع
وان انکر خلافة الصدیق او عمر رضی اللہ عنہما فهو کافر“

یعنی رافضیوں میں سے جس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو باقی تین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر فضیلت دی وہ بدعتی اور اگر کسی نے خلافت صدیقی اور خلافت فاروقی رضی اللہ عنہما کا انکار کیا تو وہ کافر ہے۔ فتاویٰ خلاصہ میں ہے:

” فی الروافض ان فضل علیا علی غیرہ فمبتدع وان
انکر خلافة الصدیق رضی اللہ عنہ فهو کافر“

در مختار میں ہے:

”کل مسلم ارتد وتوبته مقبولة الا الکافر بسب نبی او

الشیخین او احدھما“

یعنی ہر وہ مسلمان جو مرتد ہو گیا اس کی توبہ قبول ہے مگر وہ کافر جس نے کسی نبی یا ابو بکر و عمر یا ان میں سے کسی ایک کو گالی دی۔ اسی میں ہے ”من سب الشیخین او طعن فیہما کفرو لا تقبل توبته“ یعنی جس نے ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کو گالی دی یا ان پر طعن کیا تو وہ کافر ہے اس کی توبہ قبول نہ کی جائیگی الغرض کہ اس شخص کے مذکورہ عقائد مشیر ہیں کہ یہ شخص رافضیت کی پیداوار ہے۔ عقود الدر یہ میں ہے۔

”الروافض کفرة جمعوا بین اصناف الکفر عنہا انہم

ینکرون خلافة الشیخین وعنہا انہم یسبون الشیخین

سود اللہ وجوہم فی الدارین فمن اتصف بواحد من هذه

الامور فهو کافر“

یعنی رافضی کافر ہیں یعنی طرح طرح کے کفروں کے مجمع میں از انجملہ

خلافت شیخین کا انکار کرتے ہیں۔ از انجملہ شیخین کو برا کہتے ہیں اللہ تعالیٰ

دونوں جہانوں میں رافضیوں کا منہ کالا کرے جو ان میں سے کسی بات سے

متصف ہو کافر ہے۔

تو ثابت ہو گیا کہ یہ عقائد رکھنے والا بد مذہب رافضی ہے اس کو سنیت سے کچھ تعلق نہیں۔

واللہ اعلم بالصواب

محمد تنویر القادری

نائب مفتی جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

07.03.2010

فتویٰ مفتی محمد ابراہیم چشتی دامت برکاتہم العالیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب بعون اللہ الوہاب وهو الموفق للصواب

مستفتی نے استفتاء میں چار سوال ذکر کئے ہیں۔ ان میں سے سوال اول میں شبہ کفر پایا جاتا ہے اور باقی تین سوالوں میں شبہ کفر نہیں پایا جاتا اور ایسا عقیدہ رکھنے والا آدمی بد عقیدہ اور فاسق ہے جس کے پیچھے نماز ادا کرنا جائز نہیں۔

کتبہ العبید الذلیل

محمد ابراہیم مفتی منہاج

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ایک مسلمان پر جس طرح نبی اکرم ﷺ کی تعظیم و تکریم واجب ہے اسی طرح نبی اکرم ﷺ کی ہر نسبت کی تعظیم و تکریم واجب اور لازم ہے۔ اہل بیت، ازواج مطہرات اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یہ سب کہ سب اسی پاکیزہ نسبت کے مختلف عنوانات ہیں۔ اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اللہ عزوجل نے اپنے محبوب مکرم جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کے لئے ہمیشہ ایسی چیز کا انتخاب فرمایا ہے جو آپ کے شایان شان ہو اس لئے نبی اکرم ﷺ کو عطا کی جانے والی چیزوں میں سے کسی کو بھی عیب وارد قرار دینا درحقیقت نبی اکرم ﷺ کو ایذا پہنچانا ہے۔ اور نبی اکرم ﷺ کو ایذا پہنچانا درحقیقت اللہ کو ایذا پہنچانا ہے۔ لہذا جس طرح نبی اکرم ﷺ کے والدین کریمین اور اولاد امجاد کی تعظیم واجب ہے اسی طرح آپ ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن اور آپ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم کی تعظیم واجتہام بھی واجب اور لازم ہے۔ جو لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور اہل بیت اطہار کی تعظیم پر زور دیتے ہیں اور ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کی شان میں بے ادبی کا ارتکاب کرتے ہیں یا دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو لعن و طعن کرتے ہیں انہیں سوچنا چاہیے کہ وہ نسبت رسول کے معاملہ میں اس دو سری پالیسی کا شکار کیوں ہیں؟ قرآن کریم ”رضی اللہ عنہم“ فرما کر تمام صحابہ رضی اللہ عنہم سے راضی ہونے کا اعلان فرماتا ہے تو پھر بعض لوگوں کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ناراضگی اور قلبی تکلیف کیوں ہے؟ اور اسی طرح جو لوگ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو اہل بیت کا حصہ نہیں مانتے وہ اس پر غور کیوں نہیں کرتے کہ ازواج رضی اللہ عنہن کے بغیر اہل بیت کا وجود میں آنا ظاہر ممکن نہیں ہے کیونکہ زوجہ کے بغیر گھر کی تشکیل اور اولاد کا سلسلہ کیونکر ہو سکتا ہے! لہذا ازواج مطہرات تو اہل بیت میں لازماً اور قطعاً شامل ہیں۔ سوال میں جس شخص کے متعلق پوچھا گیا ہے وہ چونکہ

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان میں نازیبا کلمات کا مرتکب ہوا ہے اور آپ کی شخصیت پر سب و شتم کیا ہے۔ اس لئے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔^(۱)

میں ہے کہ جو شخص حضرت ابو بکر و عمر میں سے کسی کی خلافت کا انکار کرے یا ان کے بارے میں نازیبا کلمات کہے وہ کافر ہے۔ در مختار^(۲) میں بھی اسی طرح ہے۔

مزید تفصیل و تحقیق امام احمد رضا فاضل بریلوی کا رسالہ ”رد الرفضہ“ ملاحظہ فرمائیں۔ فتاویٰ رضویہ: ۲۵۰/۱۴ پر رسالہ موجود ہے۔^(۳)

واللہ ورسولہ اعلم بالصواب

کتب محمد اسماعیل قادری نورانی غفرلہ
۷ ربیع الثانی ۱۴۳۱ھ ۲۴ مارچ ۲۰۱۰

(۱) عقود الدرہ ۱/۹۲

(۲) در مختار (۱/۳۵۷)

(۳) فتاویٰ رضویہ ج ۱۴ ص ۲۵۰ مطبوعہ لاہور

مانو نہ مانو آپ کو یہ اختیار ہے
ہم نیک و بد جناب کو سمجھائے جاتے ہیں

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں حضور نبی کریم ﷺ اور آپ اہل بیت کرام اور صحابہ کرام
نبی ﷺ کے ساتھ پکی سچی محبت کرنے اور ان کے گستاخوں کا رد کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور
فقیر کی حقیر سی سعی کو حق چار یار کے توسل سے اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرما کر
بخشش کا ذریعہ بنائے۔ (آمین ثم آمین)

وما علینا الا البلاغ

والصلوة والسلام

علی سیدنا ومولنا محمد

وعلی آلہ واصحابہ خصوصاً علی خلفاء الاربعة

ابی بکر وعمر وعثمان وعلی جمیع امتہ

وعلینا معهم اجمعین

﴿ماخذ و مراجع﴾

الضعفاء	-	القرآن الكريم	-
العاوى للكبير	-	صحيح بخارى شريف	-
تهذيب اللفظ	-	صحيح مسلم شريف	-
قوة القلوب في معاملة	-	سنن ابى داود	-
المحبوب	-	سنن ابن ماجه	-
الصواعق المحرقة	-	جامع ترمذى	-
مكتوبات امام ربانى	-	رياض النضرة في مناقب	-
الكشف والبيان في تفسير	-	العشرة	-
القرآن	-	الشفاء في تعريف حقوق	-
تفسير اللباب لابن عادل	-	المصطفى ﷺ	-
تفسير مظهرى	-	كتاب الشريعة للأجرى	-
لباب التاويل في معانى	-	عقائد نسفى	-
التنزيل	-	تكميل الايمان	-
تفسير السراج المنير	-	حدائق بغشش	-
نبراس شرح شرح عقائد	-	مهر منير	-
نور العرفان	-	سنى شيعه بهائى بهائى كيسى	-
الصارم المسلول على شاتم	-	مشكوة المصاييح	-
الرسول	-	مسند الشاميين	-
شم العوارض في ذم الروافض	-	الفتاوى الحديثيه	-
المعجم الاوسط	-	تفسير قرطبى	-
السنة لابن ابى عاصم	-	شرح مشكل الآثار	-
السنن الواردة	-	البلد المنير	-

جامع الاصول من احاديث

مجمع الزوائد

الرسول ﷺ

العلل الواردة في الاحاديث

مناقب الاسد الغالب

النبويه

سبل الهدى والرشاد

الكامل في الضعفاء

شرح الامام نووي على صحيح

الاسامي والكنى

مسلم

الفتح الكبير في ذم زيادة الى

الدولة المكية بالمادة الغيبية

جامع الصغير

ارشاد الساري على البخاري

الجامع الاحاديث

تفسير جلالين

كنز العمال

حاشية جلالين

جمع الجوامع

تفسير مدارك التنزيل

غنية الطالبين

شرح شمس العلماء على

فتاوى رضويه شريف

المرقاة

خطرة كي كهنتي

دشمنان امير معاويه كا علمي

ملفوظات اعلى حضرت

معاسبه

شرح العقيدة الطحاوي

سوالات مؤمنين جوابات 33

رسائل ابن عابدين شامي

علمائے دين

الاصل في تمييز الصحابه

نعره حيدري

اصول السرخسي

تاجدار صداقت

شرح شفاء لعلى قاري

مفتي اعظم هند

وصايا شريف

ملفوظات مبريه

نجوم الفرقان

تصفيه ما بين سني و شيعه

شان صحابه مسند ابى يعلى

مختصر المعاني

المعجم الكبير

شروح التلخيص

دسوقی شرح مختصر المعانی	-	حاشیہ عبد الحکیم علی	-
الاتقان فی علوم القرآن	-	القطبی و علی حاشیہ المیر	-
حاشیہ حلبی علی المطون	-	علی القطبی	-
مرقاة	-	شرح الشمسیہ	-
سلم العلوم	-	تحریر کندیا شرح سلم	-
بحر العلوم علی سلم العلوم	-	العلوم	-
شرح الشمسیہ	-	سعدیہ شرح شمسیہ	-
حاشیہ شریف خان علی حمد اللہ	-	دفع الاشتیاء شرح حمد اللہ	-
حمد اللہ شرح سلم العلوم	-	فتح اللہ شرح حمد اللہ	-
شرح تہذیب لعبد اللہ یزدی	-	رفع الفواشی شرح حمد اللہ	-
مجموعہ منطق	-	ازالۃ الخفاء شرح حمد اللہ	-
البیان الشافی فی حل	-	تعلیقات علامہ احمد حسن علی	-
ایساغوجی	-	حمد اللہ	-
ہدیہ شاہجہانیہ شرح مرقاة	-	تعلیقات مفتی عبد اللہ ٹونکی	-
میزانیہ	-	علی حمد اللہ	-
شرح تہذیب فارسی	-	التعلیقات علی حمد اللہ لمللا	-
قطبی شرح شمسیہ	-	احمد حسن کانپوری	-
مرآة الشروع علی سلم العلوم	-	شرح عبد الحق خیر آبادی	-
حاشیہ شیخ حسن عطار علی	-	علی حمد اللہ	-
ایساغوجی	-	کافیہ ابن حاجب	-
العاشیة الجديدة علی میر	-	شرح ملا جامی	-
ایساغوجی	-	حاشیہ عبد الغفور علی	-
تعلیقات المفتی عبد اللہ	-	الجامی	-
التونکی علی العاشیة	-	معزم آفندی علی شرح الجامی	-
الجديدة علی میر ایساغوجی	-		-

قصص الانبياء	-	حاشیہ ملا جمال و عبد	-
مسند الفردوس	-	الرحمن علی شرح جامی	-
مرقاۃ المفاتیح	-	حاشیہ ملا عصام الدین	-
حواشی اشعة اللمعات	-	اسفرائینی علی الجامی	-
فتاویٰ بہر ہند	-	حاشیہ محمد بن محمد	-
مرآة المناجیح	-	البسنوی علی بامش محرم	-
مناقب خلفاء راشدین	-	آفندی علی الجامی	-
تمہید ابوشکور سالمی	-	علوم الاولیاء	-
سخن رضا	-	تذکرۃ اکابر اہل سنت	-
میلاد خیر الانام	-	تقدیس الوکیل	-
المقاصد الحسنہ	-	زاد المسیر	-
کشف الخفاء	-	روح المعانی	-
تہذیب تاریخ دمشق	-	تفسیر خازن	-
الآلی المصنوعہ	-	کنز الایمان شریف	-
حضرات القدس	-	نور الابصار	-
الفتح المبین	-	نزہۃ المجالس	-
ہدایۃ المسلمین	-	تفسیر کبیر	-
مؤطا امام مالک	-	تفسیر الجامع لاحکام القرآن	-
مستدرک للعاکم علی	-	تفسیر ابن کثیر	-
الصحیحین	-	تفسیر سمرقندی	-
قلائد الجواهر	-	شرف المصطفیٰ ﷺ	-
الروض الفائق	-	تفسیر حسنات	-
مدارج النبوت	-	فضائل چاریار	-
اسد الغابہ	-	منقبت چاریار مع حسنین	-

تاریخ الاسلام لامام ذہبی	-	تاریخ ابن عساکر	-
منہاج القاصدین موفق الدین	-	مصباح الظلام	-
الروض الانیق فی فضائل	-	شواہد الحق	-
الصدیق	-	حلیۃ الاولیاء	-
فتح المفیث	-	طہراتی کبیر	-
الخصائص الکبری	-	فضائل الصحابہ لامام احمد بن	-
روداد مناقرہ	-	حنبل	-
لسان المیزان	-	فضائل الخلفاء الراشدین لابن	-
العیر	-	نعیم اصفہانی	-
الوافی بالوفیات	-	روح البیان	-
طبقات الحفاظ	-	الاسالیب البدیعہ	-
شذرات الذهب	-	معرض الصواب فی فضائل امیر	-
النجوم الزھرۃ	-	المؤمنین عمر ابن الخطاب	-
الثقات لابن حبان	-	الوہم والایہام	-
اللباب	-	کشف الاستار عن زوائد	-
معجم البلدان	-	الہزار	-
الجرح والتعدیل	-	تاریخ بغداد	-
الانساب	-	تہذیب الکمال	-
تذکرۃ الحفاظ	-	تہذیب التہذیب	-
میزان الاعتدال	-	شرح مذاہب اہل السنۃ ابن	-
البدایہ والنہایہ	-	شاہین	-
خلاصہ تہذیب الکمال	-	اصول السنۃ ابن ابی زمنین	-
تقریب التہذیب	-	موضع اوہام الجمع	-
طبقات ابن سعد	-	والتصریف	-

تاریخ الدورى	-	الطبقات الكبرى
طبقات حلیفہ	-	الادب المفرد للبخارى
تاریخ الكبير للبخارى	-	حیات اعلى حضرت
الكنى للمسلم	-	العاوى للفتاوى
سير اعلام النبلاء	-	سجى حکایات
المدخل الى الصحيح	-	مسند ابى حنیفہ
الکاشف	-	تاریخ الخلفاء
السابق و اللاحق	-	مرقاة الصعود
الثقات العجلى	-	التمهيد لمائى المؤطا من
تاریخ ابو زرعة الدمشقى	-	المعانى والمسائيد
رجال صحيح مسلم لابن	-	المستند المعتمد نجاة الابد
سنجويه	-	تفسير ابن عباس
رجال بخارى للباجى	-	تفسير القشیری
اکمال مغلطائى	-	مجالس المؤمنین
تاریخ يحيى برواية الرورى	-	احياء العلوم
معرفة التابعین	-	مطلع القمرین
كتاب الفوائد	-	اليواقیت و الجواهر
ازالة الخفاء	-	فتح البارى
سبع سنابل	-	شرح فقه اكبر
السنن الكبرى للنسائى	-	سيف العطاء
مسند احمد بن حنبل	-	مناقب ابن شهر آشوب
مسند بزار	-	بحر الفوائد المشهور بمعانى
سنن دار قطنى	-	الاخبار
مصنف ابن ابى شيبه	-	شرح معانى الآثار

آثار السنن	-	الدر الثمین	-
شرح العقائد النسفیہ	-	القول الممجّد فی بركات اسم	-
التعمید فی بیان التوحید	-	محمد	-
الاقتصاد فی الاعتقاد	-	مسند ابی یعلیٰ	-
تبیین کذاب المفتري	-	السنن الكبرى للبيهقي	-
تفہیمات الہیہ	-	مصنف عبد الرزق	-
عقائد نظامیہ	-	دیوان سالک	-
مرآة العاشقین	-	یاران مصطفیٰ ﷺ مع	-
فقہی اسلام کا	-	وارثان خلافت راشدہ	-
انسائیکلو پیڈیا	-	پر دیس جندزی	-
اسلام کی گیارہ کتابیں	-	کلیات امدادیہ	-
شان حبیب الرحمن	-	نیر اعظم	-
سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ	-	کلام میان محمد بخش	-
از محدث اعظم پاکستان	-	گلشن رنگیلا	-
سوانح کربلا	-	جبل نور	-
بہار شریعت	-	حافظ الایمان	-
مظہر العقائد	-	مثنوی مولانا روم	-
توضیح العقائد	-	مناقب صحابہ	-
ریاض شریعت	-	نام حق	-
دین مصطفیٰ ﷺ	-	قصیدہ بردہ شریف	-
خطبات سلطان الواعظین	-	صلوة العارفين فی اسرار	-
ابوالنور محمد بشیر	-	معرفت	-
ہاتھ پائوں چومنے کا ثبوت	-	بدائع منظوم	-
انفاس العارفين	-	ایمان کامل	-

شرح الزرقانی علی المواہب	-	انوار الصیام	-
جاء الحق	-	مجموعہ نحو میر	-
تنزیة الشریعة	-	احوال الآخرت	-
الناہیة	-	تحفة الصلوة الی النبی	-
براہین صادق	-	المختار	-
تحفہ اثنا عشریہ	-	ضرب حیدری	-
حاشیة العواصم من القواصم	-	پندنامہ	-
تاریخ کامل	-	کلام وارث شالا	-
کتاب الروح	-	عرفان شریعت	-
منہاج السنة	-	حاشیہ محمد الدین شیخ زادا	-
صافیہ لما وقع بین علی	-	علی تفسیر البیضاوی	-
ومعاویہ	-	طبرانی صغیر	-
مفردات	-	الرسالة القشیریہ	-
المنجد (اردو)	-	شرح شرح نخبۃ الفکر	-
تبصرۃ الادلہ	-	فضائل الصحابہ و مناقبہم	-
فتح القدير	-	سیرت رسول عربی ﷺ	-
سرگزشت ابن تیمیہ	-	مواہب اللدنیہ	-
نہج البلاغہ	-	عمدة التحقيق	-
		امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر ایک نظر	-
		تطہیر الجنان	-
		النار العامیہ	-
		السیرة الحلبيہ	-
		الاکمال فی اسماء الرجال	-
		اخبار الاخیار	-



امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

جو شخص خلفاء اربعہ کو برابر جانے اور ان کے مابین ایک کو دوسرے پر فضیلت دینے کو فضول سمجھے وہ خود بڑا فضول اور احمق ہے کتنا عجیب بو الفضول ہے وہ شخص جو اہل حق کے اجماع کو فضول سمجھتا ہے

(مکتوبات امام ربانی ج ۱ ص ۲۸۸ مکتوب نمبر ۲۶۶)

فاتح قادیانیت پیر سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

پاکپتن شریف عرس کے موقع پر زائرین کا پورا نعرہ یہ ہوتا ہے

اللہ محمد چاریار حاجی خواجہ قطب فرید (مہر منیر ص ۴۳۱)

ملک المدین عطاء محمد ندیالوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

نعرہ تحقیق حق چاریار اہل سنت کی علامت اور اس سے منع کرنیوالے کا باطن رافضی ہے

اور تقیہ کے طوطے پر بظاہر اہل سنت کہلاتا ہے اگر نعرہ تحقیق حق چاریار کی مخالفت

کرنے والوں کی منطوق تسلیم کر لی جائے تو محمد رسول اللہ سے لازم آئے گا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

کے سوا کوئی رسول اللہ نہیں تو اس طرح آدمی دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے

ان سب خرابیوں کا سبب جہالت ہے۔

لہذا نعرہ تحقیق حق چاریار سے کوئی منافق، رافضی ہی منع کریگا، بلکہ اس نعرہ

کا مرتبہ نعرہ حیدری اور نعرہ غوثیہ سے بھی مقدم تر اور بلند تر ہے۔

سیف العطاء ص ۱۴۱، ۱۴۲